

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228270

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

954

Accession No.

24

Author

م ت

خان

Title

صوبہ السلاطین

This book should be returned on or before the date last marked below.

ماخذ یہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان بیان میں اُسکا اسم اور رسم جدا ہو سکتا
 ہو اگر جامعیت نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ پھیرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام
 کلام پاک میں خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کر دیا ہے کمال کے یہی معنی
 ہوتے ہیں کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزئی و کلی میں خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو
 یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہیں ہو سکتا ہے فرمان روائی
 ملک دار ہی حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم
 قرآن پاک اور حدیث شریف سے بادلہ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے میں قیام
 تک برآمد ہو سکتے ہیں۔ اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے
 رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی
 محروم رہے اس انصاف و برابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ پاک نے
 مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ ترازو بنا دین اور اپنے لین دین میں استعمال کریں کہ
 آپس میں ظلم نہ ہو نہین تو خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام
 ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تول نے میں زیادتی
 نہ کرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تا کم نہ ہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہیں اسلئے
 اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ میں احکام خداوندی
 درج ہیں اور یہ ترازو انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونوں کا
 اتباع اور ان کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا
 خلیفہ اور اسکل امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے
 جو خاندانی غرت اور جاہت اور حسب و نسب کے علاوہ عدل و انصاف رحم و کرم مصدق

و مخزن ہو اور اخلاق الہیہ و علوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت تہندوستان
 سے نکل گئی اور اب اس قوم کے ہاتھ ہے جسکو مسلمانوں سے نفرت ہے اور
 مسلمانوں کو ان سے دشت رہیں چوٹی چوٹی ریاستیں وہ خود نزع کی حالت میں
 ہیں صرف برائے نام بہوپال رام پور ٹونک جاوڑہ جونا گڑھ وغیرہ یہ دو چار
 ریاستیں ابھی سرزمین ہند میں باقی ہیں جہاں دو چار دس بیس ہندوستانیوں
 کی صورتیں نظر آجاتے ہیں مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکراوٹھا سکتے
 اور مسلمانوں کی ساتھ ایک خاص ہمدردی رکھتی ہو اور اہل فضل و کمال اسکے دائرہ میں
 ہیں پرورش پاتے ہوں رومی بومی رنگی فرنگی آفاقی قباقری غرض ہر قوم اور
 ہر فرقہ کے لوگ وہ بھی دو چار دس بیس نہیں سیکڑوں ہزاروں اسکے خوان کرم
 اور مایہ احسان پر ہر وقت نظر آتے ہوں میری نظر میں تمام قلمرو ہند میں اگر کوئی
 ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دارالسلطنت حیدر آباد صانہ اللہ عن الشر والفساد ہے
 و مان کا دار اسے روشن گہر فرمان رواے برجیس قدر جمال کمال و کمال حال سرکشوں کا سرکوب
 جابرون کا خانہ روب امیر و نکا امیر و مولیٰ غریب و کامرہی و اقا عدل و کرم میں ثالث حام
 و کسری دولت و شوکت میں ثانی سکندر و دارا حضرت بندگان رفیع المکان ہمایون
 منزلت گردون قباب خوار کا ب سریر آرائے انجمن دولت و کام رانی صدر نشین
 بزم جہان داری و جہان بانی ناظم ممالک تمدن و سیاست سالک ملک نصفت و معدلت
 داراے کشور فہم و گیاست دانائے کامل غوامض عقل و فراست صدر داور گاہ آثار
 و ریاست پیشوائے عسکر ظفر پیکر شجاعت و بابت مورد محاسن سینہ مرجع معارف و ریکہ
 حضور پر نور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الممالک صف جاہ

اعلیٰ حضرت نواب میر محبوب علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی
 رؤس الانام برہ و احسانہ بین امید پاک اس مید گاہ عالم و عالمیان کو اپنی حفظ و امان
 میں سلامت با کرامت رکھے اجباب شاد اور مسرور رہیں اور اعدائے دولت مبتلا سے
 حوادث و مہور ۔ ۴۔

رایت دولت بجاہت جاودان منصوباد	تا ابد چشم بد از جہاد و جلالت و رباد
این دعائے بندگان تست ہر صبح و صا	در پناہ جہاد تو ملک کن معمور باد

یہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس
 دار الفضل کے تعریف میں صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور
 اپنے قلم کو عزت دیتے ۔ ۴۔

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبہ مخزن معدلت شاخ شجرہ فاروق الاعظم
 والعدالت جگر گوشہ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رح امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم
 مخدوم عالم و عالمیان چشم و چراغ شبستان والا پایگی نو بہار بہارستان گرانمایگی
 دریادل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان جبرئیل شیم مہر علم کیوں خادم
 مریخ خشم عالجناب سکندر جنگا قبال الدولہ اقتدار الملک و قسار الامرا نواب
محمد فضل الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی دامت اقبالہ کو منتخب
 کر رکھا تھا جو سند امارت و وزارت پر جلوہ افروز ہیں اور اپنے زمانے کے آفتاب
 اندھیرے گھر کے فہتاب ہیں اور لڑیوں کے موتی بلکہ انمول جواہر ہیں اور نگہبانی خلایق
 اور حسن تدبیر میں یگانہ روزگار اور سخاوت و دریادلی میں منتخب لیل و نہار ہیں جنکی دلیز
 فضل و کمال کی امید گاہ ہے اور جنگا آستان فیض نشان اہل دولت و ایمان روزگار

کا بوسہ گاہ ہے -

واجب براہل مشرق مغرب عامی و
باقی مبادہ ہر کہ نحو اہد بقاسے او

سبب تالیف کتاب تذکرہ مولف

اما بعد محمدان اور زولیدہ بیان محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد حفص
صدیقی غفر اللہ عنہما و ذلہما دستریعوی جمافی الدنیاء والاخریٰ ملک خوار دولت سرکار
ریاست نظام عرض پر داند خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحا سیر اور مورخین زمانہ
اگلے پرانے تذکرے جو آثار دولت و سلطنت سے چلے آتے ہیں اُن کو اپنے کتابوں
میں بیان کر چکے ہیں جن میں سے یہ ناچیز محض عمدہ بادشاہوں کی حکایات
عادلانہ اور خصایل پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام اور نہیں رسالوں سے انتخاب کر کے
ہدیہ ناظرین کرتا ہے ۔

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی و عربی زبانوں میں تہین اسلئے اسکل فائدہ ایک خاص
گروہ سے مخصوص تھا اردو قلم و کے سیاح اُن جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے
اور فائدہ نہ اٹھا سکتے اسلئے میں اردو زبان میں انکو اٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی جیب
و دامن بھر لیں ۔

اس تالیف سے بجز اسکے میری اور کوئی غرض تھی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے
لئے ایک اگہی کا ذریعہ یا الہ بناؤں اور اُن میں تہذیب اخلاق ملکرانی سیاست مدن کی
تصویر کھینچ کر قوم کے پیش نظر رکھ دوں تاکہ انسان اُن حالوں کو دریافت کر کے عبرت
حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات و انقلابات پر غور و تامل کر کے اسکو ایسا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصافِ رفیعہ سے بچا رہے جن میں اہم سابقہ مبتلا تھی
یا جن سے اُنکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصافِ حسنہ سے متصف کر سکر جنکی
بدولت اگلے لوگوں کو صلاح اور رشد حاصل ہوا۔

مجھکو ناظرین کے کرم اور اخلاق سے اُمید قوی ہے کہ اس رسالہ کو بنظرِ اصلاح ملاحظہ
فرمائینگے کیونکہ کوئی فروشہرہ و نسان سے خالی نہیں پس اگر کہیں کچھ غلطی و خطا
اس سدا یا غلط و خطا کی ملاحظہ فرمائیں بقلمِ اصلاح اور بدامن عفو خطا پوش چھپائیں
و ما توفیقی الا باللہ چونکہ اس میں عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہوں کے عمدہ اور پسندیدہ
خصائل کا تذکرہ ہے اس لئے رسالہ کا نام تاریخی حکم التاریخ المعروف
بہ محبوب السلاطین رکھ کر پانچ حصوں پر تقسیم کر کے ختم کیا پہلا حصہ بعض
بادشاہوں کی حکایات و نکات و فوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان میں دوسرا
حصہ حکمرانی و رعیت کی نگہبانی اور طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خدا ترستی
و نیکی و بدی و دولت مند می و جہان داری وغیرہ کے بیان میں تیسرا حصہ قدیم
زمانہ کے علما کے وعظ و پند و نصائح جو خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین
کو کئے اسکی تشریح میں چوتھا حصہ ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر میں پانچواں
حصہ تاریخِ جدید و لیہ شاہانِ عرب و عجم اور ہندو کن صیانا اللہ عن الشر و الفتن سے متعلق ہے

حصہ اول

بعض بادشاہوں کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کی بیان

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر

یا جملہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ سے مدد نہ لے اپنے اختیار سے اپنے ملک میں عامل مقرر کرے۔ - ۲۔

امپاکس نے مصالح عالم کے لحاظ سے چند لوگوں کو افراد بشر سے بہ صفت فرما کر روائی و جہاندارسی منتخب کیا کہ افراد منتشرہ بنی نوع انسان کو جو آزادانہ و حاکمانہ زندگی بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ میں مقید کر کے رکھے جائیں کہ اپنے خیالات نفسانی اور قوت غضبی کو ہر جگہ اور ہر وقت بیقاعدہ کام میں نہ لاسکیں اور خلق خدا پر قانون الہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف کریں۔ ہشام بن عروہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک نیکی کے ساتھ اور بد بدی کے ساتھ تم ان کی بات سنو اور ان کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے۔ - ۳۔

مورخین نے اپنی کتابوں میں سارے دنیا کے ملک اور رؤسا کا حال لکھا ہے ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جسکے دیکھنے سے یہ امر بخوبی ثابت ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی قوم نہیں گذری ہے جن میں سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو مگر کسی مدد میں صدیوں رہی اور کہیں برسوں اور مہینوں جب تک سلطنت آئین و قانون کی پابندی ہی عزت دولت اسکے ساتھ رہی مگر نفسانی خواہشوں اور شہوانی ارادوں کا تنعم اور شخصی سلطنت کی حالت میں مغلوب رہنا ایسا ہے مشکل تھا جیسا ایک ایسے قید سی کل جو زندان خانہ میں بغیر طوق و سلاسل نظر بند ہو اور اسکا کوئی محافظ نہ ہو غرض سلطنت نے نفس پرستی اور لذات دنیوی کے طرف مائل کیا تعیش اور سامان راحت نے دولت لٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت را نیکی باقی نہ رہے قانون الہی کے انتظامی

قدرت نے عمان سلطنت دوسری خاندان کی طرف منتقل کر دی سلطنت کے ساتھ عزت دولت جان و آبرو سب کھو بیٹھے۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطاطالیس سا حکیم نامور اور اسکا وزیر سکندر بہتے بادشاہوں کو اپنا باج گزار بنایا ایران و ترکستان کو روندتا ہوا ہند پر چڑھ آیا اور اسکو مسخر کر کے چین کی سرزمین پر جا کو داغرض مشرق سے مغرب تک کل رو سے زمین کی بیاسی سلطنتوں پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جا بجا نو جین نامور تھیں۔

حکایت

سکندر نے اپنا راز ایک میر سے کہہ کر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے رو برد نہ کرنا مدت تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہڑا لا رفتہ رفتہ وہ راز فاش ہو گیا سکندر نے جب اطلاع پائی اسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کو جو بادشاہی امانت میں خیانت کرے کیا سزا دینی چاہئے اس نے جواب دیا کہ بادشاہ خود اس مقدمہ میں مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دہین نہ رکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کر دیا تو دوسرا اس شاہی راز کو جسکا متحمل بادشاہ نہ ہو سکا کیونکر ہو سکتا ہے۔ سکندر یہ بات شکر و وزیر کو انصاف بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کر دیا۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے رو برد اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پرستعد ہو جائیگا۔

اور سمجھنا مت اسے مرد امین

راز دل سفلہ سے مت کہہ بیٹھنا

دل کے پردہ میں چھپا سکتا نہیں

کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب

سکندر موسوی ملت کا پابند تھا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام میں کاربند ہوتا تھا
نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تھا شجاعت اور سکی خانہ زاد تھی اور سخاوت خدا داد
اسکے عہدہ قون سے کتابین بھری پڑی ہیں انہیں سے چند قول ہدیہ ناظرین ہیں
قول سلطنت کی لذت چار چیزوں پر منحصر ہے ایک بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا
دوم دوستان امانت و دیانت دارون کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانا سوم مظلوموں
کی دستگیری چہارم محتاجوں کی خبر گیری۔

جس بادشاہ نے یہ چاروں باتیں بنائیں سلطنت کا کوئی مزہ نہ پایا۔

پند استاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہئے کیونکہ باپ
اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور استاد اسکو زمین سے آسمان پر پہنچاتا ہے
نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کر نامردی میں داخل نہیں بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کر نامردی
کا کام ہے۔

قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہیں اول اہل شمشیر جن سے فوج
اور شکر اور سپہ سالار وغیرہ مراویں ثانی اہل قلم جن پر آئین و قانون اور درستی
و تقریر است کا مدار ہے جیسے وزراء و معتمدین سلطنت وغیرہ ثالث تاجروں و بیوپاری
رابعاً زمیندار و اہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور اسی سے
عام و خاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چاروں کو چار عنصر کا نام ہے

ساتھ نہایت مشابہت ہو سکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہیں دشمنان سلطنت کو آتش
 تیغ سے جلاتے ہیں اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہیں۔ اور اہل قلم ہوا کو
 مانند مین کل سلطنت کا دار و مدار انکی تحریر و تدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کی بغیر
 تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے۔ پانی کو
 ساتھ تجارت پیشہ کو تشبیہ دیا جاتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ملک و نفع پاتا ہے آب و
 تاب میں آجاتا ہے جس طرف وہ آ نکلتے ہیں تجارت سے قالب روح میں جان تازہ آ جاتی
 ہے۔ زمینداروں کو خاک کے ساتھ تشبیہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھ
 اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی
 زمیندار ہوتے ہیں گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

بہین کچھ خوف دار السلطنت کو	بہین مضبوط گریہ چار ارکان
نخست اہل قلم پھر اہل شمشیر	کہ جن پر ہے مدار کار و دوران
ہین پھر اہل تجارت اور زمیندار	جسم حکم و دولت صورت جان

حکمت صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیون نہو اور مسک و بخیل ہمیشہ
 ذلیل و خوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو۔

ہے سخی مقبول ذات کبریا	گرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے
گنج قارون گرچہ رکھتا بخیل	ساری دنیا میں ذلیل اور خوار ہے

نکتہ بادشاہی خزانہ خدا سے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل میں ہے
 بادشاہ کو چاہئے کہ وہ مال زندوں کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق و ارباب احتیاج اور فوج
 و لشکر کو دے نہ کہ مردوں کے پاس رکھے یعنی زمین میں دفن کرے ۛ

محبوس نمودن بہ نہان خانہ درم را

در ملت ارباب سخا جرم صریح ہست

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امرا چوٹی نہرین جو اسی دریا سے نکلی ہوں
بہر مال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے
خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت و انصاف کے
رہنما کی طرف چلیگا تو امرا اس کے بل و س راہ کو طے کریں گے اگر بادشاہ ظلم و جور اور فسق
و فجور کی گھاٹیوں میں قدم رکھیگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائیں گے غرض بادشاہ
وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی صحت سے عالم کی تندرستی ہے۔

صاف دریا ہے اگر نہرین بھی سکی صاف ہیں

شاہ عادل کو بھی مل بھی انصاف ہیں

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غزال نے اس کے بازو
سے ایک تعویذ کھولا اس میں تین نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں۔

نصائح اولیہ کہ دنیا کا ترک کرنا اور اس کی محبت میں گرفتار نہ ہونا باعث سلامتی ہے
اور تقدیر پر بھروسہ اور قضا و قدر پر تکیہ موجب راحت ہے۔ ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی
اعتبار و حسن خدمت باعث عزت و وقار ہے بذہنی باعث تکلیف و رنج ہے اور حسن
ظن سبب حصول گنج۔ ثالثاً دنیا میں اگر کوئی گناہ نکرتا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر
انسانی ہے کبھی ظاہر نہ ہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرتی پانی کو پیدا کیا
اور پانی اس کی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو اور عطا ہے پس انسان
کو چاہئے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے۔

اگر نہ تو ایہ ذریعہ عفو کا

تاکہ فوراً آگ کو دیوے بجھا

بختے کب جاتی گنہگاروں کے جرم

حق نے پانی کو بنایا اس لئے

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہ بادشاہ اولوالعزم تاجداروں کی فہرست میں منتخب شمار کیا گیا ہے اس کی سلطنت کے وسط زمانہ میں حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے خندق کھودنا اور تقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی کتابیں لکھوائیں ایک سو بیس سال سلطنت کی۔ اس کا قول ہے قول کئی طرح کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امراء پر ہیں۔ اول بادشاہ کا حق لشکر پر ہے کہ وہ مطیع ہو اور اسکے دشمنوں کے ساتھ لڑے بادشاہی کام کو ناتمام نہ چھوڑے دوم فوج کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ اُن کا مقررہ وظیفہ ماہ بہ ماہ پورا انکو پہنچائے جان بازون و نملک حلالوں کی قدر دانی کرے جب نوکر ضعیف ہو کر لائق خدمت نہ رہے تو اسکو ضایع نہ کرے جو ملازم سرکاری نوکری میں مارا جائے اسکے متعلقین کی خبر لیتا رہے سوم امراء اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہ ہے کہ اسکے ملک کو جو اون کے تفویض میں ہو آباد رکھیں زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی میں درخت بوئیں رعایا کو خرم و شاد رکھیں و حصول زر میں رعایا کو تکلیف نہ دیں زیادہ طلبی و زیادہ ستانی نہ کریں چہاں ہم تابعین کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشی محکم بادشاہ کا حق رعایا پر یہ ہے کہ وہ بدل و جان بادشاہ کے حکم میں رہیں اسکو اپنا مالک سمجھیں راست باز بنیں اور سچائی سے پیش آئیں زر تحصیل فصل بہ فصل خزانہ شاہی میں پہنچائیں حکم کی تعمیل میں دیر نہ لگائیں ششم رعیت کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

داد نظام سے لے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند کر کے خراج کے لینے میں زیادتی
 نکرے ظالم اور جابر عمال کو رعیت پر مسلط نفرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے
 بنوانے کیلئے رعایا کو خزانہ شاہی سے مدد دے ارضی و سماوی آفتون کو نقصان پہ
 لحاظ کرے تاجروں کے ساتھ بہربانی پیش آئے ہر ایک پیشہ ور اہل مہر صاحب
 فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کر کے رعایا کو نہ لوٹے انکی
 قوت سے زیادہ بوجہ اونکی سرورن پر نہ ڈالے ہر ایک کام میں سہولیت بے طرح
 اور انواع و اقسام فریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے ۔

فوج و لشکر بلکہ عام اور خاص پر تاکہ ہو آباد ملک اور خلق شاد سارے نوکر اور رعیت شاہ کی	چاہئے ہو شاہ ہر دم مہربان اور رہے آرام میں سارا جہان اسکی تعریفوں سے ہوں طلبان
---	--

نکتہ تین خصلتیں بادشاہ کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہیں اول راستی اور وفا
 و خوش کلامی ثانیانیا شجاعت اور سخاوت اور مروت اور فتوت ثالثاً کم خشمی اور
 تحمل و بردباری اور حلم ۔

زیب دیتے ہیں بادشاہی کو بردباری و حلم و کم خشمی	راستی و وفا و خوش گوئی اور عطا و سخا و خوش گوئی
--	--

بادشاہ کی مزاج میں عقوبت سے زیادہ عفو چاہئے اور غصہ سے زیادہ تحمل ۔

چاہئے شانہ ملک جہان غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو	نیک گوئی و نیک گوئی و نیک اور عقوبت سے زیادہ عفو
---	---

اردشیر باجان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسو برس بعد اسکندر کے ہوا سب سے پہلے اس نے اپنے آپکو
شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیوں میں یہ پہلا بادشاہ گذرا ہے
آئین جہاندارمی خوب جانتا تھا کتاب کا رنامہ اور آداب الجیوش اسی کے
تصنیفات سے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی کے عہد میں مبعوث ہوئے تو اس نے
آبائی مذہب چھوڑ کر عیسوی مذہب اختیار کر لیا۔ اسکا قول ہے :-
قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلیداً اوسی طرف
جھک پڑتی ہے :-

ہوا گردنیا میں عادل بادشاہ	بندہ پرور سایہ گستر مہربان
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی	سزگون اسکی اطاعت میں جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع اہم پر ہے اور لوگوں کی کثرت فراوانی
خزانہ پر اور خزانہ کی معمور سی ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل و انصاف پر منحصر ہے

ہوا گر منصف شہ دور زمان	ملک آباد اور رعیت شاد ہے
ہر لبشر ہے مست صہبائے نشاط	دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوئے دیکھا فرمایا
کہ جیسے پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہیں بادشاہوں
کو چاہیے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنیں کہ عام لوگوں کو نصیب نہ ہو لڑکے نے عرض کیا

کہ وہ کونسا لباس ہے فرمایا کہ بادشاہ روسی زمین اپنے پہنے کا لباس ایسا بنائے
جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہ ہو :-

شاہ عادل نیکھے و نیک نام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل و داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائدہ یہ بادشاہ ہر شاہی دربار عام کیا کرتا تھا جہاں کل رعایا حاضر رہتی تھی
دربار کی وقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاہ اُسی وقت تاج شاہی سر سے اُتار کر
تخت شاہی سے اُتر کر عام لوگوں میں کھڑا ہو جاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ ابھی مستغیث کے
حال کی تحقیقات ہو اگر دعویٰ مدعی دروغ و بے فروغ نکلتا تو اسکو سخت سزا دیتا
کہ دوسرے دن کو ایسی جرئت نہ پیدا ہو غرض جب تک مستغیث کا انصاف نہ ہو لیتا بادشاہ تخت پر بیٹھا

ہر مہربن شاہ پور بن ارد شیر

یہ بادشاہ نیک نامی اور رعیت پروری میں ضرب المثل تھا۔ اسکا قول ہے :-
قول نیک پادشاہ میں پانچ صفتیں ہوتی ہیں۔ او لاؤ کا ثنا نیا سخا ثنا لیا
شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پر مزاجی تیس جس شخص نے یہ رتبہ پایا اس نے
حکومت کا مزا اٹھایا :-

بود بارعب گر شاہ نگو خو	ذکی و با سخا و با شجاعت
نباشد دخل در ملکش عدوا	بود آباد گنج و مال و دولت

پس بادشاہ کے ندیموں کو چاہیے کہ اپنے اور اقا کے مراتب کا لحاظ رکھیں
اور خدا تعالیٰ سے قدم باہر نہ رکھیں عنایات شاہی پر مغرور نہ ہوں اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نہ کریں مشورہ کی وقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین
اور اگر برخلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اور انداز سے کہیں کہ بادشاہ کے
مزاج پر گراں نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہیں خیر خواہی اپنا فرض
منصبی سمجھیں شاہزادوں کا ادب رکھیں کبھی خلاف انکے کام نہ کریں شاہی خدام و حاضر
باشون سے نہ برمی پیش آئیں :

بہرام گور بن نیرد جرد بادشاہ

یہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل و سخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کمال
رغبت تھی اسی سبب بہرام گور خرمشہور ہو گیا۔ بہادر و دلاور بادشاہوں میں
یہ شخص نامور گذرا ہے :

حکایت

ستہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک میں بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے
آگے سے بھاگ کر ایک گانہ میں چلا گیا اور قیضہ نام ایک عربی کے گھر میں جو بنی طئی
میں ایک معزز آدمی تھا جا گھسا بہرام بھی اس کے پیچھے گیا اور عربی سے ہرن مانگا
اس نے ندیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالت میں شاہی حیثیت سے کام لوں عربی نے
کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر میں آکر نیاہ لی ہے یہ مقتضائے مروت نہیں کہ میں
اسکو اپنے ہاتھوں اسکے دشمن کے حوالہ کروں جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ مار لگا
ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کر لگا تو اسی وقت کل لوگ بنی طئی کے جمع ہو کر میرے
عیوض تجھکو مار ڈالیں گے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے پر بندھا ہے لے لے اور چلا جا بہرام کو یہہ جو انخر دی اعرابی
 کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا۔ جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بلا کر سرفراز کیا۔
 فائدہ بہرام کے خیر خواہ ارکان دولت اسکی دوامی سخاوت سے تنگ آ گئے تھے
 ایک دن موقع پا کر باتفاق عرض کیا کہ بقاے سلطنت خزانہ پر موقوف ہے اور شاہی جزا
 ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر میں خزانہ جمع کرتا ہوں تو سپاہ اور دانا یا ن روزگار
 جو میرے پاس جمع ہیں پریشان اور متفرق ہو جاتے ہیں اور اگر انکے جمع رکھنے
 کی فکر کرتا ہوں تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونوں امور سے جو بہتر نظر آئے کیا جا
 اے امراء دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع رکھنا سب سے مقدم ہے اگر خزانہ معمور رہیگا
 تو ضرورت کے وقت نئی فوج اور اہلکار ملازم رکھ سکتے ہیں اور ہر طبقے کے منتخب
 لوگ بھی فراہم ہو سکتے ہیں بادشاہ نے یہ سن کر کہا کہ اس دعویٰ پر کوئی دلیل قومی
 لا سکتے ہو امراء ایک پیالہ شہد سے بھر اموالے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا
 اسی وقت مکھیون کا ہجوم ہو گیا۔ فرمایا کہ اسکا جواب راکھ دیا جائیگا غرض رات کو سب
 ارکان دولت بلائے گئے اور وہی شہد کا پیالہ انکے روبرو رکھ دیا ایک مکھی بھی
 نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیون کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تجویز ہو بادشاہ کا
 یہ جواب سن کر سب امراء جواب در خاموش رہ گئے *

فکر کار خویش پیش از وقت کن	فہم کن در ابتدا انجام کار
خرچ کن بر وقت گنج سیم زر	باش بہر اختتام امیدوار

نوشیلان عادل بن قباد

داو گرتا جدارون کی انجمن شاہی میں ہمیشہ یہ بادشاہ صدر نشین رہا ہے +
 کسریٰ اسکا خطاب تھا اس نے اپنی مقصود اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم
 کیا تھا اول خراسان و سبستان دوم عراق و عجم و اذربایجان سوم
 فارس و اہواز چہارم عراق عرب و سرمد روم۔ شہر رومہ اُسی نے آباد کیا۔
 اور مدائن کو تخت گاہ بنایا بابل کے شہروں کو فتح کیا اور النہر میں جا کر خاقان پر
 نصرت پائی و بعد صلح واپس آیا دشت قبیاق کے حاکم کو باج گزار بنایا اور قیصر روم کو
 زیر کر کے دوستی قائم کی ہند میں ایچی بھیج کر قنوج کے راجاؤں کو باج گزار کیا
 یمن اول ہی لے چکا تھا غرضکہ ماوراء النہر خراسان جرجان اذربایجان فارس
 کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان و جزیرہ عمان و عراقین و بحرین و یمامہ و شلم
 و سرمد روم یہ سب ممالک اسکے قبضہ اقتدار میں تھے +

اس بادشاہ کی نصیحتیں اور طرز عمل کتب تواریخ میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن میں
 چند اس مختصر میں بدیہ ناظرین ہیں +
 اس بادشاہ کے ہاتھ میں تین انگشت تریان تھیں ہر ایک کے نگیں پر ایک ایک نصیحت
 کندہ تھی۔

اول یہ کہ صالح آدمی دوست و دشمن کے ساتھ صلح کرتا ہر کسی سے بخافت پیش نہیں آتا
 و روم یہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہوا رہے تدبیر نہیں بہتر ہو جاتی ہیں۔
 سوم یہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے +

بہر نیک و بد و بایا و اغیار
 سازد در جہان بے مشورت کار

بد نیامد صالح می کند صلح
 کند ہر دم رعایت بار رعیت

نصائح جوانی پر غور نہ کرو خدا کو ایک جانو اور سکو نچھوڑو خود پرستی سے احتراز کرو کہے ہوے کام کو کیا ہوا سمجھو کی ہوئی عبادتوں کو نا کردہ جانو آج کا کام کل پر نچھوڑو مان باپ سے تمسخر نہ کرو زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم تصور کر رکھو کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈرو مست اور دیوانے کے پاس بنجاؤ عورتوں کی صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نہ رکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر رکھ کر نہ کھاؤ تحصیل علم میں کسی وقت شرم نہ کرو ناخواندہ مہمان کسی کے نہ بنو آزمائے ہوئے کو نہ آزماد دولت مندوں کے ساتھ عداوت نہ رکھو سلطان وقت کی اطاعت مقدم جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نہ کرو تندرستی و صحت کو بڑی نعمت جانو دوست کی قدر پہچانو دیر کر کے سوؤ جلد اٹھ بیٹھو تنھوڑا کھاؤ کم بولو بہت روؤ کم ہنسو مرگ کو سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو پہچانو ۛ

پند ہر نا صح شہنوائے مہربان
کن عمل برگفتہ اہل عمل
تاشومی روشن باوج عز و جاہ
نہ قدم اندر سلوک اہل راہ

قول بہاری بوجھ کا اٹھانا اور دو لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت میں جانا مشکل کیونکہ بوجہ اسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے ۛ

قول بہاری بوجھ کا اٹھانا اور دو لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت میں جانا مشکل کیونکہ بوجہ اسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے ۛ

برمی ہوتی ہے صحبت غیر جنس
حقیقت میں ہے وہ عذاب الیم

نکتہ شاہی قلم و دین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہو جائے اور اسکی سوراخ میں بکری کا پاؤں توڑ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا باز پرس بادشاہ سے ہوگا ۛ

نکتہ شاہی قلم و دین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہو جائے اور اسکی سوراخ میں بکری کا پاؤں توڑ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا باز پرس بادشاہ سے ہوگا ۛ

انچہ اندر ملک می یا بد ظہور
باز پرس دست پتیش و الجلال
از نکوئی و بدی و خیر و شر
بیشک از فرمان روانجو وادگر

انچہ اندر ملک می یا بد ظہور
باز پرس دست پتیش و الجلال

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیر و نکی مشورت سے مستغنی ہو جس طرح
دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور میں نہیں ہے۔ نیک گھوڑا تازیانہ نہیں
کہا سکتا۔

نہا شد با وزیران احتیاجش	بود لایق اگر شاہ زمانہ
ز شوہر ہست مستغنی ز خج	خورد کے اسپ تازیانہ

نکتہ مرد مفلس بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا بے برادر بیگس ہے اور برون
بے عیش۔ جوان چارونہیں سے کچھ نہیں رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہے

مرد مفلس سرسبز بے آبرو ست	شخص بے اولاد نابینا بود
بے برادر بیگس است اندر جہان	زن ندارد ہر کہ او تنہا بود
آنکہ او دارد نہ زینان هیچ چیز	بے غم و بے خوف بی پروا بود

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہے اور شب خداوند
عالم کی عبادت اور شکر نعمت ادا کرنے کے لئے *

صبح سے تا شام جتنا وقت ہے	اُس میں کر لو اپنی ساری کاروبار
شب کو غیر از بندگی کچھ مت کر	تاکہ ہو راضی جناب کردگار

نکتہ جس فعل نے کسی کی غرت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے۔

ہو چکا ہو جس سے بے غرت گوئی	کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے
خوار کیوں کرتا ہے اپنے آپ کو	ہوتا ہے بے آبرو کس واسطے

نکتہ صاحب محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے۔

ڈرتے رہتے ہیں ندیم بادشاہ	خوف سے کرتے ہیں وہ ہر ایک کام
---------------------------	-------------------------------

بیقرار می ہے فقط آنکے نصیب	عیش و آرام آن پر رہتا ہے حرام
فائدہ چار چیزوں سے چار شخص ذلت اٹھاتے ہیں بخل سے بادشاہ رشوت سے	حاکم بے شرمی سے عورت ظلم و ستم سے عمال +
مملکت گرد و خرابی خستہ حال	بادشاہ باشد اگر مرد نجیل
اہل حکم از ظلم گرد و شرمسار	قاضی از رشوت شود خوار و ذلیل
در صف مردان زنان بد خصال	می شود آخر بخل بے قال و قیل
حکمت بادشاہ شکر کے ساتھ ہے اور شکر مال کے ساتھ مال خرچ کے ساتھ خراج ج	
ملک کے ساتھ اور ملک آبادی کے ساتھ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھ ہے	
مملکت آباد ہے انصاف سے	عدل ہے بیشک مدار انتظام
شکر آسودہ خزانہ جمع ہے	ہو اگر درپیش کار انتظام
نکتہ قیصر روم نے سنا کہ نوشیروان کے خزانہ میں روپیہ جمع نہیں رہتا بوقت ضرورت	
قرض یعنی کی نوبت آتی ہے اس لئے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ جمع رہنا خزانہ	
کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اور یہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ جیسا بادشاہ عالی قدر	
رعایا کا قرض دار ہو مناسب یہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کی طرف اپنی ہمت مصروف	
کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے۔ نوشیروان نے اس کے جواب میں لکھا کہ بادشاہ	
کیلئے جمع رکھنا شکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور عند الضرورت رعایا سے قرض	
لینا عیب نہیں اس لئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار ہے اور بادشاہ رعایا کا محافظ +	
ہمت اموال رعیت مال شاہ	گر بود باہم وفاق و اتفاق
مال یاران است باہم مشترک	گر نباشد در میان بغض و تفاق

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کی طرف کس چیز نے تجھے
 رہبری کی فرمایا کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کے ایسی لکڑی
 ماری کہ اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چند ہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے
 اسکو لات ماری جس سے اُسکی بھی ٹانگ توٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا ہی تھا
 کہ گھوڑا یکا پاؤں زمین میں دھنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتا تو
 گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا۔ اُسی دن
 میں نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہر ایک عمل کے عوض میں
 جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر میں ظلم کروں گا تو اسکا عوض ضرور پاؤں گا اور
 عدل کروں گا تو صفت عدالت سے بلند آواز ہوں گا +

بہادری سے ہوتی ہے حاصل بھلائی
 رہیگی مگر یہ بھلائی بُرائی

برائی کے بدلے برائی ملیگی
 رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ

حکایت

ادربایجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اُسکے بے رضامندی لیکر اپنی
 حویلی میں شامل کر لی ناچار بڑھیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اُسکو
 دو برس تک نہ ملی اسلئے وہ دامن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھ مہینے
 تک اسکو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقع نہ ملا یک دن شکار گاہ پہونچی
 اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پا کر گھوڑے کی پاگ تھام لی اور اپنا حال زار
 دیدہ اشکار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمت گار خاص خفیہ آذربایجان
 کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جا کر اصل حال اس مدعی کے دعوے کا دریافت کر کے

حضور میں بے کم و کاست عرض کرے خادم وہاں پہونچا اور بعد تحقیقات واپس آکر عرض کیا کہ دعویٰ مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعا علیہ کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش میں اسکی گردن ماری اور جویلی اسکی بڑھیا کو دمی اور خود متبنہ ہو کر اس روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ دربار کے وقت جو داخواہ آئے فی الفور رو برو پہونچا جائے بلکہ اپنے خاص محل کی دیوار پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسمیں باندھ کر منادی کروائی کہ رات کی وقت جو ستغیت آئے اُس زنجیر کو ہلائے گھنٹہ کی آواز سنکر بادشاہ اوسی وقت مستغیت کا فریاد رس ہوگا +

نکتہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہئے اولائے آدمی کو بے امتحان خدمت نہ دے ثانیاً نوکر کر نیکے وقت اُسکا قیافہ دیکھ لے کہ کس حیثیت کا آدمی ہے ثالثاً نوجوان نا آزمودہ کا کوڑے کاموں میں دخیل نہ کرے رابعاً شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رذیل ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہیں کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً خطا بھی ہو جاتی ہے تو وہ آئندہ کیلئے متبنہ ہو جاتا ہے خامساً قدیم ہلکار کی حقوق خدمت پر ہر وقت لحاظ رہے +

تا نگر و امتحان و دستار

بار در دربار خود ہرگز نہ

کن نہ در کار کلان با اختیار

نوجوان نا آزمودہ کار را

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم نے دیکھا اس میں اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبھوں نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہ عالیشان مکان ہر طرح کے عیب سے پاک ہے صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بوڑھا کپڑا ناگھڑے وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اس کا ذہن خاص محل میں جاتا ہے اور شاہی دیواروں کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہیں قلعہ کے اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض میں بڑھیا کو شہر میں مکان دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کروں بڑھیا میرا کہا نہیں مانتی پہلے میں اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جس قدر تیرا جی چاہے اور کہیں اپنی رہنے کیلئے مکان خریدے اس نے نہیں مانا اور کہا کہ مجھ کو اسی مکان سے محبت ہے میں یہاں سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ کھا یا کر شاہی باورچیخانہ سے تجھ کو کھانا پہنچا کر گایا یہ بات بھی اس نے منظور نہ کی اور کہا کہ میں اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہوں بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہے اسکو مجلس اراکین دروازہ کے آگے باندھ دیتی ہے اسکے بول و براز کی بدبو محل میں پھیل جاتی ہے اگر منع کریں تو کہتی ہے کہ یہ زمین میری ہی گاڑی کے باندھنے میں میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین انصاف نہیں اسکے سوا حق ہمسائیگی مانع ہے ظلم کر نہیں سکتا کہ ظالم کا گھر دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر لیتا ہوں مگر غیر کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔

رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج

لوگوں کو پہونچاؤ مت زہن رنج

ظلم ہے آخر عوض ہے ظلم کا

ہو اگر فرحت کے تم امیدوار

حکایت

نوشیروان کے عہد میں ایک جرمہاں نواز مدائن میں تھا مگر اُس کا ہمیشہ جاری رہتا تھا جو وقت کوئی مہاں مسافر اتنا محروم نہ جاتا اس امتحان کی واسطے نوشیروان بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اُس نے نہ پہچانا اور حسب عادت بڑی خاطر کی جو کچھ مانگا بلا تا مل دیا بوقت رخصت نوشیروان نے اُس سے کہا میں بھی اپنے گھر کا امیر ہوں اگر کوئی چیز مرغوب خاطر ہو فرمائے بلا تو ارسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر اگر تھوڑے انگور بھجوا دیجئے تو نہایت مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمہارے خانہ باغ میں طرح طرح کے انگور موجود ہیں کیونکہ میں نہیں توڑ لیتے کہا میرے باغ کے انگور سب پک کر تیار ہو چکے ہیں مگر نوشیروان سخت غافل ہے کہ سلطانی عشر لینے والا عامل اس نے اب تک نہیں بھیجا اگر سلطانی حصہ لیجاتا تو انگور مہانوں کے کام آتے اب میں اپنے باغ میں کچھ تصرف نہیں کر سکتا دُر تا ہوں کہ بادشاہ کی غفلت سے میں بھی غافل نہ بن جاؤں اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھ کو بھی عادت پڑ جائے۔ بادشاہ یہ بات سن کر رویا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بے خبر حاکم میں ہی ہوں۔ اُس روز سے ہر ایک مرہین غفلت چھوڑ دی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے سترہ اوصاف موجب قیام سلطنت ہیں +
 اول پیشہ عدل اختیار کرے اور مظلوم کی داد ظالم سے لے دو و عقل کے مشورے سے کام کرے سوم رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی ملحوظ رکھے
 چہارم مال اندیش ہو ہر کام کے آغاز میں انجام سوچ لے پنجم رحیم ہو بندگان

خدا پر رحم کرے ششم حلیم ہو علم اور نرمی سے کام لے ہفتم قدردان ہو
 اہل شمشیر و قلم کو عزیز رکھے ہشتم سخی ہو غریب و فقراء کی خبر لے نہم بہادر ہوئے
 جب جنگ کا موقع آ پڑے بروز شمشیر دشمن پر فتح یاب ہو۔ دہم دلیہر سلطنت
 کے کام میں سستی اور کاہلی نہ کرے یازدہم بے تعصب ہو ایک کی دوستی
 سب سے دوسرے پر ظلم روا نہ رکھے دوازدہم عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر
 مقدم سمجھے سیزدہم خود رائے و خود پرست نہ ہو کوئی کام شہیرون کی مشقت
 بغیر نہ کرے چہار دہم علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو
 عزیز سمجھے پانزدہم مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے شانزدہم
 باذل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے ہفدہم منصف ہو رعایا کے فیصلہ فی طرف
 بذات خود متوجہ ہو امور سلطنت کا پر دازان کے اختیار اور بھروسہ پر نہ چھوڑے۔

خوش ہو جسکے خالق سے سارا جہان

شاہ با انصاف ایسا چاہئے

حق شناس و مہربان و قدردان

ہو بہادر عقلمند اور بردبار

حکایت

ساسانی بادشاہوں کے مان رسم تھی کہ اگر کوئی ان کے روبرو کوئی اچھی بات
 یا لطیفہ کہتا اور اس سے بادشاہ خوش ہو کر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار
 درم انعام میں اسی وقت ملجاتے۔ کہیں ایک روز نوشیروان جنگل میں
 سیر کر رہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمی کا تخم بوتا تھا
 بادشاہ دیکھ کے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہے گا

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند خور و یم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خادرنے اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے کہا کہ دیکھئے میرا بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا اور میں نے اسی وقت کھا لیا یہ برکت بادشاہ قدردان کی تشریف آوری سے ظہور میں آئی بادشاہ یہ تقریر سن کر چھڑا اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی درم زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی دفعہ پھولتے پھلتے ہیں اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہیں نکلا دمبدم پھل دیتا ہے یہ لطیفہ سن کر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھ دی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھا کر نہال ہو گیا۔

تجھ سے پہلے بول گئے تھے جتنے لوگ	انکی محنت کا ثمر تجھ کو ملا +
سعی کر تو بھی کہ تیری سعی سے	لوگ پائین تا قیامت فائدہ

حکایت

نوشیروان کے عہد میں ایک روز ایک آدمی جنگل میں کہیں شکار کو جان نکلا دیکھا تو ایک آدمی کو کسی نے قتل کر کے الہ قتل اس کے سینہ پر رکھ دیا ہے اس واقعہ کو دیکھ کر حیرت زدہ آ کر قتل اٹھا کے دیکھ ہی رہا تھا کہ اہلکار پولیس آ ہی پہونچے اور اس ناکردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جان کر گرفتار کر لیا چند روز بعد ماخوذ کو پھانسی

دینکے لئے چوک میں لائے پھانسی پر چڑھایا جاتے تھے کہ مجمع سراسر ایک شخص
 نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو میں نے قتل کیا ہے قصاص اُسکا مجھ پر
 جاری کرنا چاہئے ملازمان شاہی نے اس ناکردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم قبالی
 کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا
 کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے لیکن دوسرے کی جان بچائی ہے اور اُسکے
 بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سر پر لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا بچا ہے پہلے
 یہ قاتل تھا اب فدائی ہو چکا ہے

نکتہ کسی کی ناراضی اور اپنی بچاؤ کے سبب سےج بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہے +

گردان راہ خوف جان باشد

از راہ راست سرپیچ اید و ست

ہر کہ از کذب در امان باشد

ایمن ست از جهان و اہل جہان

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بے اجازت
 بہت سارے روپیہ غریب و فقرا کو دیدیا اور زر و خطیر خیرات میں صرف کیا ہے فرمایا کہ جب قدر
 روپیہ خزانچی نے سکینوں اور محتاجوں کو دیدیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ میں جمع
 ہے کہیں نہیں گیا +

کیون اٹھاتا ہے تو منہ بیست پنج

دولت مال کی حفاظت میں

جمع کر عاقبت کر گھر میں گنج

خرچ کر راہ حق میں دولت وہاں

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھ لیکر رعایا کی خبر گیری کیلئے پھر کرتا تھا ایک روز ایک خیر خواہ امیر نے بعد اداب و کورنش عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر میں گشت کرنا اچھا نہیں ہے اندیشہ ہے کہ موقع پا کر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہنچاے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظہ حقیقی پاسبان ہے

شاہ عادل راز تنہائی چہ غم	زانکہ عدل دست ہر دم پاسبان
ناصرش باشد خداوند کریم	در جہان ہر روز و ہر شب ہر زمان

حکایت

نوشیروان کے وقت میں ایک شخص بازار میں کہتا پھرتا تھا کہ میری تین باتوں کا مول تین ہزار دینار ہے اگر کوئی خریدے تو میں اسکو بتلاؤں نوشیروان کو خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتوں کو خرید لیا کہو وہ کون کون باتیں ہیں وہ بولا کہ اول یہ بات ہے کہ دنیا میں دوست نہیں ملتا دوسرا چاہا دشمن سے بھی ملنا چاہئے سوم اُن سے ملو جسے ضرورت ملنا پڑ جائے نوشیروان نے یہ باتیں سن کر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو و حکیم نے دینار نہ لئے اور کہا کہ میں اس بات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتوں کا بھی کوئی خریدار دنیا میں باقی رہا ہے یا نہیں ؟

دوست کوئی بھی گر نہ پید	کسی دشمن سے دوستی کر لے
کام اپنا چلا لے دنیا میں	حاصل آرام زندگی کر لے

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد داد خواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھ کر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شراکیز و مقتری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعویٰ بھی سچ نہ ہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد بغث آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا داد خواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھ کر مجھکو چھوٹا نہ سمجھئے میرا دعا علیہ مجھے بھی زیادہ پست قامت ہی بادشاہ ہنسنا اور اسکی حق رسی فرمائی +

آفتین کرتا ہے پاسیکرو
نمحصے کرتا ہے پیداسیکرون

بندہ کوتاہ قد کوتاہ عقل
شراٹھاتا ہے ہزاروں شیر

نکتہ بہو کہ کے عذاب سے مرزا بہتر ہے کہ سفلوں کا کھانا کھانا اُنکے احساں کا بار اٹھانا +

دست پیش سفلہ کے سازد دراز
سنگون گرد و نہ مرد راستباز

اہل ہمت گر نہ میرد اگر +
زیر بار ہمت دون ہمتان

نکتہ دنیا میں جسکی زیست بامراد نہیں دل اسکا شاد نہیں اسکو زندہ نجا نو مردہ پہچانو

محض حاصل ہے اُسکی زندگی
خوش نہو جسکی زیست میں انسان کا

زیست کی راحت نہو جسکی نصیب
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے

حکایت

ایک سے وزیر ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت میں حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلان دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی وہاں لیجائیں گے

جہاں وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارک باد کہنے کا ہے بلکہ مقام حسرت و افسوس کا

اگر میرا عدد جانشادمانی نیست کہ زندگانی مانیر جاودانی نیست

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام شہر مین پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم و قرض خواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو اسوقت حاضر ہو کہ حق رسی کی جائے لکھتے مین کہ کہ کوئی داد خواہ نہ آیا۔ اس بادشاہ عادل کے تابوت کو ساتھ ہزار ماخلوق تھی اور ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ آج میرا وارث دنیا سے اٹھ گیا ۛ

خبر پر وزیر بادشاہ

یہ شخص نام آور بادشاہوں مین شمار کیا گیا ہے پر وزیر اسکا خطاب تھا عجب ہنیں کہ اسکی شیریں کلامی نے اس خطاب کا مستحق کیا ہو۔ اسکے پاس آٹھ خزانے تھے انہیں سے ایک کا نام باد آور تھا لکھتے مین کہ قیصر روم نے وہ خزانہ جہاز پر لا کر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقاً دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آ گیا اسکے عملداروں نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیج دیا اُس خدا داد خزانہ کو دیکھ کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج باد آور رکھا ۛ

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار دین مرصع بچاس ہزار قیمتی گھوڑا بارہ ہزار اونٹ خاصا ہی اسباب دنیا کا نو سو ہا تھی خاص سواری کرتے

دو سو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تاکہ سواری کی وقت بھی معطر ہو بادشاہ کے دماغ میں پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑوں کے نعلین بھی سونیکے تھین میخین اُسین لکڑی لگائی جاتی تھیں اس غرض سے کہ وہ نعل بہت جلد گر پڑیں اور لوگ اٹھا کر بیجا بن فیض پائین اور اسکے عوض میں نئے لگائے جائیں فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک گاسہ تھا ایک مرتبہ اس میں پانی بھر کر اگر تمام اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا۔ بارہ ہزار خوبصورت کنیزیں اسکے مجلسِ رائے میں رہتی تھیں اور شیریں جیسی عورت جمیلہ جو حسن و خوبی میں دنیا کا روشن ستارہ تھی اسکی منکوحہ تھی۔ بادشاہ کا حصہ کے لئے جو بزرگالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا اسکے پکانے میں دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا۔ پہلے بزرگالہ زرد رنگ ازرق چشم بھڑکی دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز بہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بنا کر عود کی لکڑیوں سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزرگالہ ذبح کر کے اور چاندی کے طشت میں رکھ کر تنور کے اندر رکھا جاتا جب تک چکنا تو سونے کے طشت میں رکھ کر سونے کی چھری سے اُسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور بہت سا جوہرات قیمتی سپاہیوں کو سپردالا جاتا خوشبودار مصالحہ پڑا لکھ انواع اقسام کے اُپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کا تنور و طشت طلائی و نقرئی وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کر دے جاتے اور آئندہ کیلئے ہر روز نئے تیار ہوتے غرض کہ یہ بادشاہ بڑا تکلف اور کریم تھا ۛ

ایک روز کسی مجھنے ایک امیر کی نسبت مخبری کی کہ وہ بادشاہی مال میں سب سے بہت روپیہ کھا گیا
 ہر بادشاہ نے اسکی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہو چکا تو امر اسے دربار سے اسکی نذر دی
 کر لئے مشورہ لیا گیا سب نے اسے قید کر نیکی راہ دی مگر بادشاہ نے برخلاف انکی راہی کے اسکا رتبہ پہلے
 دو چند بڑھا دیا جاگیر و منصب زائد کر دیا یہ حال دیکھ کر تمام مراد دربار حیرت میں آئے اور بادشاہ
 سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمہاری تجویز اس کے باب میں یہ تھی کہ میں اسکو
 قید کروں پس احسان و مروت زیادہ اور کون قید ہے اسلئے میں نے اس پر احسان کیا اور ایسی نجر
 مروت کے اس کے ہاتھ پاؤں میں ڈالی کہ تادم زیست وہ کبھی گردن نہ ہلا سکے کیونکہ ظاہری قید اس کے
 صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند اسکی روح اور جان پر ہے

بند احسان است بندین	گاندرا تا زیست است بند	بند بندش میں کرد بندیت	روح مجوس است ہم جا بند
---------------------	------------------------	------------------------	------------------------

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز

یہ آٹھویں خلیفہ آل مروانیہ سے تھے انکی عدالت اور خدا پرستی ضربا لشل ہے۔ سلیمان بن
 عبد الملک کے بعد منہ خلافت پر بیٹھے۔ انکی خلافت نے دفعہ حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا
 اور تمام ملک میں عدل و انصاف۔ علم و عمل۔ خیر و برکت کی جان تازہ ڈال دی حضرت علی
 علیہ السلام پر خطبہ مبین جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک تخت موقوف کر دیا شہزادگان بنو امیہ
 کے ہاتھوں سے جاگیریں چھین لیں۔ جہان جہان ظالم عمال تھے یقلم معزول کر دے
 سب بڑے بڑے کہ علوم الہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے۔ امام ہمہری
 کو حکم دیا کہ حدیثوں کو یکجا کریں یہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ میں اسکی نقلیں بھجوائیں
 مناقب کی بشارتیں اس مختصر میں انکی تحریر کی گنجائش نہیں مگر تبرکاً و تینا مشتہر و آخر و ابدیہ ناظرین میں
 فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمہ کو رقت پیدا ہوئی اور بے اختیار رو نا

شروع کیا فاطمہ انکی منگوہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی منگوہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ روناس لئے ہے فرمایا میں امور امت مرحومہ کا ایک مقصد اور امانت دار ہوں مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہے کہ میرے قلم و دین صد مابندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال ورتبا ہی کے عالم میں مبتلا ہوں گے فردائے قیامت حاکم علی لا طلاق جب مجھے پوچھیکا کہ ان لوگوں کیساتھ تو نہ کیا سلوک کیا تو میں جانتا ہوں کہ مجھے جانے بن پڑیکا اور غدر میرا قبول نہوگا اسلئے مجھکو اپنی نفس پر رحم ہوا اور زید پیدا ہوا پس سو نیکے لئے رات کو بستر پر نہجاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نہ کرو کہ آج میں نے کون کون عمل نیک و کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بیدار آئے اسکے کرنے پر تیار و توبہ کر کے بخشو اونیک عمل پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آئندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دے

چہرہ سے دنکی سیاہی ساری دھو لور اتکو

جس قدر تم دسکو چھپ چھپ کے رولور اتکو

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمتی پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس میں خشونت نہوتی اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جسکے نسبت فرماتے کہ کیا عمدہ پوشاک ہے اگر اس میں تنعم نہوتا اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ سب اختلاف کا ان دونوں حالتوں میں کیا ہے فرمایا امیر نفس لامہ آفت کا پرکار ہے جو نعمت خدا پاک فریاد اوسکو دی اوسپر بل من مزید کا خواہش مند رہتا ہے اور خدا پاک نے ہمیشہ اوسکی خواہش بل من مزید پوری کی اب تخت نشین ہونیکے بعد بھی وہی خواہش بل من مزید باقی ہے مگر دنیا میں تو اس خلافت پر بل من مزید ممکن ہی نہیں باقی رہی لہذا سے عجبی وہ بغیر دنیا چھوڑے ملتی نہیں اس لئے آخرت کی خواہش نے دنیا چھوڑا دی ۛ

تین چیزیں چھوڑ دے اسو نیکنام
دال سے دنیا و دولت و اسلام

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے
زیب زینت ز آسائی و رہا آسائی ہوا

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت و حکومت کے امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات و فصل خصومات میں فرش زمین پر اجلاس فرماتے تھے اسپر لوگوں نے عرض کیا کہ اگر آپ اس طرح رونق افروز رہیں گے تو ہیبت و سطوت و فرو شوکت سلطنت و خلافت کا باقی نہیں رہیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے تکلف سلطانی سر کچھ غرض نہیں ہے تو کل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہو کر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہر
فرعون کی طرح تکبر و تجمل کے ساتھ تخت پر بیٹھنا اور احکام الحاکمین پر پیر و سہ
نہ نہنا

گہر قطرے کو سمجھو در خاکستر کو نہ سمجھو

کرو حق پر تو کل بندگان حق اگر سمجھو

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز رحم کی عیادت کو آیا دیکھا تو ان کے
کپڑے میلے کچیلے تھے اونہوں نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیر المومنین کی منکوحہ
تھیں کہا کہ آپ کے کپڑے بدل دو اور جو کپڑے پہنے ہیں اونکو دھلوا دو فاطمہ
نے کہا اے بھائی میں کیا کروں اون کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا
ہی نہیں ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہنا پاک لوگوں کے نزدیک منع ہر

اسطرح اپنی پاک روح کو بدی اور افعال کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا
عیب ہے *

نجات سے نہوجب تک کہ دل پاک	عبث ہے جس تن خاکی کا دھونا
بہلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا بظاہر پاک ہونا

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی امیہ نے
لوگوں سے براہ ظلم و خیر جو کچھ کیا ہے وہ سب ان کے مالکوں کو مسترد کر دیا جا
اس پر ارکان دولت و اعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپ یہ حکم صادر فرما
میں اور اپنی قوم کے رنج و ملال سے نہیں خطر کرتے فرمایا مجھکو حکم الحاکمین کا
خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہیں *

پشد حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے ان سے سب خلقت ڈرتی ہے اور
جوشہ شاہ جل و علا سے نہیں ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہیں کرتا *

لوگ ڈرتے ہیں ان کو سایہ	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہیں
جو نہیں ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اس سے خوف کرتے ہیں

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات عمر بن عبدالعزیز کے خدمت
شریف میں حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا میں نے چاہا کہ اوٹھ کر بتی دست
کردن لیکن مجھے شہر خود ہی امیر المومنین نے چراغ درست کر دیا میں نے
عرض کیا یا امیر المومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی

آپ نے فرمایا کہ میرا کیا گھٹ گیا جب میں اٹھ کر گیا تب بھی عمر ہی تھا اور دست کر کے آیا تب بھی عمر ہی ہون *

نکتہ فخر انسان کا اس میں ہوتا ہے کہ وہ فخر کے لائق ہو اور افتخار نہ کرے باوجود مہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے دولت اور حکومت کی حالت میں تواضع اور انکساری اپنا پیشہ کرے *

دوست و فخر اپنا مت ظاہر کر د	گرچہ ہو تم صاحب غر و وقار
بندگی پر باندھ لو اپنی کمر	یا و اپنے حق سے تاج افتخار

حکمت اپنے متعلقین اور خدمت گاروں کو اپنا اعضا تصور کرنا چاہئے کیونکہ اگر وہ نہ ہوں تو ہر کام اپنے ماتھے سے کرنا پڑے نوکر کو سخت تکلیف دینی چاہئے کوئی وقت ان کے آرام کیلئے بھی مقرر کرنا چاہئے *

بندہ از بندگان حق بود	گر ترا در بندگی خدمت گذار
دان غنیمت خاطرش خورسند آ	تا اثر خوشنود دارد کردگار

نکتہ نوکر کو چاہئے کہ وہ اپنے اتالی کی خدمت گذاری و بجا نثاری میں ہمیشہ حاضر و سرگرم رہے ہر کام میں دیانت داری و خیر خواہی کو مقدم سمجھے حق نمک پہچانے مالک کو مالک جانے اور اس کے راز کا محافظ رہے *

ہین گے مستحکم دیانت پر بدام	بندگان اہل دین اہل یقین
ہے عزیز خسلق مرد خیر خواہ	فخر پاتا ہے امانت سے امین

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزیں ہیں اول کبر نفس یعنی مفلسی یا تو بکری یا مدح یا مذمت کو یکساں جاننا دوم تقویت یعنی سخت مصیبت کی وقت نہ گھبرانا

تو می دشمن سے نہ ڈرنا سو م سکون یعنی ہر حالت میں مستقل رہنا آجکا کام
 کل پر نچھوڑنا چہا رہم ضبط مزاجی یعنی جوش میں نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر
 غلبہ پا کر درگزر کرنا پنجم ثبات یعنی دشمن کی جمعیت دیکھ کر پریشان نہ ہونا اور نیک
 کام کرنے میں حریص رہنا ششم تحمل نیک کام کرنے میں ہفتہم غیرت اور حمیت
 قوم اور اقربا کی پرورش پرست رہنا انکو خیر کا محتاج نہ ہونے دینا اور انکی آبرو کا
 محافظ رہنا ہشتم تواضع سب کو اپنے ذات سے اچھا جانتا اور سب سے بدارا
 پیش آنا نہم علم ہمتی اچھے اعمال و اخلاق کی طرف راغب رہنا بد عادتوں سے
 باز رہنا خداوند عالم کی راہ میں زرتار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپ کو تکلیف
 میں ڈالنا و ہم رقت لوگوں کی پریشانی و غمگینی کی حالت دیکھ کر خود پریشان
 ہونا کسی کی بد حالت دیکھ کر سکنا اپنے گناہ میں یاد کر کے رونا اور غم کرنا +

میں یہ سب مرد بہادر کو نشان
 میں اسی کو واسطے اندر جہاں
 کام کرتا ہے وہ مکتاے زمان

کبر نفس و تقویت صبر و سکون
 اور تواضع غیرت و حلم و ثبات
 اپنی ہمت اور تحمل سے ہمیش

حکایت

تقریب عید الفطر میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ کی بی بی نے آپ سے
 شکایت کی کہ یا امیر المومنین آپ کے تخت نشینی میں مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا
 اور مرہ نہ پایا دیکھو محلہ کے لوگوں نے اپنے لڑکوں کے لئے نئی نئی پوشاکیں اور
 اور عمدہ عمدہ لباس تیار کر لیا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پٹے پرانے پیوند لگے ہوئے

کپڑے پہنتے ہیں مجکو نہایت شرم آتی ہے اس پر آپ نے خزانہ دار بیت المال کو شقہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقررہ ایک مہینہ پیشگی بھیج دو مہتمم بیت المال نے عرض کیا کہ تعمیل حکم میں تو کچھ عذر نہیں مگر یا امیر المومنین یہہ کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہیں گے جسکا حق آپ آج چاہتے ہیں آپ نے فرمایا یہہ سچ ہے اور آپ نے اپنی بی بی سے فرمایا کہ ہمارے لڑکوں کیواسطے جنت میں پوشاک لطیف تیار ہے یہاں نئی پوشاک در عمدہ لباس کی کچھ احتیاج نہیں فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں حق خلافت ایک لاکھ تیس ہزار درہم سالانہ سے زائد تھا اور عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ نے اس حق خلافت کو المضاعف کر دیا تھا لیکن عمر بن عبدالعزیز نے اپنا کل حق بیت المال سے بجز دو درہم روزانہ کے نہیں لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صدر نشین خلافت ہوئے اپنا کل ذاتی مال بھی داخل بیت المال کر دیا آپ کے فضائل اور کمالات جو مورخین زمانہ نے لکھا ہے اس سے یہہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ انسان فرشتہ صفت تھے نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے خدا پرست وہ ہے جو خودی کے دام میں اسیر نہ ہو نیک وہ ہے جو کسی کے ساتھ برائی نہ کرے

دوست دشمن نیک بند و کج

نیک وہ ہے جو نہیں کرتا بدی

جس نے لینے کو نہیں پھیلائے ہاتھ

شاہ کہتے ہیں اُسے شاہ و گدا

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال کسیکو معاوضہ کی امید پر نہ دے اپنے ملک کو وقف جانے اور ون کے مال کی حفاظت رکھے کیلئے نقصان کار وادار نہ ہو

نہاں در عرض امید احسان
بمال دیگران باشد نگہبان

بہ بخشد چون بسکینان سخی مال
ہمیشہ مال خود را وقف داند

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبدالملک کے باورچینا نہ مین روزانہ ایک ہزار درہم صرف ہوتا ہے آپ نے ایک وزیر انکو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھائیں اور آپ نے اُس روز ہر قسم کا کھانا تکلف کرایا منجملہ اور کھانوں کے آتش مسور کی پیاز و روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپ کے خاصہ کی تھی آپ نے مسلمہ کو اتنا باتو نہیں لگایا کہ انپر بھوک کا غلبہ زاید ہو گیا اور آپ نے بیشتر ہی خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب مین کھانا مانگوں تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آتش لے آنا پس خدام نے پہلے وہی آتش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آتش پیٹ بھر کر کھائی کہ اور کھانے کی گنجائش نہ ہی جب تکلف اور پرزوالیہ کھانے چنے گئے تب عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھ کیوں کھینچا عمدہ کھانا تو دسترخوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین مین خوب کھا چکا ہوں اب در کھانے کی گنجائش نہیں ہے عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آتش سے شکم سیر ہو گئے جس مین ایک ہی درہم کی خرچ سے دس آدمی شکم سیر ہوتے ہیں پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچینا نہ مین بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خدا سے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمہارا نام مسرفون مین لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرج کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے اور ننگے بھوکون اور سکیون کو کھلاتے تو آخرت میں تمہارے کام آتا اور خدا اور رسول تم سے خوش ہوتے مسئلہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کروں گا ۛ

نکتہ کھانا اس قدر کہ اشتہار رفع ہو جائے اور پانی اتنا پینا کہ تشنگی نہ رہے پوشاک ایسی پہنا کہ بدن برہنہ نہ رہے گھر ایسا بنانا کہ جس میں گزارہ ہو سکے انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسائش کے لئے کافی ہے لذیذ کھانے کھانا اور معطر اور سرد شربتوں کا پینا قیمتی لباس کا پہنا اور اونچے و بلند محلوں کا بنانا سراپا اسراف ہے ۛ

گذردن جائیں جس سجدگی کے
نہیں یہ کام اچھے آدمی کے

گزارہ کر لو اس دنیا میں بیشک
تکلف جتنے تم کرتے ہو چھوڑو

حکمت صرف کرنا تین قسم پر منقسم ہے اول خیرات اس میں تین طرح کی رعایت چاہئے اول یہ کہ دل کی رضا مندی سے دیوے دیکر افسوس نہ کرے دوسری ایسے کو دے جو بسبب شرم کے کسی سے سوال نہ کر سکتا ہو تیسرے پوشیدہ دے ریائے بچے دیکر احسان نہ رکھے دوم خرچ ضروری اس میں بھی تین قسم ہیں اول اپنے زن فرزند وغیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے پہننے و ذاتی خرچ میں صرف کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی میر دولت مند کی خدمت میں نذر پکڑنا تیسرے دفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جب اپنی جان پر آفت آئے یا حرمت میں خلل پڑ گیا اندیشہ ہو جائے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول و دوم میں اپنی توفیق و حقیت پر لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم میں حثیت سے زیادہ بھی خرچ کر دینا

مضانقہ نہیں ہے کہ اسکے خرچ نہ کرنے میں آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع
والانعام و مہانداری و دوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہیں
مگر حقیقت کا لحاظ اس میں بھی ضروری امر ہے :

مناسب خرچ جو کرتا ہے کرے	اڑھائی چانہ ہرگز دولت و مال
نکرا سہ اسیا مساں اس میں	مگر رکھ اعتدال اس میں بہر حال

حکایت

فاطمہ بنت عبد الملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبد العزیز کی ملکیت میں ایک لڑکی
تھی جس کے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہو گیا تھا آپ نے اس کو اپنی بی بی سے مانگا کہ
اس کو بہہ کر دین فاطمہ نے بہ سبب غیور می اور حسد کے ندی اور جب آپ تخت نشین
ہوئے تو فاطمہ اس کو لباس مکلف سے آراستہ پیراستہ کر کے آپ کے پاس لائیں
اور کہا کہ اس کو میں نے بخوشی آپ کو بہہ کیا آپ نے اس سے جب خلوت کرنا چاہا
تو پہلے اُس سے فرمایا کہ کپڑے اتار ڈال جب اُس نے سارے کپڑے اتارے
خلیفہ نے کہا اگے بیٹھا کہ تو پہلے کسکی ملکیت میں تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی
اوس نے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کو فہ کا تمام مال و متاع ضبط
کر لیا تھا میں بھی اوسی عامل کی ملکیت میں تھی مجھ کو حجاج نے عبد الملک بن مروان
کے پاس بھیج دیا اور میں کم عمر تھی عبد الملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو بہہ کیا
آپ نے پوچھا اب وہ عامل کہاں ہے اُس نے کہا وہ مر گیا پھر آپ نے پوچھا
کہ آیا اب اور کوئی اُسکی اولاد میں سے ہے اوس نے کہا ہاں فی الحال ایک و سکا

فرزند وہ بھی غفل اور برے حال میں ہے آپ نے اس لوٹدی سے مواصلت
 نکی اور سرمایہ اپنے کپڑے پہنے اور اسی وقت عبدالحمید عامل کو فہ کی
 نام حکم صادر فرمایا کہ نامبروہ کو بذریعہ برید جلد دار الخلافت میں بھیج دو جب حضور
 اعلیٰ میں باریاب ہو چکا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ حجاج نے تمہارے باپ کیا کیا
 مال ضبط کیا تھا جو اس نے بتلایا وہ سب بیت المال سے اوسکو واپس کر دیا اور وہ لوٹدی
 بھی اس کے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کم سن ہو احتیاط کرو اس کے ساتھ صحبت سے شاید تمہارے
 باپ کے تصرف میں نہ آئی ہو اس نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے یہ لوٹدی بخشی
 آپ کو یہ کی مگر آپ نے نامنطور کیا پھر اس نے عرض کیا کہ اگر امیر المومنین میری
 نذر قبول نہیں فرماتے ہیں تو اسکو مجھ سے مول لے لیں آپ نے فرمایا اگر میں خرید
 لوں گا تو اس آیت کریمہ کے مضمون میں داخل ہوں گا۔ **وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ**
رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ
 نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی محکوم نہیں ہوتا ہر ملک تمام مانہ اسکا محکوم ہوتا اور وہ سب پر حکم

۱۰
 یہاں جو نوٹ لکھا ہے
 یہی حکم حضرت
 امیر المومنین
 حضرت علیؑ نے
 صادر فرمایا تھا

اگر حاکم شوقی برکشور دل	بلک جسم و جان باشی شہنشاہ
کسی بر نفس نافرمان اگر حکم	باقسیم جہان باشی شہنشاہ
پند تنگی تنگدستی کی حالت میں کسی مغفل محتاج کا حال نہ پوچھو ورنہ اسکی خبر گیری کرو	
نہ پوچھو حال زارتنگدستان	زبان تقریر میں انکی نہ کھلواؤ
وگر پوچھو تو اس حالت میں پوچھو	کہ کچھ اپنی گرہ سے فیض پہنچاؤ

حکایت

بنی امیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت نبوت جائز کر رکھا تھا یہاں تک

کہ خطبوں میں الفاظ سب شتم خلیفہ چارم و آل فاطمہ کے نسبت درج ہو گئے تھے
 اور خطیب ممبرون پر اون الفاظ کو بقرت ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سربراہ
 خلافت ہوئے تو آپ نے اُس بدعت شنیدہ و طریقہ مذمومہ کو اس غی بی سے خارج کیا
 کہ لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو گئی تدبیر
 یہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی طیب جو بظاہر دربار رس اور مصاحب
 خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھ تعلیم کر رکھا تھا ایک ن وہ یہودی دربار عام دار الخلافت
 میں جہاں تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ
 آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھ میر نکاح فرما دیجئے کل مرا سلطنت اور خاندان ہی
 یہ جملہ سنبھالے ہی دست قبضہ ہو کر فروخت ہو گئے عمر بن عبد العزیز نے ہنرمی اس
 فرمایا کہ یہ امر کیونکر ہوگا کہ میں مسلمان ہوں اور تو یہودی ہمارے شریعت اس امر کو
 جائز نہیں رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جو اپنی صاحبزادیکہ نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب
 کرم اللہ وجہہ کے ساتھ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑی عظام
 ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبوں میں
 ایسے الفاظ نا ملائم کیونکر پڑھے جاتے ہیں عمر بن عبد العزیز نے روسے شام
 و اہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو ان
 لوگوں سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا پس اسی وقت عمر بن عبد العزیز نے
 حکم عظمیٰ نافذ فرمایا کہ خطبوں سے وہ الفاظ ناسزا بالکل نکال ڈالے جائیں اور بجا

اون الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کریں ان اللہ یا مہر بالعدل والہا
حسان وایتاء ذی القربیٰ وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی
چنانچہ اب تک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبوں میں جاری ہے ۔

نصیحت بد کلامی سے زبان کو نجس نہ کرو غیبت سنکر کانوں کو پلید نہ بناؤ وغیرہ کی
محبت دہین رکھکر کافر نہ کہلاؤ ۔

خوار ہو گا مرد بد گفتار اگر	نیک بندوں سے برپیش آئیگا
نیک کو نیکی ملیگی عاقبت	اور برا آخر برائی پائیگا

تذکرہ مہر میں عمر بن عبد العزیز کے عمر یومین باللہ مختصاً کندہ تھا ۔ اور جب
آپ کے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جبکا نام حمی تھا اور دوم قیس سوم مزاحم
اور دو شخص فاشی تھے ایک لیث بن ابی رقیہ دوسرے رجا بن حیات مکندی اور
کو تو ال آپ کے عہد میں یزید بن قیس سکسکی تھا اور عبد اللہ بن سعد الارملی قاضی
عمر بن عبد العزیز نے دیر سماع جو حمص کی زمین ہے وہاں پر اثنہ ہجری میں
وفات پائی کل اثنائیس برس ایک مہینہ کی عمر میں دو برس پانچ مہینے مسند آرا
خلافت رہے سپاہیک الذہب میں آپ کو خلیفہ صالح فامس خلفاء راشدین لکھا ہے
اور حضرت سفیان ثوری رحمہ نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدہ میں پانچ ہیں یعنی المیزان
حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا
علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ
اخراج کیا ہے اس روایت کو ابو داؤد نے اپنے سنن میں کثرت آپ کی ابو حفص تھی
سلوان ایک قریہ ہے مصر میں وہاں آپ تولد ہوئے جب عبد العزیز بن مروان

آپ کے باپ مصر کے حاکم تھے باختلاف روایت ۶۱ یا ۶۲ مین اور مان آپکی
 ام عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں اور نانا اون کے
 عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب سے تھے اور نانی آپ کی وہ لڑکی تھی جسکو دودھ دھنے
 کیوقت انکی مان نے کہا تھا کہ اس میں پانی ملاوے تو اُس نے جوابے یا تھا کہ امیر المومنین
 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ میں پانی ملا نیکو عمو ممانعت فرمائی ہے
 مان نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہاں کھڑے دیکھتے ہیں لڑکی نے جواب دیا کہ
 قسم ہے خدائے پاک کی یہ مجھ سے ہرگز نہوگا کہ ظاہر میں اونکی تابعدار ہی کروں اور
 مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رحم بھی کہیں غمغریب انکے
 رونق افروز تھے اُن دونوں کی تقریر آپ کے گوش حق نبوش میں پڑی اور اُس
 لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہو کر اپنے فرزند عاصم رحم کے ساتھ منگنی قرار
 دیکر نکاح فرما دیا تو اون کے پیٹ سے ام عاصم یعنی عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئی
 نکتہ چارو صفوں سے انسان نیک بختوں میں شمار ہوتا ہے اولاً منصف نرا جی
 اور انصاف پرستی ثانیاً واقفیت اور باخبری ثالثاً کم گوئی اور کم خورمی اور
 کم خوابی رابعاً حلم اور تحمل +

بندگان منصف سینہ صفا

مہربان سب پر مین مردان خدا

در گذر کرتے نہیں انصاف سے

با خبر رہتے ہیں سب کے حال سے

ابو جعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے ۳۱ ہجری میں خاتم خلافت پائی شخص

بڑا دور اندیش اور شجاع تھا غم و استقلال آبادی ترکہ تھا علوم و ترغیب خاندانی میراث تھی لہو و لعب سے متنفر رہتا عدل و کرم و دو نو صفتین خالق نے عطا فرمائی تھیں اسی نے پیشتر کتاب کلیدہ دمنہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی میں کرایا اور قانونی کتابیں بھی روم و فارس سے منگوا کر ترجمہ کروائیں اسکو مورخین نے منصور و واقعی بھی لکھا ہے :

فائدہ دو اینق پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکتا بنے کا اور عرب کے ملکوں میں مثل منہ و ستانی کوڑیوں کے چلتا تھا عوام میں خصوص ہندیوں میں بلفظ دو انی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا اسی سبب دو انقی لقب پڑ گیا۔ اور خلیفہ منصور کے یادگار کا ایک بہت بڑا نشان شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نوشیروان کا ایک باغ تھا جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہو گیا اور دوسری وجہ تسمیہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بغ ایک بت کا نام تھا جسکو وہاں کے مشرکین پرستش کرتے تھے اور داد فارسی میں عطا کو کہتے ہیں تو بغداد کے معنی ہوئے عطا بغ۔ الحاصل وہ مقام پر فساد جلد کے کنارے تھا اسلئے منصور کو پسند آیا اسی مقام پر ۶۳۵ھ ہجری میں شہر کی بنا شروع ہوئی پہلے اینٹ بنا کی منصور نے اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی بنیاد کا عرض پچاس گز اور سردیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۲۹ھ ہجری میں حصار کی بنا تمام ہوئی ایک کڑوڑ دینار اسکی بنا میں صرف ہوا :

منصور کے نسبت مورخین نے بہت سی حکایتیں لکھی ہیں اور وہ ایک منظم شخص تھا

چنانچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہوں کو اپنے رفقا اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہو سکتا ہے مگر تین چیزیں ہرگز قابل برداشت نہیں اولاً شرکت ملک ثانیاً افتاء و راز ثالثاً خیانت حرم میں۔ اور جس شخص کے مزاج میں مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریاں بھی بہت پیش آئیں گی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقا اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار خصوصیات نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کی طرح نہیں ہو سکتا جس طرح سے تخت بدون چار پایوں کے قائم نہیں رہ سکتا اول قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال خصامات و فصل خصومات بغیر مداخلت و ارتشاء کے عدل و انصاف سے کرے دوم کو تو ال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھوٹا دوست رہے اور بدون کا دشمن سوم محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم و سختی خراج وصول کرے چہارم دقایع نگار جو ان تینوں کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت میں ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت میں لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کر دی جعلی قاضی لا ساعیا ہنے تلمو قاضی مقرر کیا ہے کچھ جعلی ہو رہی کیواسطے نہیں مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگوں کی شکایت و غماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے میں جلدی نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو جقدر رک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہئے اور ایسی کوشش کرنا چاہئے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے منبر و نہونی پائے

گزاردی بزبان تفسیر نیک
تا نباشد دولت بدیر نیک

بند کن لبها می خویش از گفتگو
در سخن گویا مشو چون ابلہا

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھ قریب دجلہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک تیراوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر کے ایک طرف لکھا تھا کہ ایک شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا مجلس میں قید ہے منصور نے فوراً لوگوں کو محبس میں بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کریں لوگ گئے دیکھا کہ محبس کے ایک حجرہ میں ایک شخص رو بہ قبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَنَّهُمْ مُّقْلِبٌ فِيْ اَنْفُسِهِمْ اور قریب ہے کہ جانیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹیں گے اوہوں نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان میرا وطن ہے پس اسکو خلیفہ منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگزشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ میں ایک بزرگ خاندان و اشرف ہمدان سے ہوں آپ کے عامل نے جو ہمدان میں مقرر ہوا ہے اُس نے میری ریاست اور کل جائداد جس کا ہزار درہم محاصل تھا غصب کر لی ہے اور اس خوف سے کہ میں دار الخلافت میں فریاد کروں گا مجھکو محبس میں بھیج دیا اور مجھ پر ناحق جرم بغاوت اور خروج کا مقدمہ قائم کیا منصور نے پوچھا تم کتنے عرصہ سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس پر خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کر لیا تو ظلم و ستم دہان کے حاکم کا پایا گیا فوراً

اسکی بیٹریان کٹوا دین اور فرمایا کہ اسے شیخ تمھاری ریاست مع زر چار سالہ خراج
 تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہننے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جا کر
 اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جس طرح چاہو بدلا لیلو اُس مرد مظلوم نے
 عرض کیا یا امیر المومنین ریاست میری جو مسترد ہو سی وہ تو میں نے قبول کی لیکن
 ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہیں رکھتا اور عامل نے جو مجھپر ظلم کیا ہے وہ
 میں نے معاف کیا تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد
 عتاب و خطاب کیا ۛ

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب ہ گرقمار ہو کر آیا غصہ کی حالت میں منصو
 گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی
 کر رہے تھے تم کو خدا نے مجھپر نصرت دی آج میں اس جیسی اور مظلومی کے حالت
 میں جب آپ کے سامنے کھڑا ہوں تو آپ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے اگر میں
 بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالوں تو آپ نادوم اور پشیمان ہوں گے خلیفہ منصو
 یہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس
 سے ترک ملاقات کی ۛ

نکتہ بد آدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بد می کر چکا ہو تو نیک کو چاہئے کہ حقیت
 وہ اختیار پائے مکافات سے درگزر فرمائے ورنہ فریقین میں کچھ بھی فسق
 نہ ہوگا اور نیک و بد مساوی ہو جائیں گے

مرد باطن گر اپنے وقت پر	کر چکا ہو نیک بند و ن سو بدی
-------------------------	------------------------------

نیکون کو لازم ہے وقت اختیار
کچھ نہ لین بدلہ بغیر از نیکوئی

فائدہ بعض ندما نے خلیفہ منصور سے براہ خیر خواہی عرض کیا کہ یا امیر المومنین
ایک دولت مند امیر مر گیا اور اسکی اولاد نابالغ ہے اگر اسکی جائیداد ضبط اور دخل
سرکار کر لی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہو سکتا ہے منصور نے فرمایا کہ
جو شخص خلافت روئے زمین سے جو اللہ پاک کی عطا ہے سیراب نہو تو وہ بھلائیوں
کے مال سے کب سیر چشم ہوگا۔

پس اپنے خدا سے دائمی تو نگر ہی ہمیشہ کی زندگی مانگو اور وہ دولت
طلب کرو جس پر زوال نہ آئے *

بے بہا نعمت خدا سی مانگے

دائمی دولت کا کر حق سو سوال

استدر عزت خدا سے مانگے

جبکہ اخر میں نہو دولت نصیب

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کو ٹھٹھے پر برآمد تھا ایک بوڑھے فراش کو اپنے کام میں مشغول
تو منصور نے اسکو بلا کر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت اور دولت مندوں
کی بڑھی عمر نہیں ہوتی ہے اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین حکمران اور اہل
فرمان رزق مقسوم اپنا ایک ہی بار حاصل کر لیتے ہیں اسلئے انکی عمر دراز نہیں
ہوتی اور مجلس لوگوں کو تھوڑا تھوڑا بتدریج ملتا ہے اسلئے انکا رزق مقسوم
پورا ہونے کو انکی عمر بھی بڑھ جاتی ہے خلیفہ منصور یہ بات سنکر ہنس اڑا
تین سو درہم اُسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد اُس بوڑھے فراش کی جگہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پوچھا وہ بوڑھا کہاں ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور میں اوسکا بیٹا ہوں منصور نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پاچکا تو مر گیا :
نکتہ دو باتیں عقل کے برخلاف ہیں ایک مقسوم سے زیادہ رزق پاتا :
دوم اجل کے آنے سے پہلے مر جانا :

زر ق بے مقسوم ملنیکا نہیں	مرگ آنیکی نہیں قبل از اجل
وقت پر انجام پا جاتی ہیں کام	باتیں ہو جاتی ہیں پوری محل

مذکرہ منصور کی طبیعت تفاؤل اور تطہیر وسعد و خس کے طرف مایل تھی اور
چند روز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گزرے

ابا جعفر جاءت وفاتك والفت	سنوك وامر الله لا يد واقع
ابا جعفر هل كا هن لك ومنجم	لك اليوم من ضرب المية مانع

خلاصہ طلبان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمہاری وفات آپہونچی اور
تمہارے عمر کے سال تمام ہوئے اور حکم خداے پاک کا خواہ مخواہ واقع ہوگا
پس ایک کوئی کاہن یا منجم تمہارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑکے
منصور اسکو دیکھ کر منگوم اور متاثر ہوا اور انہیں دنوں بارادہ حج بیت اللہ شریف
بغداد سے کوچ کر کے قصر عبدویہ میں اترے اور صبح کے وقت ایک ستار اٹوتا
جسکی روشنی مثل آفتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلا کر امور مالی
اور ملکی میں وصیت اور نصیحت کر کے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا
کہ بیمار ہو گیا اور بیہوش ہونے کا راج از حد و مکہ معظمہ چٹی ذی الحجہ ۵۸ھ ہجری میں

بجالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا سر برہنہ منہ کھلا ہوا جھون کے
باب شعب میں مدفون ہوا چونستھ برس کی عمر اور بائیس سال سات دن کم
سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ (اتق اللہ فانک ترد فتعلم) تھا جب
اونکا عیسیٰ بن یحییٰ اور سلیمان بن محمد ہوا زسی وزیر تھا۔

ابو عبد اللہ محمد مہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی بن عبد العباس رضی

یہ تیسرا خلیفہ آل عباس ص کا ہے اس شخص نے رد مظالم میں بہت کوشش
کی اور ظالموں کے ظلم و ستم سے لوگوں کو بچایا اسکے ابر کرم نے احتیاج
کے دامن کو بھر دیا اور اسکی قدردانی اور جو ہر شناسی سے ہر گروہ و ہر طبقہ کی
اہل کمال بغداد میں جمع ہو گئے اور شہر بغداد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا
اسکے عہد خلافت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجھتی تھی ملاحدہ اور زنادقہ کا دشمن
تھا یہ اول خلیفہ گذرا ہی جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے رد مذہب میں کتابیں
علماء اسلام سے لکھوائیں *

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تحت خلافت پر اجلاس کرتی ہی پہلے حکم قیدیوں
کے رہائی کیلئے باستنار خونینوں کے نافذ کیا *

اور زوج الذہب میں مذکور ہے کہ چھ لاکھ درہم اور ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار
جو خزانہ دار الخلافت میں جمع تھا عموماً مستحق و غیر مستحق کو تقسیم کر دیا خزانہ
نے کل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھ دیں اور عرض کیا کہ تمام صندوق
خالی پڑے ہیں یہ کنجیان اب کس مصرف کی رہیں تھوڑے ہی روز گزری تھے

کہ اس قدر کثرت کے ساتھ ملکوں سے تحصیل کاروپہ دارانہ خلافت میں آیا کہ خزانہ دار کو اوسکے رکھنے اور اٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت نہ ملی کہ خلیفہ مہدی کے دربار میں باریاب ہو سکے جب وہ فایغ ہو چکا تو حاضر ہوا۔
 خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیوں نہیں آئے اوس نے غیر حاضری کا سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کنجیوں کے ہمارے روبرو رکھنے سے ایسا تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہاں سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا *

نکتہ چار چیزوں سے چار چیزیں حاصل ہوتی ہیں اولاً خاموشی سے بے خوفی دایمینی ثانیاً سخاوت سے عزت و راداری ثالثاً عبادت سے قبول و قرب رابعاً شجاعت سے مال و دولت *

چپ سے ہو جاتی ہر حاصل یمنی	اور سخاوت سے عزت و فخر و کمال
یا وگے تم بندگی سے قرب حق	اور شجاعت سے مضاعف مال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمینان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک بہت بڑا لشکر ہمراہ کیا کسی ہزار آدمیوں کو آمد و رفت کے مصارف حمت فرمایا پانچ سو ہزار شتر صرف برف و یخ کے لئے ہمراہ تھے۔ اگلے خلفا جب حج کر نیکو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھاتے تھے وہ سب جمع ہوتے ہوئے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہو گیا تھا مہدی زوہ کل غلاف اوتر واکر فقرا اور سکیون کو تقسیم کر دیا اور دیوار و وقف کو مشکاف و عنبران سے معطر کرا کے دو غلاف زربفت کے ڈال دئے۔ پھر مدینہ منورہ کی تیار

گو گیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود و کرم سے مالا مال کر کے دار الخلافت بغداد
واپس آیا دو لاکھ دینار اور تین لاکھ درہم اس سفر میں خرچ ہوا +
نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہئے اور احسان ماننا چاہئے کہ اُس نے تملک و سخاوت
کرنے میں مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے

ہر یہ سائل کی مروت سرسبز	تیرے سر پر رومی سخی حق کو ولی
لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال	جس سے تو دنیا میں کہلایا سخی

فائدہ رعایت و سیاست بغیر دوا امر کے ناقص ہے اول سخاوت ہے
دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونوں کی اصلاح بغیر ان کے نہیں ہو سکتی
اسلئے قانون قدرت جسکو ان صفوں سے متصف پاتا ہے اپنا خلیفہ رومی
زمین پر گردانتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ
انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنَا قُلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۖ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ
فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۚ لَآتِفٌ رَّحِيمٌ يَعَذِّبُكُمْ عَذَابًا بَالِغًا
وَيَسْتَبْدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ وقال اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَوِي
مَنْ كَفَرَ مِنْ أُنْفُوسٍ قَبْلَ الْفَتْحِ وَقَاتِلٍ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ
الْيَقِينُ ۚ مَنْ بَعْدَ وَقَاتِلُوا ۚ ان آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
قوم موافق حکم خدا کے کام نہیں کرتی تو خداوند عالم اوپر دوسری قوم کو
مسلط کرتا ہے۔ جب تک عدل کے ساتھ سخاوت و سیاست اپنے اپنے
محل میں صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونوں اپنے حالات پر قائم رہتی ہیں
ملک باد اور رعیت شاد و رہتی ہے رحم و کرم خاصہ بادشاہ عادل کا ہی جو جس میں

یہ صفت بدرجہ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قومی اور مستحکم ہوتی ہے جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران ہو جاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متزلزل کر دیتا ہے

حکایت

مہدی کے وقت متفع نام ایک مشعبد نے ماوراء النہر میں خدائی کا دعویٰ کیا، بہت سے جاہلون کو اپنا معتقد بنا لیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک سلم چاہ تختب میں بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مڈور اور روشن چیمز نکلتی تھی جس سے دو فرسخ مربع تک روشن ہو جاتا تھا جو شعراء کی زبان پر بہ ماہ تختب مشہور ہے خلیفہ مہدی نے یک جہرا لشکر اوسکی سرکوبی کو بھیجا تو وہ بھاگ کر قلعہ کش میں محصور ہوا مدت تک محاصرہ میں رہا محاصرہ کی وقت بھی وہ شام اندھیری راتوں میں ایک مصنوعی چاند چاہ تختب سے نکال کر آسمان کے نیچے نمودار کر دیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے دکھلا کر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر لشکر اسلام اوسکے دم میں نہ آیا اور محاصرہ میں اوسکو سخت تنگ کیا جب دس نے اپنی رہائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے پڑ ہمارے بیون کو شراب میں زہر دیکر مار دیا اور اون کی لاشیں تیراب کے خون میں ڈال کر گلا دینا خیر کو خود بھی ایک خم میں بیٹھ کر تیراب میں گل گیا اس عمل سے اُسکی غرض یہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھیں کہ ہمارا خدا مومنوں کے قلعہ کے اندر سے غائب ہو گیا ہے مگر یہ فریب دسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

ایک نوڈمی نے جو قلعہ کے اندر تھی مقنع کو شراب میں زہر ملا تے ہوئے دیکھ لیا
 تھا وہ شراب وس نے نہ پیکر چھپ کے ایک گوشہ قلعہ میں جا بیٹھی تھی جب
 وہ مر گیا تو اس نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور شکر اسلام کو اندر بلا لیا سب حال
 کہہ سنایا مسلمانوں نے وہ تیراب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف اون
 لوگوں کے بال پانی پر تیرتے ہوئے نظر پڑے اور فتنہ اوسکا فرو ہو گیا مگر مدت
 تک چند سفید پوشوں کا بیج معدوم نہ ہوا اوز کا اعتقاد یہ تھا کہ ابن مقنع آسمان
 پر عروج کر گیا ہے ایک وقت معبود میں پھر ظاہر ہو گا ۔
 فکتہ دعویٰ دار ہونا ایسے دعوے کا جس کا ثبوت بہم نہ پہنچ سکے مدعی کر دروغ
 گوئی کی نشانی ہے :

دعوے تو دعوے بے آگہی
 عین نادانی و جہل مدعی ست

گر نباشد پیش تو مدعی ثبوت
 گفتن ناراست پیش اہل عدل

حکایت

ایک دن خلیفہ مہدی تفریح طبع کیلئے جانب انبار رونق بخش تھا ناگاہ اُس کے
 پاس ربیع بن یونس ایک کپڑے کا ٹکڑا لے ہوئے آیا جس پر کوئلے سے کچھ
 لکھا ہوا تھا اور اُس پر مہر خلافت بھی تھی جو مٹی سے کوئلے میں ملا کر کی گئی تھی
 ربیع نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ عجیب واقعہ ہے ایک اعرابی نے مجھے کہا
 کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہاں ہیں جو یہ کپڑے کا ٹکڑا میں اون کے پاس
 لیجاؤں خلیفہ مہدی اوسکو ہاتھ میں لیکر نہا اور کہا کہ یہ حقیقت میں میری لکھی

اور مہر بھی میری کی ہوئی ہے میں تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہوں کل میں کچھ رات باقی رہے شکار گاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوئی تو شدت سے پانی برس لگا اور سب خدم و حشم مجھ سے اتفاقاً چھوٹ گیا اور مجھ کو سبھو کھ پیاس کی شدت ہوئی چونکہ تمام کپڑے آب باران سے تر ہو گئے تھے اس لئے سردی نے بھی سخت ستایا اور وقت بچھے ایک عاید آگئی جو میں نے اپنے باپ دا سے سنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام و پگاہ یہہ دعا پڑھا کر گناہ کی مصیبت میں مبتلا ہو تو حرق و غرق و دب کمر نے سے یا اور کسی بری طرح کی موت سے اسکو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور جس مصیبت میں مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ لا حَوْلَ وَ لا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جب میں نے یہہ دعا شروع کی تو مجھ کو دور سے ایک دشمنی نظر پڑی میں اوسطرف جھپٹا اور دیکھا تو ایک عربی اپنے خیمہ میں آگ جلارہا ہے میں نے اس سے کہا کیا ہماری ضیافت کر سکتے ہو اس نے کہا ہاں کر سکتا ہوں میں گھوڑے سے اتر پڑا عربی نے اپنی جوڑ سے کہا جو جو رکھے ہیں اسکو پیکر جلد روٹی پکا اور میں نے پانی مانگا تو اس نے مجھے دو دھوا جبین پانی ملا ہوا تھا میں نے پیا تو ایسا مزہ ملا کہ مجھ کو عمر بھر کسی شربت میں وہ ذائقہ ملا تھا۔ اس نے ایک مہینہ کپڑے کی چادر دی جسکو میں اوڑھ کے سویا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے میں ایسا آرام نہ پایا اور جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ عربی بکری ذبح کر رہا ہے اور اسکی جوڑ و سج پہنی کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہکو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہماری زندگی تھی جسکو تو نے ذبح کر ڈالا بہلا اب اپنی معاش کی کیا فکر کریو گے میں نے کہا کچھ تم

تردد نہ کرو پھر میں نے بکریکا کلیجہ اپنی چھری سے نکالا اور آگ پر رکھ دیا جب وہ تہن
 گیا تو میں نے کھایا اور اعرابی سے کہا تمہارے پاس کغذ وغیرہ ہے جو میں
 اوس پر کچھ لکھوں اوس نے مجھے یہہ کپڑا نکرا دیا تو میں نے کوئلے سے اوپر
 یہہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوس کوئلہ سے کر دی پھر کہا کہ ریح کا نام پوچھ کر یہہ تحریر
 اوسکو پہونچاؤ اوسین لکھا تھا کہ پانچ لاکھ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ
 مہدی نے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھ ہاتھ
 سے لکھ گئے اب میں اوس سے کم نہیں کر سکتا یہہ رقم اوس کو دیدو اوسنی وقت
 اعرابی کو دیدے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہو گیا اوس نے ایک بہت بڑا عمدہ
 مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہو گیا کہ مکان میزبان امیر المومنین مہدی
 حجاج اور مسافرین وہاں آرام لیا کرتے تھے ۛ

تذکرہ مسامرہ میں شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفاء نقل
 کرتے ہیں کہ مہدی بائیس ہجری میں سریر آراء خلافت ہوا اور بائیس ہجری
 میں قضا کی رستائیں برس کی عمر پائی دس برس دیڑ مہینہ اوس نے نیک نامی
 سے سلطنت کی اوسکے مہر میں حسبی اللہ کندہ تھا اور حاجب اوس کے ریح بن
 یونس اور عبد اللہ بن علامہ و عاقبہ بن زید قاضی تھے اور ابوالحجج و فضل بن
 ریح و سلامۃ الابرش منشی تھے۔ مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتیں
 بعض مورخ نے لکھا ہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعقب میں گھوڑا ڈالاجو ایک کنڈیر
 میں چلا گیا تھا اور اوس کنڈیر میں مہدی بھی گھوڑا لیکر راستہ اچھا تھا وہاں پر
 کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کر گئی اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ ایک

نوٹ دی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ۛ

نکتہ اولاً شکایکا روں کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبت
اور تکلیفوں کو سوچ لینا چاہئے نہ کہ صحرائیں جانے کے بعد غور کرنا چاہئے ۛ

سوچ لو ہو جسطح انجام کار

ہے یہ بہتر ابتدا سے کام میں

شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار

پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو

ابی جعفر ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور دوانیقی
بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباسؓ

یہ پانچواں خلیفہ بنی عباس کا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت میں
بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے مملوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم حیرت
کرتا ہمیشہ علماء اور مشائخ کے ساتھ صحبت رکھتا اور یا کارون کا دشمن تھا اور پڑ
گناہوں پر اکثر رویا کرتا اور شاعروں کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس میں یہ خلیفہ نامور گزرا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم
و چراغ تھا۔ تمام اہل ہنر اسکے کمال پروری سے دار الخلافت بغداد میں کھینچ آئے
اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت میں پرورش پانے لگے ۛ

مورخ تاریخ الخلفاء نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید کی خلافت میں وہ محاسن جمع
تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزراء اسکے ال برک سے یحییٰ اور جعفر
تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہیں کے رائے صائب پر چلتا تھا
قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ ساشا عزیزیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فیصل بن ربیع اور منعی ابراہیم موصلی تھا اور زوجہ
اونکی زبیدہ خاتون تھیں یہ سب اپنے فنون میں یگانہ روزگار تھے جن کی وفات
سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی ۴

سالہ ہجری میں ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا امین اور
مامون اپنے فرزندوں کو بھی ہمراہ لے گیا اس سفر میں دس لاکھ درہم بچاس ہزار
دینار صرف ہوا مکہ معظمہ میں پہنچ کر اپنے کل ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیا بغداد
اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ و حجاز
و مصر تا باقصاب مغرب امین کے متعلق کیا اور اوس کی دار الخلافہ شہر بغداد
ٹھہرایا اور کرمانشاہ و نہاوند اور قم و کاشان و اصفہان و فارس و کرمان اور سی
و توس و طبرستان اور خراسان و زابل و کابل اور ملک ہندوستان و ماوراء النہر
اور ترکستان مامون کو سپرد کر کے اوسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت
کیا کہ جو دونوں میں سے پہلے انتقال کرے اوسکے ممالک مقبوضہ دوسرے کے
قبضہ میں آوے اور باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے پرہیز کریں بلکہ دستاویز
اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم و عمائدین مکہ معظمہ کی فہرین
ہونکی بعد ستف کعبۃ اللہ میں آویزان کی گئی تاکہ اس کے خلاف کسی زمانہ میں کوئی
جرات نہ کر سکے ۵

ہارون الرشید کے ایک در فرزند تھے جسکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور اتالیق
عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک نامور شخص تھے اونھوں نے
جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تمھارے فرزند ہیں

اونکو محروم نہ رکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد
روم سے متصل تھے اون کے نام زد کر کے قاسم کا لقب مومن قرار دیا اور مین
شیرین مین عام لوگوں کو انعامات و صلوات سے خوش و خرم کیا ۛ

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہیں کہ مین ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا
جب کوفہ مین سواری پہونچی تو راستے مین حضرت بہلول رح کھڑے ہوئے مجذوب
بڑبک ہے تھے مین نے بہلول سے کہا چپ رہو امیر المومنین کی سواری آ رہی
ہے وہ چپ کے ہو رہے جب ہودہ سواری امیر المومنین کا اون کے سامنے
ہو کر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین امین بن بابل نے مجھے کہا
کہ قدامہ بن عبد اللہ عامر نے اون سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب سرور عالم
سلطان دو جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو منی مین اونٹ پر
سوار دیکھا جس پر ناپالان نہ وہ منقش تھا و نہ مذہب رنگین فضل بن ربیع نے
عرض کیا یا امیر المومنین یہ بہلول ہیں ہارون الرشید نے کہا ہاں پھر بہلول رح
نے کہا یا امیر المومنین مین کوئی شعر پڑھو ہارون رشید نے کہا فرمائے
آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا ۛ

و دان لك العباد فکان ما ذل	هـب انك قد طلت الارض طرا
وليس السراب هذا ثم هذا	اليس عذام صيرك جوق قبر

خلاصہ مطلب سکا یہ ہے۔ ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہو گئے

اور سارے خدا کے بندے تمہارے تابع رہو گئے پھر کل کے روز قبر کے پیٹ میں کیا نہیں جانا ہو گا اور مٹی کا ڈھیر منہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد رکھو مارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سنایا کچھ اور بھی فرمائے بہلول نے کہا یا امیر المومنین جسکو پروردگار عالم مال اور جمال دو نو عطا فرمائے پھر وہ اپنے جمال کے ساتھ پارسائی کرے اور مال سے لوگوں کے ساتھ موااسات و احسان کرے تو اوسکا نام دیوان ابرار میں لکھا جائیگا۔ مارون الرشید نے جانا کہ اس کلام میں حسن طلب ہے فرمایا میں نے حکم دیا ہے کہ تمہارا سب قرض ادا کر دیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے۔ قرض ایک ادا نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اہل استحقاق کے حقوق دیجئے گا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجئے۔

مارون الرشید نے کہا میں نے حکم دیا ہے کہ آپ کے واسطے دوا کچھ مقرر کر دیا جائے بہلول نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم بھی نہ فرمایگا اور آپ کو میرے ساتھ برائی کرنے سے کیا حاصل ہو گا میرے لئے مقرر کرنا اوسی مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپ کی واسطے مقرر فرمایا ہے آپ کے مقرر کر نیکی مجھے کچھ احتیاج نہیں ہے۔

پس خدا کا احسان مانو اسکو اپنا خالق اور رازق جانو اسکی مخلوق پر احسان کرو جس طرح اس نے تم پر احسان کیا ہے۔

تو اس احسان کا شکرانہ ادا کر
خدا کی خلق پر احسان کیا کر

خدا نے تجھ پر جو احسان کئے ہیں
سخاوت سے نروک اپنا کبھی تھ

نوکتہ دنیا میں ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہیں ہوتے ہیں اور انسان انکی جزا و سزا ایک ن پانے والا ہے۔

جہان فانی ہو اور اہل جہان لیک	رہینگے یہ تیرے اعمال باقی
بدی بدکار کی نیکیوں کی نیکی	رہیگی ہر مہر سال باقی

حکایت

ایک فرعون الرشید اطراف رقبہ کے شکار کھیلتا تھا ایک ہڈے سختی سے خلاف داب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اے ہارون تو خدا سے نہیں ڈرتا اسپر ہارون الرشید نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دار الخلافہ میں ساتھ لے آؤ اور جب میں شہر میں پہونچوں تو میرے سامنے لانا جب ہارون الرشید قصر خلافت میں داخل ہوا تو کھانا مانگا اور زائد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زائد سے کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافاً نہ دیجیگا زائد نے کہا فرما ہارون الرشید پوچھا تمہارے نزدیک میں شہریر تر اور خبیث تر زیادہ ہوں یا فرعون زائد نے کہا فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعویٰ الوہیت کا کیا اور اناس بلکم الالہ علی کہا پھر ہارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسیٰ و ہارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ اوس سے بہتر ہیں زائد نے جواب دیا مجھکو ان برگزیدہ لوگوں سے کیا نسبت ہے وہ پیغمبر خدا ہیں اور میں ایک دنی عباد اللہ سے ہوں پھر ہارون الرشید نے کہا جنت خداوند عالم نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا تو ارشاد فرمایا قولا له قولا لينا یعنی اوس کے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو کرنا حالانکہ وہ کافر اور گم راہ تھا اور میں تو بقدر طاقت بشری مامورات پر عمل کرتا ہوں

اور منہیات سے بچتا رہتا ہوں پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھ برتے
اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکلیا اسکا کیا باعث ہے زائد نے کہا بیشک میں فی خطا
کی اور اب میں اس حرکت سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں اور امیدوار ہوں
کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائیں مارون رشید نے
کہا پروردگار عالم تمہاری امرزش فرمائے اور آٹھ ہزار درہم اوس کے واسطے
منگائے زائد نے کہا میں یک مرد سیاح ہوں مجھے اس مال کی احتیاج نہیں ہے آخر میں
ہرثمہ بن عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے مارون رشید
ہرثمہ سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ میں دخل نہ دو انکا معاملہ میرے ساتھ
نہ تمہارے ساتھ بعد اسکے مارون الرشید نے زائد سے کہا کہ میں نے تمکو محتاج جان کر
نہیں دیا بلکہ خلفاء کا یہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ
اور انعامات سے اوس کو محروم نہیں چھوڑتے پس جب قدر آپکا جی چاہے اس میں سے
لیلو زائد نے مارون رشید کو دوا خیر دی اور دو ہزار درہم اوس میں سے اٹھا لیا
مگر وہ سب روپیہ دار الخلافت کے دربانوں پر تقسیم کر کے خالی ہاتھ چلے گئے +
چند ماہ میں گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلانے سے کہنا بہتر ہے اس
کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس تکو چپ رہنے کیلئے اشارہ کریں

نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر

کرد مت بات اور ہرگز نہ بولو

کہان باتی رہی غرض تو قیر

اگر بولو گے بیشک بے بلائے

تذکرہ مارون الرشید نے مقام رقعہ میں ایک خواب دیکھا کہ میں تخت پر بیٹھا ہوں
نیچے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جسکی تیلی میں مسخ مٹی ہے اور ایک باز بھی آئی کہ مٹی

نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر
کرد مت بات اور ہرگز نہ بولو
کہان باتی رہی غرض تو قیر
اگر بولو گے بیشک بے بلائے

وہ جگہ کی ہے جہاں تمہارا مدفن ہو گا میں نے پوچھا میرا مدفن کہاں ہو گا اور یہہ
مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمہارا مدفن ہے اور یہہ وہیں کی مٹی ہے پھر
وہ ماتھے غائب ہو گیا اور آواز بھی منقطع ہو گئی چند روز بعد مارون الرشید دار الخلافہ
بغداد میں آیا ۛ

یہی بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جورو کو سمرقند چھوڑ کر دار الخلافہ
بغداد آیا تھا اسکی غیبت میں رافع بن ایث بن نصر جو ایک مکار اور عیثیٰ و ست تھا
موقع پاکر یحییٰ بن اشعث کی جورو جو ایک خوبصورت حسین اور مالدار عورت تھی اس
آشنائی پیدا کر لی اور اسکو ایسا بہکا یا کہ وہ اس کے قریب میں آگئی اور خواہشمند
ہو گئی کہ کسی طرح سے یحییٰ کے قید نکل سے چھوٹ جائے اسکو رافع نے سمجھا دیا کہ
اور کوئی صورت اس عمدہ تجویز و تدبیر سے ممکن نہیں کہ مذہب اسلام سے مرتد ہو جا تو
نکاح باطل ہو جائیگا اور بعد اسکے تو بہ کر کے پھر مسلمان ہو جانا اس مکار کی عیاری
کارہ گر ہو گئی اور عورت نے مذہب ترسانی اختیار کر لیا اور چند روز بعد پھر دائرہ
اسلام میں داخل ہو گئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کر لیا ۛ

یحییٰ بن اشعث نے اس مکارا استغاثہ دار الخلافہ میں مارون الرشید کے
حضور میں کیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ حاکم خراسان کے نام فرما بھیجا کہ رافع بدعت
نا عاقبت اندیش کو گرفتار کر کے اسکا منہہ کالا کرو اور گدے پر چڑھا کے شہر میں
پھراؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسیٰ نے وہ حکم سلیمان بن جنید مدنی کو امیر سمرقند
تھا تعیناً بھیج دیا امیر نے رافع کو فوراً قید کر کے اس عورت کو اس سے جدا کر دیا
مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اس کے ناموری کے نکلی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پا کر بھاگ نکلا اور بلخ میں آ رہا چند روز میں علی بن عیسیٰ جو دین تھا اوس کے پاس پیغام بدرخواست معافی تصویر پیش کیا علی بن عیسیٰ نے ناعاقبت اندیشی سے اسکا قصور معاف کر دیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہنچا چونکہ اُس عورت کو علانیہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تھا چند مفسد اور عیاروں کو جمع کر کے لڑ بھڑ کر سمرقند پر قبضہ کر لیا اور پھر اوس عورت کے ساتھ علانیہ نکاح کر لیا :

علی بن عیسیٰ کو یہ خبر پہونچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سردار میں روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا اور ایک بڑا جنگ طرفین میں واقع ہوا علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو شکست ہوئی آخر خود علی بن عیسیٰ آیا رافع سمرقندیوں کے مدد سے اوس سے بھی لڑا اور شکست دی جب وہ سمرقند سے ہزیمت پا کر بلخ واپس آ رہا تھا وہاں کے لوگ بھی اسکی ظلم کی وجہ سے بگڑ گئے اور اوس کے نائب مارڈالا اور گھر بار لوٹ لیا تین کرور درہم جو ایک باغ میں چھپا رکھے تھے وہ سب لوٹ لی گئے وہ ہنوز شہر مرو میں تھا کہ وقایع گارنے کی کیفیت جو سمرقند اور بلخ میں گذری اور علی بن عیسیٰ سے عام رعایا کی نفرت کی وجہ دار الخلافت میں لکھی بھیجی اور یہ بھی لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ بھی جمع کر رہا ہے نرمی کے ساتھ اوسکو دار الخلافت میں طلب کر لینا چاہئے عجب نہیں کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے

مارون الرشید کے پاس دار الخلافت میں اسکے پہلے اور سیکڑوں عریضیان مظلوموں کی بھی آ پہونچیں تھیں جن لوگوں پر علی بن عیسیٰ نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا۔ خلیفہ مارون الرشید نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جبار لشکر کے ساتھ خراسان کے طرف روانہ کر کے حکم دیا کہ راستے تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کرو کہ مجھ کو امیر المومنین نے تمہارے اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو میں آجائے اسکو قید کر لو اور اسکی کل مملوکات ضبط کر کے
پانچیر اور شہیر کر دو کہ جسکو جو دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے اسی طرح سے
اسکے مظالم رفع و دفع کر کے مظلوموں کی دادرسی کرو دی جائے +

ہرثمہ نے امیر المومنین کے حکم موافق اثناء راہ سے علی بن عیسیٰ کو اطلاع دی اور
وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اسکو قید کر لیا اور حکمنامہ معزولی کا سنایا
اور جامع مسجد شہر مرو میں علی بن عیسیٰ کو پابجولان لٹوا کر اشتہار عام دیا گیا کہ جس
کسی کو علی بن عیسیٰ پر دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی
دعوی دار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کل مملوکات
علی بن عیسیٰ کے ہرثمہ نے ضبط کر لیا کل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مطیع ہو گئے لیکن
ممالک ماوراء النہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہو گئے تھے اور ان ممالک پر اسکا
قبضہ و دخل ہو گیا تھا اسلئے لوگوں پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے
اس امر کی اطلاع مارون الرشید کو دار الخلافت میں بھیجی +

خلیفہ مارون الرشید نے یہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد و رد مظالم کیلئے
خراسان کا ارادہ کیا امین کو دار الخلافت بغداد اور قاسم کو موصل میں قائم مقام
مقرر کر کے روانہ ہوا۔ اُن یونون مارون الرشید صیح المزاج نہ تھا جب کراشا
پہنچا وہاں سے مامون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اسکا وزیر کر کے حکم دیا
کہ تم شہر مرو میں قیام پذیر ہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفدہ کو
دفع کرے جب مارون الرشید گرگانہ داخل ہوا تو علی بن عیسیٰ معہ نقد و جنس
اسی کڑوڑ درہم اور پندرہ سو مہار شتر کے مارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفہ

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کر لیا اور علی بن عیسیٰ کو پابزر بھجوا دیا اور محمد امین کو حفاظت کیلئے تاکید کی ۛ

ہرثمہ بن اعین دریا جھون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اتر کر سرحد بخارا تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیکر برسرِ مقابلہ بھیجا ہرثمہ نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کر کے مامونؒ کے پاس پابجولان روانہ کیا مامون نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔

چونکہ مارون الرشید کا مزاج گرگانون میں زیادہ بگڑ گیا اور مرض کانکس کا رور ہو گیا تھا اسلئے اطباء کی رائے و تجویز کے موافق تبدیل آب و ہوا کی غرض سے طوس روانہ ہو چکا تھا وہاں بشیر بن لیث حاضر کیا گیا مارون الرشید نے اوس سے کہا اؤ دشمن خدا تو اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی آخر مجھ کو حالت ضعف میں حرکت کرنا پڑی تھی مجھ کو اس عذاب سے مارون کا جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہے گا ایک قصاب مامور کیا گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے کئے گئے جب چودہ ٹکڑے ہوئے تو اوسکی روح قفصِ غصہ سے پرواز کر گئی ۛ

مارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان کے پاس سے آیا تھا جکے علاج سے پہلے کچھ مارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہو گیا تھا اوسکی رائے اور جبریل نختوع طبیب ہمرائی کی رائے میں اختلاف ہوا جبریل طبیب کی رائے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی مارون الرشید نے اسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اوس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر کل تک صحت نہ ہو تو مجھ کو جو سزا چاہیں دیکھئے بالافاقی تقدیر دوسرے ہی روز شبِ شنبہ سوم جمادی الثانی ۹۳ھ ہجری امیر المومنین کا

تفائے فیصلہ کر دیا +

پنجاہ برس کی عمر پائی تین برس خلافت کی۔ العظمت والقدرۃ اللہ عزوجل
نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کو تو ال اور اسمعیل بن صبح غشی اور مسرور و رشاد و حسن خدام
اور قیس بن میمون اور محمد بن خالد برہکی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا زربان ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم
آتا ہے اسے طح حرص و ہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے
تو تمام گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں +

حُب زین ہے زربان شیطان کا

آتا ہے دل میں تیرے حب سے

مت بنا دل کو مکان شیطان کا

کر نہ مائل عورتوں پر اپنا جی

حکمت دشمن جب اپنے فریب و عداوت سے عاجز آ جاتا ہے دوست بن جاتا ہے
اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ میں دشمنی کرے +

بظاہر دوست بن جاتا ہے دشمن

منہیں پاتا جو مطلب دشمنی سے

نئی صورت سر پیش آتا ہے دشمن

بدلتا ہے نثر طرز اور نیا دھنگ

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا فساد
برپا کر سکتا ہے اور تھوڑی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

بلکہ رکھو اس سے ڈرام و سحر

چھوٹے سے دشمن کو مت جانو حقیر

ایک دم میں اس سے جل سکتا ہے گھر

آگ جب تھوڑی سی ہو گی مشتعل

ابو جعفر المنصور باللہ بن متوکل بن معتمد بن مارون الرشید

یہ بھی کیا روان خلیفہ خاندان آل عباس کا ہے ۳۷۷ ہجری میں بعد قتل اپنے باپ کے
سیر آرا سے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات علویہ اس کے احسانات کے
ممنون تھے یہ برگزیدہ گروہ بلا روک ٹوک آستان خلافت کا باریاب تھا۔ اس خلیفہ کا
قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم میں نہیں ہے اور یہ بڑا کام
قدرت کے بعد انتقام ہے *

نکتہ انتقام لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور غصہ سے رحم عزیز تر ہے *

گنہگار کا عفو کر دو گناہ	کر دو رحم ہر گز نہ لو انتقام
بہ خلق خدا مہربانی کرو	کہ حق مہربان تم پہ ہو صبح و شام

حکایت

ابو علی یحییٰ منجم کے ہمسایہ میں ایک شخص کی جائداد عمدہ تھی جو محل بیچ میں تھی اور
منجم کو اس کے خریدنے کی رغبت مگر اس کی کل قیمت ادا کرنیکی قدرت نہ رکھتا تھا اسی
وجہ سے رنج و الم میں رہتا تھا ہر شخص اس کے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا
ایک روز اسی حالت میں ابو جعفر المنتصر باللہ کی خدمت میں باریاب ہوا خلیفہ نے
سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کر دیا خلیفہ نے پوچھا کہ اس کی کل قیمت
کیا قرار دے ہوئی ہے اور تم کس قدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ حضور تیس ہزار
درہم اس کی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود ہیں جو دیکھتا ہوں
خلیفہ یہ سن کر چب ہور ہوا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اٹھ گیا لیکن خلیفہ
برخواست کے آگے مخفی طور پر کچھ خادم کو لکھ کر دیدیا تھا اور منجم اسی طرح معصوم ہوتا

خلافت سے دہلین یہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری جہت
روائی نہوتی مگر میری تقدیر نے یاد سی نکلی اور منجم جب گھر پہنچا تو اس کے وکیل نے
کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم میں ہزار درہم تمہارے نام دیکر مجھے رسید لے گیا ہے منجم
یہ روح افزا خبر سن کر خوش ہو گیا اور فرط خوشی سے چہرہ دکھنے لگا :
نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھ دیوے پھر اُسپر احسان رکھے
دیکر خوش ہو :

سخی یون میں بیشک سخی ہے ہی	جو لوگوں سے چھپکر سخاوت کرے
کرہ صرف جب مال خور سند ہو	جسے دیوے اُسپر نہ احسان دھرے

حکایت

ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض مہات ملکی
کے لحاظ سے مصر بھیجا تھا وہاں اُسکو ایک پریمی پیکر نوڈی کے ساتھ محبت ہو گئی اور
وہ محل بیع میں تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابو عثمان اوسکا متحمل نہوسکا
اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کر رہا تھا اسی عرصہ میں
اوس کام سے بھی فراغت حاصل کر لیا جس مہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار
دارالخلافت بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام میں جو تدبیر اسکو کرنی پڑی
تھیں مفصل گوش گزار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے
ابو عثمان نے وہی اپنا قصہ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور کچھ جواب
نہ دیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابو عثمان آستان

اور اختلاف میں باریاب ہوا مساجد میں اوسکو چھڑتے اور تنگ کرتے اور اوسکا عشق
 دونا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابو عثمان غلیان شوق میں حاضر دربار ہوا تو پردے سے
 ایک عورت کے گانیکلی آواز آئی جسکو ابو عثمان نے پہچان لیا کہ یہ آواز اوسی معشوقہ
 دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہو گیا اگر خلافت کا ادب مانع نہ ہوتا تو حالت
 بے خودی میں بے تابانہ اوس عورت سے لپٹ جاتا بھجوری اوس حالت اضطراری
 کور و کنا پڑا خلیفہ نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا اے سعید تمہارا مزاج کیسا ہے عرض کیا
 حضور کی بدولت آئنا راجھے نظر آتے ہیں پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آیا تم
 بھی کچھ فرمائش کر سکتے ہو جو وہ گائے ابو عثمان نے اوسی راگ کی فرمائش کی چونکہ
 ناظر تھے جب اوس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا
 یہ آواز تم پہچانتے ہو ابو عثمان نے عرض کیا یا امیر المومنین جب تک وہ آواز میں نے
 سنی تھی امید وصال منقطع نہ ہوئی تھی اب چونکہ حرم خلافت میں داخل ہو چکی اسلئے اپنی امید
 کو شہید پاتا ہوں خلیفہ نے کہا اے سعید اسکو میں نے صرف تمہاری ہی لئے خرید کر
 لگایا ہے اور جوقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت میں نے
 نہیں دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر وہ لونڈی کو زیور و لباس سے آراستہ
 کر کے ابو عثمان کے گھر بھجوا دیا۔

پند عورت کی صحبت کی طرف مائل ہونا مردوں کا کام نہیں کیونکہ عورتوں
 کی صحبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اُس عورت سے
 ہم صحبت ہونا چاہئے جس میں گیارہ صفیں پائی جائیں اول حسین ہو دوم با وفا سوم
 غم خوار چہار شریفہ پنجم عقیفہ ششم فرمان بردار ہفتم خیر خواہ ہشتم بردبار نہم خندہ پیشانی

دہم کار گزار یا زوہم جوان اور اگر اسکے برخلاف ہو تو بحد ہی رہنا بہتر ہے۔

خانہ دواستہت آن خانہ	چون بود خانہ دارنیکو کار
مرد راہست باعث فرحت	زن خوش خوش لقاء خوش دیدار
ور بود بد از و پناہ خدا	وقتا رہنا عذاب النار

تذکرہ یہ خلیفہ صرف چھ مہینے دو دن باختلاف روایت مسند نشین خلافت رہا آخر
 سترہ ہجری میں انتقال کر گیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتیں ہیں سیالک
 میں مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور سامرہ میں ذات الجنب سے اور یافعی نے
 مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ منتصر کو سر سام ہو گیا تھا چونکہ امراء ترک کو خلیفہ کی طرف سے
 خوف پیدا ہو گیا تھا اونھوں نے طیبہ بن طیفور کو ساتھ ہزار درہم دے اور حجام نے
 رہبر آلود شتر سے فصلی اوسی رہبر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی۔
 یونقی الحذر من مانہ یا انا من آل محمد اللہ والی محمد نقش خاتم تھا۔
 وصیف اور مرزبان وغیرہ عاجب اور جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے۔

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن والی باللہ خلیفہ نہم بن معصوم باللہ
 خلیفہ ہشتم بن مارون رشید

یہ چودھویں خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور سامرہ میں
 ابو جعفر لکھا ہے ۵۵ ہجری میں سریر آرا سے خلافت ہوا۔ یہ خلیفہ نہایت حلیم
 اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و اتقا کا بدرجہ کمال پابند اور صالح الدین تھا عدالت
 وانصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا۔

فائدہ یہ خلیفہ شریعت بیضا کا پابند تھا تصویرین دار الخلافت سے نکلوا کر
پہنکوا دین اور طلائی و تقرئی ظروف مسکوک کروا ڈالے شاہی باورچینا نہ مین جو
روزانہ دس ہزار درہم کا صرفہ ہوتا تھا موقوف کر کے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا
اور جتنے درند و گزند جانور کشتیرون مین بند تھے اُن سب کو مروا ڈالا اور جن جانوروں
سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرائش اور سلطنت کے زیبائش سمجھے جاتے
تھے اُن سب کو چھوڑا دیا اور مطربوں اور رشکروں کا بازار اسکے عہد خلافت مین سرد
ہو گیا عرض کہ شریعت حقہ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کر دیا شراب
خواری کی سخت ممانعت فرمائی :

حکمت شراب مفسد قوالی و ماغیہ ہے اور مولد تشنج و رعشہ باعتبار منفعت کے
مضرت زیادہ ہے اسلئے اہل انجلیت سے احتراز بہتر ہے :

چاہتے ہو دوستو گراہنی خیر	دیکھنا ہر گز نہیں پینا شراب
اہل دین جتنے مین اونکے واسطے	دشمن ایمان ہے خانہ خراب
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام	اس سے کیا حاصل خیر بچ و غذا

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چاروں طرف چار دروازے
اسکا نام قبتہ النظام رکھا تھا اور اس محل مین خلیفہ بذات خود در نظام اور فصل
خصوصات کیلئے اجلاس کیا کرتا تھا :

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب
نہ رکھے مستغیث اسکے روبرو جائے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سنائے اور نیک عیت
وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیر خواہ ہو خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان و مال سے حاضر ہوا بادشاہ کو اپنا مالک جانے جس طرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا
خاوند تصور کرتی ہے +

شاہ بیشک بندہ پرور چاہے	سایہ گستر رحم دل بندہ نواز
اور رعیت چاہے خدمت گزرا	صاحب صدق و صفا بحر دنیا

نکتہ آفتاب عدل پہلے سینہ میں طلوع ہوتا ہے پھر اوسکا نور گھروالوں اور خاص
لوگوں پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے +

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا لوگوں
کو گمان ہوا کہ اس میں گران بہا جواہرات ہوں گے جب کھولا گیا تو ایک موٹا جھوٹا
کسل کا پتلا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی
دیر سوتا تھا پھر اٹھ کر وہ طوق گلے میں ڈال کر اور کسل کا لباس پہن کر صبح تک عبادت
حق میں مشغول رہا کرتا اور بارگاہِ احدیت میں بہ تضرع تمام آہ و نالہ کرتا تھا +
پس خدا کے روبرو اچھے کام کام آئیں گے خوش روئی و خوش گوئی و خوش
لباسی پر لحاظ نہوگا +

کام آئین گے ترے اعمال نیک	روزِ حشر و نشر ہی نیکو شمار
کچھ ندیگی کام تیرے جسم کی	خوبی و خوش خلعتی روز شمار

تذکرہ چونکہ اس زمانے میں ترکوں کا غلبہ اور اوز کا فتنہ و آشوب حد سے زیادہ بڑھ
گیا تھا جو خلیفہ اوز کا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امراء و دولت کو بھی جبرِ
مخالفت کی بہو سکتی تھی عام و خاص اس خلیفہ کی دینداری اور محرمات میں روک
ٹوک کرنے سے تنگ آئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیود و تشرع کے طلسم میں پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہدی باللہ اپنے تھوڑے زمانہ ایام خلافت میں
 جہان تک ممکن ہو سکا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے
 دشمن جان ہو گئے سیف و سنان کے استعمال کی نوبت آئی جو سردار خلیفہ کے معین
 اور انصار تھے قتل ہو گئے اور خیر بیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہدی باللہ کو بھی رجب ۲۵۶ھ
 ہجری میں آب شمشیر سے غسل میت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا + -
 المہندی باللہ یقی نقش خاتم تھا اور صالح بن داود حاجب تھا -

ابو القاسم عبد اللہ المقتدی بامر اللہ بن محمد عباسی

یہ تیسواں خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۲۶۷ھ ہجری میں تخت خلافت پر بٹھا
 اسکے عہد خلافت میں بہت سے نیک امور اور آثار خیر ممالک میں ظاہر ہوئے صنعت
 و حرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بن کر چمکی +

فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سماع و سرود موقوف کر دیا اور فاحشہ عورتوں
 کو ایک لخت دار الخلافت سے نکلوا دیا اور حکم عام دیدیا کہ مرد ہوں یا عورت کوئی
 بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائیں - اور کبوتر خانے سب برباد کر دئے گئے
 اور ملاحوں کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی میں مرد اور عورت مشترک نہ سوار ہوا
 کریں +

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھوں میں شرم و حیا ہو طبیعت میں حلم
 اور کلام میں شیرینی ہو +

کہ جسکی آنکھ میں شرم و حیا ہو

سعادتمند وہ انسان ہو بیشک

طبیعت میں موجب کے حاصل | بزرگوں کی طرح صدق و صفا

نکتہ حیا اس کو کہتے ہیں کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت میں انسان اپنے بزرگ
یا حاکم سے خوف رکھے *

باحیا باشد ہمیشہ عذر خواہ | گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاه سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرار داد ہوئی
اور ششم ہجری میں ملکشاه نے بہرائی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی و سامان
خدم و چشم عروس کو خراسان سے دار الخلافت روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے
کہ ایک سو تیس مہار شتر تھے جن پر دیباے رومی کی جھولین پڑی تھیں اون
اونٹوں پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوئے تھے اور عماریان دولہن
اور سہیلیاں اتنی تھیں جنکو چوبتر مہار شتر کھینچتے تھے اور اون کے گلون میں
سونے کے گھنٹے اور قلابے و نفیس مرصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوئی تھیں
اور چھ اونٹوں پر بارہ صندوق چاندی کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا
بہریر تھا اور تین سو تیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مرصع زیورات سے جن پر
تمام قیمتی جواہر مثل الماس و نیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ماسے مرصع زرین سے
آراستہ تھے نقد و جنس اس پر قیاس کر لینا چاہئے جب امرا سلجوقی مع خدم و
بغداد کے قریب آ پہنچے دار الخلافت کے سارے چھوٹے بڑے سوار و پیادہ
مع سامان جلوسی استقبال کی واسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان و شوکت

عروس کی مان کے پاس بھیجا اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یا مہر کمان تو دو
 الامانت الی اہلہا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تمہارا متون کو پہنچاؤ
 اسکے مالک کے پاس۔ عروس کی مان نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعة یعنی
 بسر و چشم امانت ادا کی جائیگی۔ الغرض رات کو دو لہن ایک جو اہر خیز مخافہ پر سوار ہوئی
 اور اس کے ہمراہ تین سو جو اہر پوش کینزاں ماہ پارہ تھیں اور دو ہزار سوار جلو میں خواجہ
 سرا گردا گرد ہجوم کئے ہوئے داخل شہر ہوئے اس رات نے کثرت چراغوں سے
 روز روشن بلکہ مہر نیم روز سے مقابلہ کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا دعویٰ حق بجا
 تھا۔ دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوئی جس میں چالیس
 ہزار من شکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت قیاس کر لینا چاہئے بعد اسکے عام
 دربار ہوا جس میں کل ارکان دولت و امراء سلجوقی کو ہر ایک کے موافق رتبہ طاعتین
 اور انعامات سے سرفراز ہوئے +

چند روز بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ عروس و خلیفہ میں شکر رنجی ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا
 کہ عروس اپنے باپ کی خدمت میں روانہ ہو گئی اور اصفہان پہونچ کر آغوش قرین پاؤ
 پہلا کر سو رہی +

پندرہ عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسہ کرنا چاہئے کیونکہ صندوق کا درخت
 اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخوں کے باہم ٹکرانے سے فوراً جل اٹھا
 اور تمام جنگل جلادیتا ہے اور اسکی سعلوں کی لپک سے درخت جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں

افت جاہل ندارد اعتبار

مہوش دارا مہر دانا مہوش دار

محض بے اصل سب علم جاہلان

مہر زن قہر خداے اکبر است

نکتہ غیور اور دو لہند عورت کے ساتھ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ
متابعت کا بار نہیں اٹھا سکیگی اطاعت میں نہیں آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے
جدا ہو کر ہر تہ کے ساتھ بسر کرے :

مار دیگی تجھ کو اپنے زہر سے	گر ہوئی زلف دو قاتل دوستی
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو	پر نہو دے بے وفا دوستی

تذکرہ خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے وفات کے متعلق مورخین کے مختلف روایتیں
ہیں۔ سب ایک الذہب میں اثنالیس برس کی عمر میں مرگ مفاجات سے ۳۸۵ ہجری
میں قضا کرنا لکھا ہے۔ اور مرآۃ الجنان میں بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال
کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک نوڈی کے زہر دینے سے مر جانا لکھا ہے
اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ نے کھانا کھایا اور سوقت بھر قہر مانہ اور شمس النہار
کے اور کوئی تنہا ہاتھ منہ دھو کے بیٹھا اور شمس النہار سے پوچھا یہ سب لوگ کون
ہیں جو بے اجازت چلے آتے ہیں شمس النہار نے ادھر ادھر دیکھا کوئی نہ تھا اور
خلیفہ صرف اس قدر کہہ کر چپ ہو رہا تھا پاؤں سرد اور بے قابو ہو گئے اور روح فی
مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور چھپیس برس آٹھ مہینے
سات دن کی عمر پائی وہ جوان صالح تھا :

ابو عباس احمد المستطہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ :

یہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامر اللہ پر خود سولہ برس کی عمر میں تخت خلافت پر
متکون ہوا اور ۳۸۵ ہجری میں انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

پائی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت و کریم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت میں رعایا رفاہ اور فلاح میں رہی چغل خور اور شریر و بدگوئیوں کا بازار سرد ہو گیا۔ یہ خلیفہ نیک کاموں میں بہت جلدی کرتا تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول آجکا کام کل پڑنڈالو اور کوشش کرو کہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے پس ایسی جلدی و پیروی نیک کام کے کرنے میں چاہئے اور بد کام میں حسب قدر توقف ہو مناسب ہے۔

آجکے بس آج ہی کر لو جو ہو دین کا روبا | کام گر چھوڑو گے کل پر آجکا پچھاؤ گر

نکتہ بد نفس آدمی لوگوں کی بدیوں کا افشا اور نیکیوں کا اخفا کرتا ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر بیٹھتی ہے اچھے عضو سے اسکو سروکار نہیں ہوتا۔

نہ بیند دیدہ بدین بجز عجیب	سخن چین خبر سخن ہرگز نہ چید
ہمیشہ چون لکس جائیکہ مردار	لیم الطبع بیند می نشیند

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور نادان کی شناخت یا وہ گوئی اور چرب زبانی و زبان درازی ہے۔

حکایت

خلیفہ مستطہر باللہ کے عہد میں حکم ربانی و گردش آسمانی ساتون ستارے سرطان میں جمع ہو گئے تھے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوئے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستطہر باللہ یہ سنکر ابن عیسیٰ منجم سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں سب سے زیادہ کا اجتماع

اور قرن برج حوت میں ہوا تھا اس سال اُسی برج میں چھہ سیارے جمع ہوئے ہیں
مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اس میں ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہر
مگر میری رائے یہ ہے کہ کسی جگہ اس عالم میں جہان ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع
ہوں گے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ کم چین
اتفاقات سے اس سال کے حجاج جو قریب دو لاکھ آدمی حج سے فراغت حاصل کر کے
ایک خشک مٹی پر اترے تھے جس میں برسوں سے پانی نہیں آیا تھا دفعتاً ایک سیل عظیم
نے چاروں طرف سے گھیر لیا لوگوں کو بھاگنے کا موقع نہ ملا اس مجمع سے بہت تھوڑے
لوگ جو اونچے درختوں اور بلند مقاموں پر چڑھ گئے تھے بچے اور سب ہلاک ہو گئے خلیفہ
مسلم طہر بادشاہ ابن عیسیٰ منجم کا وہ حکم سنکر اس خیال سے کہ مبادا وجلے کا سیل
بعد اذ کو تباہ کرے جن مقاموں سے شہر میں سیل آنیکا احتمال تھا اوس جگہ بہت
ستحکم بند بند ہوا یا اور جب یہہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسیٰ منجم کو
بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا۔

بفضل و ہنرمردم دور بین
وہ کہہ دیتے ہیں حال عرش برین

جو ہیں بندگان ستارہ شناس
ہمیشہ بفرش زمین بیہر

یوسف بن یاسفین سلطان مغربا بویعقوب بربر می

یہ شخص تھہ ہجری میں اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا
عدالت اور سخاوت سے موصوف کچھ اوپر تیس برس اس نے ممالک مغربیہ میں سلطنت
کی اور اپنی آخر عمر میں دکن عراق میں بھیجے اور خلیفہ مسلم طہر بادشاہ عباسی عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ اور نشان جو امور عطا سے سلطنت پر دلالت کرتے
ہیں روانہ کر کے اوس کی سلطنت تحت دار الخلافت عباسیہ کے داخل کر لیا اس
بادشاہ کے خصال میں مورخین لکھتے ہیں کہ اہل علم اور دیندار لوگوں کی اسکو بہت
صحبت رہتی تھی بڑے بڑے کبار بھی اس کے عفو کے سامنے حسنت سے بدل
جاتے تھے +

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسفین بہ تبدیل لباس پھر رہا تھا ایک مقام پر گذر ہوا وہاں
تین شخص بیٹھے ہوئے اپنے خیالی آرزو میں باہم بیان کر رہے تھے ایک
شخص نے کہا کاش ہزار دینار مجھ کو ملے کہ تجارت کی تمنا قبر میں نہ لیجا تا دوسرے
شخص نے کہا مجھ کو مدت سے امارت کی آرزو ہے تیسرے نے کہا مجھ کو سلطان
عہد کی ملکہ ملجاتی تو کیا مرہ سے دن راتیں بسر ہوتیں ۔ یہ سن کر یوسف بن یاسفین
چلا گیا اور ان تینوں شخصوں کو اپنے روبرو طلب کیا اول کو ہزار دینار اس کے
آرزو کے موافق عطا کر کے کہا جا تجارت کرو دوسرے کو اس کی خواہش کے موافق
کسی شہر کی حکومت دی تیسرے سے کہا اے مرد جاہل تو نے ایسی خواہش کی
جو تجھے نصیب ہی نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر اسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیج دیا ملکہ نے اسکو
ایک خیمہ میں لٹکے بند رکھا اور تین دن تک اسکو خیمہ میں نظر بند رکھا ایک ہی
قسم کا کھانا کھلایا پھر اسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تو نے کھانا کھا یا کہو کیا تھا
اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذائقہ تھا ملکہ نے کہا او جاہل بے وقوف عورتوں سے

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو تھے کیون ایسی آرزو اور بے ہودہ خیال کیا
 جو تجھ کو نصیب ہی نہ ہو سکے پھر اسکو کچھ نقد و جنس دیکر رخصت کر دیا +
 نکتہ انسان کو چاہئے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھ سمجھائے
 جس سے وہ مطلب سمجھ جائے اور تسلی پائے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی عیش
 گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کر دیتا ہے +

یاد داز وقت کلام و وعظ و پند	موم شو با جاہلان بے عقل
نرم کن اول زمین ہنگام کشت	تا بر آید گل ازان ناکارہ گل

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اسپرشد پیونچانا منع ہے جب تک کہ اسکا
 نفس سرکش بد اخلاقی و جہل کے پنجے سے رہائی نہ پائے سیدھی راہ پر نہ آئے ۔

کفر کب جاتا ہر اس کا فرشتی ہو مومنو	نفس یہ کافر نہ مرکب تلک مومنو
-------------------------------------	-------------------------------

ابو المنظر یوسف المستنجد باللہ عباسی

یہ بیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا
 اور ۵۶۶ھ میں بیمار ہو کر مر گیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد
 علیم و سلیم تھا رفاہ خلق و فلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیز کا دشمن
 تھا ۔ اسکا قتل ہے ۔

قول سعایت اور نامی سے بڑھکر عالم میں کوئی بدتر گناہ نہیں کہ اسکا اثر خلاق
 کی طرف متعدی ہوتا ہے +

نکتہ چغوری اور جھوٹے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

صد ہا طرح کی شرارت +

سارے فساد جھوٹے بیانیے	شہر ہوتی ہیں زمانہ کی پیداوار ہے
بچا رہیگا جھوٹے بیانیے	بچ جائیگا وہی جو بچے گا شراب ہے

فائدہ اس خلیفہ نے غمازون اور چغلیوں کا عمدہ انتظام کیا جس سے خلق اللہ کو امن حاصل ہوا۔ ایک شخص کو اسی جرم میں گرفتار کر کے قید کر دیا اور اس کے کسی دوست نے خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ جبرمانہ داخل کرتا ہوں اگر رہائی فرمائی جائے خلیفہ نے فرمایا پہلے تم ایک ایسا شخص جو اس سے زیادہ بد نفس ہو میں سے پیدا کرو کہ اس کو قید کر کے اس کے شر سے خلق اللہ کو نجات دلاؤں اور اسکے صلہ میں دس ہزار روپیہ تم کو عطا کروں +

نکتہ بدون کے ساتھ نیکی کرنا بد کام میں انکو یاری دینا نیکوں کے ساتھ بدی کرنا

کار بد میں گرد کرتے ہو تم	خوب بد سمجھو کہ بد کرتی ہو تم
---------------------------	-------------------------------

حکایت

ایک روز رات کی وقت مستنجد باد نے ایک خواص کو بلو کر فرمایا کہ اس وقت ایک سنار کے کام کر نیکی لازماً ہی ہے جو چھت کے نیچے کام کر رہا ہے خلیفہ نے فرستے دریافت کر لیا تھا کہ اس وقت وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس جگہ یہ آواز آتی ہو وہاں کچھ لوگ تعین کر دے جائیں جب دروازہ کھلے سنار کو معہ سامان صناعیت حاضر کریں جو کہ خلیفہ کا نفرین ٹھیک تھا اس آدمی کو معہ ان روپیوں کے جو اس نے بنایا تھا خلیفہ کے رو برو لاے خلیفہ نے جب اس کا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپے

جو اوس نے بنائے تھے قلب نہ تھے بلکہ بعینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب
 میں بنتے تھے سنا نے عرض کیا کہ حضور میں مفاسی کے سبب سے یہ جرات کی مگر
 نفع اوسی قدر ہوتا ہے جقدر دارالضرب میں مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے
 خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکان میں کرتا تھا اوسی
 کام دارالضرب سرکاری میں علانیہ کیا کرے اور کچھ اُس سے محصول وغیرہ لے لیا
 حکمت انسان وہ ہے کہ دولت مندی میں تواضع قدرت کی وقت عفو جوانی
 میں عبادت غصہ میں متحمل ہو

بے جو دو لہتمند مرد سر فراز
 حلم غصہ میں جوانی میں ناز

سر جھکاتا ہے تواضع میں ملام
 وقت قوت اسکو ہے نا قوتی

ابو محمد الحسین ترضی بامر اللہ بن سنجید بامر اللہ

مرۃ الجحان اور سبایک اذہب میں اس خلیفہ کا نام ستیضی بامر اللہ لکھا ہے اور
 سامرہ میں المستضی باللہ اور روضۃ الصفا میں المستضی نور اللہ ہے۔

یہ تین سوان خلیفہ خاندان عباسی کا ہے ۳۶ ہجری میں پیدا ہوا اور بعد اتمقال
 اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۴۵ ہجری میں اتمقال کیا نو برس آٹھ مہینے
 خلافت کی مرددیندار تھا۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلافت شرع
 ایک لخت موقوف کر دیا اسکے عہد میں بدعات رخص ایکے موقوف ہو گئے اور شرک
 میں موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی ہاشم کو دیا اور مدرسوں پر صرف کیا۔ اس خلیفہ

نظر میں روپیہ کی کچھ وقعت تھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجلس عطا قائم کریں جب مجلس عطا قائم ہوئی تو خلیفہ خود مجلس عظیم میں جا کر بیٹھا کرتا تھا اور صحبت میں نیکوں کے رہا کرتا مردودین دار عادل و شجاع تھا +

حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرید میں روح کی تسلی عبادت میں +

نرگھہ صحبت بغیر از صحبت نیک	کہ ہر نیکون کی صحبت نیک انجام
عبادت کر کہ ہو حاصل تسلی	اکیلا ہو اگر چاہے ہر آرام

حکایت

اس خلیفہ کے عہد میں قطب الدین قیماز امیر الامراء بڑا ظالم و ستمگر تھا جسکو چاہتا پکڑ کے قتل کر ڈالتا تھا اس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کر دیا تھا ایک وزیر امیر امراء نے ظہیر الدین خازن کی گرفتاری کا حکم دیا وہ جان بچا کر دار الخلافت میں خلیفہ کے پاس چلا گیا قیماز نے اسکا گھروٹ لیا اور اس میں آگ لگا دی اور غصہ میں آکر دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہ حال سن کر لب بام برآمد ہوا دیکھا تو امیر امراء کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چاروں طرف ہے اور شہر کے تماشائی او باش بھی کھڑی ہیں خلیفہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم سب سی دم جا کر امیر الامراء کو قید کر لاؤ اور اسکے مال میں سے جو پاؤ لوٹ لو یہ حکم پاتے ہی عام و خاص دوڑ پڑ جائے

امیر الامراء کا گھروٹ مار کر ڈالا اور سب اسکی ظلم کی کماٹی دست برد کر لئے ہجوم عام کے روبرو اسکی کوئی تدبیر پیش نہ رہی آخر جان بچا کر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

موصول اپنے وطن کو پہنچ جائے چونکہ بایادہ اور تنہا تھا نا واقفیت سے جنگل نے آب میں جا پڑا انجام کار اُسی دشت بے آب میں اوسکی لاش بے گورہ کفن طعمہ زانغ و زغن ہوئی ۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرنا عین مصلحت ہے
یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے واپس
ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آئندہ اسکے شر سے خلاصی پائی۔

<p>موزی کو مارو عدد کے ہاتھ سے مخلص پاؤ گے بیشک ایک سے</p>	<p>آئین جب یہہ دونوں موزی پر موزی مر جائیگا آخر یا عدد</p>
--	--

نکتہ چار چیزوں کو بقا کم ہوتی ہے اولاً غلام کے ظلم کو
ثانیاً مومن کے غضب و غصہ کو ثالثاً عورت کو پیار اور محبت کو
رابعاً ناجنس اور نادان کے التفات و صحبت کو۔

دار دنیا میں کبھی رہتا نہیں	ظالموں کا ظلم بیشک برقرار
غیر کی صحبت نہیں ہے دیر پا	اور نہ عورت کی محبت اور پیار
ایک دم پھرن ہوا ہو جاتا ہے	دل پر مومن کے اگر آئے غبار

فأمد يافعي زمرۃ النجائب سنة ١٠٦٢ كرتایعین بکبا کرم اس سال مصر میں سلطان صلاح الدین عبداللہ

موصلا اپنے وطن کو پہنچ جاے چونکہ پایادہ اور تنہا تھا نا واقفیت سے
 جنگل نے آب میں جا پڑا انجام کار اوسی دشت بے آب میں اوسکی
 لاش بے گورہ کفن طعمہ زانغ وزغن ہوئی ۔
 حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے
 یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے وائی
 ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آئندہ اسکے شر سے خلاصی پائی ۔
 موزی کو مارو عدو کے ہاتھ سے
 آئین جب یہہ دو نون موزی ہر دو
 فخلص پاؤ گے بیشک ایک سے
 موزی مر جائیگا آخر یا عدد
 نکتہ چار چیزوں کو بقا کم ہوتی ہے اولاً ظالم کے ظلم کو
 ثانیاً مومن کے غضب و غصہ کو ثالثاً عورت کی پیار اور محبت کو
 رابعاً ناجنس اور نادان کے التفات و صحبت کو ۔
 دار دنیا میں کبھی رہتا نہیں
 ظالموں کا ظلم بیشک برسر
 غیر کی صحبت نہیں ہے دیر پا
 اور نہ عورت کی محبت اور پیار
 ایک دم پھیرن ہوا ہو جاتا ہے
 دل یہ مومن کے اگر آئے بخار
 فائدہ یا نفعی زمرۃ الخائن ہے کہ تو یاعین کہا کہ ہر سال مصر میں سلطان صلاح الدین عین
 سلطان صلاح الدین عین نے ہر سال مصر میں سلطان صلاح الدین عین

کا خطبہ موقوف کر کے مستضیٰ بامر اللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو دو سو نو برس سے موقوف تھا خلیفہ مستضیٰ بامر اللہ نے دو بڑے بہادری خلعین صلاح الدین سلطان مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کے طرف سے نائیب تھے بھیجیں مگر سلطان نور الدین کیواسطے منجملہ اور اشیاء کے دو تلواریں آبدار بھی تھیں جس سے اشارہ تھا کہ ممالک شام اور مصر تمھارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہاں تک پہنچی کہ طرفین سے بہادری کی تلواریں میانوں سے باہر نکل آئیں۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور مصالحت پر مجبور کیا بالآخر طرفین میں صلح ہو گئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہنچ سکتا ہے کہ ظلم اور سختی سے نہیں پہنچتا۔

صلح ہے اصلح کا رد و جہان	صلح ہے جس پر ہر دنیا کا دار
ظلم اور سختی بہت بد کام ہیں	جن سے ہے بدنام ظالم ناپاکار
نکتہ ہر کام کی ابتدا میں اسکے انجام کو سوچنا نا چاہئے ہر امر کی ابتدا میں انتہا کا خیال رکھنا چاہئے +	
ہر کسی کو ابتداء سے کار میں	کچھ نہیں معلوم حال انجام کا
پرسنور جاتا ہے کام اس سرگرم	ابتدا میں ہو خیال انجام کا
حکمت اپنے ہم جنس بھائیوں سے دوستی رکھنا خدا کے دوستوں کا حق دوست خدا پرست انکا نام ہے +	
صلح گل دار و بہر یک صلح گل	خلق وز دباہہ خلق جہان

بابدان نیکی کند ہنگام کار دوستی ظاہر کند با دشمنان

پندرہ گون سے دوستی یا دشمنی خدا کے واسطے رکھنا چاہئے نہ کہ ذاتی تعلق اور باہمی معاملات میں *

دوستان حق کی بدرونی دریا ہر ایک کے تھیں
دشمنی بہر خدا بہر خدا ہے دوستی

ابو العباس احمد ناصر الدین اسد بن المستضیٰ بن عباسی

چوتھوں ان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے تیس سال کی عمر میں ۳۵۰ھ ہجری میں تخت نشین ہوا یہ شخص بڑا دیندار متشرع اور باخیر تھا۔ شراب کا کھجوانا اور پینا اور پینا اور ناچ نگ لگانا بچانا یک قلم بند کر دیا۔ شریعت محمدی کی ترویج اور احکام الہیہ کی پابندی اور علوم شریعت کی ترقی میں صرف ہمت کی ظالموں کا دشمن اور عادلوں کا دوست تھا۔ دار الخلافہ بغداد میں کئی جگہ دار الضیافتین بنوائیں اور ایک عمارت رباط خلاطیہ جامعہ عربی بغداد میں تیار کروائی جس کے تمام پردعوت عام کی اوس جشن میں پذیرہ ہزار ہرے اور تیس ہزار مرغ ذبح کئے گئے اور نظامیہ مدرسہ میں ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھوایا گیا۔ ہند و مصر وغیرہ کے سلاطین اور حکام پر اسکا رعب چھا گیا تھا۔ چھیا لیس سال نہایت نیک نامی و خوش انتظامی کے ساتھ سلطنت کی او نہتر سال کی عمر پائی آخر ۳۲۲ھ ہجری میں انتقال کیا *

فائدہ یہ خلیفہ اپنے رعایا اور امیرون و ارکان دولت کے جزئیات کی خبر رکھتا تھا اسی کام کیلئے مخفی نگاروں کو مامور فرمایا اور جاسوس معتبر اور اخبار رسا ہر ہر مقام اور ہر جگہ پر تمامی قلم و مالک بن مخفی مقرر کئے تھے کہ وہ رعایا اور حاکموں کے

حالات نیک بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتوں کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کو پنجون میں گشت لگاتا تھا +

وہی پاتا ہر لذت سلطنت کی ہوں جبکہ قہر سے مقہور دشمن عزیز دن گوٹے ہر وقت عزت خبر گیری ہو مظلوموں کی ہرم	جو عادل ہو و سواہل دل شہنشاہ رہیں مغلوب سبالت کے بدخواہ رہیں خوشدل ہوا خواہان درگاہ جو ہو محتاج پائے دولت و جا
---	---

حکایت

۱۲۸۰ھ ہجری میں سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تگش خوارزمی دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیوں کو خلافت سے بیدخل کر کے حکومت کاتاج سید علاء الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سپرد کرے یہ خبر خلیفہ ناصر الدین کو معلوم ہوئی خلیفہ نے اس غریت بد کے بار آئیکے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براہ کبر جواب سلام دیا اونہیٹھنے کے لئے اجازت دی شیخ نے کھڑے ہی کھڑے ایک خطبہ عربی زبانین پڑھا جس میں فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت دینا رسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے نہ محسنی اور تین لاکھ پیادہ اور تین لاکھ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ ملوان تک پہونچی بتامید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتداء موسم میں اسقدر بے موسم

برف کی بارش ہوئی کہ شکر کے ہزاروں آدمی بیکار ہو گئے راستے بند ہوئے
 سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہاں بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تانارسی ایک
 بھاری شکر کے ساتھ سلطانی علاقہ میں داخل ہو گیا ہے اس لئے یہہ براہ نیشاپور
 بخارا پہونچا اور جو جی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھ لڑ کر شکست کھائی جنگ
 سے اول اسکے ہمراہ چار لاکھ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا
 و عراق و خوارزم کی حفاظت کو بھیج دی یہ شکست کھا کر یہہ نخب کو چلا گیا اور اپنی
 والدہ ترکان خاتون و عیال و اطفال کو مع خزانہ و جواہر مازندران میں بھیج کر قلعہ قاپون
 میں رہنے کا حکم دیا نخب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بہاگ گیا وہاں سے
 گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلون نے لے لیا ہے اور اہل و عیال و طفلان
 خود سال مع نقد و جنس مغلون کے قبضہ میں آ گئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آ گئی اور
 بیہوشی میں مر گیا خیمہ و اسباب شاہی اس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو کفن تک
 نہ ملا -

منہ بے نفس اور صلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پوچھے
 جہل و نادانی ہے -

سنگون ہو جو کہ اپنے سامنے

دوستو اس سے اکڑنا منع ہے

ناروا ہے دوستوں سے دشمنی

صلح کے خواہاں سیڑنا منع ہے

حکمت تین کام کر نیکی وقت انسان کو تامل و توقف درکار ہے اولاً جب کسی

کے ساتھ بدی یا گناہ کرنے پر مستعد ہو ثانیاً جب معترض کے سوال کا جواب
 دینے لگے ثانیاً اس وقت جب کسی غیر ناجرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

کہنے کا ارادہ ہو جائے *

نفس بد آرد ترا گر بر بد می	در توقف کن دے چند انتظار
فکر کن ہنگام آغاز عمل	تا نگر دی منفعل انجام کار
راز خود بر غیر خود افشا مکن	تا نگر دی منفعل انجام کار

ابو نصر محمد طاہر بائد بن ناصر الدین اللہ

۲۵۰ ہجری میں خلیفہ خاندان عباسیہ کا ۲۲۲ سالہ چہرے میں تخت نشین ہوا اس نے محال
نہ صرف شرع معاف کر دیا اور جو لوگ بنظر مطالبہ دیوان خلافت میں قید تھے انکو آزاد
کیا اور دس ہزار شرفیاء دارا قضا میں بھیج کر قاضی کو حکم دیا کہ جو لوگ بعلت مطالبہ
قرض یا خود بین روئے کے مدعیوں کو دیکر یا خود بین کو چھوڑ دیں۔ اس نے کل نوہینے
پندرہ دن سلطنت کی آخر ۲۳ سالہ چہرے میں دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا مرد دانشمند اور غیا
پر ورتا اس کا قول ہے *

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بدترین عیب ہے *

حکمت کینہ آدمی کی چار علامتیں ہیں اولاً اپنے عیب سے چشم پوشی کر کے
غیر کے عیبوں کو دیکھتا ہے ثانیاً بخل سے بھرا ہوا ہوتا ہے ثالثاً بد خلقی کرتا ہے
راہیاً خدا کی عبادت میں کامل و مست رہتا ہے *

فی الحقیقت ہے کینہ آدمی	بے ادب بد سیرت و بے آبرو
کابل و بد خلقی و بد خلق و بخیل	دستون کا عیب جوئی و عیب گو

پس انسان کو چاہئے کہ اخلاق الہی سے مہذب ہو اگر کسی کے عیب پر لگا ہوا ہو

اوسکا پردہ پوش بنے نہ پردہ در تا کہ مقبول خالق و عزیز خلایق ہو -

خدا کرتا ہے سب کی پردہ نشینی	اُسی کا نام ہے ستار و غفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے	چھپا مت لا زبان پر اسکو زں نہ ہار

نصیحت اپنی اور غیر کی عیب گری نہ کرنا اور کیونکہ جب پیشہ پردہ درسی کرتا ہے تو اپنی دیگر کئی بات دیکھتا ہے

اپنی بات کا نہ جو خیال	ایسے غرت بیشک ف کر	بند چالاک و بے باک ہے	خوف کرا می بندہ پر و خوف کر
------------------------	--------------------	-----------------------	-----------------------------

پند جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب بان پر لایگا یا چغلی کہا یگا تیرا عیب بھی ور کسی کے پاس پہونچا یگا

بد زبان جو آکے تیرے روبرو	عیب لو گون کے زبان پر لایگا
رکھہ یقین بیشک کہ وہ تیری عیب	کان میں ہر ایک کے پہونچا یگا

ابو جعفر منصور المستنیر بالله عباسی

یہ چہ تیسواں خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۲۳۳ھ میں بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تحت پر متمکن ہوا سولہ برس و مہینے سات دن مسند آرا سے حکومت رہا آخر ۲۴۴ھ ہجری میں اس خلیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو رخصت کیا - عدالت پیشہ ور عایا پر در تھا - اہل علم و دیانت داروں کی صحبت عنایت جانتا - اسلام کی تقویت اور تائید کی طرف زیادہ مائل تھا - جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیوں کے تھیلے ان حاجتمندوں پر ایشار کی گئیں - شعراء نے تصانیف پڑھے اور خلعت و جائزہ سے سرفراز ہوئے - عیدین کے دن علما اور مشائخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کر دیا دار الخلافہ بغداد کے محکومین

دارالضیافت مقرر کیا وہاں ہر قسم کے کھانے پینے کے سہولتیں تھیں جو حاجتمندوں اور
 وارثین و صادرین کے لئے وقف تھیں۔ اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی
 فطامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک در مدرسہ سلطانی تعمیر کرایا حسین ایک بڑا کتب خانہ
 رکھا۔ حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی معلمین اور علماء سے معقول و منقول درس کیلئے
 مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دارالقرأت بنایا گیا اچھے اچھے فارسی تعلیم
 قرأت کیلئے مامور کئے گئے طلباء و علماء کے لئے کھانا شام ہی مطبخ سے جاتا تھا
 اور ایک دارالشفاء جاری کیا گیا جہاں بیماروں کو دوا اور غذا ملتی تھی۔ اس خلیفہ
 کے عہد خلافت میں عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا ۛ

حکایت

ایک بار عید کے دن یہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام برآمد تھا دیکھا کہ لوگوں کے
 گھروں کی دیواروں پر دھوکے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہیں وزیر سے اسکا
 سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگوں نے عید گاہ جانیکے
 لئے کپڑے دھو کر سوکھنے کے لئے ڈالے ہیں جب سوکھ جائیں گے پہن کر عید گاہ
 جائیں گے یہ سن کر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس و نادار ہو گئی ہے کہ دھونی
 سے کپڑے دھو کر سوکھنے کی وسعت نہیں رکھتی انکی خبر گیری ضرور ہے پس یہ تجویز
 کی کہ بیشمار سونیکے گولیاں بنوائیں اور حکم دیا کہ جب ہم رات کے وقت لب بام
 آیا کریں غلام یہ گولیاں غلیلوں میں رکھ کر پھینکا کریں کہ وہ گولیاں لوگوں کے
 گھروں میں جا پڑیں اور وہ ان سے آسودہ حال ہوں ۛ

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہر اس سے زیادہ سخی کی سخاوت
سائل کے حاضر ہونے کی محتاج ہے پس اگر سائل صابر و شاکر ہے تو سخی کی سخاوت
خود اس کی تلاش میں مصروف ہوگی اور جس جگہ و مقام میں وہ ہوگا دھونڈھکر
حصہ پہونچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اس کا نقص ہے اور مفلس محتاج و نادار
کا صبر و استقلال اس کا کمال

جس جگہ ہو گے وہاں پہونچائیگا
تم کو خود وہ دھونڈھنے کو آئیگا

رزق مت دھونڈھو کہ وہ رزاق کریم
تم سے زیادہ تپہ خود عاشق ہر رزق

ابو احمد عبد اللہ المستعصم بالله عباسی

یہ آخری خلیفہ خاندان عباسی کا ہر ششہ ہجری میں پیدا ہوا اور ششہ ہجری میں
تحت خلافت پرتمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی ششہ ہجری میں ہلاکو خان
نے اسکو شہید کیا۔ یہ خلیفہ بڑا دولت مند اور صاحب سلطوت و حکومت تھا اسکے وقت
خلافت نے یہ نہ ریت پائی تھی کہ کبھی ظہور میں نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب
و شامان عجم و عرب اسکے باج گزار اور فرمان بردار ہو گئے تھے۔ مورخین نے
لکھا ہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عید گاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات مبارک
کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہیں کرایہ لیکر باسید زیارت بیٹھتے تھے ایک
مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانوں کو
کرایہ ملا تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار سواری خلیفہ کے رکاب میں رہا کرتے تھے۔

ششہ ہجری میں مونیہ الدین علقمی منصب وزارت سے سرفراز ہوا چونکہ یہ شخص تھا

اس لئے خلیفہ کے فرزند محمد ابو بکر کو اسکے ساتھ مذہباً عداوت ہو گئی اور باہمی نزاع
 نے یہاں تک طول کھینچا کہ وزیر ملک حرامی پر آمادہ ہو گیا اور اپنے تعصب مذہبی
 سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاک کر کے ہاتھ سے تباہ کر دیا اس نے چاہا تھا کہ بجا
 آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رخص کو عروج ہو مگر اوس
 ناتاری وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کا فر نعمت علقمی کو اوس کے
 اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت و منافقانہ چال کی یاداش میں آب شمشیر سے
 اوسکی پیاس بجھائی اسی کا ایک دست نصیر الدین طوسی شیعہ مذہب تھا کہتے ہیں
 کہ یہ طوسی خلعتی تھا اور سید مجد الدین محمد بن حسن طوسی شیعہ اور بدر الدین یوسف شیعہ
 نے جو بڑے امیر تھے انہوں نے وزیر سے ملکر دار الخلافت بغداد کو برباد
 کرایا ۔

چنانچہ شیخ سعدی رح نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ میں جو مرثیہ نظم فرمایا ہے
 بدیتا ذیل میں حوالہ قلم ہے ۔

فی مرثیہ المستعصم

آسمان راحق بہ ۱۰ گر خون بہار دہرین	برزوال ملک مستعصم امیر المومنین
الی محمد گر قیامت می برآری نہ خاک	سہر آردین قیامت در میان خلق
نازنینان حرم راحون خلق نازنین	راستان گذشت و مار خون دل آستین
زینہار از دور گیتی انقلاب روزگار	در خیال کس نگشتی کا پچان گرد چہن
دیدہ ہر دار یکہ دیدی شوکت بیت الحرام	فیصران روم بہر خاک خاقان بر چین

خون فرزندان عم مصطفی شد ریخته
 و ده که گر بر خون آن پاگان فرو آید گس
 بعد ازین آسایش از دنیا نباید چشم داشت
 و جلد خون آبستین پس گریه سر بر شیب
 روست دریا در هم آمد زین حدیث هولناک
 گریه بود دست و بی حاصل بود شستن بآب
 نوحه لایق نیست بر خاک شهیدان آنکه هست
 لیکن از روی سلمانی و راه مرحمت
 باش تا فردا که بینی روز او در رستخیز
 در زمین خاک قدمشان تو طیار چشم بود
 قالب مجروح گردد خاک و خون غلطیده با
 نمک بر دنیا نشاید کرد و دل بروی نهاد
 چرخ گردون بازین گونی دو سنگ سیاه
 روز باز روی شجاعت بر نیاید با اجل
 تیغ نهندی بر نیاید روزیجا از نیام
 تجربت بے فائده ست آنجا که برگردید بخت
 گریگ ساند از پی مردار دنیا جنگ نمی
 ملک دنیا را چه سمت حاجت نیست از خدا
 یارب این رکن مسلمانی با آباد دار

هم بران خاک کی که سلطان نهادند چنین
 تا قیامت تلخ گردد بدو مالش انگبین
 مرد را انگستری ماند چو برخیزد نگین
 خاک نخلستان را کند با خون عجبین
 می توان دانست برویش ز موج افتاده چین
 آدمی را حیرت از دل هست از داغ چنین
 کمترین دولت مرایشان را بهشت بزرگین
 مهربان را دل بسوزد در فراق نازنین
 کز لحد بار و سئ خون آلوده برخیزد دین
 روز نخر خون شان گلگونه رخسار عین
 روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین
 کاسمان گاهی بمهرست ای برادر گه به کین
 در میان هر دور و دور شب دل مردم بین
 چون قضا آید نماند قوت رای ز زمین
 شیر مردی را که باشد مرگ پنهان در کین
 حمل آوردن چه سود آنرا که برگردید زین
 ای برادر گر خرد مندی چو سیمرغان نشین
 کو نگهدارد بهار ملک ایمان و تقیین
 در پناه شاه عادل پیشوائے ملک دین

خسرو صا جقران غوث زمان بوجہ سعادت مصلحت بود اختیار را می روشن بین او لاجرم در بحر و برش اعیان دولت اند روزگار ت با سعادت باد و سود می ج گوئی	آنکہ اخلافتش سپیدست و ادصافش گزین زیردستان سخن گفتن نشاید جز چنین کئے ہزاران آفرین برعالتش از جان آفرین راستیت منصور و بخت باد و اقبال ت فرین
---	--

فائدہ برافتنہ جس سے ملک میں تباہی اور قوم میں افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اس قوم کی عاشق ہو جاتی ہے انواع و اقسام کے فتنہ اور ٹھکڑے ہوتے ہیں جس نے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ جس سلطنت میں مختلف مذاہب اور مختلف خیالوں کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہیں وہ سلطنت ایک نہ ایک دن مٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزیں تین شخصوں کو حضرت رساں میں اولاً امراء دولت اور ارکان سلطنت کا فساد ثانیاً علما کی طمع ثالثاً فقراء کی ریاکاری +

ملک میں گروہ کہیں پیدا فساد فاضل طامع فقیر بار یا	پہونچکا اس سے ضرر حکام کو کرتے ہیں بدنام اپنی نام کو
--	---

نکتہ پچیس آدمیوں سے نفرت کرنا ضرور ہے اول ناشاکر دوم بد عہد سوم مفتری چہارم دروغ گو پنجم منافق ششم خائن ہفتم غابن ہشتم غاصب نہم فاسق و فاجر دہم شرابی یازدہم قمار باز و وارڈم چور سیزدہم فتنہ انگیز چہارم نک حرام پانزدہم فریبی شانزدہم بیوفا ہفدہم دغا باز ہشردہم شہوت پرست نوزدہم بے علم و جہل

بستم عالم نے عمل بست ویکم بے حیا و بے شرم بست و دوم
زود رنج بست و سوم پر غصہ کینہ توز بست و چہارم بغیل بست و پنجم
عاسد۔

نکوئی بایت گرد زمانہ	تو در بزم نکو کاران قدم نہ
سرایا کن گریز از صحبت بد	نہ بردوش خود بارالم نہ

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً
عاسد۔ خالص دشمن جانکا دشمن بظاہر و باطن ہوتا ہے منافق بظاہر دوست
و باطن دشمن عاسد صرف جاہ و مال عزت کا دشمن ہوتا ہے۔

دشمنوں پر چھوڑ دینا کستی	دیکھت چہرہ کسی بد خواہ کا
دوست جتنے میں تیرا اہل اتفاق	وام میں اس کے ہونا بہت ادا
آنے مت دینا کبھی عاسد کو پا	و نہ غم کھائیگا اور پچھتا یگا

سلطان محمود غزنوی

پہلے سلطان اولو العزم بادشاہوں میں گذرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت کے
کمال رونق پائی ملک وسعت میں آئی جس ہم پر یہ پیش کر سیکر گیا فتح و نصرت
استقبال کو آئی قانون الہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقراء کی خدمت
میں جلو ص و عقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیوخ ابو الحسن خرقانی نے اپنا حق
مرحمت فرمایا تھا جنگ سوسنات میں جب اسکی میدانے یا سرکار چہرہ دکھایا تھا
اسی خرقہ کے توسل سے اعداء دین پر فتح نمایان حاصل کی شریعت بیضا کی

حایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تھا ابو العباس قادر باللہ بن
 اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بھیجا اور سیف الدین یمن الدولہ خطا
 بخشا اس سلطان غازی کے مفصل حالات مسوطا کتبون میں مندرج ہیں۔
 فائدہ سلطان محمود اول سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور ولان کے پادشا
 کو مغلوب کیا وروم راجہ ہٹیر کو جبکا قلعہ ہیکانیر کے شمال اور ملتان کے جنوب
 میں تھا مغلوب کیا سووم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتھ بمقام پشاو
 ہوئی راجہ شکست کھا کر مقید ہوا چہارم پشاو کے فتح کے بعد اس نے ہند کو فتح
 کرنے کے ارادہ پر قدم بڑھایا اور قلعہ ٹہند تک جا کر اسکو فتح کیا مال و دولت بہت
 سالیما اور راجہ جیپال کو بہت ساندرا نہ لیکر قید سے مخلصی دی اور تاج بخشی کی مگر
 راجہ لاہور میں جا کر غیرت کے مارے آگ میں خود بخود جل کر مر گیا انگپال اپنے بیٹے کو جانشین
 کر گیا چہم بڑی بہاری لڑائی سلطان محمود کی ایک خان والی ماورالہنر کے ساتھ
 ہوئی اسکا مجملہ حال یہ ہے کہ پہلے ان دونوں پادشاہوں میں کمال اتحاد تھا اور ایک
 کی لڑکی محمود کے نکاح میں تھی مگر جن دنوں میں کہ محمود ہندوستان گیا ایک خان نے
 یوفائی کر کے خراسان پر قبضہ کر لیا یہ خبر پا کر سلطان محمود بلغار خراسان پہنچا اور
 ایک خان کی فوج اور عاملوں کو نکال دیا پھر ایک خان بذات خود شکر لیکر آیا اور جنگ
 میں شکست پا کر بہاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا۔
 ششم سلطان محمود کا ملتان پر ہوا اور ابو الفتح علی کو مسید کیا گزشتہ سالو کا
 اوس سے لیا۔ ہفتم اس سفر میں مقابلہ سلطان محمود کا راجہ انگپال پسر راجہ جیپال
 ہوئی شکست کھا کر لاہور سے کشمیر پھاگ گیا ہفتم ۹۳۷ ہجری میں سلطان محمود نے پرمند

کو کوچ کیا انگپال راجہ لاہور بھاگت پیش آیا اور راجہ اچھن وکالنجرو دھوا اور آجہ پرنس
 سے اس نے مدد طلب کیا اور سب بلا تامل اپنی اپنی فوجیں بھیج دیں اور قوم کبکٹر
 کو ہستانی بندہ بھی انگپال کے مدد کو آپونچے اور تمام جمعیت چار لاکھ سے زیادہ
 تھی اور کئی ہزار اٹھی اور منجلیق اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف
 یارہ ہزار سوار جہاز تھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندون پر حملہ کر دیا
 حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوئے تو قوم کھڑو کو ہستانی چستی کے ساتھ اون کے مقابل
 ہوئے کہ سلطانی سوار نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار اگلی مدد کو
 بھیجے اور نیراستہ رہندو جمع ہو کر آئے کہ وہ ان کے هجوم میں نظر نہیں آتے تھے یہ
 حال دیکھ کر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑھایا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی تو
 ایک تیر حکم تقدیر انگپال کے ماتھی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ماتھی کے منفرک پہنچا
 ماتھی تیر کہا کر چیتا ہوا اٹھا بھاگا شکر مندو نے جب راجہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا سب
 سب بھاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سامان نصیب کیا
 ہوا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ ہیم وکوٹ لینے کا نگرہ گیا وہاں بھی نصرت
 و ظفر نے اسکا ساتھ دیا پھر حوالا دیوی کے مندر کا رخ کیا پوجاریوں نے فی الفور
 مندر کے دروازے کھول دیے سلطان محمود اوسمیں داخل ہو کر مندر کے بیسے
 خزانہ پر متصرف ہوا ساڑھے لاکھ دینار طلائی نقداً سات سو من سونے و چاندی کی
 ایشیں دو سو من سونا خالص دو ہزار من چاندی بیش من جواہر اور موخا ہیرا لال موتی
 نیم زمرہ سبزہ فیروزہ وغیرہ۔ جب ہیم سین کی وقت کا اوسمیں تھا تو مال لیکر روانہ
 غزنی کا راستہ لیا۔ ہم شکرہ بحری میں محمود پھر ملتان تک آیا اور ابو الفتح حاکم ملتان کے

قید کر کے لیکیا دہسم سنہ میں سلطان محمود نے کوہ خور پر چڑھائی کی اور فتح پا کر
 محمد سوری اور حسن اسکے بیٹے کو قید کر لایا یا نہ ہم سلطان محمود غریستان پر چڑھائی
 کی اور قوم ساڑ بر فتح پا کر ابو نصر حاکم کو پکڑ لایا دہسم سنہ میں محمود پھر ہند کو
 آیا اور شہر تہا نیسر میں عدا بت خانے گرا دے ہزار ہا اسیر ہوئے بہت سال ملا
 سسینر دہسم ہم فتح خوارزم ہے پہلے ومان کا حاکم ابو علی بن مامون سلطان محمود
 کا بہنوئی تھا جب وہ مر گیا اوسکا بھائی مامون بن مامون بن مامون حاکم ہوا اوس نے جب کہ سلطان
 خوارزم میں خطبہ کو کہ سلطان کے نام کا جلدی کیا اس پر اسکے دیار میں امرا اوسکی برخلاف ہو گئے اور اسکو
 قتل کر ڈالا یہ خبر پا کر سلطان محمود نے خوارزم کا رخ لیا اور بنا تسکین سپہ سالار کو
 دیکر مجبوس و مقتول کیا چہار دہم حملہ سلطان محمود کا قنوج پر ہوا اس سفر میں سلطان
 سنہ کے آغاز میں ایک لاکھ بیس ہزار سوار ساتھ لیکر پہلے پشاو پر پہونچا پھر بھاری
 راستے سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور سلطان کے ہمراہ رہ کر دے سلطان
 بڑی بڑی مشکل گزار پھاڑوں سے گذر کر ایک بلند پہاڑ جا پہنچا ومان سخت قلعہ بنا ہوا
 تھا ومان کے راجہ نے سلطان کی ہدایت سے اسلام قبول کر لیا اور بت پرستی سے
 توبہ کی پھر ومان سے گذر کر سلطان قلعہ سند کہ یا سنہ کو کہہ کر پہنچا راجہ ومان کا کلچند
 نام تھا وہ بتا بلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ نے
 بھی خود کشی کر لی اوس مقام پر ایک بڑا تھانہ تھا دوت اوسمیں سونیکے تھے ایک بت کے
 آنکھوں میں دو یا قوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سونج کے تھے دوسرے
 بت کے ایک آنکھ میں یا قوت ازرق چار سو شقال وزن کا تھا اور سوناد و نون بتوں کا
 آٹھ ہزار آٹھ سو شقال چار سو بت اوسمیں چاندی کے تھے سلطان نے وہ تمام دولت

شکر اسلام پر تقسیم کردی اور بہت خانہ گرا دیا وہاں سے کل کر سوم شعبان سنہ ہجری
کو سلطان قنوج میں یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریائے گنگ کے
کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوئے تھے وہ ساتوں سات روز میں فتح ہوئے
پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی۔
اوسکا شہر مع خزانہ پھر اوسکے حوالہ ہوا وہاں سے سلطان قلعہ چنڈیال کی طرف گیا
اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رخ لیا وہاں پہنچ کر بہت خانے مسمار کئے اور دولت و مال
سے مالا مال ہو کر دارالسلطنت غزنی پہنچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی ^{۱۵} سندھ و
حملہ سلطان کا پہرہ بند پر ^{۱۳} مین راجہ انداکا لہجہ کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
کیونکہ اس راجہ نے باتفاق اور راجاؤں کے راجہ قنوج پر بعلت اطاعت سلطانی یوں
کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند میں آیا تو سنا کہ راجہ
قنوج قتل ہو چکا ہے اسلئے سلطان نے غضبناک ہو کر راجہ کالہجہ کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
ملک کو تالاج کر دیا اور بسبب کسی مرضوری کے ناتمام چھوڑ کر دارالسلطنت غزنی کو
چلا گیا۔ ^{۱۶} سو لہوان حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی سپر انگپال فرزند جیپال دالی
لاہور پر ہوا اس جرم میں کہ اوس نے قنوج کے مہم مین راجہ کالہجہ کی مدد کی تھی سلطان
لاہور پہنچ کر شہر کو مفتوح کیا رعایا کو لوٹ لیا حویلیاں مسمار کیں راجہ جیپال کالہجہ
بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھا نیسرتک غزنین کی قلمرو میں تھا ہوا سلطان
ناظم لاہور میں مقرر ہوا ^{۱۷} شتر ہوان حملہ سلطان کا سومنات پر ہوا یہ ایک بہت بڑا
عالیشان مندر ہندوؤں کا حد جزیرہ ناگجرات میں ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاند رات ہندو
وہاں ایک لاکھ سے زیادہ جمع ہوتے تھے برسویں دن پچاس لاکھ آدمی

۲
 چنانچہ اس وقت
 میں نے اس کو
 دیکھا تھا

اجتماع ہو جاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جوہرات وہاں اس قدر تھا کہ کسی بادشاہ
 کے خزانہ میں نہ ہو گا دو ہزار برہمن پوجاری اور دو ہزار گاون او سکے مصارف
 کے لئے راجاؤں کی طرف سے وقف تھے بڑے بت کے سپرد و سومن ورنی
 سونے کی زنجیر جڑاؤ لٹکتی تھی جس کے ساتھ ایک سومن سونیکا گھنٹہ تھا تین سو
 حجام اور تین سو گوسے اور پانسو بارہ عورتیں ناچنے گانے والیاں تھیں مندر کا
 مکان بڑا سنگین لاکھوں روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کڑوڑوں روپیہ جوہرات
 بت خانہ کی دیواروں میں نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومات گیارہ
 میں بڑے بڑے شہر فتح کئے صدمات خانہ گراتا ہوا وہاں پہونچا پڑھی گھمن
 کی لڑائی ہوئی اور ہر ہندو سومات کی پر تما سے پیٹ لٹکڑا زار روئے اور دعا
 مانگتے تھے ادھر شکر اسلام میں اللہ اکبر کی تکبیر تھی۔ آخر شہر سلطان محمود
 مع فوج کے فتح کا تقارہ بجاتا ہوا قلعہ میں داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمود
 لہرائی لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریوں نے
 کہا کہ سلطان اس کے ہم وزن جوہرات لے لے مگر اس کو بدستور رہنے دیں سلطان
 ایک نہ مانی اور اپنے ماتھے سے گز مار کر توڑ ڈالا جب وہ پھوٹا تو اس کے پیٹ سے
 اس قدر جوہرات نکلا جو اس کے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید
 پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین میں اور تین گز باہر نمودار تھا۔ دو
 ٹکڑے اس کے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پانڈاز کر نیکے لئے بھیجا اور
 دودار سلطنت غزنین کو بھیجا دیا کہ ایک جامع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے
 دروازے پر ڈال دین میں لاکھ درہم طلائی سکو کو بشمار سونا وغیرہ اور چہ طلائی ستون

بت خانہ کے جن میں الماس و یاقوت و زمرد کے نگینے جڑے ہوئے کئی سو ہزار شتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا۔

حق پرستی گرجھے مطلوب ہے	ہو مسلمان بت پرستی چوڑی
رشتہ الفت خدا اپنے سے جوڑ	توڑ دے بیشک بتوں کو توڑ دے

پسند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرنا انجام رحمت ہے۔

بتوں کو نہ جوڑ و جفا سے ڈرو	نہ کفار و زما سے ڈرو
بتوں سے ہر ڈر تملو کس بات کا	خدا کے ہو بندے خدا سے ڈرو

نکتہ انسانوں میں بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتوں کو پوجے اور اون سے محبت رکھے۔

یہ ممکن ہے کہ ہو حاصل عزیزو	محبت بت پرستی میں خدا کی
-----------------------------	--------------------------

حکمت حق کی ذات صفات میں دوئی کو دخل نہیں ہے کیونکہ وہ ایک ہے اور ایک کی وحدت میں دوئی نہیں سماتی ہے پس بتوں کی پرستش ہی بازاؤ۔

ایک بن جاؤ دوئی کو چوڑ دو	رشتہ یک رنگی سے اپنا چوڑ دو
وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا	اور جتنے کہتے ہو بت توڑ دو

حکایت

سلطان محمود کے عہد میں ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سر بہر امانتا قاضی کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اس کو کھول کر دیکھا تو بجائے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری سر بہر تھیلی تیری حوالہ کر دی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تہا ناچار قاضی سر
 نا امید ہو کر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے
 سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سرخ نکال لئے ہیں اور پھر تانے
 کے دینار بہر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلامتی ہے جسکا رفو بادمی النظر میں معلوم
 نہیں ہو سکتا یہ امر سوچ کر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہ
 تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خواب گاہ کا فرش ایک طرف سے پہاڑ ڈالا اور خود
 علی الصبح سوار ہو کر شکار گاہ گیا بادشاہ کے جانی کے بعد فراش نے جب فرش شاہی
 بیٹھا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانی سے نجات ملنا محال ہے
 آخر رفوگر کی تلاش میں نکلا اتفاقاً اسی استاد رفوگر سے جس نے وہ دینار فوکی
 تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی مسند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے رفو
 سے پیشتر وہ مسند بچھا دی رات کو جب بادشاہ شکار گاہ سے واپس آیا مسند کو درست
 پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم
 و کاست بیان کر دی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھا کر حال پوچھا
 اس نے عرض کی کہ مان اسی سال میں نے یہ تھیلی حکم قاضی رفو کی تھی وقت
 اس میں تانے کے دینار بھرے ہوئے تھے یہ حال تحقیق کر کے بادشاہ نے
 قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سرخ قاضی سے مدعی کو دلوادیا
 اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضاعت معزول کر دیا۔

ہین یہ چارون چار کان چنان

الامان ہر الامان ہر الامان

قاضی و ملا و مفتی و فقہ

انے گر ہو جائے سرزد کار بد

حکایت

سنا کے حاکم نے ایک سوداگر کا مال ناحق لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت میں آیا اور دادخواہ ہوا سلطان نے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم نے اوسکا مال مسترد کیا سوداگر بحالت بیاس واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال میں مستغرق تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین برجین ہو گیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہیں دیتا تو میں کیا کروں سوداگر نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھ نہیں کر سکتا تو مجھے کیا ہو سکتا ہے فرمایا کہ سپرِ خاک ڈال اس نے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر مانے تو دادخواہ سپرِ خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا اور فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوئی معاف کرو مجھ کو چاہئے کہ اپنے سپرِ خاک ڈالوں یہ کہہ کر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو وہی پیرا جسکی تعمیل اُسے نہیں کی تھی اسکے گلے میں ڈالا اور گردے پر سوار کر کے شہرِ تین ہیر کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی ۔

اطاعت میں حاضر ہوا چاہئے

اُسے فی الحقیقت سزا چاہئے

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گزار

نامانے جو محکوم حاکم کا حکم

پند انسان کو چاہئے کہ جب تک کلی لیاقت پیدا نہ کرے بادشاہ کی خدمت کا طلبگار نہ ہو جب خدمت پائے اسکے انجام میں بدل و جان مصروف ہو جائے مالک کے راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہ ہو جسقدر بادشاہ اسکی عزت بڑھائے

یہ بے نیاز پیش آئے اسکے غصہ سے دُور رنجیدگی کا خوف کرے ۛ

مہربانی جعفر مالک کی ہو | چاہوں تو کرری عجز و نیاز | مگر دوسکی عنایت پر غور | گرچہ بجای امیر سرفراز

حکایت

ایک روز ایک غریب سلطان محمود کے پاس داد خواہ آیا کہ ایک ترکی ملازم بادشاہی
میری حسین بی بی پر عاشق ہو گیا ہے دوسرے تیسرے رات کو میری گھر آتا ہے
اور میری منکوحہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھ کو بولنے نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے
کہ اگر تو راز فاش کریگا تو جان سے مار ڈالوں گا میں اپنی جان کی خوف سے اب تک خاموش
رہا آج ہجوم غم نے اپ کی خدمت میں حاضر کیا بادشاہ یہ سن کر غضناک ہو گیا اور
فرمایا کہ جس وقت وہ آئے اسی وقت کو تو ال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس خفیہ
مأمور ہو گا خبر کر دینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کو تو ال کو بلا کر مستغیث کے
گھر کا نشان بتلا دیا اور حکم دیا کہ جس وقت کسی مستغیث کے طرف سے اطلاع پہنچی
کہ ملزم اسکے گھر موجود ہے تو اسی وقت بعد ماخوذی مجرم مجھ کو اطلاع دینا چوتھی
رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام میں مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ
پولس کو خبر دی اوس نے کو تو ال کو اطلاع دی کو تو ال اسی وقت مستغیث کے
گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کر کے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہ سے جا کر سارا
واقعہ عرض کیا بادشاہ کو تو ال کے ساتھ مستغیث کے گھر پہنچا اور بعد دریافت
فرمایا کہ چراغ گل کر دو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سے سیراب
کیا جب چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اُس نے بڑی سوکھی وٹی

وسر کر پیش کیا بادشاہ نے بخوابش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھ کر دو گانہ شکر یہ ادا کیا مستغیث نے دست بستہ چراغ خاموش کراٹے اور کھانا کھانے دو گانہ پڑ بنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج چوتھا روز ہے کہ تو نے اپنا حال مجھ سے کہا تھا اس وقت میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک میں تیرا انصاف نہ کروں گا کھانا نہ کھاؤں گا آج میں سخت بھوکھا تھا اس لئے بعد قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے میں حکمت یہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہو اور میں اسے دیکھ کر انصاف نہ کر سکوں کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب میں نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلئے دو گانہ شکر بارگاہ احدیت میں ادا کیا *

اٹھاتا ہے ستم آخر ستمگار
سدا آزار پاتا ہے دل آزار

بہنیں ظالم کو غیر از ظلم حاصل
جفا جو کو جفا ملتا ہے ثمرہ

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کا تا بعد از خدا کے حضور میں ذلیل و خوار ہی بلکہ اوس سے تمام خدائی بیزار ہے *

وہ بندہ ہے کہاں بندہ خدا کا
ہر اک خرد و کلان بندہ خدا کا

جو ہو وے حرص کل پا بند بندہ
جہان میں اسکی ہر صورت سب بیزار

حکایت

ایک روز ایک عورت کو ہ بلوچ سے جو مالک رے کے علاقہ میں ہے سلطان محمود کے پاس داد خواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور سبب لوٹ لیگئے اور راہ آمد و رفت کی بھی بند کر دی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہاں

واقع ہے اُس سستیغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہئے کہ اس قدر ملک اپنے قبضہ میں رکھے جسکی خبر گیری کر سکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکوں کے نام سے بھی واقف نہ ہو تو اوسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہ جملہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بیشمار سیب و مٹون پر لدوا کر انکے ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر لایا ہل کے دے اور فرمایا کہ تم کو وہ بلوچ کی طرف جاؤ اور جب موقع پر پہونچو سیہون کو زہر آلود کر دو اور بار اوتار کر اونٹوں کو جنگل میں چھوڑ دو اور تم سب کمین گاہ میں چھپے ہو جب قطع الطريق آئیں اور تمھارا مال لوٹنے لگیں تو ان کے فراہم نہونا یہ حکم سنکر وہ قافلہ عورت کے ساتھ ہولیا اور دور پہونچے اول موقع پر پہونچنے سے کل سیہون کو زہر آلود کر دیا اور موقع پر پہونچکر بار اوتار دئے اور خود چھپ رہے رات کی وقت رہن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب پر ذائقہ کھا شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہو گئے بادشاہ نے رہنوں کے مال و متاع کی ضبطی کر کے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جسے بڑھیا مالامال اور دولت سے نہال ہو گئی *

مرد با انصاف ہر انصاف دوست	شاہ عادل ہر خبر گیر بہان
کاسپتے ہیں چولہے کے رعب سے	راہ پر آتی ہے قوم زہر نمان

عبرت ۲۱ ۴۳۱ ہجری میں (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیمار سی بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی فرمایا کہ تمام جواہر خانے اور دولت کے خزانے دربار میں بائیں شاہیستہ ترتیب دو چونکہ ان خزانوں کے لئے ایک مکان میں گنجائش نہ تھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

مین جیمے کھڑے ہو گئے اور اون خیاام میں کشمیری پشمینے سقرلات اطلس نگی
 دیباے رومی نخل کاشانی قالین ایرانی بطرز شایستہ سجائے گئے اور کرڑوں لاکھوں
 روپیہ کے توڑے اور اشرفیوں کی تھیلیاں اور بلور کی ڈبیوں میں نعل بدخشان
 جواہر آبدار و گوہر شاموار و تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیاں اور جڑا تخت
 اسکے علاوہ ہزاروں نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان
 ہشتم کا مقابلہ کر رہا تھا۔ وہ محمود جبکی ران کے نیچے عمر بھر قبائل کا گھوڑا بجل
 کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی میں تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیوں کے
 سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھا اور وہ آمراد دولت دارکان سلطنت کہ خون ریزوں
 کی مصیبتوں میں جان و تن سے ہر معرکہ میں شریک رہے سب جھکائے ہوئے
 کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس و حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا۔ سلطان محمود نے
 پہلے اہل دربار کو بنظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیضان بندہ و شتران
 بغدادی و اسپان عاتی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زرکار جوہر لون و مرصع نگار یورپ
 سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہیں کہ بار بار سلطان محمود حسرت
 آلود نگاہ سے ان چیزوں کو دیکھتا تھا اور آنکھ بند کر لیتا تھا اسی حالت میں اسکی
 روح پاک نے اس پیکر عنصری سے مفارقت کی *

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر میں کامیاب جان و تن ہوتی ہے
 پھر اسکی حفاظت و پاسپانی کی پہر آخری وقت اسکی چھوڑ جانیکا غم اپنے
 ساتھ بیجاتا ہے *

طالب دنیا گرفتار بلا

ابتداء سے انتہا تک ہے مدام

زندہ ہے جب تک ہر اس کی فکر میں | دل میں لیجاتا ہی پھر خار بلا

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہیں ہوتا کیونکہ یہ بڑی ہی سکا راورد غا
شعار ہے طالبین کے نظر میں اس کی زینت ایسی ہے جیسے عروس کسب کی گاہن اسی پر
پڑتی ہیں قلوب افس کے شیفہ ہیں اور جہانیں اس کی فداقت اس
میں جو چیز ہے اس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب میں ہے
اور حکم قضا اسکے دنبال میں۔ نشہ پندار سے بیدار ہوا اور ہوشی سے ہوشیار پشیم
سے کہ لوگ کہیں کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت میں گرفتار کچھ دوا بتا دیا
حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمہارے لئے آئیں اور امید شفا نہ پائیں یہ میری شہور ہو
کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یوں تقسیم کیا اور جبکہ پاس سے لینا
اس سے لیا پھر کہیں کہ صاحب انکی زبان بند ہو گئی نہ بہائیوں سے بولتے ہیں
نہ ہمسایوں کو پہچانتے ہیں نہ لب کھولتے ہیں اور اس وقت تمہاری پیشانی عرق
سے تر ہو اور سینہ آہ سے مضطرب اور گمان موت کا صدق کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو
اور سب خویش و بیگانہ مبتلائے گریہ و زاری ہوں کوئی کہے اسے یہ تیرا فلان برادر
اور یہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو
پھر تم پر قضا نازل ہو اور قالب سے روح نکلا کر عالم بالا کو روانہ ہو۔ اس وقت
تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاسے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جائے عیادت والے
گھر بیٹھ رہیں اور عاسد خوب شد کہیں تمہارے گھر والوں کو تمہارا مال مد نظر ہو
اور تم پر جواب دہی اعمال لازم ہو۔

چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رحمہ اللہ نے نظم فرمایا ہے بدیتا حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

و خیزد زیر خاک تن مانده آن شود
 یارب بفضل خویش به بخشای بنده را
 بچاره آدمی که اگر خود هزار سال
 هم عاقبت چو نوبت رفتن بدورد
 فریاد از آن زمان که تن نازنین ما
 اصحاب را چو واقعه ما خبر کنند
 و آنکس که مشفق است و دلش مهربان است
 و آنکه که چشم بر رخ ما افکنده طیب
 گوید فلان شراب طلب کن که سودت
 شاید که یک دور روز دگر ماند و عمر ما
 یاران و دوستان همه در فکر عاقبت
 ما آن زمان که چهره بگردد ز حال خویش
 و آن رنج در وجود بنوعی اثر کند
 در ورطه هلاک فتنه گشتی وجود
 آمد شد ملائکه در وقت قبض روح
 باید که در چشیدن آن جام زهرناک
 یارب بد بخش که ما را در آن زمان

ق

و آنها که کرده ایم یکا یک عیان شود
 آن دم که عازم سفر آنجهان شود
 مهلت بیاید از اجل و کامران شود
 با صد هزار حسرت از آن جا روان شود
 بر بستر هوا فتد و ناتوان شود
 هر دم که برسم عیادت روان شود
 در جستن دوا بهر این و آن شود
 در حال ما چو فکر کند بدگمان شود
 ما را بدان امید بے درزیان شود
 و آن یک دور روز بر سر شود و زیان شود
 کا حوال بر چگونه و حال از چپسان شود
 و آن رنگ رخوانی ما ز غفران شود
 کز لاغری بسان یکی ریسمان شود
 نیز از عمل بماند و بے بادبان شود
 چون بنگریم دیده ما خون نشان شود
 شیرینی شهادت ما در زیان شود
 قول زبان موافق صدق جنان شود

ایمان ماز غارت شیطان گاهدار
 فی الجمله روح و جسم بهم منفرق شوند
 جان او بود پدید شود در زمین فرو
 آوازه در سرائے بیفتد که خواجه مرد
 از یک طرف غلام بگیرد بهائے بهائے
 در یتیم گوهر یک دانه راز اشک
 تابوت و پنبه و کفن آرد و مرده شود
 آرد نعش تا بلب گور و هر که هست
 هر کس رود بمصلحت خویش و جسم ما
 پس منکر و نگیر بپرسند حال ما
 اگر کرده ایم خیر و نماز و خلاف نفس
 و زجرم و معصیت بود و فسق کار ما
 یک هفته یا دو هفته کم و بیش صبح و شام
 حلوائه صحن شب جمعه چند بار
 و آن همسر عزیز که از وعده دست داشت
 میلث گیر کم خرد آید چیتجوه
 نامی ز ما ماند و اجزای ما تمام
 و آنکه که چند سال برین حال بگذرد
 و آن صورت لطیف شود جمله زیر خاک

تا از عذاب چشم تو و بچاهان شود
 مرغ از قفس بر آید و در آشیان شود
 در پاک باشد او ز بر آسمان شود
 و ز بزم وزیر خسانه پیر آه و فغان شود
 و ز یکطرف کنیز بزار می کنان شود
 جزع و دودیده پر ز عقیق یمان شود
 او را دود ذکر آن زگران تا گران شود
 بعد از نماز باز سر خان مان شود
 مجوس و مستند در آن خاکدان شود
 دین جمله حکمها ز پی امتحان شود
 آن خاکدان تیره با گلستان شود
 آتش در وقت بلجد هم دغان شود
 با گریه دوست هم دم و هداستان شود
 بهر ریای بخت هر گور خان شود
 خواهد که باز بسته عقد فلان شود
 بس گفتگو بر سر باغ دکان شود
 و ز زیر خاک با غم و حسرت نهان شود
 آن نام نیز گم شود و بے نشان شود
 و آن جسم زورمند کف استخوان شود

از خاک گورخانه با حشمتها پزند
 دوران روزگار با بگذرد بے
 مار و زرستی که اضاف خلق را
 حکم خدا سے عز و جلال کائنات را
 از گفتن و شنیدن و از کرد و مایه
 میزان عدل نصب کنند از برای خلق
 هر کس نگه کند به بد و نیک خویشتن
 بنده باز بر سر دوزخ پل صراط
 و آنکس که از صراط برزید پائے او
 اشرار را سزات دوزخ کند قبول
 بس روئے همچو ماه زخمت شود سیاه
 بس شخص بینوا که در اند علو قدر
 بس پیرستمند که در گلشن مراد
 مسکین اسیر نفس و هوا کا ندران مقام
 بر گز که از براس طبعان کشد خدا
 حرم دلی که در حرم آباد اسن و عیش
 این کار و ولست نداند کسے یقین

و آن خاک و خشت و سنگش گل گیران شود
 کاسے شود بهار و دگر گه خزان شود
 تنها ز بهر عرض قرین روان شود
 در فضل هر فصله بجلی روان شود
 در موقف محاسبه یک بیک عیان شود
 یکسر سبک بر آید و یکسر گران شود
 آنجا کیے غمگین و یکی شادمان شود
 هر کس از و گذشت مقیم جهان شود
 در خواری و عذاب ابد جاودان شود
 و احرار را عنایت حق سائبان شود
 بس قدیمو تیر نیست کسان شود
 عشرت سراے جنت اعلی مکان شود
 بوئے بهشت بشنود و نو جوان شود
 با صد هزار غصه قرین هوان شود
 ماصی چگونہ بر سر آن برگ خوان شود
 حق را بخوان لطف و کرم میبان شود
 سعدی یقین بخت خلعت چسان شود

سلطان محمد عثمان خان رطعل غازی

یہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنا ڈالی ۹۹۹ھ ہجری میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کر کے اپنا دار السلطنت بنایا۔ ہزاروں العزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پروری شہور ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک جہاں اپنے پاس جمع رکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کر دیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بحر زہرہ اور کمر بند توار کے اور کوئی چیز نقد و جنس کی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہیں نکلی۔

سلطان محمد عثمان خان نے بروز قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنیاد قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کر کے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اس کے اکثر ملکوں کو فتح کر لیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرمانروا نے اسلام قبول کیا بعضوں نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ میں گرفتار ہوئے۔

قلعہ برصہ جب قبض و تصرف میں آیا تو علاوہ مال و اسباب کے تیس ہزار اشرفیاں نقد غنیمت میں آئیں۔ سترائیس سال کمال استقلال اور دینداری کے ساتھ سلطنت کی اونہتر برس کی عمر پائی آخر دہم رمضان ۹۷۲ھ ہجری میں دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا اس بانی سلطنت و حامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتیں کیں تھیں جو بدیہ ناظرین کے جاتے ہیں۔

نصائح دنیا کی دولت مستعار سے غافل نہ ہونا۔ ملک میں جور و تعدی جائز نہ رکھنا۔ عدل و انصاف سے شیوہ سلاطین عادل ہے۔ اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بہ تدبیر ہو یا بشمشیر۔ علما کی عزت فقر کا ادب کرنا۔ جس سے ملنا بکشادہ پیشانی ملنا۔ عطا و کرم اپنا آئین رکھنا۔ جس بادشاہ میں

عدل و کرم نہیں وہ بادشاہ نہیں۔ جو مرنے سے ڈرتے ہیں وہ قاتل سے غافل ہیں
 ہم کو اللہ پاک نے شرفِ اسلام عنایت فرمایا اور فتح و نصرت دہی جہان تک ممکن ہو امارت
 پر ہمیں اور ترویجِ اسلام میں کوشش کرنی چاہئے کسی وقت مالکِ حقیقی کو نہ بھولنا
 اور اسکی راہ میں جان و مال سے حاضر رہنا۔

پس دنیا کا مال تم اپنا بچاؤ بلکہ یہ تصور کرو کہ یہ کس قدر زمانہ کے واسطے
 عاریتاً ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہ مال کسی اور مالک کا کہلاتا اب ہمارے
 پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہو گا +

اہل دنیا پر مال اپنا جی کرتے نہیں	یار ہر جانی ہے اس سے دوستی کر رہیں
رو برو آئے تو جانی میں وہ بہاگ اٹل	سامنے ہو تو نظر اس پر بھی کرتی نہیں

ملکتِ خدا کا خوف انسان کے دل کا چراغ ہے اگر یہ نہ ہو تو انسان گویا طلسم
 میں اسیر ہے +

کرد خوف اور رہو خائفیہ	عذابِ قبر اور روزِ جزا سے
چراغِ سینہ ہو جائیگا روشن	ڈرو گے تم اگر اپنے خدا سے

حکمتِ ظلم باعثِ زوالِ مملکت ہے اور عورت کی محبت سببِ لتِ بدھن کی
 صحبتِ بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت نامور +

بازنانِ اُلفت مکن اسے مرحق	با بدن اسے نیکو صحبت مدار
از سر جو رو ستم پرہیز کن	تا بماند محکم ذر دولت پایدار

حکمتِ شجاعت یہ ہے کہ قوتِ غضبِ روح انسانی کی سطح ہو کر اسکو خوف
 و خطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطراب ظاہر نہ ہو اور عفت یہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مطیع ہو کر اسکی رائے کے مطابق عمل کرے اپنی
خودروی کو اسہین و خلیجی اور اچھے چلن اور نیک عادتیں بنائے ہوں عدالت یہ ہے
کہ سب قوتیں متفق ہو کر نفس ناطقہ کی فرماں برداری کریں اور ہر ایک اپنی حد اعتدال
سے تجاوز نہ کرے اور عادل ہر ایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کش مکش سے محفوظ
رہ کر عدل و انصاف پر قائم رہے۔

اُن سے اسے مردانا کام لے
بنکے اک افسر برابر کام لے

قوتیں جتنی ہیں تیری جسم میں
انکو ہرگز بڑھنے اور کھٹنے نہ دے

سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہ بادشاہ داماد اور برادر زادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا ہے بعد
قتل جلال الدین کے ۶۹۷ھ ہجری میں تخت نشین ہوا شجاعت میں نامور اور بہت
واو لہ العزمی میں ضرب المثل تھا چار لاکھ پچتر ہزار سوار اس کے ہمراہ تھے۔
جب یہ تخت نشین ہوا تو خزانوں کے منہ کھول دئے اور داد و دہش کے ساتھ
عیش و عشرت کی محفلیں گرم کیں +

فائدہ بادشاہ کے عیش و عشرت کی وجہ سے بہت برا اثر امور سلطنت میں
پڑنے لگا اور ہر چا طرف فتنہ و فساد نے رو دکھلایا ایک روز بادشاہ نے عیان
دولت کو جمع کر کے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیر آداب بجالایا اور عرس کی کرباد
کی عیش و عشرت و شراب خواری اور امراء و دولت کی آپس میں شادی اور فوج کی
زیادتی تنخواہ اور غلہ کا لیکان خرچ نہونے سے یہ سارا فساد برپا ہو رہا ہے بادشاہ

یہ شکر مقربہ ہوا اور اسی روز سے شراب خواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب نہ پیئے چنانچہ صولت افغانی میں مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بہرے ہوئے ختم پہنک دی جس سے ایک نالہ جاری ہو گیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع پادشاہ کے اُمراء آپس میں شادی نہ کرنے پائیں اور نرخ غلہ کا پادشاہ نے اپنی مرض پر رکھا مورخین لکھتے ہیں اس پادشاہ کے عہد میں امن و آسائش ایسی ہوئی کہ ہندوستان میں کسی پادشاہ کو نصیب نہ ہوئی تھی صاحبِ قبالِ سیاح تھا کہ گجرات پر لشکر کشی کی اور فتح پا کر سومات کا بت دہلی میں لایا اور زمین میں اب دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ رتھوڑ کو گرفتار کر کے قتل کیا اور راجہ رتن سین والی چتور مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکن سمندر کے کنارے تک صحت بندر و شیو تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کر کے بڑے بڑے بت خانہ گر لے بشمار سونکی موثرین غارت میں بلین پنجاب کے ملک کا اُس نے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر لشکر تاتاری و مغول اُس طرف کا رخ نہ کیا۔ پادشاہی شان و شکوہ کو بہت بڑھایا باقی پر عیاں پہلے اُس نے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضل خدا پرست شاہ حکیم غرض مرغن کے ایسے صاحبِ کمال موجود تھے کہ جنکا نظیر آج تک نظر نہیں آتا چنانچہ اکثر علما کی کتابیں اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الہی رحم کے نصائح اور حضرت امیر خسرو کی کتابیں اب تک موجود ہیں ۴۔

نکتہ تین چیزیں انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہیں اولاً گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر ثانیاً تائب ہونا زندگی کے بھروسے پر ثالثاً بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناجائز

ہر کوئی ہے فضل کا امیدوار

ہو کے وحشی مت گنہ کر بار بار

گرچہ فضل انزدی ہے فضل عام

پر تو اُس کے فضل کی امید پر

توبہ کر فوراً بخوف کردگار

زیست کا دم بھر نکرنا اعتبار

بلکہ سرزد تجھ سے جب ہو خطا

توبہ کو کلابہ پر نہ رکھنا منحصر

حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتوں پر ہنر رکھے راستی شعار ہو عطا فضل سے
مشورت لے قیدیوں کی دلجوئی ہو و اگر وہ در عامہ رعایا کی خبر گیری اور پاسبانی سکے رعایا و امرا
دولت کو گستاخ ہوینکا موقع نہ ہے جنگ کا سامان خزانہ میں فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے
باخبر ہے اپنے درباری امیر و وزیر سے ارکان دولت خیر خواہان ریاست اور اولاد سے بہ
پیش لے فوج کی پرورش عدل و انصاف کی طرف توجہ مسافروں و غریبوں کی خدمت میں
حاضر ہے عیش و لذت نا جائز میں منہمک نہ ہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نہ رکھے

راستی را در حجبان در شعاع

دایم اندر قرب خود بخشد و قاف

حافظ اہل حجبان بیل و نہا

ہنجا اش پر زور و بازو ہوا

شاہ آن باشد کہ باشد راستباز

اہل علم و اہل فضل و عقل را

پاسبانی خلق باشد روز و شب

با خبر ماند ز عسکر و دشمنان

ملکت چھ چیزیں مملکت کو نقصان پہنچاتے ہیں اول نرخ غلہ برابر نہونا اور گرانے قحط
کا پڑنا دوم کمی خزانہ سوم پادشاہ کی شرانجوازی و غفلت و بے خبری چہارم
دشمنوں کی کثرت پنجم اہل ایمان کی قلت ششم رعایا کی ناراضی اور عالموں کا ظلم

جبکہ سلطان بے خبر ہو کام سے

بیٹھ سکتا ہے وہ کب آرام سے

کس طرح قائم ہے وہ سلطنت

جس کے دشمن یوں بہت اور کم یوں دوست

تذکرہ وفات تین سال سلطان علاء الدین خلجی نے کمال استقلال
کے ساتھ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان میں اسکے عہد میں عہد استقلال رہا آخر

شاہِ مجری میں کافور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا۔

سلطان سکندر لودھی

یہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بجلول کے تخت سلطنت پر ممکن ہوا شہزادہ اسی کا بنا کیا ہوا
یا دگا سے یہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذاتِ خود اور سیستیفیشن کی کرتا تھا
ضعیف کو یکساں کھتا ہر کام میں انصاف کرتا تھا خلائق پر مہربان تھا ہمیشہ سخنِ حق کی
رعایت کرتا حق کو وحی پسند تھا ہرگز ہوا نفس عمل نہ کرتا علما فضلہ اسکے مشیر تھے سخاوت
میں مشہور گزرتے اسکے عہد میں تمام ہندوستان میں مسجدیں آباد تھیں۔ عورتوں کو زیارت
قبور سے منع فرمایا اور سالار سعود غازی کا نشان جو ہر سال ہر ایچ لیجاتے تھے اسکی عاقبت
کی احکام شریعت کو رونق اور علم کو ترقی دی احکامِ شرع کی پوری پوری پابندی کی۔ پت پستی
کا بازار روکیا اٹھائیس سال یہ کمال استقلال سلطنت کی آخر سلسلہ مجری میں انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودھی کے عہد میں دیھائی گوالیار کے رہنے والے بکالت پریشان بہرائی
شکریہ چلے گئے تھے کہیں انکو لوٹ میں یا قوت رمانی اور کچھ سامان ملا انہیں سے ایک نے کہا
کہ بھائی بس بھیج سے واپس چلو مدعا حاصل ہو گیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالیٰ
نے پچھا صی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بارشانی کیا عجیب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب
اسپر ایک بھائی نے کہا کہ میں تو جاتا ہوں آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی
راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ یہ تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا
بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُس کے بی بی کو حسب وصیت دیدیا مگر یا قوت نہیں دیا تھوڑے
دن بعد جب بڑا بھائی اپنے آجور سے مال مرسلہ مانگا عورت نے سب سامان اُس کے

سامنے لا کر رکھ دیا شوہر نے یا قوت نہ پایا پوچھا یا قوت کہاں ہے عورت نے کہا میں کیا بولوں
 نہ یا قوت مجھ کو تمہارے بھائی نے دیا نہ میں نے کبھی دیکھا جو کچھ اُس نے دیا تھا وہ تمہارے
 سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ اسی اسباب کے ساتھ یا قوت بھی
 دیکھا ہوں کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا قنبہ و تہدید کر دے تو بتلا دے گی اُس نے
 جب اپنے جو رو کو خوب مارا تو اُس نے بچاری نے مار کے غمت سے ایک شب کی مہلت
 چاہی اور علی الصبح وزیر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے
 اُس کے خاوند اور دیور کو بلا المشافہ بلوایا اور پوچھا تو دیور نے کہا میں نے یا قوت اس عورت
 کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے دلا کر دانی شہادت میں پیش کیا وزیر نے اُس کے
 خاوند سے کہا کہ جا اپنی عورت سے یا قوت طلب کر جب عورت نے یہ حال دیکھا۔
 سلطان کی خدمت میں داؤد خواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہوں کے رو برو طلب
 کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اس کی صورت
 بنائیں ان دو بھائیوں نے تو اس کی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہوں نے برعکس ایک دوسرے کے
 بنا دیے جب عورت کو تاکید لگی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز نہیں دیکھی ہے اس کی صورت
 کیونکر بناؤں۔ بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہوں کو سخت تہدید کر کے کہا کہ
 سچ سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاؤ گے ہمیت سلطانی نے اصل حال جو بتائی گواہی دینے کا
 عرض کر دیا بادشاہ نے اُس کے بھائی کو رو برو طلب کر کے پوچھا تو وہ معترف بہ قصور
 ہوا اور پارچہ لعل بھائی کی خدمت میں پیش کیا عورت بادشاہ عادل کے انصاف سے
 اپنی شوہر کی نظر میں ادل سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست میں
 آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی۔

بود حاکم بملک عدل بیشک	کزوبے خوف نیکو کار باشند
ببدل و داؤد انصافش ہمیشہ	تہ تیغ ستم بدکار باشند
نکتہ جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مال اندیشی کو امین حکم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنایگا و جسم کی سلطنت میں اختیار حاصل کر سکتا ہے۔	
عقل کو فرمان روا جسم و جان	دانش و تدبیر و امان و وزیر
گھر میں تو گج محل جسم کر	تا بلکہ جسم بن جائے امیر
فائدہ جب انسان کی آنکھوں میں حرص و طمع جلوہ گر ہوتی ہے تو سو آخر جس کے اسکو کچھ دکھائی نہیں دیتا بلکہ اسکے دل کی آنکھ بھی نیکی و نیکو کاروں کے دیکھنے سے بند ہو جاتی ہیں۔	
صاف ہو جاتا ہے بس آدمی	ڈالتی ہے حرص حیا انسان پر زور
دامہ چھا جاتا ہے اندھیرا اس قدر	چشم دنیا جس سے ہو جاتی ہے کور
حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل میں جگھ پکڑی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہئے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اسکو ہلائے کہ وہ جڑ سست ہو جائے آئندہ بڑھنے نہ پائے۔	
تیرے دل میں کہتا ہی مضبوط بخ	یہ دنیا کی حرص و طمع کا ہنال
نہ بڑھنے دے اسکو اگر مرد ہے	نخل گر کے اسکو جڑ سے نکال
نکتہ ایماندار انسان چار چیزوں سے چار چیزوں کو پاک رکھتا ہے اول اول کو حد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو بقدر حرام سے رابعاً اعمال کو یہ اسے پس پس میں یہ باتیں نہیں وہ انسان نہیں۔	

اولاؤل کو حسد سے پاک رکھ	بعد از ان وہ ہو کذب غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے اتون پر نہ لے	پیٹ مت بھرہو کے مال بندگان
کر عمل دنیا میں بے رولی و ریا	تا تجھے حاصل ہو فخر و غر و شان

شہاب الدین شاہجہان

جب نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار و گیر سے نجات پائی شاہجہان تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگار خانہ چین بنا دیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اس نے سلطنت کی خاندان تمپوریہ میں کسی کو کم نصیب ہوئی۔

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش و وسعت جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب منوقوف کر دے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور بے نقصی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کڑور اسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیکہ زمین اور چار سو موضع شکاریہ میں وقف کر دیا۔

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی میں جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا سنہ ہجری میں اسکی بنیاد رکھی گئی اور سنہ ہجری کو کڑور روپیہ کی لاگت میں تیار ہوا سنگ سرخ پر سنگ مرمر کی چچی کاری اس دلفریب صفت سے صنایعین نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہ جاتی ہے دلکشا بہرین خوشنما بامین سے اس بادشاہ کا نام اب تک زندہ ہے۔

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے رو برو وہ شامیانہ کہ جبکا نام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان میں سما منڈل حنیہ استادہ ہوا یہ حنیہ
 سات برس کے عرصہ میں تیار ہوئے تھے ہزاروں گز کشمیری اور گجراتی مغل
 جہیز کا عمدہ نفیس کام بنا ہوا تھا اور حنیہ میں خرچ ہوئے تھے دو لون خیمے
 سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان حنیوں کے سامنے خوش نما
 شامیانے اطلسی وزربافی سنہری رو پھری چوبون پر تانے گئے دیوان عالی جہیز
 طلائی چیت کی مینا کاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بہارسی کنجا بون
 بوقلمون تھا۔ صد لیکر پانڈازنگ درو دیوار تک مغل زرباف بادلہ کنجواب پردہ ہا
 فرنگی۔ دیباے رومی اطلس صنی سے نگار خانہ چین کر دیا تھا صد میں تخت طلاوسی
 بچھایا تھا جسکی تیاری میں چار کروڑ درہم صرف ہوئے تھے۔ بارہ مرصع ستونوں پر
 جڑاؤ مینا کاری کی چیت رکھی ہوئی تھی چیت سے پایہ تک زرا حمر اور جواہر آبدار
 کی لمعائیت اور فروزش سے فلک ثوابت کا عالم نظر آتا تھا۔ چوترا پر یہ عالم
 تھا گویا سنگ ستارہ کا گیند ہے کہ انگوٹھی پر دہرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر
 ایک درخت طلائی رکھا تھا جس نے سبزہ والما سے سرسبز اور اعلیٰ باقوت گلنگ
 کیا تھا اور دہرا اسکے دو مورنگارنگ جواہرات سے مرصع منقارون میں جوتون
 کی تسبیح لیے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے والے پن چار چتر رنگار ایسی تھے
 حسین موتونکی جھارین اپنی قدرتی آب و تاب سے آنکھوں کو خیرہ کر رہے
 تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جواہرات اور موتیوں سے دریائے نور کی طرح
 لہرا رہا تھا جو ایک لاکھ روپیہ کی لاگت میں تیار ہوا تھا۔ سونے روپے
 کی چوبون پر استادہ تھا گرواس کے کرسیان چوکیان فرینہ بقرینہ سجے ہوئے

تھیں تخت کے گرد پاس دب کیلئے کئی کئی گزنک حاشیہ چھوڑ کر چاندیکا کٹھیر ایسا خوشنما
لگا تھا کہ جس کی مینا کار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھیں۔ المختصر دربار آراستہ ہوا
مگر اقبال کا رعب داب دیکھ کر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ کٹھیر کیے باہر اول میں دیا
شاہزادگان والا تبار کی نشست تھی ان کے بعد راجگان اطراف واعیان و دولت
دار اکیں سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرما برداروں کی آنکھیں زمین
پر اور گوش دل اپنے فرمان روا کے حکم پر لگے تھے ہر ایک درمیں دو دو خاص بردار
محل کی غلافدار بندوقین کھنڈوں پر بادلہ کی جھنڈیاں ہاتھوں میں لمبوت بن کر کھڑے تھے
باہر کے والان میں اور عہدہ دار منصبدار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون میں تین تین
جہشی غولان صحرائی کی طرح زربفتی و رویان بچنے ہتھیاروں میں ادب کی بنی گزراہی نولادی
کند ہوں پر دہرے باولیکی سیرقین ہاتھوں میں لئے استادہ تھیں تیسرے درجہ میں الہکار
اور ہر کارخانہ کے کاردار منشی و مقصدی موجود تھے اور درون میں سپاہی تنگی تلواریں
علم کے قد آدم چاندی کے کٹھریسے لگے خاموش استادہ تہی باہر تیس تیس گز کا فاصلہ
دیکر پھر چاندی کے کٹھرے قائم تھے اور اس کے برابر بہادر سپاہی حناص
بادشاہی جن میں دایمن پر ترک بایمن پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی ورویان
پہنے سنہری رو پھری سیرقین ہاتھوں میں لمبوت جھے تھے یہاں سے دروازہ تک سواروں
کے پسے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے۔ جو درباری
آتا پہرے پہرے پر اپنے نام و نشان سے آگاہ کرتا اور آگے جاتا تھا کہ ہوش و
حواس کے قدم تھرتھراتے تھے جب دربار میں پہنچتا نقیب آواز دیتا کہ آداب
بجلاؤ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت۔ تو دل سینوں

دل جاتا تھا غرض اول شاہزادوں کی نذرین گزرنی شروع ہوئیں ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سنائی گئے سعد اللہ خان وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سو ایک منصب عنایت ہوا۔

عبرت دربار میں بھٹاں دشوکت آشکار تھی کہ دفعۃً بادشاہ آبدیدہ ہوا اور دونوں ہاتھ فاتحہ کیلئے اٹھائی ساتھ ہی سب اہل دربار نے ہاتھ اٹھائے مگر پادشاہ سے کوئی شخص جرأت سوال کی نہ کر سکا۔ فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان با اخلاص جو خیال اور خطرہ اس وقت میرے دل میں گزر رہا ہے اسکا اظہار میں تم پر بھی دیا سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ فرعون نے ایک ابنوس اور باقی دانت کے تخت پر بیٹھ کر اپنی کا دعویٰ کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس تخت اور تکبر سے اُس نے وہ دعویٰ کیا تھا میں اُس سے لاکھ مرتبہ عجز و نیاں کے ساتھ عبودیت آہی کا اقرار کرتا ہوں بھٹا اور دو رکعت نفل پڑھ کر شکر یہ نعمت آہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا وقت کی تاثیر سے دربار میں سنائے کا عالم ہو گیا۔ سب کے دل آب ہو گئے اور سینوں کے دلوں نے دم گرم سے اوس ایوان میں ایک گونج پیدا کی بادشاہ سجدے اٹھ کر دوبار مسند پر بیٹھا شاعروں نے قصائد تہنیت پڑھے کسی ہا کمال نے گیت سنائی۔ کوئی اشعار میں تھاکسی کا مہر موتیوں سے بہر گیا اتنے میں خدا مان خاص۔ جواہر کا خان ہاتھوں میں ہوئے آئے جن کے جواہر نگار خان پوشوں میں موتیوں کی جہاں لٹکتی تھی۔ میر دربار نے اشارہ کیا اشارہ کے ساتھ ہی سونے دوپے کے پھول اور جواہرات کا مہر برسنے لگا غرض کہ نو دن تک انعام و اکرام کا بازار گرم رہا۔

مکتہ شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی میں آتا ہے جیسا کہ درخت ثمر دار جب وقت پھل لگاتا

جیک پرتا ہے اور رذیل جب دولت پاتا ہے مشکبر ہو جاتا ہے غرور کھانے آپ میں ہوا نہیں سجاتا

چون بدولت رسد شریف و نجیب	بسوی اصل خویش برگردد
بہ نگو خونی در صنا جوئی	سر خرو و بچو روئے زر گردد
سفلہ حاصل کند چو دولت ثمال	باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفت ست سرور سعدی	سگ چو ترش پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈھنسا شروع ہوا
شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت و نیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی
جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کا رداں دانیان اور باہر حکمائے حاوی
جمع تھے دفعۃً پیٹ میں سے بچے کی رونکی آواز آئی سب مسکرحیران ہر اسان ہو گئے
بگیم نے بادشاہ کو بلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری پہنچا ہے میں دو وصیتیں کرتی
ہوں سن لیجئے وہ یہ ہیں کہ بعد میرے آورشادی نہ کرنا تاکہ سوئے ہوا بیون
میں بگاڑ ہو اور جانیں تلف ہو جائیں دوسرے یہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ
عالم میں یادگار رہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بگیم کا انتقال ہوا بادشاہ کو
بڑا غم ہوا اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز میں بال سفید ہو گئے عمارت جو
بگیم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت میں سرزمین ہند پر اپنا ثانی نہیں رکھتی چنانچہ تاج گنج
کا روضہ شہر آگرہ میں مشہور و معروف ہے۔

آخر عمر میں بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چاروں بیٹے ملک گیری اور ملک داری
کرتے تھے۔ مراد اور شجاع تو نرے شاہ زادے ہی تھے اور داراشکوہ جو سب
میں بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیر اور تصوف میں ڈوبا ہوا تھا اور رنگ زیب برخلاف ان

سب کے ایسا متین شخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑوں کے سوا دوسرا
 خیالی نہ کہتا تھا جا بجا پرچہ نویس معین تھے اور مہربات کی پیش بندی برسوں پہلے
 سے کرتا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کل کاروبار دارا کے ہاتھ آگئے
 چونکہ یہ ناز پروردہ اور سلطنت کے کاروبار میں نا تجربہ کار تھا باپ کے جرائع سحر
 اور سخت کو زیر قدم پا کر بیایون کے نام ایسے احکام جاری کئے کہ انہیں پر دھک
 اور باپ کو بیمار سنکر گھبرا گئے۔ ساتھ ہی انکے وکیلوں کو نظر بند کر لیا اور دربار
 کی خبروں کے بند کرنے کے لئے ادھر کے سوداگروں اور بنجاروں تک کو بھی روک
 دیا یہ حال دیکھ کر قینوں بھائی اپنے اپنے علاقوں سے چلے۔ مراد اور شجاع نے
 کھلم کھلا سلطنت کے نشانوں پر پھر میرے چڑھائے مگر اورنگ زیب نے
 یہاں بھی اپنی مسانت خراج کی درپردہ توپورے سامان کر لئے اور ظاہر میں
 چھوٹا بھائی جو گجرات دکن میں اسکے قریب تھا اسے نہایت درد مندی کے
 ساتھ خط لکھا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہیں چونکہ داراشکوہ
 کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت ہونا
 حق جبر کرتا ہے میں برادر عزیز کی حق تلفی نا جائز سمجھ کر اعانت فرض سمجھتا ہوں۔
 چھوٹا بھائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے میں دغا بے صاف دل سے آیا اور
 جان و جگر سے رفیق ہو کر دار الخلافت اگرہ کو روانہ ہوا یہاں بادشاہ کو شفا ہو گئی
 دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اسی وقت کاروبار سلطنت سنبھال بیٹوں کے نام فرمان
 جاری کیا مگر ادھر تو انہیں یقین نہ آیا ادھر داراشکوہ جو اس عرصہ میں ایک دفعہ
 شجاع کو شکست بھی دیکھا تھا مقابلہ کو تیار ہو گیا باپ بڑھا تجربہ کار تھا وہ اس

ناز پروردہ کی حقیقت کو پہی جانتا تھا اور از رنگ زیب کو پہی خوب پہانتا تھا
 اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونوں تمھارے چھوٹے بھائی ہیں ہم صفائی کر دینگے
 وارا شکوہ نے مانا اور ان دونوں بھائیوں سے بھی جاڑا چونکہ میدان جنگ کا
 مشاق نہ تھا اسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ میں بہاگ گیا تھا
 آخر گرفتار ہو کر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ میں داخل ہوئے۔ مگر مراد
 اس مہم میں ایسی جاب بازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرہ از خون سے گل رنگ ہو گیا۔ ملک
 نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ اب تک نظام سلطنت کا دعویدار نہ تھا اسلئے بھائی
 کی بے اعتدالی کا افسوس بھی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت پوری
 سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر نہہ تو دکھاؤ اس نے غذ کیا اور بیٹے کو پہچا آپ
 باہر ہاگر یہیں بیٹھے بیٹھے ایسا بیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سنا تو دفعۃً یہی سنا
 کہ تمام دروازوں اور چوکی ہر دون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہیں غرض باپ کو قید
 اور آگرہ کو مسخر کر لیا۔ اسی قید میں شاہ چہان آٹھ سالہ میں بیمار ہو کر مر گیا۔
 برس سلطنت کی چتر سال کی عمر پائی ڈ۔

مت اوٹھاؤ بار دنیا ہیچ ہے

ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے

گلر خ گلدار دنیا ہیچ ہے

خار بن جائینگے آخر اسکے پھول

نکتہ تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہنچانے جاتے ہیں حلیم غضب کے وقت
 شجاع مقابلہ کی وقت بھائی دوست حاجت کے وقت۔ ڈ۔

دوست را کن وقت حاجت امتحان

مرد میدان را بمیدان آرا

تا شوی واقف ز اسرار نفس

امتحان حکم کن وقت غضب

نکستہ لاخیر فی کثرۃ الرد سار یعنی بہت سے حکام میں خیر نہیں ہوتی اور انھیں ہوا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم میں	سنگوں سے ہیں حکام زمان
کار فرما رہیں گے ہوتے بہت	بہتے کب قائم زمین و آسمان

لنواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغرتا بے میردن

یہ بانی خاندان آصفیہ میں جنہوں نے اپنے حسن تدبیر اور اسے صاحب سے مالکین میں سلطنت آصفیہ کی بنا ڈالی بہت بڑے تجربہ کار اور اہل العزم فرمان و ملتے بہت

سخاوت بہادری رعایا پروری اور انکی مشہور ہے۔ تین لاکھ روپیہ سالانہ عسلاہ انعامات شاہی بطریق یومہ اور ماہانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دوسرے تیسرے دن اہل استحقاق دارباب احتیاج

کو قیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دی جاتی تھے اور ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا۔ اس میں نامور نے اپنے عہد حکومت میں بذات خود کسی شخص کے قتل کے

لئے حکم نہیں دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا کہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جائے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل

بہت تھا ہمیشہ فقرا و شعراء و علماء سے صحبت رہا کرتی تھی خود بھی صاحب دیوان تھے چذا شعار اونکے طبع زاد ہدیہ ناظرین میں۔ پڑ

تاشہید خنجر مرگان یارم کردہ اند	سرمہ در چشم قیامت از غبارم کردہ اند
---------------------------------	-------------------------------------

ولہ

افسوس کہ دطبع بتان نسبت گوارا	ای باغ وفا آب ہوائی کہ توداری
-------------------------------	-------------------------------

ولہ

در خیابان باغ نظاره آصف خستہ را نہال کنسید

ولہ

از خضایم نبود مطلب دیگر خیال این قدر است کہ آہو نگہبان ہم نکنند

اس تیس نامور نے اپنے وفات کے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتیں فرمائیں تھیں منجھاؤن کے ذیل میں چند نقل کئے جاتے ہیں :-

نصائح جو شخص قابل قتل ہو اسکو قاضی کے سپرد کرنا۔ اور پادشاہت کے کام اپنے ذات سے وابستہ رکھنا۔ اور بعد از فرایض اور واجبات ہمیشہ معظمت امور کی طرف متوجہ رہنا۔ ادنی آدمی کو عمدہ کام پر اور عمدہ شخص کو ادنی کام پر مقرر نہ کرنا۔ اپنے چھوٹے بھائیوں کو فرزندوں کے برابر پرورش کرنا۔ زنا و داران دہن مثل مردمان بجا پور و مدراس اور کشمیر لائق اعتبار نہیں ان لوگوں کا کہی اور کسی زمانہ میں اعتبار نہ کرنا۔ اور حتی الامکان جنگ نہونیکلی کوشش عمل میں لانا اور جنگ جدال میں سبقت نہ کرنا۔ رو بقبلہ جنگ نہ کرنا جو سامان موجود ہے اسکی بہت احتیاط کرنا۔ یقین جانو کہ بناو دولت بزرگان دین کی دعا پر مستحکم ہے میں تمامی امور سے پہلے عزت فقر اور سکینوں کی زیادہ کرتا تھا اور ان سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تھا۔ لگو بھی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکھنا۔ ریاست دہن جو چھ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات کن میں ایک ایک پادشاہ تھا اب کل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا میں نے حتی المقدور نگہبانی خلق خدا میں کوشش کی اب تم کو بھی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر رکھنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا ہندو ہویا مسلمان جلد جلد تغیر تبدیل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس بدلی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نہ رہیں اور نشاط

میں فرق نہ ہوا پناہی حق جانکر لوگوں کی حق تلفی نہ کرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اہل حق کو اسکے حق جانیر سے محروم نہ کرنا۔ ۛ۔

پسند مستحق کے حق ادا کرنے میں اُسکے سوال کا انتظار نہ کرنا چاہئے بلکہ بے سوال اسکو اُسکا حق پہنچانا چاہئے۔ ۛ۔

استحقاق کا حق ادا فوراً کرو	جس قدر ہو اسکو دیدو بے سوال
-----------------------------	-----------------------------

نکستہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی پہلے ظاہر نہ ہو لے اپنی طرف سے اسکا آغاز منع ہے۔ ۛ۔

جب تلک کے بس اپنا چل سکے	دشمنی سے صاف نفرت چاہئے
ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا	اُس سے ہر جنگ خصوصیت چاہئے

مذکرہ سنہ وفات ۱۱۱۱ھ ہجری میں احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے چلے اور برہمان پور تک گئے وہاں معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہو گئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کھا کر کابل کا رستہ لیا اسی اثناء میں آصف جاہ کا فرج ناساز ہو گیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جانیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ ہونے سے توقف کیا۔ ۛ۔

آخر اسی بیماری میں چوتھی جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ ہجری میں عصر کے وقت انتقال کیا جنازہ اٹھانے کے وقت خیمہ گاموں میں گریہ و بکا اور خلق میں ایک شور عظیم برپا تھا امراء عظام جنازہ دوش بدوش میدان میں لائے اور بعد نماز جنازہ روضہ میں جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد ہے لیکے اور پائین مزار کو پہنچا

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب الہیؒ کے ہیں دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی۔ پڑ۔

نواب میر تہنیت علی خان فصل الدولہ بھاؤر مغفرت مکان

یہ ساتویں رئیس خاندان آصفیہ کے ہیں ۱۲۷۰ ہجری جو بیس رمضان کو بعد وفا تو نائب صراہ دولہ غفر اللہ تخت حکومت پر متمکن ہوئے اونکی عالی ہمتی اور بڈل و عطا آج تک ضرب المثل ہے۔ پڑ۔

فنون سپاگیری میں طاق اور نشان اندازی میں بھی شہرہ آفاق تھے فقر کے ساتھ اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزاروں غریب مسافرانکے خوان کیم سے مالا مال ہو گئے سیکڑوں گدائی کو چہ گرد تو نگر اور مالدار ہو گئے شاہی جواہر خان مصنوعی اور ریا کار فقیروں پر ایثار کیا گیا اور صد ہا غریب جاگیروں سے سرفراز ہوئے حجاج کے لئے حجاز وقف فرمایا۔ ہر عشرہ محرم میں تین لاکھ روپیہ خیرات کیا جاتا اور ہر دوازدہم شریف دگیاروین میں بریانی کی دیکھیں شاہی باورچی خانہ سے مسجدوں اور درگاہوں میں بھجوائے جاتیں چنانچہ اب تک وہی قاعدہ جاری ہے اور رفاہ عام کے لئے شہر میں ایک بہت بڑا دار الشفا تعمیر کرایا جہاں مریضوں کو کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسائش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور گل اصیاع و تعلقات میں دواخانجات اور اشاعت علم کے لئے عموماً مدارس قائم فرمائے اور خاص شہر میں بھی مدرسہ دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و دیگر مدارس کھولے گئے عالم طبیب حافظ قرآن نوکر رکھے گئے غرض کہ شہر حیدرآباد دارالعلم بن گیا پڑ اس رئیس نامور نے تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جوانان علی غول کے لئے اور تین سو

حافظ قرآن شریف اور پختہ آدمی بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جماعتیں مولود خوانوں کی بھی مامور فرما سے اور خود بدولت بھی عبادت نماز فجر مجلس ختم قرآن شریف میں شریک رہتے۔ ؎

اور منادی کروالی کہ کوئی آدمی شہر میں سینہ صی شراب کی خرید و فروخت نہ کرے اور کل دوکانیں سینہ صی شراب کی شہر بدر کروادیں۔ ؎

نکستہ سینہ صی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصان لاحق ہوتے ہیں اور اسکی عادت پذیر ہو جانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے ہمیشہ کے لئے مریض ہو جاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت میں ضعف آجاتا ہے اور سہو دنیاں پیدا ہوتا ہے۔ ؎

حقیقت میں شراب انسان کو وحشی	بنادیتی ہے سینہ صی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی	گنوا دیتی ہے بنگ اور پوست افیون

نکستہ عقلمند وہ انسان ہے جو لوگوں کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور دن کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گہنگار اور مصیبت میں گرفتار دیکھ کر خود گستاخے بچے

انکر وہ کام تو جس سے گہنگار	گرفتار غم و رنج و بلا ہے ؎
بدون کو دیکھ کر بیشک بدی چو	بہلا ہے تیرے حق میں یہ بہلا ہے

فائدہ نواب افضل الدولہ کے عہد میں بائیسویں محرم ۱۲۸۲ ہجری میں راجہ شہنشاہ نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر مولوی شجاع الدین مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہیارد کے سلسلہ ارادت مندوں میں شریک ہوا جبکہ نام علام رسول رکھا گیا۔ ؎

دہی دل ہے غریزہ کام کا دل	جو ہو دل دادہ اپنے دلربا پر
نہو مائل بتوں کی بندگی کا	بہرہ دہ ہو فقط اسکو خدا پر

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہیں ہر ایک کام میں مددگار ہیں پس آدمی کو چاہئے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھ اپنے خالق کو پہچانے دیکھے یقین سے حق کو حق جانے بتوں کی پوجا پاٹ سے باز رہے آنکھوں سے خدا کی صفت کو دیکھے زبان سے اسکا ذکر کرے قانون سے اسکے کلام کو سنے سر کر عبادت حق میں جھکائے بدی کے راستے سے قدم اٹھائے سوال کا ہاتھ بتوں کے روبرو نہ پھیلائے اگر اپنے کام سے غافل ہو گا سخت پچھتاوے دقت گذر جائیگا تو پہرہ ہاتھ نہ آئیگا عقل کی رسائی آنکھوں کی بینائی زایل ہو جائیگی زبان بندش میں آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بہاری ہونگے جسم بیجان اور تن ناتوان ہوگا۔ پڑ۔

آج آنکھیں دیکھتی گویا بان سنستے ہیں کان	عقل پر جا پانوں چلتے ہیں کہلے دو ہاتھ ہیں
مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائیگی	ساتھ چلنے کے نہیں جو آج تیرے ساتھ ہیں

فاہیدہ نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جس میں اکثر ممالک ہندوستان میں غدر برپا تھا چنانچہ شہر حیدرآباد میں علاؤ الدین اور طرہ باز خان چنداوباشان شہر کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہر چند ان لوگوں کو اول فہمائش کی گئی باز نہ آئے تو انکے ڈرائیگے لئے سن کے گولے چلائی گئے جب وہ او آگے بڑھے تو آتشخانہ انگریزی سے توپوں کی شلک ہوئی جس میں چھوٹی چھوٹی گولیاں بہرے ہوئے تھیں آخر وہ سب لوگ بھاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسے زمانہ میں قید حیات سے نجات پائی اور علاؤ الدین
بعد گرفتاری دریائے شور پہنچا گیا۔ پڑ۔

جمع ہوتے ہیں جس جگہ نادان	تازہ برپا فساد ہوتا ہے
عقل مندوں کو دوستو منظور	ہر گھڑی عدل و داد ہوتا ہے

نکستہ انسانوں میں بدتر وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیار نہ کرتا ہو
بدی اور غضب و غصہ کے وقت اپنے ارادہ کو فروک سکے بے اختیار ہو کر لڑنے
و مرنے پر مستعد ہو جائے۔ پڑ۔

اٹھاتے کس لئے صدیم اپنے ملکے ہاتھوں سے	غریب و اختیار اپنا اگر موتا طبیعت پر
--	--------------------------------------

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۸۵۸ھ ہجری میں افضل الدولہ
کا مزاج ناساز ہوا بخارا اور عارضہ فتق میں مبتلا ہوئے حکیم شغابی خان اور حکیم
نادر علی معالج تھے آخر میں حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم مولوی
ابراہیم بھی شریک معالج ہو گئے تھے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا ملک الموت کی
قہرمانی فرمان نے اس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔

تیرہویں ماہ ذی قعدہ ۸۵۸ھ ہجری بروز جمعہ رگراے عالم آخرت ہوئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیالیس برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ میں
فرمان روائی کی فحار الملک وزیر اور راجہ نرندر پر شاہ پیکار تھے نیک نامی
اور بڈل و عطا کے ساتھ سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یوں لکھی ہے
ع افضل الدولہ شد ملک جنان۔ پڑ۔

پسند اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ ولی کے ساتھ بسر کرنا چاہئے کہ

مرنے کے بعد بھی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس زندگی میں بھی اپنے آپ کو زندہ بنانا چاہئے۔ پ۔

زندہ دل میں جتنے مردان خدا	رہتے ہیں زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق انکے خلق سے	زندہ بعد از مرگ بھی ہے انکا نام

نکستہ تو نگر وہ نہیں کھلاتا ہے کہ بہت سال اور بیشتر دولت رکھتا ہو بلکہ اصل دولت مند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجوں اور ناداروں کی جیب پُر ہوں لوگوں کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روانی سے مقدم سمجھے۔ پ۔

کہوت اسکو دولت مند بیشک	کہ مال و ملک دولت عام رکھے
وہی ہر مرد جو بدل و سخا میں	ہمیشہ اپنا ردشن نام رکھے

میں اس حقہ کو حسان الہند ملک الشرا ابو القاسم مولانا فضل صاحب عشی تا جبوری شاعر خاں علی خاں قندھار ملک کے ایک ستم ظریف بن کر تانا ہو جس میں مولانا بہار یہ تہید کے بعد علی حضرت کے سنایش میں ایک ریاست اور قدیم شاعری کا نوٹ خیالی قلم سے کھینچنا طیرین کے سامنے رکھ دیا ہے۔

سطح

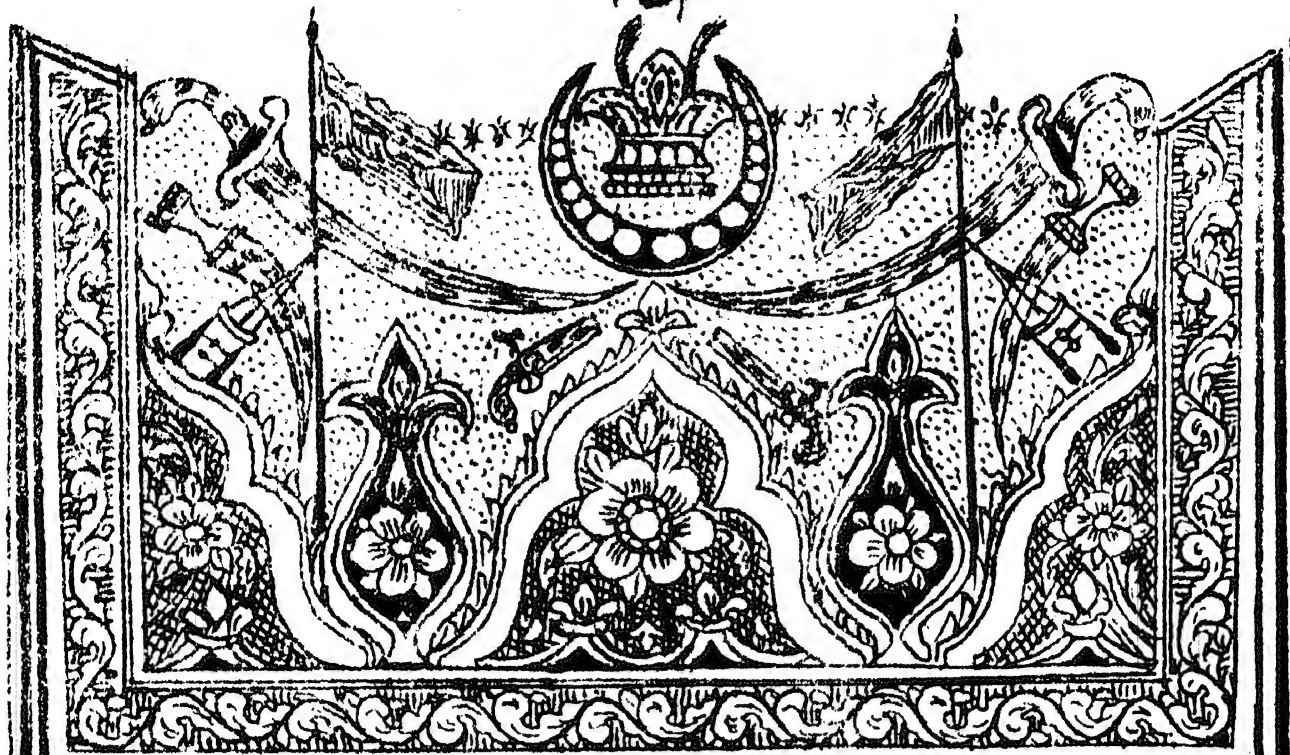
ریختہ خاں عجز نگار نقاب فینہ خاں فانی و انوری مرآۃ خانیہ معنی گسری حسان الہند ملک الشرا ابو القاسم مولانا فضل صاحب عشی تا جبوری شاعر خاں علی خاں قندھار ملک کے سنایش میں ایک ریاست اور قدیم شاعری کا نوٹ خیالی قلم سے کھینچنا طیرین کے سامنے رکھ دیا ہے۔

باز بزم بر کشید ابر کبودی نقاب	کالبد خاک را نزل ریزد ز سحاب	لالہ مراد حقہ لعل خوشاب	جلد غیر کشاد بار بداران غاب
ابر سیہ بر کشید خنجر برق از قراب			

رُفته زان مریغ شسته گاهت مریغ	کند و نمکدین تلخ جو تو بخت بخت	گشته ز عدالت طبع مریغ از مریغ	غم شده بهر کج و دهر و سپهر خود
		تا بهضیغ و خشوع بوسه دهد بهر رکاب	
گر پی نخی صید رویه بیا یان نهی	قالبی لایق شست بر شیران نهی	چشمه نیر شود در چو به قطر نهی	گاه کرم بر زمین حال جان نهی
		چینه نه چسبغ را غم تو برد و طناب	
یک رس خورشید غم تو از رویه	یک شجر انوار است روح تو از آب ناز	زبان سبز شری طلق پلنگان نشاء	زین شجر اخضر می گون شیران بجاء
		تا که بشوید بخون عارض خود آفتاب	
بجاء ز کرسی نهاد بر زمین آسان	گشت بزرگراه توشت فلک پاسبان	ز تو اسفندیار بهشت فلک بهشت خوان	خند تو کا دس کی غم تو نشت روان
		ملک جهان آشیان حکم فرمیت عقاب	
کر ز خاک کباب عجب تو سنگ شود	صورت زرد از جهان نظم جهان شود	گر تو روی زمین ز کن حاکم شود	گر کف آری کان چرخ مشک شود
		جام چو بر کف نهی ابر بسیار و شراب	
ای تو نصرت ز دشمن چو زید و یار	خانه ز جایت گزینت عارض می یار	از تو دگر دود و دین تر شد گرد و دین	شد تو بنجاب پیش مشیه یار دین
		از کرمت مشکین شد چین و تیه و غاب	
خبر طمان کن شاه و اخوان توئی	خبر کا دس فرستم دور از توئی	تحت سیلان بگیر کامف کین توئی	بر سر شیران گزر درگ ز پیران توئی
		بر سر گیتی بناب زانکه توئی آفتاب	

خضم ترا در کین تیغ برشته بهشت	رنج ز خون جگر برشته بهشت	نخم من به جان محل تو کشته بهشت	چند سر را در فکر تو رشته بهشت
	تیغ تو از خون خضم کرد بهامون خضاب		
روشنی رخ را شهابیت قند کرد	نام ترا آسمان دارد بهر در کرد	آتش کین ابد بهر طوت تو سر کرد	ستم سمندت بر دم خضم ترا کرد
	کرد ز عونت کلنگ شانه ز چنگ عقاب		
تو بهیت آسمان نصرت دوزبار گیر	حکم ترا چرخ پیر بسته چو عرذ گیر	خیز و میدان شتاب تیر بهلم گیر	همچو تهنیت بدوز بازو گردان تیر
	دجله آتش ببار بر شیران غاب		
حاتم جاه تراست فرسنگد گین	قصر جلال تراست قدسیان گین	همچو سکندر گیر بر بتلا و چین	همچو علیمان کشا و صبر برین
	چند نشینی کیش تیغ جلال از قراب		
خیز و سکندر توئی ابلق دورا بگیر	آینه دین باز چشمه دیوان بگیر	شاه نشان قیصر از خاقان بگیر	خیز و شیر فلک را چو شیران بگیر
	از سر پیکان مکن حلقه دوزخ سحاب		
عیش ابد را چو جم جامه عیدی	خیز و چو صبح انار رخ نصیبی فزاید	عقاب کینا گس غم را بهتوز	اصف دوران کین ای بر دین را بهتوز
	ملک سلیمان بگیر ز ابل طعان و خراب		
تو که بزرگی ز عرش قوت تو حکم	بود ترا در ازل چشمه کز بجاس	تو که فلام تو بود ز کز نبغان	تو که درین معصی گم بهر خود نشان
	قدر شبانی بسج بر سر گیتی تناسب		

در پس عقال ملک نهی نهان گزارد	تا که شعار ظلوم بر تو شود آشکار	خیز چو مار و نر پی گود و سر و کار	همچو گدایان شب و شبیها تار
		تا تو به بینی که صیبت حال جهان چو شراب	
اور فرزند کشش با شگانه خاکیان	از کرم مادی هیچ ندارد نشان	دولت دارا گرفت از سر و نشان	سینه جمید خورد مغریر و دوان
		کو شک کسی شکست گنبد افرا سیاب	
دلق بشاهی فروشش از منجش	کام چو مردان بنیام چو دراز	هر چه بیاری میار هر چه بیاری میار	هر چه بازی باز هر چه بکاری کار
		ز آنکه ندارد بقا کار جهان چو شراب	
ایکه به بخت بلند خست و تاج و گلی	داد خدایت ز داد وصف مدلاهی	شکر خدای جهان کنی خوشا بهشتی	تا به تو نازل شود آیه ظل الهی
		ملک نصاب ترا شکر کند بحیاب	
تو که بجاه و چشم خست و دارادی	ایده ام سویتو تا بهم نگیری	بود چو من شاعوی فرخی و غفری	خسروم اکنون بد کسبت کند مری
		ملک تخن را منم داد و مالک قاب	
عشق اشفته را در صف حجابین	تشنه لب بیار آغز را تشین	بخت بدش در قفا چرخ مدد گیر	دست بسو ملک فرق بر زمین
		لطف کن ای شهریار خسرو مالک نصاب	
تا که بود در چمن مشعل نو بهار	تا که بود بر زمین قبه گوهر نگار	باد به تخت شهری از بد و هشت چار	دست ترا زیر پاسلوت بهفت بار
اختتام حاصل	پای ترا زیر دست صولت افرا سیاب	مطبوعه مطبع عربی	دکن



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت و اختیاری خدمت سے بنی ہوئی ذکر

حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہلاتا ہے اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمیں کچھ کلام نہیں کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت ہے اور اگر عدل و کرم و شفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم و ستم سے زیادہ فساد کے دفع میں اثر نہیں ہو سکتا ہے اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے علم کچھ دین ہی کے لئے بکار آمد نہیں بلکہ سابقہ فرمانروائی طریقہ ملک دارمی آئین سیاست و ریاست رانی کا جزو اعظم ہے اور سلطنت

و حکومت کیلئے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔

اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکھا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہیے کہ اس کو احکم الحاکمین نے اس جہان میں کس لیے بھیجا ہے اور اس کی قرار گاہ کہاں ہو سکتی ہے یہ دنیا اس کی منزل گاہ ہے کچھ قرار گاہ نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ وہ یہاں پر مسافرانہ وار دہر رحیم ماہ راہ کی منزل کی ابتدا ہے اور قبر کی منزل کی انتہا۔ اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے جو برس اور مہینا اور دن اس کی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہے جسکے باعث وہ اپنی قرار گاہ سے نزدیک ہو جاتا ہے پس جو شخص پل پر گزرے اور پل ہی کی عمارت میں اوقات گزارے اور اپنی منزل گاہ کو بھول جائے تو محکمہ مذی اور دانائی سے دور ہوتا ہے بلکہ دشمن مذہبی شخص کہلاتا ہے جو منزل دنیا میں زاو راہ آخرت کے سوا اور کچھ طلب نہ کرے اور دنیا میں اس قدر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے اگر حاجت سے زیادہ ہوگا تو وہ زہر قاتل ہوتا ہے اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میری خزانہ میں خالی ہی بھری ہوتی سوچا نہی کچھ بھی نہ ہوتا تو وہ جب قدر زیادہ جمع کریگا اس میں سے بقدر کفایت اس سے نصیب ہوگا باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اس پر جان کنی و شوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت میں ہوگی کہ مال حلال ہوا اگر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہیں زیادہ ہوگا اور بلائیں آسمانی خواہشوں سے صبر کرنا ممکن ہی نہیں مگر آدمی کا ایمان اگر اس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی چند روزہ لذت جو سرِ پاکد ورت ہے اسکی وجہ سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی کد ورت کو اس میں دخل نہیں وہ فوت ہو جائیگی تو چند روزہ صبر کرنا

بہت ہی آسان ہو گا اسکی مثال یوں بھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے
کہا جائے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اسکو ہرگز نہیں دیکھنے
پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی غل صحت کے ہزار راتوں
کے لئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ
ہو مگر بلاتامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اسے آسان ہو گا۔

اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزار دان حصہ بھی نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس سے
کچھ بھی نسبت ہی نہیں رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وسعہ و خیال ہی میں
نہیں آسکتی ولو فرضنا اگر سا تو ان آسمان اور زمین کو رالی کے دانوں سے بہرہ یوں
اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اس میں سے ایک دانہ چکے اور کھا جائے تو وہ سب
رالی کے دانہ ختم ہو جائینگے لیکن ابد میں سے کچھ بھی کمی نہو گی مثلاً کسی آدمی کی عمر
سو برس کی ہو اور شر قائم و غریبا تمام ملک روئے زمین پر قابض اور متصرف ہو جائے
تب بھی آخرت کی ہمیشہ قائم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہو سکتی
ہے پھر جس کسی کو دنیا میں سے تھوڑا ہی حصہ کسی ملک کا مل جائے اور وہ بھی صاف نہو
تو خواہ حاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ اپنی جی جان
ایسی باتیں کیا کریں اور دل و جان پر اس مضمون کو تازہ کر لیا کریں تاکہ چند روزہ
خوابشوں سے صبر کرنا اور رغبت پر مہربانی اور بندگان حضرت خدائے مطلق کو
اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل و علا کی خلافت بجالانا اس پر آسان ہو جائے۔

پس جب انسان نے یہ بات جان لی تو فرمانروائی میں اسطرح مشغول ہو گیا کہ حکم الٰہی
کا حکم ہے نہ کہ اس طور پر جسکی صلاح اہل دنیا دین چونکہ عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور بزرگ نہیں سکتے کہ بادشاہ عادل کیواسطے ساٹھ صدیق مستعد کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں جس سے خداوند عالم اس بادشاہ کو اپنا مقرب اور بڑا دوست سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا معذب اور دشمن کھلاتا ہی جتنے رعایا کے روزانہ نیک اعمال ہوتے ہیں ہر روز عادل بادشاہ کے بھی اوتنے ہی نیک عمل فرشتی آسمان پر لیجاتے ہیں اور اس بادشاہ کی نماز ستر ہزار نمازوں کے برابر ہوتی ہے +

جب ایسی حالت ہے تو اس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔
احکام الحاکمین جس کسی کو منصب حکومت و سلطنت رانیکا عطا فرمائے تو مالک سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہی اگر شکر نعمت و حق خدمت نہ بجالائے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہو کر ظلم اور خواہشات نفسانی میں مشغول ہو جائے تو وہ دانا انسان نہیں کھلاتا ہی چونکہ حکومت نہایت خطرناک چیز ہے خلافت کی حکومت کا قبیل ہونا کچھ آسان امر نہیں جو والی سلطنت اپنا حق ادا کر نیکی اور خدا ترسی کی توفیق پاسکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل کر سکتا ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہیں۔

خدا ترسی

یہ وہ صفت ہے جسکے ذریعے انسان اپنی ذات کو یہ صفت موصوف بنا سکتا ہی اور اس بزرگ خصلت کی وہ عمدہ تاثیر ہی جسکی برکت سے تمام دنیا کی برائیوں سے انسان اپنا دامن چڑا سکتا ہی حقیقت میں جو انسان خداے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہیں کر سکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی
 بھی خوب سمجھتا ہو کہ کون کون اچھی باتیں اس ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہیں اور کون
 کون بُرائیاں اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے حک ہو سکتی ہیں
 یہ بات غور کرنے سے دریافت ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج میں
 لاو بالی اور بے سرو پا خیالات بہرے ہوئے ہیں وہ کسی موقع پر اور خصوص ایک غور
 طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قائم نہیں کر سکتا کہ وہ کچھ دیر بھی
 رائے پر قائم رہ سکے یا اپنی مفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے
 جس سے اسکی قدرت مدد کہ ترقی کے منزل کو طے کر سکے ۛ

ایسے ایسے پست حوصلہ شخصوں کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہیں ہوتا اور
 نہ وہ سوچتے ہیں کہ ہمارا مال کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز اور
 انجام نہیں خیال کرتے باوہ کبر و نخوت سے بھان تک مست ہو جاتے ہیں
 کہ اونکی نظروں میں کسی شخص کی قوت اور عظمت نہیں جتنی بلکہ وہ اسی اپنے مافیانی رُعم
 پر بڑے بڑوں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے ۛ

ایسے ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ
 سے دیکھتا ہے تو فرمائی وہ اپنے سے چھوٹے اور کم رتبہ آدمیوں کی کیا قدر
 کریگا اور اونکو اپنے مقابلہ میں ایک چوٹی سے بھی کم سمجھے گا ۛ

چہ بات کچھ ایسی نہیں کہ خاص و عام نہ جانتے ہوں اور نہ اس مقام پر اس امر
 کی ضرورت ہے کہ تمثیلاً کوئی روایت بیان کی جائے جس سے ثابت ہو کہ اس
 شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اس مزاج کے تو ہزار ہا آدمی نکلیں گے جو اپڑ سے چوٹے لوگوں کی کچھ حقیقت ہی نہیں سمجھتے اور ان کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمائش اور امتحان کا موقع سمجھتے ہیں پس وہی لوگ مین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہیں کرتے اور خدا ترسی کے معنی سے واقفیت رکھتے ہیں اور نہ اس راز پر غور کرتے ہیں کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہو نیوالا ہے اور جن کم زوروں اور غریبوں اور بیکیوں کو ہم اپنا زور دیکھاتے ہیں تو کیا ان کے رنجیدہ اور توڑے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے ان کے ظلم اور جوڑ و سختی کی فریاد کریں جو کل زبردست اور زیر دستوں کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا ان بیچاروں کی دعائیں اور التجائیں قبول ہوں گے جس کے ذریعہ سے وہ آئندہ بجا طاعت تمام رہ سکیں اور ان کے ستانے والے لوگ اپنی کفیر کردار کو نہ پہنچیں گے؟

بتس زراہِ مظلومان کہ ہنگامِ دُعا کر دے	اجابت از در حق پہر استقبال می آید
--	-----------------------------------

گو وہ لوگ جو خدا ترسی سے غفلت کرتے ہیں اپنے خیالات و تدبیرات پر پورا بیروسنا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس سے کہی کم زور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہو جائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوشِ غصبی میں بھان تک بدحواس ہو جاتے ہیں کہ ان کا اکثرنا انہیں کے گرا دینے کا باعث ہو جاتا ہے اور اس امر کا موقع ہی نہیں آنے پاتا کہ فیر ثانی جو نہایت کم زور تھا اس زبردست سے کوئی صدمہ اٹھائے۔

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کم زور کو خایت تنگ ہی کرے تو ممکن ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اسکی مزیداد کو پہونچکر ضرور اپن یم کو سزائے سخت دے اور اگر کسی وجہ سے وہ زبردست شخص اپنا افعال بد کی سزائے پاسکے اور حاکم وقت کی نظرون سے بچکر گناہ کرے تو اس امر پر کب بہرہ و ساء ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اپنی جریم سے حاکم علی الاطلاق کی دارالعدالت میں سزایاب نہوسکے پس عقلمندانان وہی ہو سکتا ہے کہ حدائے کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کم زور محبوب بخش پر جبر و وانز رکھے اور ہمیشہ نیک نامی سے اس چند روزہ زندگانی پر دنیا میں گذر کرے بدی اور بد انفعالی سے بچے ۛ

نیکی اور بدی

نیکی کا لفظ عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جس میں ہر قسم کی نیکیاں شامل ہو سکتی ہیں اور جسکی عام مہتم مطلب دمنے ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہے ۛ اسطرح نیکی کا متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اسکی تشریح کی ضرورت ہی نہیں معلوم ہوتی ۛ

نیکی و بدی کے نتائج ہر انسان کے ذہن نشین تو باسانی اور بلاشور و فکر ہو سکتی ہیں لیکن تاہم بعض اوقات بہترے لوگ ان دونوں خصایل مشہور کے نتائج سے سہوا یا عمدآ ایسے غافل ہو جاتے ہیں کہ وہ اکثر بدی کے طرف جھک پڑتے ہیں اور نیکی کے ہر دل عزیز اور فائدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہیں ۛ

یہ بات اس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا یہ شخص کے ساتھ نیکی ہی کا براؤ واجب ہو سکتا ہے یا انتہائی بدی کا بھی عمل کسی کے حق میں داخل انصاف ہو سکتا ہے ؟

نیکی سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھ پہلائی کرنا اور اسے اپنی قول یا قوت یا دست رس کے ذریعہ فائدہ پہنچانا۔ اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی بُرائی چاہنا اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جس کے ذریعہ سے اس کا نقصان ہو ؟

اور کسی شریر و فتنہ انگیز نفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بندوبست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی یا نیوچہ خیال نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ملزم کا تدارک بھی اسی کے آئندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بد شخص کے آئندہ حملوں سے محفوظ رکھنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے۔ پس عقلاً کی نزدیک اس قسم کا انتظام داخل بدی نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ خیال حفاظت نقصان و ضرر عامہ خلائی کسی شریر و مفسد کی سزا دی کی تدبیر ہی داخل امور نیکی ہے۔ ظالم کو ظلم میں مدد دینا یا اون کے فعل کو اچھا کہنا بھی ظلم ہو سکتا ہے اور اون پر بھروسہ و جفا پیش آنا عین صواب ہے۔

بُرا ہے فی الحقیقت یہ بُرا ہے

مدد دینا بد و ن کو کار بد میں

ستم گر پر ستم کرنا پہلا ہے

پہلائی ہے بُرا کرنا بد و ن سے

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہنچا کر اپنا یا کسی اپنے دوست یا خدا و مومن کا فائدہ حاصل کرنا داخل امور احسن سمجھے تو یہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جاسکتا ہے

بدی کو دنیا میں جس قدر وسعت حاصل ہے دوسری چیز کو ممکن نہیں انسان ہر شخص کے ساتھ بدی کے پیرایہ میں ہر قسم کی بدسلوکیاں اور ناجائز برتاؤ کر سکتا ہے۔

بدی ہر ایک سے کرتا ہے بدکار۔ بدی ہے اسکی طبیعت میں برائی۔

بدی کر نیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہیں ہو سکتا۔ ہر وقت محل وقوع پر انسان کے دل پر سخت صدمہ پہنچانے اور کلیہ کو تڑپانیکے واسطے آواز پائی گئی۔ آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہو چکی ہو ذرا سی غفلت میں بدی کے سپندے میں پھنس کر اپنا رنگ جانیکے لئے کوئی کار نمایاں نہیں کر سکتی۔ بدی کیواسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہیں اور یہ کہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص جبکا شیشہ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا دھوسے تنگ ناموس خدشہ انسانیت اور خطرہ جان وال کے مضبوط اور روزنی بہتر کی ٹہیس سے چور چور ہوتا ہے اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتے ہے۔ ہزارانہ اور ہر قرن میں بدی کی عملداری میں رہنے والوں کی مردم شماری کا متبہ نیکی کی دنیا میں رہنے والوں کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور انکی قوتیں ایسے زور پکڑے رہیں کہ آئین خسروانی ان کے زور گھٹانے واسطے کوششوں کو وسعت دینے میں بھی کامیابی کے ساتھ اپنے ضعف پر متاسف پائی گئی۔

تاریخی دنیا میں بھی بمقابلہ نیکی۔ بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ ہر ولایت و ہر ملک میں کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے میں ہمارے حکومت اپنی برکتوں کو ایک مدت تک قائم نہ رکھ سکے جس عہد و بین زوال ملکات و امتزاع سلطنت کی دہائی پہرے ہے وہ بدی کے کارناموں کی تاریخ کے پہلے جانے

جانیکار زمانہ ہیں ؟

قطب الدین مبارک شاہ خاندانِ خلجی کا خراب کن پادشاہ معز الدین کیتبا د
خاندانِ التمش کا آخری جہان پناہ اور نگین سلطنت مغلیہ کے عہدِ شباب
کا آخری کچھکلاہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن تھا کہ ان خاندان
کی تباہی کیواسطے قہرِ لعلی کچھ بھی ہاتھ پالون مارتا سیاست شرعیہ و تدبیرات
نبویہ اصلاح امور دینیہ و دنیویہ صرف بدی کے اسناد کیواسطے جلوہ نہور دکھا
رہے ہیں۔ اور اگر نیکوں کا عام طور پر رواج ہوتا تو ان کے مولفین و
مصنفین کو کوئی پہلو ان کے عالمِ شہود میں لانیسے واسطے نہ مل سکتا ؟
نیکو جو توشہ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کی طرح ہر جانی نہیں اور نہ
اسکو ناقص العقل اور بد باطن اشخاص سے برائے نام انس ہے یہ صرف
انہیں کے نامہ اعمال درست کرنے کے واسطے اپنی اوقات عزیز صرف کیا کرتی
ہے جو سزائے روز جزا کے خوف سے تھر تھکا پتے ہیں اور رضائے الہی
کو کل باتوں پر مقدم جانکر بدی کی طرف ہولے سے بھی نظر نہیں اٹھاتے ؟
نیکو کرنے والوں کو بدی کرنے والوں کے طرح دفعۃً اظہارِ لیاقت کا موقع
نہیں ملتا بلکہ انہیں نہایت جدوجہد اور سعی و کوشش سے نیکو کے اوصاف
دکھانے کی ساعت سعید بشارت کرتی ہے جس شخص میں نیکو کا خاصہ وجود
ہے او سکی رگ رگ کو ہمہ صفت موصوف ہونے کا دعویٰ ہوتا ہے اور کی
نس نس میں نیکو سے بھرے ہوئے خون کا جوش بر جبین مارتا نظر آتا ہے۔
اوصاف دینی اور دنیاوی میں اگر ایک صفت کے ساتھ بدی کا لگاؤ ہوا تو

سارے افعال حسنا اور خیر صواب اپنی بالکل غیر سنانے لگتے ہیں۔ نیکیوں کے عباد
اپنے اوصاف کو صرف اپنی چیز خواہوں و دوستوں و اعزہ کے ساتھ سلوک ہو نیکی
جبرامت نہیں دیتے بلکہ اپنی دشمنین اور رقیبوں کو بھی ہر دل عزیز صفت سے فیضیاء
کرنے کے ساعی رہتے ہیں پڑ

جو انسانوں میں انسان نکو نام	برون سے بھی وہ کرتے ہیں بہلائی
------------------------------	--------------------------------

اگر صرف شاہی تاج پر کفایت کی جائے اور خیالات حالات اہل زمانہ کی چقلش
میں پہنچنے سے باز رکھے جائیں تب بھی مطلب ہذا کو بہت کچھ ہلاکت ہاتھ نیکیوں
کے اثبات میں مدد مل سکتی ہے پڑ

جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام لاکھوں کڑورون بندگان
خدا کے مشکل کشا اور ولی نعمت تھے بہت دشمن و یزید پلید اپنی امامت و اشاعت
اسلام کا دیکھا جاتے تھے اور اسی زمانہ میں یہ دونوں عالم ظالم زبردست
خلقت خدا کے بالادست حکمران تھے مگر نیکی کے خصایل نے ان کی توفیر
کڑھانے اور بدی نے ان ظالموں کی وقعت گھٹانے میں جو کام کیا وہ سمجھو
روتر گار پر عوام کی عبرت کیوں سچے بہت کچھ کار نمایاں کر سکتا ہے پڑ

جسطرح رآون اور کشش کی جفائیں۔ مژد و مردود کے ظلم اور قرون
کاستم چنگیز خان و ہلاکو کی خونریزیان نادر کی دل آزاری بدی کی یادگار ہو کر
ان کی ناک کو انگشت نما بنا رہی ہے پڑ

اسی طرح امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ حضرت ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا صدق و
امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت گستری اور امیر المومنین حضرت

عشاق فی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم و خجست اور امیر المؤمنین
سیدنا سیدنا طالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کا علم و عدل کا سراپا کنج پر ہمارے لئے راہ نجات
کا خضر ہریم ہو بخائی ہیں ۔

برائی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنی سے یہی انحراف
کر جاتے ہیں اور بے موقع استعمال ہو کر اپنے مطلب کو خلاف موقع بتا
کرتے ہیں :

بدی جبکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے عام طور سے ذلیل سمجھی جاتی ہے اور واقعی
اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بڑی چیز ہی نہیں مگر عقلمندان ^{اشیون} سلف و مانایان
خفاف نے بعض موقع کی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی تصور کر لیا ہے مثلاً کوئی ظالم
بندگان خداوند عالم کا جانی دشمن و خونخوار عدو ہے اور اس کی ذات
سے صدمات و نقصان تصور ہیں تو یہ ضرور نہیں کہ اس پر رحم
کیا جائے اور اس کا تدارک ہو :

اگر اس کے ساتھ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جائے تو وہ بمنزلہ
نیکی تصور کی جائیگی بلکہ اس سے بہتر ہے یہی حال اس نیکی کا بھی ہو سکتا
ہے جو بعض وقت بدی سے بھی دو چار ہاتھ بڑھ جاسکتی ہے اور نیک آدمی کو
بدون کی جماعت میں شامل کر دیتی ہے مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے
کا دشمن جانی ہے تو اس پر رحم کہا کر خیال نیکی اس کی
مدد کرنا صدمات و نقصان کے ضرر پیدا کرتا ہے ۔ ایسی نیکی کو یا اس کی

سوائے اسی قسم کی اور نیکیوں کو عقلانے بالکل ناجائز قرار دیا ہے اور اس شعر
میں اپنے کل خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے۔

انکوئی بابدان کردن چنان ست | سدا کہ بد کردن بجائے نیک مردان

بدی کے ہاتھ سے جو قتل سزا ہوتا ہے اسکی شہرت کو کوئی چار دیواری
روک نہیں سکتی لفظ بہرین اسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بہرین پہنچ جاتا
ہے کہ دوسرے ذریعہ سے ممکن نہیں۔ نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت
آہستہ روئی سے سیر دنیا کرتا ہے اور اسکے راستوں میں سیکڑوں قسم کے
رہزن اسکے قطع منازل میں مارج ہوتے ہیں۔ وہ ٹپک لوگ جو صرف دستی
عاقبت کی غرض سے خوسے نیکی کے جوہر دکھاتے ہیں وہ پیٹ کے ہلکے نہیں
ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں تو (نیکی کن بہ ریا انداز) پر عمل کر کے
کسی کو کانوکان خبر نہیں ہونے دیتے مگر انکے خلاف بھی کرنے والوں کے پیٹ میں
پانی نہیں پچتا اور یہ اپنی ہی کفر یہ بیان کر کے فرعون بیامان بنتے ہیں
حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بے شبہ ان سے زیادہ دولت و حکومت
تھی پر جو کچھ انجام دیکھا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریا نیل میں غرقاب ہو کر جہنم میں
جا پڑا اور دوسرا زمین میں دھنس کر تخت الشریعہ پہنچا پڑا

علم دادند بادیس بہ قارون زر سیم | شد کیے ذوق ساک و دگر تخت سک

جہان تک اہل تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کھا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے
کے واسطے انسان کو جب قدر نیکی کی مدد و درکار ہے اس قدر اور کسی چیز کی حاجت
نہیں اور اگر اس صفت کے حاصل کرنے سے محرومی ہے تو زندگی کا لطف صرف

خاک ہی نہیں بلکہ زندگی کے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے پڑ
 مبارک ہیں وہی لوگ جو نیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہیں اور بدی کے
 سایہ کو اپنے زمانہ حیات پر تادم زیست پڑنے ہی نہیں دیتے اور خودی کے
 دام میں گرفتار نہیں ہوتے۔

خودی

دنیا کی بُرائیوں اور زمانہ کی خرابیوں کے پیدا کرنے میں جس نے سب سے
 زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگرچہ ظاہر چھوٹا سا لفظ ہے مگر اسکی
 اثر کی دراز سی کل افعال فحیحہ کی وسیع دنیا کو گہیر لینے کے لئے پورے طور سے
 کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہو دنیا کے جس قدر خراب افعال ہیں اور میں اس خودی
 کا ایک بڑا بہاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبیعتوں پر موثر ہونے
 متناطیسی قوت حاصل ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسان کے ماتھوں سے وہ فعل نہ ہو
 ہوتے جو لغات میں اپنے منہ کو دل پسند الفاظ کے حروف میں لکھے جاتے
 سے باز رکھ رہے ہیں اور جن کا نام مہذب زما لون پر بھی نفرت کے ساتھ
 آتا ہے جو لوگ آج تک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بدنامی
 کے ساتھ یسجائے درپے ہوئے ہیں ان کی خوبو پر خودی ہی کا زیادہ اثر
 پڑا کیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہ سے
 راندہ درگاہ آہی ہو چکے ہیں اور دنیا تو دنیا عدم میں بھی انکو عزت کی جگہ
 ملنے نہیں پائی پڑا

خودی کو بدی کا جزو اعظم ثابت کرنے اور کل افعال عجبیہ کا مرجع و ماوا سمجھنے
کی واسطے آدمی کو عالی و داعی کی مطلق ضرورت نہیں آدمی چاہے جس عقل
کا ہو اور حسب قدرت اور اکاؤسکے دماغ میں بہرے گئی ہو بخوبی سمجھ سکتا ہے
کہ اگر خودی کا لگاؤ نہ ہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عا
رضیج مادیان دین کو بہلا کر ثواب کی راہوں سے عذاب کے راستوں پر نہ جاتے
اور اپنی عقل و ہنم کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر جہالت کے پہاڑوں کی چوٹی پر نہ دوڑتے
ہر شخص خوب جانتا ہے کہ چوری گناہ اور اسکے واسطے احکام خدا اور رسول اور قوانین
حسدوانی میں بڑی سے بڑی سزائیں ہیں لیکن چوری کرنے والے ایک نہیں
مانتے اور اپنے ہی کئے جاتے ہیں اسکا سبب اور کچھ نہیں صرف خودی ہے۔
اگرچہ اس موقع پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ چوری کرنے میں خودی کو اشتراک کی
کوئی بات ہے۔ مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی
انکار نہیں کر سکتا کہ چور چوری کو بڑا نہ سمجھتے ہوں اور قوانین سرکاری کے
دباؤ و رعب کے قائل نہوں مال چراتے وقت صاحب خانہ کی قوت سے
افشائے راز ہونے پر سزا جگتے کا خوف دلمین ہو و لیکن انہیں خودی کا وہ
زبردست مادہ ہے کہ انکی نظر و بین یہ سب اندیشہ اور وسوسہ عارضی و فرضی
معلوم ہوتی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انکی چالاکی کل مصائب سے بچا کر انہیں
کامیاب و بامراد کر دیگی یہ خودی ہی کی جرئت تھی کہ وہ کسی کے گھر میں نہ
احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر مستعد
ہوے اور چوری سے نفع اور نقصان اوٹھا کر شدہ چور کہلائے۔

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہلے کرنے پر حاوی ہو سکتی ہے اور سمع خرا
 ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکھا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گزشتہ
 کی سیر کرینیکا موقع ملا ہے اوس نے خود کی با اثر نتایج کو بخوبی سمجھا ہے ڈ
 اگر خود کی ہوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نہ کرنے اور
 پاک پروردگار عالم کا حکم ماننے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن و طعن کا
 سزاوار ہی نہ ہوتا بلکہ فرشتوں میں افضل گنا جاتا۔ اگر راون میں خود کا جوش
 نہ ہوتا ممکن تھا کہ اسکے ہاتھ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے
 اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنس جسکی ظلم و
 بدعتوں کے قہقہے مشہور ہیں۔ اسی خود کی کیوجہ سے ایک آن میں جان سے مارا
 گیا۔ اور ایسا ہی فرعون جسکے عروج کے افسانہ طشت از بام میں اسی خود
 کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت میں دریائے نیل کی تذر
 ہوا۔ یہی خود کی جسکی وجہ سے مغز مہر و خوراک پشہ ناچیز ہو کر حکومت کہو بیٹھا
 اور یہی خود کی تھی جسکی سببے نرید ایسا بادشاہ تخت حکومت کہو کر زندگی
 سے ہاتھ دھو بیٹھا اسی طرح کے ہزاروں واقعات ہیں جو خود کی کے نتائج
 میں درج پائینگے اور جو انسان کی عبرت کیواسطے وہ کام کر رہے ہیں جو انہیں
 کا حصہ سمجھے گئے ہیں۔ اگر انسان کی طبیعت خود کی کا اثر قبول کرنے سے تشنفر
 رہے تو ممکن نہیں کہ اُسکی خوارق بدی کی طرف ہولے سے ہی اُٹھاسکین
 یا دنیا میں بُرا میوں کے نام کا کوئی حرف بھی نظر آسکے ڈ
 عام افعال قبیہ کے ذکر میں اوسنے الفاظ تضاد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے ڈ

مثلاً بدی کی ضد نیکی ہے عقل کی ضد عقل ہے انصاف کی ضد انصاف علی ہذا۔ لیکن خود کی بات دینا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اس مصرع کی مصداق ہو سکتا ہے

نادان جو ہو متقلب تو نادان ہی رہے

خود می کے لفظ تضاد پر جو غور کر لیا جائے تو بے عقلی بے امنی بے ایمانی وغیرہ کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھ شامل کر دیا جائے تو خودی کی بدستستی ہو لفظ بخودی نکلا جسکے معانی ہی افعال قبیحہ کے معنی میں شامل ہائے گئے ہیں اس واقع پر ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس چیز کے دونوں پہلو خراب اور روشت بنام دہبون سے بدنام ہوں اوسکے نتائج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی چاہے تو کہا جاسکتا ہے کہ اگر طبیعتوں سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا عذابوں سے پاک و صاف ہو کر فرشتوں سے افضل ہو جائیں اور دنیا کا رخا نہ افعال قبیحہ نہ رہے۔

اور نیک ہیں وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش یاقتی کے ساتھ چلتے

طاقت خود اختیاری کی حفاظت خوش یاقتی پر موقوف ہے

قوت ہے اختیار کی اگر اختیار میں نام خزان کا خوف نہ ہو یہاں

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جائزہ عطا کیا جاتا ہے اوسکو بڑی شہاد

مستقل مزاجی و راستبازی سے اوسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ اگر وہ اس

دولت عظمیٰ کو بیجا نمائش میں صرف کر دیا۔ یا بخیل بنکر اوس دولت کو گنج قارون

لقصور کر گیا۔ یا فضول خرچی کو ہوا خواہی میں اوسکی تباہی و معدومی کا باعث ہو گیا

تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہی دولت خود اختیاری دوسرے کے قبضہ اقتدار میں اگر اوسے
بے اختیار بنا دی گئی اور اوسکی بد نظمی و بد لیاقتی کا نشان روز میں پرکاش ہو
جس طرح طاقت خود اختیار یکا حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اوس طرح اس طاقت
خود اختیاری کے عمل میں لاینکی لیاقت حاصل کرینے میں بھی بڑی محنت و تکلیف
برداشت کرنا پڑتی ہے۔

حکومت کا ملنا ہی مشکل اگر ہے	مگر کام بھی اوسکا دشوار تر ہے
------------------------------	-------------------------------

اب یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ جب ایک اوسط درجہ کا کام بغیر محنت کثیر و قوت
اچھی طرح انجام نہیں ہو سکتا تو پھر ایک مشکل کام کی سپردگی۔ جسکی عاقبتہ
بحیثیت ایک خود اختیار شخص کے متعلق ہو، کہاں تک لیاقت ذاتی و
قوت انتظامیہ کی محتاج نہیں۔

کام بے محنت کے ہوتا ہی نہیں	بے کموان اندھا جو سوتا ہی نہیں
-----------------------------	--------------------------------

جن دانایان روزگار نے زمانیکے شیب و فراز پر غور کلی فرمایا ہے اور جسکا
میش یہاں وقت انجام کار و بار ہم میں صرف ہوا ہے وہ اس امر کو خوب
سمجھ سکتے ہو گئے کہ قوت انتظامیہ کو کن کن وسائل سے وسعت و بڑھتی
حاصل ہو سکتی ہے۔

جس نے کچھ وقت اوٹھائی اُسکو کچھ پامانہ	وقت کے بیکار جانے سے نہ مانتا یہ پامانہ
--	---

لسان کو لازم ہے کہ اپنے اختیار کو حد مقررہ سے کہنے بڑھنے نہ دے کیونکہ
یہ سب سے پہلا اصول طاقت خود اختیاری کے برقرار رکھنے کا عقلا
کے نزدیک دریافت ہو چکا ہے۔

جو شخص اپنی حد اختیار سے قدم باہر نہیں بڑھا سکتا ہے وہی ہمیشہ دشمنوں اور
رہزہ نون کی خوفناک اور دل شکن کرتوتوں کے نتیجوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اپنی حد پر ہے جو قائم ہو سکتا ہے تو
شاخ جو حد سے بڑھتا ہے اور پتہ بڑھتا ہے اور

مگر جو شخص طاقت خود اختیاری کو بیجا طور پر استعمال یا عمل لانا اپنے حوصلہ مندی
کی دلیل سمجھتا ہے اس کے دشمنوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور وہی
لوگ اس شخص با اختیار کو بے اختیار بنانے کی کوششیں کرتے ہیں اور
آخر کو ایک روز اپنی ارادے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

ہو جو تعداد دشمنان کثیر
ایک بیچارہ کیا کرے تدبیر

دیکھو جس طرح طاقت خود اختیاری کی دولت انسان کو امیر اور نامور بنا دیتی
ہے اسی طرح وہی دولت اگر بیجا طور سے صرف کی جائے تو اسی شخص کو محتاج
انام و زلیل عوام ثابت کر دیتی ہے۔ اکثر و ن کا قول ہے کہ افسری کا کام
نہایت ہی آسان ہے کیونکہ بہت سے مددگار ہر وقت دست بستہ سامنے کھڑے
رہتے ہیں اور ان کی اطاعت و بندگی افسری کے برقرار رکھنے کی ایک اچھی
اور سب سے سہل ہے۔ مگر عقدا کے نزدیک افسری کا کام نہایت دشوار ثابت ہو چکا
ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ وہ کام ہے جو نرے لائق ہی لوگوں سے اچھی طرح انجام پذیر ہو سکتا ہے۔

نہیں باریک طفلان حکومت کا سبق پڑھنا
مگر قانون شریعت کا ہر دل سے ہر ورق پڑھنا

اگرچہ افسر کی مدد کے لئے اس کے ماتحتین کی جماعت اس کی حکومت کی ایک پہولی
پہلی شاخ معلوم ہوتی ہے مگر خیال کر لیا جاسکتا ہے کہ درخت ہی مضبوط کہلا سکتا ہے

جسکی بڑ مضبوط ہوتی ہے یعنی امنر لائق نصف مزاج تحمل - عادی محنت ہو سکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لائق اور محنتی بنا سکتا ہے -

شانِ آفاق ہے حاکم کا وقت | تابع حکم میں فرمان بردار

امنر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر و انگیرہ حال ہوتی ہے اور نیز اسکو سب سے بڑی فکر یہ رہا کرتی ہے کہ میں جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہوں اس کو کسی نہ کسی طرح ضرور رضا مند و خوشنود رکھوں تاکہ وہ طاقت خود اختیاری کسی بد انتظامی و نالیاقتی کیوجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑھ لینا ہی اصول امنری کے لئے زیادہ مفید نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اسکو ہر وقت ہر آن یاد رکھنا اور ان پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے۔ اکثر دیکھا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض امنرون کو سابقہ پڑ گیا ہے۔ اور ایسی پیچیدگیاں پیش آئی ہیں جنکا سمجھنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تھا۔ مگر اوہنیں سے جن لوگوں میں تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تھا وہ اپنی طاقت انشٹامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کرینے کوئی کمزور سبقت لے گئے بلکہ جس انشٹام سے ہمیشہ کیلئے آئندہ پیچیدگیوں سے بھی محفوظ رہے

تحمل غور کا دیتا ہے موقع | صفائی کا دکھا دیتا ہے موقع

غور و فکر کا دماغ مختلف قسم کی فکر و کا ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اسکو ہر وقت مختلف طبایع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاص کر اس بات کی ایک

ایک فکر کرنا پڑتی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اس میں کس قسم خرابی تو
عاید نہیں ہو سکتی ہے۔ یا اس اختیار کی وجہ سے جسکے ذریعہ سے مجھے شرافت
طبعتوں کے لوگوں سے کام لینا ہے عام ناراضا مندی کا باعث تو نہیں ہے۔

|| افسردہ دل سے پوچھو کیا تھا راکاں || || فکر کیا ہی پیش کیا گیا کا صبح و شام ہی ||

اختیار وہ صفت ہے جو انسان کو مختلف حیوانات کی جماعت کا حاکم بنا دیتی ہے اور
اس اختیار سے کا نقشہ دکھا دیتی ہے چنانچہ بادشاہ وقت کی سی کیفیت ہو سکتی
کہ وہ ٹری ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سے کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے
اور ہر طبقے و ملت کے لوگ اس کے قانون کے تابع بنا دئے جاتی ہیں :

اب غور کرنا چاہئے کہ افسردہ سی۔ سرداری۔ جہاں داری ان سب کاموں میں
کس قدر طاقت و اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ یہ کام کیا
نازک اور مشکل امر ہے ایسے کاموں کے انجام دہی کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کی
تخل و مستقل طبیعت درکار ہوتی ہے چونکہ طاقت انتظامیہ کی عملی کارروائی دیکھا جائے
لئے سب سے پہلی ضرورت تخل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہے۔ اگر یہی صفتیں
انسان میں نہ ہوں تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خود اختیار
کو خاک میں ملائے والی اور خدمات سفوضہ کو بدنامی کی امیزش سے بدنام کرنے
والی ضرور مشہور ہو جائیگی۔

عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہیں کہ بے اختیار ہی دفنان برداری
کا کام نہایت تکلیف دہ ہے۔ اس میں سوا مصیبت اور بے یقینی کسی قسم کی ازا
و اسودہ عالی نہیں ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر ہا کرتی ہے۔ ہر دم خوف

غتاب کیلئے کو بائیں بائیں رکھتا ہوں۔ مگر ان میں سے جو رک مال اندیش اور دولت مند
 خود اختیاری کے تلافی بہرے میں وہی لوگ فرمان برداری کا کام (جو وہ بے اختیار
 میں داخل کیا گیا ہو اس خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں کہ آخر میں ہی من
 خدمات کے صلہ میں ان سے نیا دے جاتے ہیں۔ اس مثال اور عملہ کے سے
 بخوبی ثابت ہو سکتا ہے کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے اختیاری کی بخوبی زاد
 دیکھتا ہے اور نظر انصاف سے ہمیشہ اس کے حقوق کی حفاظت اپنی اور پر
 سمجھتا ہے۔ تجربہ ایک ایسی چیز ہے جو مختلف پیرایوں میں انسان کی مدد کیلئے
 ہر وقت تیار رہتا ہے۔ مگر تجربہ سے انسان اس وقت تک مستفید نہیں ہو سکتا
 جب تک خود اس کو مختلف اقسام کے کاموں اور انتظاموں و مشغلوں سے سابقہ
 نہ پڑا ہو۔ کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کر لینا اور اس کو اس کو ایک اپنا ذاتی
 خیالی تجربہ سمجھ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ نقطہ
 انسان کا ذاتی خیال اکثر اسی کو مغالطے میں ڈال دیتا ہے اور انتشار کی قوت
 طبیعت کو امتیاز نیک و بد سے مفرد کر دیتا ہے جس کا نتیجہ اصول تجربہ کاری
 کے بالکل خلاف کہا جاسکتا ہے؛

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اس کے
 لئے سوز و دل و مناسب ہو۔ کام کی وقعت کے موافق اس کے انجام کا انتظام
 واجبات و فرائضات انسانی سے ہے۔ ہر کیف اپنا اختیار کو اس حد تک
 اس کی وسعت اس کے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہے یا جہاں تک اس کی خود
 انتظامی اس کی قوت کی مددگار رہے۔ جو شخص دولت خود اختیار کی قدر کرتا ہے

وہی اسکے صریح کرنے کے طریقے خود ہی پہچان لے سکتا ہے۔ صفت اعتدال الفاظی
 و زیادتی کا وہ درمیانی جزو ہے جو ہمیشہ نقصان و تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔
 جس نے اپنے اختیارات کو اعتدال کے ساتھ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت
 خود اختیاری کو ضعف خود سری کی ہوا سے دور رکھا ہے وہ ہمیشہ اپنے ملاوٹ
 میں کامیاب رہا ہے اور ہمیشہ اسکے دشمن اور کے مقابلے سے عاجز رہے ہیں۔

جسکو مرد نیک خود دل سے سمجھتا ہے عزیز

فی الحقیقت طاقت خود اختیاری سچی و چھپر

ہے حقیقت میں وہ مرد بے شعور و بی تمیز

نوم خود اختیاری پر جو اترا یا اشر

دولت مندی و ملک داری

جہان داری اور دولت مندی فی نفسہ کوئی بڑی چیز نہیں ہو سکتی ہے اگر موافق حق ہو
 پناہیہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاء میں اور خلفاء راشدہ میں حضرت
 عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ادیانوں میں خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ
 عمرت من ائمہ میں شرفائے ملکہ معظمہ مالک اور اسودہ تھے۔ جسٹی بڑی دوسمیں
 خیال کی جاسکتی ہے وہ اونہیں مفاسد کے ہو سکتی ہے جو قہر اور ظلم تسخ لذات
 اتباع شہوات سے پیدا ہوتے ہیں یا طمع۔ کینہ۔ حسد۔ بغض۔ محبت۔ جاہ
 مال۔ سنے ظاہر ہوتے ہیں۔ درآخالیکہ سلطنت و ریاست آن آفتون سے پاک
 و صاف ہو تو پھر غنا اور ملک داری خدا پرستی اور دین داری ہو جاتی ہے جیسے سلطنت
 بعض انبیاء کی پہراون کے بعد خلفاء کی پہراہل علم اور صلاح کی اور ساری خلق پر
 انکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول غی سبحانہ تعالیٰ اطیعوا اللہ

واطيعوا الرسول واولى الامر منكم مراد اولی الامر سے امراء سلاطین و
 ملوک میں بعض کے نزدیک علماء بھی داخل ہیں اور دونوں قولوں کے سوا
 کوئی تیسرا قول اس آیت شریف کے معنی میں اہل علم نے نہیں لکھا ہے۔ اور وہ
 جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک و ملوک کی بیان فرمائی ہے یہاں تک کہ جس نے
 دنیا میں درمیان دو آدمیوں کے حکمرانی کی ہوگی اور کسی بھی مشکین باندھ کر پاک
 پروردگار عالم کے روبرو لا دینگے اس قسم کی حدیثیں جو وارد ہیں مراد اولیٰ سے
 وہی حکمران ہیں جو دین پر قائم نہیں اور عدل و انصاف نہیں کرتے حمایت قوم
 و تعصب مذہب و رعایت نریت کیا کرتے ہیں یگانہ سے ہر بات ہر قصور پر درگزر
 اور یگانہ سے ہر ذرہ پر بخش و گرفت ہوتی ہے جیسا کہ ملوک و روسائے بنی اسرائیل
 اسی طرح ہلاک ہو گئے کہ اقامت حدود کو اونہوں نے ترک کر دیا تھا سزا کو اشتراک
 سے بالکل اوٹھا دیا خرمیوں پر جاری رکھا انصاف چھوڑ دیا جب کوئی ضعیف
 آدمی زنا کرتا تھا اس پر حد جاری ہوتی تھی اگر قوی زنا کرتا تو اسکو چھوڑ دیتے
 آخر ہلاک ہو گئے خلق میں فساد پڑ گیا۔ حالانکہ پاک پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا
 لَنْ تَنْفَعَكُم اَرْحَامُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ۔ یعنی تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تم
 کو کچھ فائدہ نہیں دیگی تمہاری کام نہ آوے گی سو مراد اس سے باطل طرف داری
 ہی ہو سکتی ہے جو سبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچھ نفع آخرت میں
 نہیں بلکہ دنیا میں ظلم آخرت میں ظلمت ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں کا دین دوسروں
 کی دنیا کے پیچھے برباد ہو جاتا ہے حق قرابت صلہ رحمی میں تک ٹھیک ٹھیک چکنا
 ہے نہ ہمارے شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہ ہے کہ اپنے جان پر

بھی بموجب شرع کے عدل کہے اولاد ورشتہ دار کس کتنی دشمن خیال کئے
 جاسکتے ہیں جب یہ امر اُنہیں ہین ہو سکتا ہے تو اسی لئے سخت وعید جزائے
 شدید انکے حقین وارد ہے انکا جرم دوسروں کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ
 جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہان کی بادشاہی کرے
 یا طالب ملک ہو تو کچھ بھی بُرائی ہین خیال کیا سکتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
 نے کہا تھا رُبَا غَرَضٌ لِّیْ لِّمَلْکِیْ لَا اِیْنِیْ لَا اِیْنِیْ لَا اِیْنِیْ اور حضرت یوسف علیہ السلام
 نے بھی کہا تھا قَالِ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَیْنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ یہ سئلے فرمایا کہ انکو اپنی
 جان پر بہرہ و ساتھ کہ یہ حالت ملکداری عہدہ خزانچی گرین کوئی امر باطل نہ کرے
 معاملہ میں انصاف فرمائیں گے نہ کسی گمان کی رعایت ہوگی نہ کسی بیگانہ سے نفرت کا
 کا تلبہ ہو انصاف ہوگا۔ قوی ضعیف برابر کہا جائیگا کوئی مستثنیٰ نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا
 جو واقعات حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں حضرت سلیمان علیہ السلام
 کی کم عمری کی حالت میں پیش ہوئے اوہیں سے دو تین واقعات ہدیہ ناظرین ہیں۔

حکایت

ایک روز دو دہقان محکمہ داؤدی میں حاضر ہوئے ایک املیا صاحب کشت یا باغ
 دوسرا یوحنا مالک غنم سو املیا نے کہا اے خلیفہ یوحنا میری اڑوسی بات کے وقت
 بکریاں چراتا ہوا وہ بکریاں میرے کہتے میں پڑ گئیں اور کہتے کہا گئیں حضرت داؤد
 علیہ السلام نے یوحنا سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت
 داؤد نے ارشاد کیا کہ غلے بکریوں کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص میری رعایت کرے وہ میرا دوست ہے اور جو میری مخالفت کرے وہ میرا دشمن ہے۔

قیمت بکریں کے نقصان قرار پایا اوس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکر یا ایلیا کو سپرد کرے یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایسا حکم دیتا جو دونوں کے حقیقین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ میں خلاف اس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤد نے یہ بات سُنکر حضرت سلیمان کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ جو کچھ حکم فریقین کے حقیقین بہتر ہو ظاہر کیا جائے حضرت سلیمان نے کہا کہ بکر یا ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اوسکی اولاد اوسکے دودھ اور شیم سہرے ہوئے اور کہیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کر کے حالت اصلیت پر کر دیو تب ایلیا اپنا کہیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنے بکر یاں لے دے۔ چنانچہ یہ حکم سُنکر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضا مند ہوئے اور داؤد علیہ السلام نے اس طرح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے بیڑیا یا ایک عورت کے بیٹے کو اوٹھا لگیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بیڑیا لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلے کو آئیں حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونوں حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئیں اور ان سے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے کہا ایک چہری لاؤ تو میں لڑکے کو آدھا کر دوں تب چھوٹی عورت نے عرض کیا

دو عورتیں تھیں
ان کے ساتھ ان کے
دو بیٹے تھے

ایسا نہیں یہ میا بڑی عورت کا ہے اور اب میں دعویٰ دار نہیں ہوں اسکو دیکھئے
یہی پرورش کر لگی اور بڑی عورت چہرہ ہی سے کاٹنے پر راضی تھی حضرت سلیمان
اس چھوٹی عورت کی شفقت سے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوادیا۔
نکتہ جب گواہ ہوں تو حاکم اپنے قرائین و قیاس پر عمل کر سکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام کی غیبت میں ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد
علیہ السلام کے پاس ہوا پر داؤد خواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ میں عیال دار ہوں
تھوڑا آٹا جو کاسہ پر لئے جاتی تھی ہوا نے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے مری
جاتی ہے میرے حقین مفصلہ حق فرمائے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا میرا حکم ہوا
پر جاری نہیں ہو گا آٹا میرے گھر سے لیجا سو اُس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا دیکر اپنے گھر
چلی راہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہوں نے پوچھا تو کہاں آئی تھی ناشی
یا محتاج اُس نے کہا داؤد خواہ ہوں اور اپنا ماجرا مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام
فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پہر حاضر ہو کر داؤد خواہ ہوا اور کہہ کہ میں محتاج نہیں ہوں
انصاف چاہتی ہوں چنانچہ وہ ضعیفہ پر محکمہ داؤدی میں آئی اور حضرت داؤد علیہ السلام
کہنے لگی کہ عطائے تو بلاقے تو میں انصاف چاہتی ہوں حضرت داؤد علیہ السلام
فرمایا میں ہوا پر حاکم نہیں ہوں اور دس گونہ آٹا عنایت کیا بڑا ہی نہایت خوش ہو کر چلی
جب حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملائی ہوئی تو انہوں نے پوچھا کیا تبت حضرت داؤد
علیہ السلام نے کہا تجھ کو کون شخص بار بار پہیرتا ہے۔ اس نے کہا سلیمان علیہ السلام اور وقت

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کر کے پوچھا کہ مجھ کو ہوا پر کیا دست رس ہے جو اسکے حق میں حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپکی دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجئے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ عورت تمہارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ نے آمین کہا دفعۃً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بھیجا۔ تب اس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ میں نے بحکم خدا اسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا میں جاتی تھی اوسمین سوراخ ہو گیا اور مالک کشتی نے دعا مانگی کہ یا آہی اگر اس بلا سے نجات پاؤں تو میں کل مال اپنا فقیروں کو دے ڈالوں۔ لہذا ارشاد ہوا تو میں نے اس بوڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی میں بہر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے مالک کشتی کو طلب کر کے نصف مال فقیروں کو دلوایا اور نصف باقی بوڑھیا کو پہر اس ضعیفہ سے استفسار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خدا تعالیٰ نے تجھ کو اس قدر عوض دنیا میں دیا اوس نے کہا مجھ کو معلوم نہیں مگر یاد آتا کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اوس نے کہا کہ میں دور سے آتا ہوں اور بہت بھوکھا ہوں میرے پاس ایک روٹی تھی میں نے اسکو کھلائی مگر اوس نے کہا میں سینہ میں ہوا تب میں نے کہا اسے فقیر تو بڑھا تو میں تیرے لئے آٹا پیس کر روٹی پکاؤں سو وہی آٹا لے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا سو وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہے اور بروز قیامت دس حصے اور ملے گا۔

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں ایک قاضی تھا ایک دن ایک عورت حسینہ بدو
 مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام نکاح پیش کیا آخر
 نکاح کی تب قاضی سے عدم کرنا پڑا اس نے کہا میں حرام کار نہیں ہوں ناچار انصاف
 قاضی سے نامید ہو کر صاحب شرط پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہاں سے
 دل شکستہ ہو کر صاحب شوق کے دربار میں ملتی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہو گیا ناچار خلیفہ وقت
 کے حاجب سے رجوع لایا اُس نے بلا تامل پیغام زنا بھیجا تب وہ عقیفہ خاموش ہو کر دعوے
 سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ میں اگر ہاتھ سے
 نکلی جاتی ہے اور شیشہ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے پہاننا چاہئے تب بزور
 گواہان لیسا سی حضرت داؤد کے حضور میں بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے پاس رہتی
 ہے حضرت داؤد نے مطابق توریت رحم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ
 کو پھونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجرائے حکم کو ملتوی کیا اور کئی رُک کے ہم عمر بلائے
 انہیں سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا ان چاروں نے گواہی دی کہ یہ عورت
 ایک کتے کے پاس رہتی ہے پہراون چارون کو الگ الگ بیٹلایا اسطرح کہ ایک
 دوسرے کی آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچھا کتے کا رنگ کیسا تھا اُس نے کہا سیا
 دوسرے نے دریافت کیا وہ بولا سُرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا
 ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عقیفہ صالحہ کو حد نہ مارو گا
 بعد ازاں اور لڑکوں سے کہا کہ ان گواہوں کو قتل کرو یہ خبر تینا مہا حضرت داؤد علیہ السلام

کو پہونچی تب حضرت داؤدؑ نے اوس مقدمہ کے گواہوں کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ پٹلا کر سوال کیا اُن سب نے کتے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہوں نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی۔

فائدہ معلوم میں محمد بن کعب قرطبی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام سو فرسخ میں پڑتا تھا پچیس^{۲۵} میں انسان اور پچیس^{۲۵} میں حیوان و دواب اور پچیس^{۲۵} میں جنات اور پچیس^{۲۵} میں وحش و طیور اور تین سو منکوہہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف میں تھیں اور سب کے لئے محل جدا تھا اور محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوالے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ میں نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ میں ریشم کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے چاروں طرف تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ کار و اشراف کرسیوں پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسى بساط کو لے اڑتی تھی۔ اور معالم التنزیل میں مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے ایک فرش کا رچوبی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکھا جاتا تھا اوپر حضرت سلیمان علیہ السلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیاں طلانی و نقری بچھائی جاتی تھیں طلانی پر اولاد پیغمبران علماء و فضلاے دوران اونکے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان اور طایفہ طیور اپنے پروں سے اوس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاط کو اڑھاتی صبح سے تا شام ایکماہہ راہ اور شام سے تا صبح اسقدر طے کرتی تھی سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیاں بچھائی جاتی تھیں اوپر انسان

وجبات میٹھتے تھے اور طیور پروں سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی۔ اور
تفسیر جو اہر میں ہے کہ داہنے طرف تخت کے دو لاکھ کرسیاں اکابر انس اور بامین
جانب دو لاکھ کرسیاں اشراف بن کی بچھائی جاتی ہیں اور یمن و یسار پینتیس^{۲۵} پینتیس^{۲۵} منبر
رکھے جاتے تھے اور پیر علما و فضلا و اتقیا و صلحا سے انس و جن بیٹھا دے عطا کرتے تھے اور
طیور اپنے پروں سے سایہ کرتے تھے اس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی۔ اور سواری کا یہ
انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہو کسی کہیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور
گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی سچا پرہ ضعیف جانور کو بھی ضرر و نقصان نہ پہونچتا تھا
اس شوکت و حشمت کا اشارہ سورہ غل میں ہے۔ وقال ایھا الناس علمنا
منطق الطیر و اوتینا من کل شیئی ان ہذا الھو فضل البین۔ یعنی حضرت
سلیمانؑ نے کھائے لوگوں کو سکھائی ہے بولی اور تے جانوروں کی اور عطا کیا
ہمکو ہر چیز میں بیشک و شبہ بھی ہے بڑائی صریح یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار
ہیں جسکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائیں۔

اور دوسرے الملوک میں لکھا ہے کہ دیوؤں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
واسطے پتھر کی دیگین تراشیں تھیں کہ ہر ایک میں دنس اونٹ اور جاتے تھے اور
ہر روز ہزار دیگین کپتی تھیں اور شکر کے لوگ کہاتے تھے۔ اور قصص میں لکھا ہے
کہ اتنی حسد و ازہک ہر روز باورچھا نہ میں صرف اور ہر روز لاکھ مرغ فوج ہوتے
تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اس میں سے ایک لقمہ نہ کہاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ
رکھتے اور زنبیل بنتی اور شام کے وقت اسکو بیچتے اور دو روٹیاں جو کی لیکر
گورستان میں کتل اور ٹھکراتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال میں بھی جو

کوئی مسکین ملجاتا تو اسکو بھی شریک فرالیتے تھے۔

غصہ کہ سب سے پہلے بادشاہ روئے زمین کے حضرت آدم ابوالبشر ہوئے
یہ خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو انکی اولاد دو طرح
پر ہو گئی ایک دین میں قائم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ
بنی جتنے بنی رسول آئے وہ سب سلطان دین تھے انکی اطاعت اون لوگون
پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے اوٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت نے
اونکا کہنا مانا سنا یا نہ مانا نہ سنا۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اون سے دین نہ تہا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہیں
کے ماتحتوں سے ہوئی ان دونوں طرح کے ملکوک حضرت آدم علیہ السلام سے
لیکرتا خاتم رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہوتے رہے جب اللہ
پاک نے بنی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونوں
کا حاکم گردانا اور دونوں حالتوں کا مالک بنایا۔ اوہر شریعت اور اوہر سیاست
چمکی ان دونوں وظایف کے ساتھ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے
جہان میں کسی نے نہیں کیا اور نہ کوئی کر سکیگا۔

یا صاحب الجبال ویا سید البشر	من وحبک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الشاء کما کان حقہ	بعد ان خذ ابرزک توئی مختصر

جو فضائل اور کمالات سردار عالم صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی
اور سماوی سے برسات و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص غایتوں مخصوص
کیا اور جملہ صفات کمال اس ذات بابرکات میں فراہم کئے اور کمالات اپنی کا ایک نکتہ

بنادیا تاکہ حاضر و غایب کو اطلاع ہو جائے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت محبوب ہی اگرچہ
 اور پیغمبران اولوالعزم کو فضائل و کرامات عطا کئے تھے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات میں
 جمع کر کے مجمع صفات کر دیا تو تفصیل اجتماع کی انفراد ہر جنس سے بخوبی ظاہر ہے کہان
 ہزار سکانوں میں ہزار چراغ اور کہان ایک مکان میں ہزار چراغ۔ چنانچہ اس موقع پر
 ایک تفسیر مندرجہ تفسیر الازکیا فی احوال الانبیاء یہ ناظرین ہے۔

تضمین

تجربہ اللہ فی بخشش بین کمالات شکی	صفت آدم کی ملی معرفت شعلہ ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داؤد و نصیب ملی صالحی
حسن یوسف دم عیسیٰ پیدیا دار	انچہ خوبان ہمہ ارند تو تنہا دار		
صلیہ یوسف تبارون کا تحمل پایا	مثل اسحاق رضا عصمت حضرت یحییٰ	حکمت لوط عباد ہوئی یونسکی	مثل یعقوب ثارت ملی اور اسکا
حسن یوسف دم عیسیٰ پیدیا دار	انچہ خوبان ہمہ ارند تو تنہا دار		
تجربہ بین صاف پیدیا بین بید قیاس	سب میں یکجا متفرق تجر و درویش	بشیر توشع کا جہاد اور قار لیا	کیا نقطہ یہ ہے کہ اس بادشاہ میں
حسن یوسف دم عیسیٰ پیدیا دار	انچہ خوبان ہمہ ارند تو تنہا دار		
کیا کہو تو زور چاہیں عطا یاجیل	سخن وقت موسیٰ نفت اسلیل	قرب یسا کہ پہنچ سکتی نہیں اسلیل	عرض کہو نہیں کیا کیا ہے عیسیٰ
حسن یوسف دم عیسیٰ پیدیا دار	انچہ خوبان ہمہ ارند تو تنہا دار		
یگمان بیت و بیوقوفی و شہین	اصطفا و قضا جو صفین بکلوین	خاص میں بیکری کوئی بیکری نہیں	پہر تجر اور و صفت میں شریک نہیں
حسن یوسف دم عیسیٰ پیدیا دار	انچہ خوبان ہمہ ارند تو تنہا دار		
جامعیت کی غمی شکوہ و پرچ و کر	پہر ختم رسا کی بقران قدر	مل گئی مہر بیوت مسجل ہو کر	بو قدسی کہ اسکا دونوں مبارک
حسن یوسف دم عیسیٰ پیدیا دار	انچہ خوبان ہمہ ارند تو تنہا دار		
دبیری کا جو پرستان میں شہر پہنچا	شکے پر یوں کہوئی آپسے الفت	عشق میں سنا آج و خیالی نقشا	و بیکر کہو نگین جل علی صل

حسن یوسف ثم علیٰ ید بیضاوار	انچہ خوبان ہمدرد تو تہا دار	
جمع بن خیمین جہاد ماکسی میں ہو	مشرک مصدق صد چہڑ پھوڑو	ہنیں شہرہ حقیقت میں کسی ہی تجھ پر کہا کرتی ہیں بھانسی کے لہو
حسن یوسف ثم علیٰ ید بیضاوار	انچہ خوبان ہمدرد تو تہا دار	
کہوں کس مسئلہ میں تیری کیا	مرزا چلو تفصیل سعاد کی ہر	قل و دل ایک سخن پافاعا کی
حسن یوسف ثم علیٰ ید بیضاوار	انچہ خوبان ہمدرد تو تہا دار	

اور حضرت کے بعد جو انکی راہ پر چلا ہے اسکو خلیفہ رسول کہتے ہیں چنانچہ بعد وفات سردار عالم و عالمیان کے ب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو انجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہیں۔

فضیلت انجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہیں کیا بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے۔

اور جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن درودِ رسول مقبول پر جامعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل میں ہو میں نے عرض کیا کہ فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہیں فرمایا کہ اگر تمہیں مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفصیل نہ دے گا سوائے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت میں اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مقام و بلندی و خاطر داری پختہ فرمایا ہے ولسوف بعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق میں کیا ولسوف یرضی یعنی یقین کہ راضی صدیق اکبر خدا اور ہی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے و سبحان الانبی الذی یونی مالہ یترکی اور دوسری جگہ فرمایا ہے ان اگر تمہ عند اللہ انقیکم پس مقتضاً

مجموع آیتوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اکرم الناس ہوں عند اللہ اور یہی معنی **صلی** کے ہیں *

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق میں نافع تر مال ابی بکر سے نہیں ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے مبالغہ و بلا تامل و تردد خرچ فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر میں اور اپنے مال میں کچھ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے *

آپ کے ایام خلافت میں یمامہ میں مسلمہ کذاب پیمبری کا دعویٰ دیا رہا تھا وہ نہرا یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن عسی بنوبت کا جھوٹا دعویٰ در فیروز دلی کے ماتھے سے مارا گیا اور طلحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سر کو پہنچا۔ اور سب جمع نام ایک عورت جو نبوت کی دعویٰ رہی تھی تائب ہو کر مسلمان ہوئی۔ اور عرب کی بہت سی قومیں جو سردار عالم سلطان الامینیا کے وفات کے بعد مرتد ہو گئی تھیں دوبارہ زبردست مشیر مسلمان کی گئیں۔

اور زمانہ خلافت انجناب میں حضرت عمر فاروق قاضی اور حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسد عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجرین ابی امیہ والی صفا اور زیاد بن ولید مالک حضرت اور بحرین میں جویر اور سواد عراق میں مثنیٰ بن عارثہ اور ہشام بن ابو عبیدہ حبشہ و سرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ متیون صاحب خالدین ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبر خالد محاصرہ دمشق میں مصروف تھے۔

انقرض کس تین ہجری میں سند رائے خلافت رہے آخر بامیسورین جاوہی ثانی سلمہ ہجری میں

کام مالی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہنچاتے اور جب رات ہوتی تو
 لذات خود تمام شہر کی گلی کو چون میں گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً
 کھلا نہ رہ گیا ہو اور کسی کا جانور کھل کے گم نہ ہو جائے اور کوئی چوکیدار غافل
 نہ ہو اسکے سوا اور نہزاروں کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام بھینچا سکے
 یہ گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اٹالیاں مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا
 امیر المومنین آپ کے بعد پہر اسطرح کون حفاظت مخلوق الہی میں جانکا ہی کرے گا
 آپ اور سرداروں و تابعداروں سے یہ کام کیوں نہیں لیتے کہ آپ کو آرام اور
 سرداروں کو ہدایت و مخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجھ سے
 باز پرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دودھ پانی سے اور پانی
 دودھ سے جدا ہو گا اور میرے مقابل میں ایم خلافت کا سب معاملہ پیش ہو گا یہاں
 تک کہ ایک گالی کسی بڑھیا کی فریاد کریگی کہ یہ بڑھیا زور سے دودھ دھوتی اور
 مجھ کو ایذا دیتی تھی باوجودیکہ دودھ آسانی سے بھی نکل سکتا تھا اس پر مجھ سے
 باز پرس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیوں تھا۔

اٹار جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہنچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت
 اچھا نہیں اس پر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہو چکے تو آپ نے بعد
 حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیر خواہی
 کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اسے عالمو رعیت کا تم پر حق ہے۔ پس
 جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے
 ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہیں اسی طرح کوئی خیر اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم و جہل سے بڑی ہین اور یہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والوں کو عافیت سے رکھتا ہے اسکو غایب لوگوں کی طرف سے ہی عافیت اور آسائش پہنچتی ہے *

اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام پر نامہ لکھا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو اور بڑا بد بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا ناہنجار ہو خبردار ہرگز فراخ روی نہ کرنا کہ تمہارے اعمال بھی ایسا ہی کریں گے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس چوپائے کی ہوگی جو گھاس دیکھ کر بیٹ سی کہا جائے تاکہ فریبی زیادہ ہو اور وہی فریبی اوسکے ہلاکت کا سبب ہو جائے *

اور سرمایا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ امنوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب یہ اوسے دیکھیں گے مگر یہ کہ داد دی ہوگی اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہو اور نیز قاتل کی حمایت نہ کی ہو اور کسی ڈریا اور کسی طرح کی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک کی کتاب کو مد نظر رکھ کر اوسکے موافق حکم کیا ہو *

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکموں کی جب حکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریوں کے چرواہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس میرے حکم کے سوا تم نے کیوں کسی کو زیادہ سزا دی وہ عرض کریں گے کہ اے خداوند عالم اس غصہ کے سبب کہ اونہوں نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت

لکارا جائیگا کہ کیا تیرا غصہ میرے غصہ سے بھی زیادہ تھا پہرے دوسرے حاکمون سے سوال ہو گا کہ تم نے میرے حکم سے کیوں کم نوازی و عرض کرینگے یا اللہ العالمین ہم نے اسپر رحم کیا ارشاد ہو گا کہ کیا تم مجھ سے بھی زیادہ رحیم ہو بعدہ جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تھی ان دونوں کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونوں کو ان سے بہرینگے اور جس جس نے حکم میں ظلم کیا ہو گا یا فیصلہ میں رشوت لی ہو گی یا ایک فریق کی بابت کان لگا کر سنی ہو گی وہ سب کے سب متبرس تک دوزخ ہی میں رہینگے اور پہراپنے ہٹکانے پر ہنچیں گے۔

غرض کہ نیک نیتی و عمل صالح کے ہمراہ کوئی امر برا نہیں ہو سکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام حق میں ظالم فاسق کے برا ہو جائے جس صورت میں کہ وہ اپنی خواہش نفس کو موافق کیا کرتا ہے۔

چنانچہ خباب فاروق اعظم ۴۰ شام میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت امیر معاویہ ۳ کو دیکھا کہ وہ لباس شامانہ پہنے ہوئے تھے آپ نے بڑا انکار فرمایا کیا یہ چال کسرویہ ہے امیر معاویہ ۳ نے کہا کہ میں جنگ و دشمن خدا و رسول اللہ پر رہتا ہوں مجھ کو اسکی حاجت ہے کہ زینت حرب و ضرب و شوکت اسلام اپنے پر طاسہ کروں اور اب و رعب ڈالوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تحظیہ نفرمایا اسلئے کہ امیر معاویہ ۳ نے مقصد صالح کا پتا بخلمہ مصالح حق و منافع دین کو دیا تھا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ رسم شامانہ سے ہزاروں کوس پہلے گئے تھے خلفائے اربعہ کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے کہ یہ سب افاضل است زائد ترین خلق تھے اپنی تنگی ترشی غیبانہ چال ڈال پر قیام رہے احوال دنیا و اعمال لموک سی کچھ ہی واسطہ نہ کہا یہاں تک کہ جب عصیت عرب کی دین مجتمع ہو گئی اللہ پاک نے انہی وعدہ کو پورا فرمایا ملک فارس اور بلاد روم وغیرہ ماتہ پر اسلام کو فتح ہو گئی تب ہی یہ حضرات اسی خشونت و عیش پر باقی رہے۔

انقرض ہر نیک و بد کا تمیزیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تمہاری صورت والی کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل و اعمال کو دیکھتا ہے۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام تو کون پر راعی ہے اور عورت شوہر کے گہرین اور باپ بیٹے کے مال میں راعی ہیں ان سب سے انکی رعیت کے باب میں سوال ہو گا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف و کیل مال پر واجب ہے کہ انصرف اصلاح کرے۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی راعی نہیں جسکو اللہ پاک نے رعیت پر روکی ہو اور وہ خائین و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اس پر پور جنت۔ رواہ مسلم۔

المختصر واقعہ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس طرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد خلافت ہمدین مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کار حدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کاریاں ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ میں بھیجا جائے تاکہ مسلمانوں کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ میں آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے جو مجھ سے لئے جاتے ہیں وہ مجھ پر گران ہیں کچھ کم کر دینا چاہئے حضرت نے فرمایا کہ تو کسی پیشون سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہیں ہے وہ مرد و عورت علیہ العنتہ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چند سے اس مرد و عورت نے ایک خنجر و زبان خرید لیا اور اسکو زہر آلود کر کے کہات میں لگا تاکہ امیر المومنین کو شہید کر دے اور امیر المومنین کی یہ عادت شریف تھی کہ کبھی کاذب کے وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے اور غازیوں

جنگل سے چنانچہ بروز چار شنبہ سبت و ہفتم ماہ ذی الحجہ سال ہجری میں بوقت صبح مسجد
 میں تشریف لائے اور لوگوں کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو و طہارت
 وغیرہ سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ امامت پر قائم ہوئے اور قبل احرام نبارتویہ
 صنوف تا کیمہ فرمائی اسی حال میں ابو لؤلؤ و ابو محبوس غلام مغیرہ بن شعبہ نے دو خبر مارے
 ایک کتف پر دوسرا خاصہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اسی وقت تیرہ شخص اور بھی
 مجروح ہوئے کہ ان میں چھ مرد مر گئے آخر کار ایک مرد جرار عراقی نے انچاد اس محبوس
 پر ڈال دی اور گرفتار کر لیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ میں مار لیا اور خودکشی کر لی اور
 حضرت امیر المومنین کو اٹھا کر گھر لے گئے اس وقت آفتاب قریب نکلنے کے تھا اور نماز
 فجر کسی نے نہ پڑھی تھی آخر کار عبدالرحمن ابن عوف نے نماز پڑھائی اور جب حضرت
 عمرؓ گھر میں تشریف لیگے تو کسی شخص نے دودھ پلایا کہ وہ دودھ زخمون کی راہ سے
 نکل گیا اور آخر وقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور غرہ موم
 سال سبت و چہارم ہجری میں بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر
 دوش مبارک حضرت صدیق اکبرؓ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے عمر شریف آنجناب
 بروایت صحیحہ تر سٹھ برس کی ہوئی۔

سال نقلش خرد مجسرت خواند	واسے صد واسے عدل سکس ماند
--------------------------	---------------------------

اور بعض کہتے ہیں عمر چہیا سٹھ اور بعض اسٹھ اور بعض ساٹھ ہی بیان کرتے ہیں اور
 وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ منظمہ میں عبداللہ خراسانی اور طایف میں نافع
 بن عبد اللہ اور بصری میں ابو موسیٰ اشعری اور کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ اور مصر میں
 عمرو بن عاص۔ اور حمص میں عمرو بن سعد اور دمشق میں معاویہ بن ابی سفیان

۹۰
 راجعہ علیہ السلام
 راجعہ علیہ السلام
 راجعہ علیہ السلام

اور مین علی بن اُمیہ اور مجتہدین عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور دار و غیرہ بیت المال
 زید بن ارقم اور منشی التجناب کے دو شخص تھے عبدالرحمن بن خلف خزاعی اور زید
 بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانچ سو تالیس حدیثیں حضرت عمر سے مروی ہیں ^{میں} کتاب
 آپ کے بکثرت ہیں اور احادیث میں بہت ہیں از آنجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا
 اکیس جگہ مطابق اسے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے ان فی القرآن
 را یا من رای عمر یعنی ہر آئینہ قرآن میں اس کے عمر سے اور بخاری و مسلم میں حضرت
 حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے موافقت کی اپنے پروردگار سے
 تین باتوں میں ایک یہ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام
 کو مصلیٰ گردا میں تو بہتر ہوا سوقت کریمہ واتخذ وامن مقام ابن ابراہیم مصلیٰ
 نازل ہوئی دوسرے میں کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے
 حضور میں چلے آتے ہیں اگر انکو حکم حجاب نہ فرمایا جائے تو بہتر ہے اسوقت کریمہ
 و اذا سالتموہن متاعا فاسلوہن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزار
 و طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عمر ہم پر
 وحی نازل ہوتی ہے تم ہم پر حکم کرتے ہو اسی عرصہ میں یہ آیت نازل ہوئی -
 تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئی تہین اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو
 کرتی تہین اور آنحضرت کو طلال تھا سو میں نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگو
 تو اللہ آپکو ان سے بہتر عطا کرے گا اسوقت کریمہ عسی ربہ ان طلقن ان بیدار و اجال خبر

امکن آیت نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر گاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقوں کے واسطے استغفار میں الحاج بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سوا علیہم یعنی برابر ہے انکے واسطے استغفار اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سوا علیہم استغفرت اہم ام لم تستغفر لہم۔ اور ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے انہوں نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہنے کہا وہ جبریل جو تمہارے پیغمبر پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے حضرت عمر نے کہا من کان عدو اللہ و ملائیکہ و رسلہ و جبریل و میکال فان اللہ عدو الکافرین۔ بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیت ثلثہ من الاولین و قلیل من الاخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور میں اگر روئے اور عرض کیا یا نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمایا نیکو اور ہم لوگوں سے جو کہ نجات پائینگے وہ قلیل ہیں پس نازل ہوئی ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین آنحضرت صلعم نے فرمایا اے ابن خطاب ہر آیت نازل ہوئی اُس باب میں جس میں تمہکو ترو و تھا اور اللہ پاک نے ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین فرمادیا حضرت عمر نے کہا رضیانا من ربنا و قنابہ نبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجہہ تک ایک ثلثہ اور مجہہ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات میں جبکہ ذکر مفسرون نے اپنی تفسیر میں بہ تفصیل بیان فرمایا ہے۔ اور احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لو کان

بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب کرمہ اللہ وجہہ سے روایت
 کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سراج اہل الجنة فی الجنة یعنی عمر چراغ اہل جنت
 کا ہوگا بہشت میں بعض علما اس حدیث کے معنی میں فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ
 وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہیں اور
 عمر رضی اللہ عنہ انہیں چراغ ہیں اس واسطے کہ اسلام اور ان کا اسلام عمرؓ سے قوی ہوا کہ
 اسی وقت سے انہوں نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح
 راہ رو روشنی چراغ میں چلتا ہے۔ اور بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں میں سوتا تھا دیکھا میں نے لوگوں کو
 کہ میرے سامنے کئے گئے اور اوپر کرتے ہیں انہیں سے بعض کا کرتہ تو چھاتی تک پہنچتا
 اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطابؓ میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتہ تھا کہ وہ اسکو
 زمین میں گھسیٹتا جاتا تھا اصحاب نے عرض کیا اسکی تعمیر کیا ہے فرمایا دین۔

فائدہ۔ دین سے یہ مناسبت ہے کہ حسب طرح کرتہ بدن کو چھپاتا ہے اور سردی
 گرمی سے بچاتا ہے ویسا ہی دین ہی روح و دل کو محفوظ و مصون رکھتا ہے کہ
 کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وزن
 حد سے زیادہ کامل تھا۔ اور بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس حالت میں کہ میں سوتا تھا سو میں نے آپکو ایک کنوین پر دیکھا
 اس پر ایک ڈول پڑا ہے سو میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر
 اوسکو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبرؓ نے لیا اسنے ایک ڈول نکالا انکے کھینچنے
 میں کچھ سستی و آہستگی تھی خدا اسکو معاف کرے گا پھر ڈول پل ہو گیا عمر ابن خطابؓ

لیا سومین نے تو اوسمیون سے ایسا عجیب غریب بڑا زور آور اور کسی کو نہیں دیکھا جو
 عمر کی طرح پانی کہینچتا ہو یہاں تک اسے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے
 اونٹوں کو اسودہ کر کے انکی نشست گاہ میں بٹھلایا۔ سو ڈول کھینچنے سے دین کی سرداری
 مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخر الزمان سلطان دو جہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
 عنہ کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنی آپکی خلافت تھوڑے دن کی
 اسلام خوب نہیں پہلیکا چنانچہ کل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت میں مسلمہ
 کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا انکو بیدار بناتے تھے تمام خیر انعام کر کے عورتوں کا
 اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تھا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند آراے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک
 کام کیا اس مدت خلافت مہدین شرقاً وغرباً اسلام تمام عالم میں پہلیا اور بشمار
 خزانے اہل اسلام میں تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل و انصاف سے بہرگمی
 لوگ غنی اور مالدار ہو گئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا متروکہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار دنیا رہا
 گھوڑے اور ہزار لونڈیاں تھیں۔

اور آمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے اربن ہزار دنیا اور ناجیہ سر
 کی اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی +

اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط میں ہزار گھوڑے اور اسی
 قدر اونٹ تھے دس ہزار بکریاں تھیں جب انتقال ہوا چوراسی ہزار کی آمدنی
 چھوڑ گئے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چھوڑ کر رحلت فرمائی
کہ کدایون سے توڑا جانا تھا مال و متاع و زمین اس کے سوا معنی اس کی آمدنی
ایک لاکھ دینار تھی ۔

اور حضرت یعلیٰ منبہ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اور بہت سی زمین
چھوڑے جسکی قیمت تین لاکھ درہم تھی۔

اور حضرت زبیرؓ نے بصرہ میں پھر سرو کو قہ سکندریہ میں محل بنایا۔ اور حضرت طلحہؓ نے کوفہ میں ایک محل بنایا جس پر کھجاری کی اور مدینہ منورہ میں ایک الگ محل عمدہ بنوایا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا محل عقیق میں تھا خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تھے اور حضرت مقدادؓ نے مدینہ طیبہ میں گھر بنایا اور اس پر گچ کی گئی تھی۔

اگرچہ آمدنی اور جاکدود و پیداوار اس قدر تھی مگر مضبوطی دین میں اس قدر
تھی یہ سب اموال حلال طیب تھے غنیمت و فتنی سے ماتہ لگے تھے انکا تصرف
اس مال میں بطریق اصراف نہ تھا میانہ روی کرتے تھے راہ خدا میں جسیر
کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا بدبیر عرب بٹھاتے اسلام کی قوت
و رونق جتاتے اس لئے کچھ قدح انپر نہیں ہے۔

کتاب

ایک صوفی بہت بڑے مال دار دولت مند تھے کسی نے اون کو لکھا کہ مالدار

[illegible]

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہیں ادھون نے جواب
 میں لکھا کہ صحبت مار کسی رازیان کند کہ افسون مار نداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم کرتا
 ہے تو ہم کو اوسکا منتر ہی آتا ہے۔

چلیت دُنیاز خدا غافل بودن روم لٹا نے قماش و نقرہ و فرزند وزن

غرض کہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام میں صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادت
 میں خیر ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہو سکتی ہے جسکے سُننے سے کسی کا دل
 خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ تصور ہوتا ہے۔

اچھی دولت اچھی قوت ہر وہی راہ حق پر صرف جو ملکہ ہو۔
 بات اچھی ہر وہی حساب سے سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو

المتخیر بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر المومنین حضرت عثمان
 ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی گئی۔ آپ بڑے مالدار ذی وقار کم گو
 کم زبان با حیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام الہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات
 قرآن شریف کو باہم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت مہد میں ہی شہر مدائن و کربلا
 و بلاد طہرستان و جرجان و مملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف میں آئے
 اور آنجناب کے تمام ملکوں میں عمال اسقدر تھے۔

عبداللہ حضرت محمد مغلہ میں۔ قاسم بن ربحہ طایف میں۔ معلیٰ بن ائمہ میں۔
 عبداللہ عامر لجرہ میں۔ ابو موسیٰ اشعری کوفہ میں۔ معاویہ بن ابوسفیان دمشق میں۔
 عبداللہ بن خالد حمص میں۔ علقمہ بن الحکم فلسطین میں۔ اشعث بن قیس ملک
 رے میں۔ اخف ممالک خراسان میں۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ۔ اور

ابو ہریرہ قاضی مکہ معظمہ۔ اور ابو ورواق قاضی شام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور مروان کاتب۔ صاحب شرط عبداللہ بن سعد بمہمی۔ ہے رضی اللہ عنہ۔

اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی تھی اور وہ نہایت تسلط ہو گیا تھا اور مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اُسکی شہادت و بد چلنی سے ناراض رہتے تھے اور اس اثنا میں چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دار الخلافت مدینہ منورہ میں آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکو ایک نامہ متضمن نصائح و موعظ لکھ کر بھیجا جسکی تعمیل انکی اور سات سوادمی اہل مصر کے مستغیث آئے اور بوسیلہ حضرت علی المرتضیٰ دام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت عثمان ۳ نے حکم عزل عبداللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو ۴۔ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان ۴۔ نے فرمان امارت و حکومت انکے نام لکھ دیا اور چند اصحاب مہاجرین و انصار سے بھی انکی ہمراہ فرما کے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار دن لوگوں کو ملا اور اسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کسیکو بلانے جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہ میوں نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور حاکم مصر پاس جاتا ہوں پھر پوچھا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگفتاری او سکی جائزہ تلاشی لگی تو ملہرہ میں ایک خط نکلا جس میں لکھا ہوا تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی سمیرین پہنچیں تو کوئی حیلہ کر کے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جانا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان ناسہ پر لکھا تھا من عثمان ابی عبد اللہ ابی الشرح
چنانچہ اس مضمون کے دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر صبح اپنے رفیقوں کے دار الخلافت
مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کر کے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر
اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ
غلام و شتر بلاشبہ میرا ہے لیکن یہ خطرین نے ہرگز نہیں لکھا اور نہ میری اطلاع سے
لکھا گیا اور نہ غلام کو مصر کی طرف بھیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے
اور اسی کا یہ خط لکھا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کریں
چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہنچا تھا
امیر المومنین نے قائل فرمایا مصریوں نے باعانت و امداد بعض اہل قبائل بنی زہرہ
اور بنی محسروم و بنی غفار دولت خانہ خلافت مآب کو گھیر لیا یہاں تک
کہ پچاسیس شبانہ روز پانی بند کر دیا اور اس قدر فرصت ندی کہ مسجد میں نماز ادا کر
چنانچہ ایک روز بلوایوں کے مقابل ہو آجناب نے فرمایا کہ میں تمکو خدا و اسلام
کی قسم دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو سواے بیرزومہ کے آب شیرین کہیں نہ تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیرزومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو
بہشت میں کنواں ملیگا سو میں نے اسکو لاکھ درہم میں خرید کر کے وقف کر دیا
اور آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوایوں نے کہا یہ درست ہے
پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب سجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلاں خانہ خرید کر کے اس میں ملا کر

اسکو اس سے بہتر و ارحمت میں ملے سو میں نے اس گہر کو دس ہزار درہم میں خرید کر کے مسجد میں داخل کیا اور تم مجھ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے کو روکتے ہو بولے نعم راست و درست ہی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم و ابو بکر و عمر اور میں رضی اللہ عنہم کو وہ شیر یعنی پہاڑ مکہ معظمہ پر تھے دفعۃً پہاڑ نے خوشی سے حرکت کی اور بعض پہاڑ اسکے گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک وہاں کر فرمایا اسکن ثیر فاما علیک نبی و صدیق و شہدان یعنی ہر جا کو وہ شیر کہ تجھے پیغمبر اور صدیق و دو شہید بلوایوں نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگوں نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار اسی کلام کو بار بار بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے اخبار الدول میں ہے کہ ابوامامہ سیلی کہتے تھے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے میں ہوئے تو میں بھی گہر کے اندر رہا سو میں نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قتل ہے کہ میں قتل ہوں مگر میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حلال ہنین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد و دوم زنا و بعد الاحسان سوم قتل نفس فاحق و لیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب مجھ میں پایا نہیں جاتا ہے پہر کیونکر مارینگے۔ الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت ہوئی تو آب چہت پر راند ہو کر پوچھا کہ کیا علی المرتضیٰؑ ہیں بلوایوں نے کہا ہنین پہر فرمایا سعد بن ابی وقاصؓ ہیں کہا ہنین ناچار آپ ساکت ہوئے یہ خبر جناب ولایت مآب کو ہو گئی آنجناب نے ایک مشکیزہ برداتی من سبوچے آب شیرین لطیف سے بہرہ ڈا کر بھیجے بلوایوں نے امیر المومنینؑ تک پہنچے ہنین دیا اور جب حضرت

امیر المومنین عیوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان غفرلہ عنہ بن اور بلوایون کا ارادہ شہید کرینکا ہے تو آنجناب نے حضرت حسنین جگر گوشگان رسول الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہم کو معہ قبرسولی کے اور طلحہ یعنی محذور میریئے عبد اللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹوں کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ پر بھیجا اور تاکید شدید کر دی کہ بلوائی اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گھسنے پائین۔ اور مغیرہ بن شعبہ (حضرت امیر المومنین عثمان) کو کہا یا امیر المومنین تم امام وقت اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گہرے باہر نکل کر مقابلہ کرو کہ ہم بھی شریک ہیں خواہ دروازہ دوسری طرف کا نہ کر کہ معطلہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاؤ۔ امیر المومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میں ہوں اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے ہوئے کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ میں نصف عذاب عالم کا سپر ہوگا سو میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں اور تیسری بات کا یہ جواب ادا فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ دار ہجرت و مجاورت رسول خدا ترک کر کے شام کی طرف جاؤں۔ المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادرون نے بلوایون کو در آمد خانہ سے باز رکھا تو بلوایون نے تیر اندازی شروع کی کہ روئے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلود ہو گیا اور مروان گھر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ ہی زخمی ہوئے اور قبر مولا سنے شیر خدا نے ہی سپر چوٹ اٹھائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز رکھا لیکن بلوایون میں سے براہ چالاک دوسرے جانب سے ایک پڑوسی
 انصار کے گھر میں ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی میں کوہ پڑوسے
 آنجناب و سوقت کلام اللہ پڑھتے تھے جب آیتہ کریمہ فسکفیکم اللہ پر پہنچے
 تو اوباشوں نے شبید کیا اور سوقت سب تنہائی آنجناب کا یہ تھا کہ جو لوگ آپ
 کے ملاوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پرستے انکو خبر نہ ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ کی بی بی نے ہر چند شور و غل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافت
 میں ایک شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تھا کسی نے آواز انکی نہ سنی آخر کار چیت
 پر چڑھیں اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے
 اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اطلاع ہوئی وہ بھی مسطح اور زبیر بن ابی وقاص
 وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور زبیر کے ایک ٹھکانچہ حضرت اماس ج کے منہ
 پر لگا حضرت امام حسین کے چہاٹی پر مارا اور محمد بن طلحہ و عبداللہ ابن زبیر کو سخت
 سست فرما کر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہوتے ہوئے پہر کیونکر گھر میں داخل
 ہوئے پہر اسی حالت میں مکان پر تشریف لائے نہ گون نے پوریش کی اور
 کہا کہ ہم تم سے بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھاؤ فرمایا میں شرم کرنا ہوں کہ بیعت
 کروں قاتلان عثمان سے اور جیا آتی ہے اللہ سے کہ میں بیعت کروں اور
 حضرت عثمان دفن نہیں ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جیسے
 اہل بدر اتفاق کرینگے وہ سریر آرا سے خلافت ہوگا چنانچہ اول برضا و رغبت
 اہل بدر نے بیعت کی بعد ازاں اور لوگوں نے اور مروان شیرمہ اپنے
 بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کئے عثمان کو شہید کیا اسنے عرض کیا کہ میں نہیں جانتی ہوں مگر سچے اتنا
 معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص جو میں نہیں جانتی ہوں گھر میں اسے
 پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتے ہیں
 واللہ میں دار حضرت عثمان میں گیا تھا مگر جب عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں
 نے توبہ کی واللہ میں نے نہیں مارا جبکی تصدیق زوجہ عثمان نے ہی کی اور
 دو شخص سودان بن حمران اور قیشر تھے انہیں نے شہید کیا اور غلامان حضرت
 عثمان نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ بآد بن عباس و سودان ابن
 عمران اور بعضی عمرو بن الحمزہ بن صابی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں مصری تھے
 جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسودیمنی کو بیان کرتے ہیں
 اور کرمانی میں لکھا ہے کہ تاریخ نجد میں دیکھو بعد العہدہ جمعہ سال سے پنج ہجری کو
 آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلو انیون نے اثاث البیت لوٹ لیا
 لاشہ مبارک پڑا ہوا آخر شب شبہ کو جب او باش لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام
 اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخزومہ اور جلیسر بن مطعم و ابو خیم بن حذیفہ اصحاب بدوی اور
 یسار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلود کپڑوں میں بعد نماز جنازہ دفن کیا
 خلافت بارہ برس کی مقدر نہی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپ کا
 لشترن اولتند تھا اور بعض نے سنہ شہادت (۳۶) لکھا ہے۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ جبوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیرہ لاکھ دینار اور ایک
 کروڑ درہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو داوی قری جنین
 وغیرہ کے طرف تھی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکھ اشرفی ہوتی تھی اور ادنت

گہوڑے بے گنتی تھے ۴

حضرت عثمان خلیفہ برحق	از حجاب ان شد بحبت عظم
سال تاریخ آن سراپا عدل	امی بگورفت عادل از عالم

اور بعد شہادت آنجناب کے عیسوی المسلمین امام الاشعیین امیر المومنین جناب ولایت
 مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسند آراء خلافت ہوئے
 مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اس کے دریافت سے عاجز
 آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فن و بقا سرور اولیائین
 حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
 مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبریٰ کا منجبر رفیع اتدس روح پاک
 علی المرتضیٰ کے رہنا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی
 طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ائمہ خدیث ولایت مآب کے بکثرت ہیں از انجملہ
 مستورات یہ ہے کہ سلطان الانبیاء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہر یا علی
 منی و افا منہر یعنی علی مجہد سے ہے اور میں علی سے ہوں شاید مراد یہ ہے کہ
 علی کا کمال مجہد سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم میں ظاہر ہو گا اور
 باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پھر منہر یا اللہم وال من والاد دعا
 و من عادا یعنی جو اونسے محبت رکھتے ہو اس سے محبت رکھنا اور جو اونسے
 عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھنا اور من کنت مولاه فعلی مولاه
 یعنی میری اور علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اُن سے موالات نہیں ہے اسکو
 مجہد سے ہی نہیں ہے پس جس طرح بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل

ہونا محال ہے اسی طرح بدون ولا سے مرتضوی بھی وہ ولایت نہیں حاصل ہو سکتی از الجملہ
 فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے
 اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیزیں نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضیٰ
 کے واسطے مانگی اور سجد میں بحالت جنابت کسی کو آنا درست نہیں مگر مجاہد کو اور علی
 مرتضیٰ کو یعنی طہارت حقیقہ روحانی اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام
 مغلوب ہو گئے تھے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینہ العلم وعلی بابھا یعنی
 میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کے کسی کو حاصل نہوگا۔ اور علی میری امت
 کا پیچ لانے والا ہے جنت میں اور امام المتقین و سید المومنین ہے اور علم میرا
 جسکے پیچھے قیامت کو آدم وادلا و آدم ہوگی علی المرتضیٰ کے ہاتھ میں ہوگا۔ از الجملہ
 یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الہی ایسا
 نہو کہ کوئی مشکل آپ سے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہوں چنانچہ حضرت علی
 مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے نکالا گیا ہے
 جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور آئندہ اللہ یعنی راہ حق میں کسی سے نہیں ڈرتے اور
 اُن سے سب ڈرتے ہیں چنانچہ شجاعت و بہادری آپ کی غزوہ خیبر اور جنگ خندق
 اور احد میں دیکھنی چاہئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خدا داد کی تھی
 اور ایسی شمشیر رانی کی کہ جمعیت اعدا و رہم برہم ہو گئی سب کافروں کے دانت کہٹے
 ہو گئے اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور و قوت
 کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے دکھلایا چنانچہ جناب سلطان ووجہان آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا منی وانا منہ جبریل علیہ السلام نے کہا انا منکما اور روح اللہ

مین مولانا اصیل الدین مجدد ثنائی کہتے ہیں کہ اس وقت لاریب باقی ہے اور آتی
سچی لافنی الاعلیٰ لاسیف الادوا الفقار۔

اور باوجود اسکے کہ آپ کے ایام خلافت میں آنجناب کا حق خلافت ایک کھتیس ہزار
درہم سالانہ سے کہیں زائد ہی تھا و لیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقر و غریبانہ چال
ڈھال تنگی ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور
واسطہ نہ کہا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اٹنا خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان
کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پہر اوٹھنا ہے اور اپنے اعمال پر قوف پا کر انکی جزا کو پہنچا
پس دنیا کی زندگی پر نہ بھولو اور ان باتوں کو نہ بھولو۔ دنیا ایک مصیبت کا گہر ہے
فنا ہونا اسکا معروف ہے اور وہو کا دینے میں موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام
زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے
امون ہیں نہ اسکے باشندے آفات سے مصون جب آدمی کو اس میں راحت
و سرور پہنچتا ہے یا ایک مصیبت آد باقی ہے اسکے احوال مختلف باہد گرہیں اور
مراتب تغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے
ہدف میں خلو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہے
مرگ ہر ایک کے سر پر قائم ہے اور اسکا چکھنا سب کو لازم ہے۔ اسے اقتدار
کے بند و آج دنیا میں تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگوں کا تھا جو تم سے
عمر میں زیادہ اور قوت میں قوی اور آبادی میں اکثر اور مکانات میں بلند تھے مگر
دنیا کے طول انقلاب سے اب انکی آواز نہیں نکلتی انکے جسم ٹر گئے اور شہر
اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور گاہنگئے عمدہ فرش

نریش تھا یا آب پتہ رائٹن خاک گوشہ لحد ہے جگہ ان قبروں کی ایک دوسرے کے
 قریب ہے اور ان کے رہنے والے اجنبی اور غریب ہیں موش عمارت والوں اور
 شاغل اہل محلہ میں جا پڑے ہیں کہ نہ انکو آبادی سے موانست ہے نہ بہائی
 بندوں و مہایوں کی طرح اسپین سیل جول اور رغبت۔ ہر چند مکان قریب میں مگر
 میل کے صورت نہیں اسلئے کہ انکو کھنگلی نے پس ڈالا اور پتہ روشنی نے انکا کچھ
 نکال دیا زندگی کے بعد اسیر پنجہ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
 کے پیچھے فگار ہوئے۔ خاک میں اپنے یاروں میں جاٹے اور ایسے گئے کہ پہر
 کبھی نہ پیرے پہر نکا کیا ذکر ہے جس صورت میں کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
 کَلَامَا كَلَمَةً بَّهْوَةٍ نَّاعٍ يَلْتَمِا وَمِنْ وَرَالْفَهْمِ بَرِخٍ اِلَى يَوْمِ بَعِثُوْنَ بِاَوْدِ بَدَلِ
 برائی والوں کو انکو کئے گا اور بدلہ دے بہلائی والوں کو بھلائی۔ اب تم بھی
 قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک میں گلنا اوسے
 خواب گاہ میں سونا اور اسی ٹھکانے رہنا۔ علاوہ ازیں تم پر کیسے بنے گی جب
 یہ باتیں تمہارے پیش نظر ہوں گے کہ قبروں میں سے نکالے جاؤ گے جبکی
 باتیں تحقیق کی جائیگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سامنے رو بکاری ہوگی اور
 گذشتہ گناہوں کے خوف سے کلیجے پٹے جاتے ہوئے اور دل تہراستے
 اور پردے فاش ہوں گے عیوب اور پوشیدہ باتوں کو سامنے کیا جائے گا
 ہر عمل اجری و ہر کردہ خراسے دار و کامضمون و پیش ہوگا۔ چنانچہ پاک پروردگار
 عالم فرماتا ہے لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاؤْا دِمَا عَمِلُوْا وَالْخَيْرِ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحَدِثِ
 اور دوسری جگہ ارشاد رب العالمین ہے وَوَضَعَ الْكِتَابَ فِىْ فِطْرِ الْحَجَرِ مِىْنَ مَّشْفِقٍ

مما ینہ ویقولون ما ویدنا مالینذا الکتاب للعادیر صغیرة ولا کبیرة الا احضا
 سجا ووجد واما عملو حاضر۔ اور کہلا جائیگا کاغذ پر تو دیکھے گناہگار ڈر تو
 مین اسکے سچ لکھے سے اور کہتے ہیں اسے خرابی کیسا ہی یہ لکھا نہ چھوڑی چھوٹی
 بات نہ بڑی بات جو اس میں نہیں کہڑے اور پائینگے جو کیا ہے سامنے آتے۔
 الخضر سنا تب و سنا سب اور عجائب و غرائب و کثرت علم و درج اور زبد و تقویٰ
 اور وفور شجاعت و سخاوت آنجناب اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت
 بیان نہیں ہے آپ اول خلیفہ ہاشمی مین۔

اور قصہ شہادت آنجناب کا یوں واقع ہوا کہ عبدالرحمن مروود کہ در حقیقت
 عبدالشیطان تھا اکیس عورت سہ ماہہ فطام غلام یہ کوفیہ پر جو کہ حسن صورت و نبش
 سیرت مین فتنہ روزگار تھی عاشق ہوا اور باپ اس قحبہ کا جنگ نہروان
 و براویتے بہائی بھی جناب ولایت آب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو
 یہ داغ تھا جب یہ ملعون بد بخت اسپر شیفہ و فریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال
 کا ہونے لگا اسنے کہا کہ تو ایک فریاش میری بجالاتا ہے تو ہر شہ وصال سے
 سیراب ہو گا وہ فریاش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ
 لعین اس امر خلیفہ پرستعد ہو گیا اور اس فطامہ نے اپنے ابن عم دوران نامی
 خارجی کو بھی ابن لمجم کا رشتہ کیا اور ابن لمجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شیب
 ابن عجزہ اشجعی کو ہمدستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شیب نے کہا کسکا مقصد
 ہے اور کون ایسا دل و جگر کہتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتھ ڈالے
 انکی ہیت و جلال سے شجاعتان عرب کا پنتے ہیں۔ ابن لمجم نے کہا تمہیکسون کی

طرح را کرتے ہیں اور اندھیرے میں تنہا مسجد میں آیا کرتے ہیں اور ان کے حضور میں درود
 بربان چو کی پہرہ نگہبان کچھ ہی نہیں رہتا ہے الغرض ابن لمجم نے ایک تلوار ہزار درہم
 کو مول لی اور اسکو زہرا کو دکروائی ایک شخص نے پوچھا یہ کس واسطے اس نے مرط
 غیظ میں کہہ ڈالا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
 عجم میں مشہور ہے لوگ سمجھ گئے چنانچہ بعضوں نے جناب ولایت آب کے
 حضور میں خبر پوچھائی آپ نے خود ہی مژدہ وصال کے شوق میں پوچھ ہیجا کہ
 تو نے تلوار کیوں زہرا کو دکرائی ہے اُس نے کہلا ہیجا کہ اپنے اور آپ کے دشمن کو
 مارنے پہرہ جناب نے کچھ تعرض نہ فرمایا یہ ماجرا رمضان شریف میں ہوا اور جناب
 مرتضوی اس رمضان میں ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتانہ میں
 روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہاں اور
 ایک روز عبداللہ بن جعفر طیار کے پاس اور تین چار یقوموں سے زیادہ تناول
 نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آنجناب آدھ سفر ہیں اور تاریخ ہجرت کی
 آپ کو انتظار ہے اور ابن لمجم نے میں جب آیا تو کبھی کبھی جناب امیر علیہ السلام کے
 حضور میں باریاب ہو کر بیت المال سے کچھ مانگ بھی لیجاتا تھا اور آنجناب بعض اوقات
 فرماتے تھے کہ جبکو جناب سلطان الانبیاء رسول خدا نے اس امت کا اشقی البانس
 فرمایا ہے وہی ابن لمجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچھ مانگ لے چلا
 اسوقت آپ نے فرمایا کہ و اللہ میرا قاتل یہی ہے اس پر جاثاروں نے عرض کیا کہ
 اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالیں آپ نے فرمایا کہ نسل از وقوع جرم نہ راوینی نہیں پوچھتی اور
 بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈارہی کے

خون سے رنگنے والی کو کہ وہ آتا نہیں اور گاہے کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ دن
کون ہو گا کہ بد بخت ترین اس امت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اس طرف ہے
جو کہ سند امام محمد وغیرہ کتب معتدہ حدیث میں وارد ہے اور سند امام احمد اور سند
حاکم میں عمار بن یاسر سے مروی ہے اور ایوب علی و طبرانی نے عثمان ابن حبیب سے
اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمور رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ جناب
رسالت اب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتوں سے بڑا بد بخت مرد
سرخ رنگ قد آور ابن سالف تھا جس نے ناقہ صالح علیہ السلام کو پے سپر کیا کو پے اُس نے
کاٹ ڈالے اور اس امت میں بڑا بد بخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰ کو
خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین و اثن تھا لہذا شب نوزد ہم رمضان شریف
آنجناب بار بار اٹھ اٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ میں نے جہوٹ
نہیں کہا اور نہ مجھ سے کہنے والے نے جہوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا
مجھ سے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس رات کو خواب
ولایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی رات میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ میرے منتظر ہیں اور ترجمہ صواعق میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے
فرمایا حسن علیہ السلام سے کہ آج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور جو
کچھ امت سے مجھے پوچھا تھا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا اُنکے حق میں دعا کر اللہم
ابد لخی جم خیر الی منہم وابد لہم لی شر الہم یعنی بار خدایا بدل دے اُسے بہتر مجھ کو
اور بدل دے اپنا ایسا شخص جو مجھ سے بدتر ہوا انکی نسبت اور جب صبح صادق

یا کاذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان الولايت گہرے باہر تشریف لانے لگے
 وہاں بطین تہین وہ خلاف معمول چلانے لگین استجاب نے فرمایا کہ میرے فرائض
 میں چلاتی ہوں پس میں ہی شاہ ولایت گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت کامل
 عہدہ شہادت الصلوٰۃ فرماتے ہوئے لوگوں کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
 برآمد ہوئے شبیب ملعون گہات میں لگ رہا تھا آپ پر ہاتھ چلایا مگر تلوار ستون
 پر پڑی تو ٹٹ گئی اور وہ ہیاگ کر گہر پہنچا ایک مرد نبی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اسی
 ستون کے آڑ میں ابن ہجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کھڑا تھا اسنے تلوار چلائی کہ سر
 مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہ عمرو بن عبدود کے ہاتھ کا زخم تھا جناب شیر خدا
 بفرار شاد کیا قرت رب الکعبۃ یعنی میں نجد اپنی مراد کو پہنچا۔ اور بعض روایات میں
 ہے کہ عین نماز میں اسنے تلوار ماری بالجلہ آنجناب کو مجروح اوٹھالائے اور مسجد
 کے لوگوں نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اوٹھتے تھے ابن ہجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز
 و تکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتھ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ و علی من
 ینصہ کذا فی اخبار الدول۔ اور آنجناب جب مجروح گہر میں جلوہ فرما ہوئے تو حضرت
 حسین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوئے الہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کے طرف متوجہ
 نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزر وہ خاطر نہونا اور بیکیوں پر شفقت کرنا اور حق
 بات میں کسی کا خوف نہ کرنا اور محمد بن حنیفہ کی نسبت بھی ایسا کہ نبی یہ نصیحت یاد رکھنا اور ان
 دونوں ہائیوں کی تعظیم و توقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہیں پہر آپ معروف تہلیل
 و تبسیع ہوئے اگرچہ زخم کاری نہ تھا مگر زہر نے اتر کیا آخر اکیسویں رمضان سنہ
 شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہفت فرمائے خطیرہ القدس ہوئے ❀

اور محمد اسید سیوطی نے لکھا ہے کہ تین چار خارجیوں نے مکہ معظمہ میں عہد و بیان باہم کیا تھا عبد الرحمن ابن ملجم نے کہا کہ بن حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور بکر خواہ برک ابن عبد اللہ تیمی نے کہا میں معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن بکر تیمی نے عہد کیا کہ میں عمرو ابن عاص کو قتل کروں گا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کو ماری درک بن لگی اور عرق نخاح کٹ گئی کہ پہرا ولاؤ نہونی اور عمرو ابن بکر تیمی نے عمرو ابن عاص کے مازیکو مسجد میں آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درو پیٹ میں رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد متیم نے نماز پڑھائی عمرو ابن بکر نے اسی کو مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔

غرض کہ حکومت اہل اسلام کی پورپ سے پچھم تک پہونچ گئی۔ باوصف اسکے کہ مسلمانوں کی بے سامانی اور انکا فقر و اسیر برطرفہ یہہ تھا کہ صلاح جنگ بھی کثرت نہ تھی اور انکی عدم وقفیت قواعد حرب و ضوابط جہانگیری سے اور انکی قلت کہ صرف عرب ہی کے کافرون کے مقابلہ میں لاکھوں کٹوروں حصہ تھے اسکے علاوہ مخالفوں کی کثرت اور انکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ و کثرت و علم و حکمت و قواعد حرب و ضرب و جہانگیری کی مہارت کے سوا اس بعض و عداوت کو دہان کرنا چاہیے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا ہے کہ ایک رزیل ہی جان دینے اور گہرا رٹا دینے کو موجود ہو جاتا ہے چہ جا کہ ملک اور اشجہ اب دیکھنا چاہیے کہ باوصف ان باتون کے اسطر علی حکومت اسلام کس دہوم و دام سے عرضہ ظہور میں آئی کہ تیس تیس برس کے اندر عرض میں دس بارہ درجہ سے کہیں مینا تیس چوالیس درجہ تک جیسے باب المذہب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی
حدود شمالی تک اور طول میں نصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین
ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود
شرقیہ ترکستان تک جو زہ اقتدار خلفائے راشدین میں اس طرح آگیا کہ اگلی حکومت کا
نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور باوجود لا اکرہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پھیل
گیا پہر لحاظ کرو اس بات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزائر خالدا سے کہ ربع
مسکون کی حد غربی ہی ہے تا جزائر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے
طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزائر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین مینا لیس
اور کہین پچاس اور کہین چھٹیں ساٹھ درجے تک بلکہ بعض جگہ کچھ اور تک جیسے
دیار بلغارت تک عرض شمالی میں کتر بڑے صوبوں کے موافق وہ ملک جو خوب
آباد تھے باقی رہا ہو گا جہاں ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانوں کی حکومت
نہیں ہوئی ہو اور ایسے نہیں جسطرح نادر شاہ کی بلکہ کتر کوئی مقام ہو گا جہاں
مسلمانوں نے سو برس سے کم حکومت کی ہو گی گو کہ کہین شمار اسلام یہ جاری
کئے ہوں اور کہین صرف جزیرہ پر اکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایت فرنگ میں اور یہ
باتیں تو تاریخ نصاریٰ اور جغرافیہ سے ہی بخوبی ثابت ہو سکتی ہیں اور اسی کا
اشارہ کلام مجید میں ہے۔

هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلد و لو کہ
المشکون۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنانے کو
بھیجا تاکہ اوپر کر دے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہو اور

یہ تو پر ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا پتیرا ہے اس طرح نہ تثنویت کا عقیدہ ہے نہ تلیث کا اور نہ سکن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینوں عقیدے بدلائل عقلیہ باطل ٹہرتے ہیں خیال کر لیا جائے کہ سیکڑوں ہزاروں ہی برس سے تثنویت زردشتوں کے پاس اور سکن و پاشنہ ہندوؤں اور چینیوں میں اور تلیث عیسائیوں میں ضروریات الترانیم میں داخل ہے پر لا الہ الا اللہ کا مضمون بدو افراد کی نوع انسانی سے اتیک کسی کے عہد میں دنیا میں مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کیفیت سے نہیں پہلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پہلا اور اگر کہیں پہلا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔

الحاصل پہلے اسلام میں خلافت تہی بدون ملک کے پہر ملک رکھیا بدون خلافت کے اور بعد امیر معاویہ کے جب بنی امیہ نے اپنی اگلی چال و نیداری چھوڑ دی اور خوش نفس و دنیا طلبی جستیار کر لی تو لوگ ناخوش ہو گئے۔ پہر عیاسیہ کا غلبہ ہو گیا ان کا زمانہ عدل و انصاف سے خالی نہ تھا اقامت احکام شارع علیہ السلام میں کوشش کرتے رہے گو خود کیسے ہی تھے اللہ پاک پروردگار عالم نے انہیں برکت بخشی کل روئے زمین کے بادشاہ ہو گئے مگر جب انکی طبیعت میں اثر سلطنت نے اپنا رنگ ڈھنگ دکھلایا آپس میں بعض و عداوت ہو گیا اور دینداری گھٹ گئی خودی اور انصافی نے اپنا پاؤں پہلایا انکی حکومت بھی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام ہی نام رکھیا اور جب عصیت عرب ہی جاتی رہی تو یہ نام بھی زبانی سلطنت گئی مشرق میں شاہان عجم تبرکاً طبع خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت وغیرہ انہیں کے دست نگر تھا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب میں گذرا وہاں عبدالرحمن بن معاویہ بن شہام بن عبدالملک
بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن ہاشم اندلس چلے گئے ہنوسے تھے انکی اور انکی
اولاد کی سلطنت وہاں بڑی شوکت زور و شور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستان
فتح کئے اور قرطبہ دار السلطنت اور اہل میں مقرر ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان
میں او بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندانوں میں قریب اٹھ سو برس کے
بڑی قوت و شوکت سے رہی یورپ یعنی فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعدد
کے ممالک جمع کر کے وہ سلطنت کی تباہ و برباد ہوئی قریب کل سلطنت اسپانیول
اور پرتگال۔ و فرانس و اطالیا و صقلیا وغیرہ کے کچھ کچھ ممالک شامل
دار السلطنت اسلام ہو گئے ۴

اس عرصہ و راز کی سلطنت میں اون بلاد میں نامی گرامی علماء محدث و فقہار و اہل
سلوک پیدا ہو گئے عموماً علوم و فنون و صنعت و حرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی
لیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شقاق سے مشیت ایزدی نے اوس
سلطنت کو ایسا میٹھا کہ فی الحال اون ملکوں میں اسلامی سلطنت کا نام و نشان نہ
اس نفاق و شقاق و خود پرستی سے جو لوگوں نے کفران نعمت کیا اور اس آسائش
و آرام و غرت و شوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے و نام در سلطنت
اسلام سے حاصل ہو گیا تھا اسکا شکر نعمت بھول گئے ناعاقبت اندیشی سے آخر
اون ملکوں میں سلطنت اسلامی سٹ گئی اور لوگوں میں افلاس آگیا جمہیت میں
تذکرہ پڑ گیا سب دین رونق اسلام جاتی رہی لوگوں میں ضعف آگیا۔

عیسائی فرنگ نے جنگی عملداری وہاں ہو گئی تھی انہوں نے موقع پا کر کل احشبار

کہا نے پیٹے پیٹے اور ٹہنے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضہ اقتدار میں کر لی تھی مجبوز
 انہیں لوگوں کے کسی کو کہا نیکی چیز میری نہ آتی تھی باوجود روپیہ اشرفی کے کہانا
 نہیں ملتا تھا جو لوگ نخل سکے ومان سے چلے گئے اور بہترے لوگ اپنے گہروں
 کے دروازہ بند کر کے بہوک پیاس کے صدمہ سے مر گئے و لیکن ان لوگوں
 کو کچھ رحم نہ آیا ۔

ظلم کی مذمت

سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان
 دکھا دیتی ہے تصویر ندامت آہ مظلومان
 کہ آسان بگینا ہوں پر ہے کب رستم کرنا
 کمان دیتے سے ناوک فگن سوزک پیکان
 شر سے شعلہ آتش فگن سواہ سوزان
 قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو
 دل معوم کی مطلب براری جلد ہوتی ہے
 موثر دل میں حق کو آہ و زاری جلد ہوتی ہے
 مٹا دیتی ہے سختی سنگدل کی ضبط کی نرمی
 اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی
 ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر قہر کے بانی

از مھتابین اخلاقی

پے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان
 ہے تہر آسانی کی علامت آہ مظلومان
 بشر کو چاہئے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا
 نہیں مظلوم کی ہر آہ کم شمشیرِ آں سے
 نہیں کچھ ایسی تیزی کم ہر برق آتش افشان
 یہ وہ گالی بلا ہے جسکو سر پر آج وقت ہو
 دعا مظلوم کی قبول باری جلد ہوتی ہے
 ہر جنین ظلم کی خاکلی خوازی جلد ہوتی ہے
 کھلا دیتی ہے جان سرکشان کو آہ کی گرمی
 اسی کے زور نے شیروں کا تپا کر دیا پانی
 کیا نازل اسی نے سرکشوں پر قہر بانی

وہ غافل ہیں نہیں جو آہ مظلومان سے دیکھیں
یہ وہ پر کالہ آفت ہے جس سے کال ڈرتا ہے
غریب و مفلس و اہل زر خوشحال ڈرتا ہے
رسالی آہ مظلومان کی جب عیش بریں ہو
سر ظالم یہ آہ بے نوا بن کر بلا پہنچے
ہوا جو مجبور و ادا کی خالق تک صد پہنچے
اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلومان نہیں خالی
جو ظالم ہیں نہ اپنے قوت بازو پڑائیں
کرین خوف خدا و لین غریب کو نہ ترسائیں
حکومت پاک کے حکمت سے نہ چلنا بھیجا ہے
حکومت کی اگر کرسی ملے شکر خدا کیجے
خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کو
ایاز قدر دان نے قدر اپنی آپ ہی جانی
ہوئی جب ظلم کی بیاری مہلک ہلاکو کو
سند آئی تھی خوئے ظلم ایسے شاہ بد خو
مگر جب آہ مظلومان ہوئی خود شمشاد آخر
کہان ضحاک ظالم کار با ظلم و شتم باقی
کہان ہر ظالمان و ہر کا جاہ و شتم باقی
کیا تھا ظلم جس نے اسکو مارا آہ یکس نے

ہیں مرد و جوان جو بکینہ پر ظلم کرتے ہیں
گدا و بے نوا و شاہ خوش اقتباں ڈرتا ہے
اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے
تو مقبول خدا کیوں کر ہوا سین کسی شک ہو
بدف پر تیر کے مانند خود آہ رسا پہنچے
تو پھر کیونکر نہ ظالم کی سزا بنکر قضا ہو پھر
سیہ سختی ظالم بن گئی ہے یہ بلا کافی
سمجھ کر زار و رورن کو نہ اپنا زور دکھلا میں
نہ چہیرین بگیا ہوں کو کہ خود فوراً سزا پائے
ستائے ہیں وہی بکس کو شامت خشی آبی ہو
عنایت کی نظر مجبور پر صبح و مسائی کے
نکو نامی کا سامان ہو یہی دل سے دعا کیجے
اسی سے ہو گیا محمود کی نظر و نین لاشانی
شمال تیغ افشان تھی جنبش چین ابرو کو
امان تھی گہر میں انسا نکو نہ راحت بن میں
نو تفسیح و ذلت سے ہلا کو یہی ہلاک حسد
کہان راون کی چرنیغ و دوم کا آب دم باقی
فقط اوٹکی روحون کو ہے بدنامی کا شتم باقی
تہا حال زور حبکو کر لیا زیر اسکو ہر بس نے

اثر کرتی ہر آہ غم رسیدہ جا کے بہرین
 ساتی ہے ہوا سے رکشی جس شخص کے
 جونا و شاہ با ظلم اوٹھا کر لے چلا پر
 اکڑنا زور پر زبانیں اولاد آدم کو
 نہیں حاکم کو واجب ہر ستانا صاحب غم کو
 ہوا ستھور باری جو غریبوں کے چلاڑنے
 غضب ہر دیدہ و دانستہ ہی لوگوں کے
 پے عبرت بجا ہر حال ظالم کی خبر کرنا
 کڑی اگر پڑی جب زمین آسمان سے
 خبردار ای غریب و پاک کے مال و دولت و جہت
 اگر حق سے ڈرو گے پہرہ ہوگی زلت و خفت
 نہ جب مظلوم ہو گا خوف اس کی آہ سے کیسا
 نہیں واجب ہر اتنا نشتر چلا دے ڈرنا
 غریبوں کو دکھ دینا زبانی کو ستانا ہے
 ردِ جبر خدا کی ہوا کیسے اتنا سمجھو

شال تیر گھس جاتی ہے جسم کو ہیکرین
 خدا کا قہر اس کو پست کر دیتا ہر دم بہرین
 دھارے غم رسیدہ لیکر جا پہنچی بلا پر
 جو ظالم ہے پہنچ جاتا ہر سیدنا ہی جہنم کو
 پسند اصلاً نہیں یہ بات ہر خلاق عالم کو
 کیا فرد کو بچان اک ادنیٰ سی مجھنے
 غریبوں پرستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا
 دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا
 نہیں شک پہر سلی آہ مظلومان کی تباہی
 نہ سیکھو خوی ظلم و قہر و جور و شورش و بدعت
 رہیگا خلق میں قائم شان عظمت و عزت
 نہیں جو چاہ کن ہی بچ اس کو چاہ سہ کیسا
 ہر زیادہ سے آہ بیکس نا شا د سے ڈرنا
 جلانا اسکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے
 نہ دی ظالم کو جو گالی نہ اس کو نیربان سمجھو

ختم شد



حصہ سوم

تدبیر زمانہ کے علماء کے نصیاح بادشاہان زمانہ کی حکایتیں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو
بیم سراور امیدوار نہ کہتا ہو۔

وہ داعط نصیحت کرے شاہ کو	ہر اک بات سے جو کہ ہو بے خطر
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پائس	نہو بیم سراور نہ امید زور

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ میں حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی ائی
حجاج نے حسب العادت اپنا وہی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین نے بڑھیا کی تیرف کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتی ہے حُجاج نے بڑھیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو اس وقت کوئی آیت قرآنی مجھ کو سنائے تو قتل سے بچ جائے وہ بولی اذ جاء غضب اللہ والقہر ورايت الناس يخرجون من دين اللہ افواجا۔ یہ تقریر سن کر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدل دیا ہے اذ جاء نفر اللہ والفتح کی جگہ اذ جاء غضب اللہ والقہر سنایا ہے یہ خلون فی دین اللہ کے مقام پر يخرجون من دین اللہ بنایا ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ برخوردار وہ زمانہ سیدار بار احمد مختار صلح کا تھا کہ جب اذ جاء نفر اللہ والفتح کی آیت نازل ہوئی ہزاروں کفار دین الہی میں داخل ہوئے اب جو عبدالملک کی حکومت اور تیری امارت ہے لگے مسلمان مصیبت میں گرفتار اور مسلمانوں سے بیزار ہیں اب اور کون اس دین میں داخل ہو گا پس اب بدخلون کا موقع اب کہاں رہا بلکہ يخرجون کا وقت آپہنچا ہے یہ بات سن کر حُجاج شرمسار ہوا اور بڑھیا کے خون سے درگدرا۔

نصیحت۔ ظالم و متکبروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے کہ جب ان کے پاس جائیں بے اعتنائی و غصہ و پریش آئیں کیونکہ اگر تم ان کے روبرو بجزو نیاز پیش آؤ گے تو وہ اور زیادہ ظالم متکبر ہو جائیں گے۔

سرد سے سردی کرو اور گرم گرمی نہ
سخت سے سختی کرو اور نرم نرمی کرو

تم بھی نجاؤ وہی ہو جس طرح آدمی
دشمن سے دوستی اور دشمنی دشمن کیساتھ

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اس سے سلیمان نے کہا کچھ فرماے

اوس نے کہا کہ اے امیر المومنین میں آپ سے کچھ کہتا ہوں اوسکو برداشت کرنا اور اگر بُرا مانو گے تو پتھاؤ گے کہ ہم نے برداشت کیوں نہ کی سلیمان نے کہا ہمارا علم تو اتنا وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع نہیں ہوتی اور احتمال و غا کا ہوتا ہے اوسکے ساتھ بھی علم کرتے ہیں تو جو شخص ہماری نصیحت کے لیے کہیگا اور ہم سے کچھ فریب نہ کرے گا تو اسکے ساتھ علم کیوں نہ برتیں گے۔ اعرابی نے کہا اے امیر المومنین آپ کے گرد پیش جو ایسے لوگ مصاحب ہیں کہ اونہوں نے اپنی جانوں کیلئے بُرائی اختیار کی اور دین بیچ کر دُنیا مول لی اور تمہاری رضامندی خدا سے پاک کی خفگی کے عوض اُفتیا کی اللہ پاک پروردگار عالم کے باب میں تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب میں اللہ تعالیٰ کا خوف کیا آخرت کے ساتھ لڑائی اور دُنیا کے ساتھ صلح پسند کی تو جس چیز پر پاک پروردگار عالم نے نکو امین کیا ہے تم اوس پر اون لوگوں کو امین نہ کرو کہ اونہوں نے امانت کے ضایع کرنے اور اُمت کے ذلیل و خوار کرینے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اور تم سے اونکے اعمال کی باز پرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑ کر اونکی دنیا درست نہ کرو کیونکہ لوگوں میں زیادہ تر خسارہ اوسکو ہی ہے جو دوسرے کی دُنیا کے بدلہ میں اپنی آخرت کہو بیٹھے۔

اور دُنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کھانا اچھا کھانیکو لمبائے تو چارپائے شکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کھانہ کی حرص حیوانوں کا کام ہوتا ہے اور اگر اچھی پوشاک زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہلائے کس لئے کہ زیبائش اور آسائش بناؤ سنگھار عورتوں کا کام ہوتا ہے۔ اور اگر خدمت گذاری کے وجہ اطاعت لجاؤ تو جاہل بہ شکل عاقل ہوتا ہے۔ اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گزار اپنا پیٹ بہرنے اور خواہش دینوی کے لیے خدمت کرتے ہیں اگر ایک دن
 یہی اونکو کچھ حاصل نہ ہو تو اسکے گرد نہ ہٹکیں۔ تو اسکی خدمت و اطاعت جو کرتے
 ہیں یہ اپنی خواہش کا پسند اپنا رکھا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہیں اپنی ہی خواہش
 کی دیکھو اگر کہیں وہ انوائسٹس پاتے ہیں کہ اب تھوڑے زمانہ میں حکومت کسی
 دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اس کا تقرب بہرہ
 حیلہ و کوشش کر کے دھونڈتے ہیں اور جہاں کہیں روپیہ پیسے ملنے کا گمان ہو
 ہے وہاں بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہیں۔ پس دراصل اسکا نام خدمت کرنا نہیں
 بلکہ اس پر ہنسنا ہوتا ہے اور عاقل وہی شخص ہے جو اون کاموں کی روج اور
 حقیقت کو خوب جان جائے اور دنیا طلبیوں و خواہشمندوں و خود غرض و بد
 عہد لوگوں کی مصاحبت سے حذر کرتا رہے اور اونکو فریب و غیرو سے بچے۔

سہ غسل است بد در نہا و شر	کران نفس را میل باشد بشر
کمی نقص عہد است کا نذر وجود	از و خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن ستم علیست یعنی	از و دین و دانش بود در خطر
گرت بہت مردی و ہوش مخد	ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

حکمت ایماں انسان چار چیزوں کا چار چیزوں کو پاک رکھتا ہے اول دلو کو حسد دوم
 جھوٹ و غیبت سوزبان کو تیسرے شکم کو قہر حرام سے چوتھے اعمال کو ریاسے۔

اولا اول کو حسد سے پاک رکھے	سب از ان و ہو کذب و غیبت زبان
غیر کا حق اپنے ہاتھوں پر نہ لے	پیٹ مت بہر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا میں بے روئے و ریاسے	تا نیچے حاصل ہو فخر و عز و شان

حکمتِ جملہ کہ بد لوگوں کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اسی طرح انکے افسانوں اور
قصوں و کتابوں کا سُنا اور دیکھنا منع ہے کہ انکے سُنے اور دیکھنے سے
دیر کہ ورت آجاتی ہے طبیعت گہیراتی ہے +

بے خبر بدون کی الفت چھوڑ دی	بھاگ ان کی دوستی سے ہر زمان
منہ نکرنا پاک اسکے ذکر سے	تام لیکرست بگاڑ اپنی زبان

حکایت

ایک روز ہشام بن عبد الملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن تو
ساتھ نہ آیا وہاں ایک لڑکا بکریاں چارہ ہاتھ ستھوڑ لڑکے سے کہا کہ میرے پاس ہرن کر
لے آ لڑکے نے کہا کیا تیری موت آئی ہے جو میرے طرف بھارت نظر کی اور مجھ سے
سماشت بھارت کی تیری گفتگو جاری اور فعل تیرا جاری ہے ہشام نے کہا او چھو کر
تو مجھ کو پہچانتا نہیں ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تین
پہنچا دیا کہ بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کر دی ہشام نے کہا میں ہشام
بن عبد الملک ہوں لڑکے نے کہا خدا تیرے گھر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ
کو تیری قبر دکھلائے وہ یہ کہی رہا تھا کہ خدم و حشم ہشام کا آہی پہنچا اور ہشام نہایت
غصے میں آگ بگولا ہو کر لوگوں سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ وہ جب دار الخلافہ
میں پہنچا سب وزیر و امیر و ارکان دولت ہر ایک ادب خلافت بجالا یا مگر وہ لڑکا
چپسٹن سر جھکائے کھڑا رہا خوش وزیر و ارکان دولت نے لڑکے سے کہا کہ
عرب کے کس چیز نے باز رکھا ہے مجھ کو امیر المومنین پر سلام کرئیے اوس نے کہا او بالان

گد ہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑ گیا ہے جو اس ٹھکانے نہیں ہیں
بعض ندانے کہا او گد ہے کے بچے بہت فضول تو جا امیر المومنین کے سامنے اور
اُونسے لفظ بلفظ تو نے مخاطب کیا اوس نے جواب دیا او پہو کے سنگستان کے
اور رُمرہ لگانے والے بے فرزند کیا تو نے نہیں سنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل
میں اپنے نبی مُسل پر یوم تائی کل نفس تجادل عن نفسها پس جب پاک پروردگار عالم
کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اُون
سے کوئی لفظ بلفظ مخاطب کرے اس بات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ
بہرک اڑی اور حکم دیا کہ یہیں ہمارے روبرو اسکا سر اڑاؤ اور جلاو طلب ہوا اور نلع
بچھا کر او سپر وہ دراز کیا گیا اور جلاو نے تین مرتبہ پوچھا یا سید میرے میں تمہارا بندہ
ذلیل لب گور ہوں کیا اسکا سر کاٹ ڈالوں اور میں بری ہوں اسکے خون سے
ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اسکا سر تن سے جدا کر مگر میرے مرتبہ جب حکم
دیا تو وہ ٹکا ٹکا پڑا پڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا بھراؤ سکو کھڑا کرو جب وہ کھڑا ہوا تو
کہا او چھو کرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو روتا ہے کیا تو مجھ سے چھل
کر رہا ہے یا اپنے نفس سے سخر اپن کرتا ہے رٹکے نے کہا پہلے میری دو باتیں سُن
لیجئے پھر جو جی چاہے سو فرمائیے گا حکم دیا کہہ اوس نے کہا یہ میرا اول وقت
ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے آوہر آئینہ اگر اس مدت میں کوتاہی
ہوئی یا اہل میں کچھ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچھ مجھے ضرر نہ لگی نہ توڑی نہ بہت
لیکن مجھے چند اشعار یاد آگئے ہیں اسکو آپ اپنے گوش دل سے سُن تو لیجئے

فقال العصور ما في الطغارة	والبارز منهك عليه بطيس
ما يغني المثلث شعبة	ولئن اكلت فانتى لخميس
فتعجب البارز المذل لنفسه	عجبا واقلت ذلك العصفور

شام یہ سنکر ہستے ہستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتداء سے یہ اس طرح گفتگو کرتا تو سو خلافت کے جو کچھ مانگتا میں اسکو بخش دیتا پھر کہا او چہو کرے اپنا منہ کہول جب اس نے منہ کھولا تو موتی و جواہر سے اسکا منہ بہر دیا اور نقد و جنس و خلعت پہنا کر رخصت کیا۔

شام بن عبد الملک بد مزاج تھا اور حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی کے عہد میں شہادت پائی۔

ایک مرتبہ اس نے اس تزک و شان کے ساتھ حج کر نیکی لیے مکہ معظمہ گیا کہ چھ سواونٹ صرف اسکی پوشاک و تجل کے اسباب کا لدا ہوا ساتھ تھا اس پر سلطنت کے اسباب کا خیال کر لینا چاہیئے کہ کس قدر تھا اور تیس برس اس نے حکومت کی اکہتر برس کی عمر پائی مسئلہ ہجری میں مر گیا لیلیٰ مجنون اسکے ہم عہد تھے۔

حکمت۔ چار چیزوں کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور میں آجاتی ہے۔ اول نہرل و تسخر۔ دوسرے سفون کی صحبت تیسرے عورتوں کی محبت۔ چوتھے کاربے مشورت۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہیں	ہوا اگر نہرل و تسخر در میان
رعب کہو دیتی ہے شاہنشاہ کا	صحبت بد اور محبت باز نہان

فائدہ۔ بادشاہ ہر وقت محکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کامل العمل

دافر الشور اہل قراست و تجربہ کی اوسکے پاس ہو جئے ہر شکل امر میں معاملات رعایا
 میں مشورہ لےوے اس لئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر
 طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی نادوم نہیں ہوتا جو مشورہ نہیں لیتا یا
 لیتا ہے مگر اوس پر عمل نہیں کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے مشیرون کامو متن ہونا
 چاہئے صلاح نیک دین یہ اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اہل مشورت ہی دیندار خدا
 خیر خواہ اہل علم و فضل ہوں چلی چاڑ جاہل اور خود غرض ہوں اکثر سلاطین و رؤسا
 اسی طرح برباد ہو گئے کہ فقط اپنی راس و ہم و خیال پر کام لیا یا اون خوشامدیوں
 کے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نہتے۔
 حکمت۔ جو انسان صرف اپنے وہم و خیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی جیسے کوئی
 سننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

شونہ اندر وہم پابند خیال
 اگر توئی بیدار دل اہل کمال

از یقین کن کار اے اہل یقین
 خواب دان بیشک خیال خوش را

حکایت

عبدالرحمن بن عروا و زاعمی رح کو خلیفہ مسطور نے بلوا بھیجا اور جب آپ آپکے نو
 نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی
 کہول نے عطیہ بن بشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رغبت کا
 بدخواہ مرے گا اللہ پاک پروردگار عالم اس پر جنت حرام فرما دیگا۔ اسے امیر المومنین
 جس شخص نے حق کو برا جانا اوس نے خدا کے پاک کو برا جانا اللہ تعالیٰ حق مبین ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلون کو تمہارے واسطے نرم کر دیا ہے کہ
 تمکو اپنی حکومت وی پس تمکو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے انکاحی بجا لاؤ اور
 انصاف کے ساتھ رہو اور انکی عیب پوشی کرو نہ زیادتیوں کی فراڈ سنو انکے لمحے
 اپنے دروازے بند نہ کرو اور پہرہ چوکی نہ بٹھاؤ اگر انکو آسائش ہو تو خوش ہو
 اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تمکو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا
 بار تمپر ہے عرب اور عجم اور کافرا و مسلم سب تمہاری قبضہ میں ہے اور اودہن ہے
 ہر ایک کا حصہ تمہارے عدل میں ہے اس صورت میں انکے جوق جوق کھڑے
 ہو جائیں اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دہانے کا شکوہ کریگا تو پھر
 تمہارا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی کچھول نے عروہ بن
 رویم سے کہ سلطان الانبیا سرور عالم صلعم کے دست پاک میں شاخ تھی خرمیکی جس
 سے آپ مسواک فرماتے تھے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپ کے
 پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپ نے اپنی امت کو دل توڑے اور اوندکو عرب
 سے پڑ کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدون کو پہاڑے گا اور ادھن
 خون ریزیاں کرے گا اور انکے شہر ویران کرے گا اور ملکون سے جلا وطن کریگا
 اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ
 سے حدیث بیان کی کچھول نے زیاد سے اور ادھن نے عارثہ سے اور حارثہ
 نے حبیب بن سلمہ سے کہ سرور عالم سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
 پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنی آپ کے دست مبارک سے ایک عربی کو

نارانشکی میں صرف کھڑو بچا لگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجھ سے
 قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو معاف کیا آپ پر خدا ہون
 میرے والدین میں ایسا نہیں جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجھ کو جان ہی سے
 مار ڈالتے آپ نے اس کے حق میں دعلے خیر فرمائی۔ اے امیر المومنین پھر
 نفس کو اسی کے نفع کے لئے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے
 امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جبکہ عرض آسمانوں اور زمین کے
 برابر ہے اور جسکی شان میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کو
 جنت میں سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ اے
 امیر المومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگوں کی پاسیکار رہتی تو تمکو نہ پہونچتی اسی
 طرح تمہارے پاس بھی نہ ہوگی جیسے اوروں کے پاس نہ ہی۔ اے امیر المومنین
 تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت شریف کی
 تفسیر کیا منقول ہے۔ *ما لہذا الكتاب لا یغادر صغیر ولا البیرۃ الا احصاھا*
 آپ نے فرمایا ہے کہ صغیر سے مراد مسکراتا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنستا تو
 جب مسکراتا ہوتا ہوتا صغیر کبیرہ ٹہیرے تو ماتون کے اعمال اور زبانوں کے
 اقوال کا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین میں نے سنا ہے کہ جناب فاروق
 اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہو کر
 رہ جائے تو مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں اسکی پوچھ چھب سے نہ تو اب فرمائیے کہ جو لوگ
 آپ کے فرشتے ہی پر ہوں اور تمہارے عدل سے محروم رہیں تو انکا مواخذہ
 تم سے کیسے نہ ہوگا اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا سے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا آئی ہے یا داؤدا فاجعلناک خلیفۃ فی الارض فہو
 بین الناس بالحق ولا تبع الہوی فیصلک عن سبیل اللہ آپ نے فرمایا
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں ارشاد کیا کہ اے داؤد حبیب مدعی اور مدعا علیہ
 سلم نے بھین اور تجکو ادن میں سے ایک کی طرف سیل ہو تو ہرگز اپن دل میں
 یہ نہیں سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر ہی مستح یا ب ہو ورنہ میں تجکو
 اپنے نبوت کے دفتر سے میٹ و ڈگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھ بزرگی پائیگا
 اے داؤد میں نے اپنے رسولوں کو اپنے بندوں میں ایسا کیا ہے جیسے اوٹونکے
 چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہونے ہیں اور سیاست
 نرمی سے کرتے ہیں تو ٹے کو باندھتے ہیں اور دبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے
 ہیں۔ اے امیر المؤمنین تم ایسے امر میں مبتلا ہوئے ہو کہ اگر بالفرض آسمانوں
 اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اسکے اٹھانے سے ڈرتے اور انکار کر دیتے۔
 دیکھو مجھ سے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبدالرحمن بن عروہ انصاری سے
 کہ فرمایا جناب سرور عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگوں کے معاملات میں سے
 کسی چیز کا والی ہو گا وہ قیامت کے روز اس طرح لایا جائے گا کہ اُسکے ماتھے پر
 سے بندھے ہونگے اور اُنکو پیرائے عدل کے اور کوئی چیز نہ کہو لیگی مجھ جہنم
 کے پل پر کھڑا کیا جائیگا اور وہ پل اُسکو ایک ایسا جھکا دینگا جس سے اُسکا جوڑ جوڑ
 اپنی جگہ سے اٹھ جائیگا پھر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہو گا
 تو تب کہیں اپنے احسان کے باعث سے بچ جائیگا اور اگر بدکار ہو گا تو پل میں
 جگہ سے پہٹ جائیگا اور روزخ میں نہر سال کی ماہ نیچے جا پڑے گا۔ منصور بن

اپنا رومال منٹھ پر رکھ لیا پھر اتار دیا اور ڈارہین مارین کہ مجھ کو بھی رولا دیا۔ پھر میں نے
 کہا اے امیر المومنین آپ کے دادا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے سردار عالم
 مسلم سے حکومت مکہ معظمہ یا طایف بامین کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا
 کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو مشقت سے دور رکھیں تو اس حکومت سے
 بہتر ہے جسکو آپ محیط نہوسکیں یہ آپ نے حضرت عباسؓ کو اسلئے فرمایا کہ عم بزرگوار
 کی خیر خواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباسؓ کو آپ نے یہ ہی خبر دی
 کہ تمہارے لئے اللہ پاک پروردگار عالم سے من کچھ کام نہ آؤنگا یعنی جب آپ پر
 وحی ہوئی **وانذر عشیرتک الاقربین** تو آپ نے حضرت عباسؓ و حضرت صفیہؓ
 اور حضرت فاطمہ زہرہؓ کو فرمایا کہ اے عباسؓ و اے صفیہؓ چچا پیو پی نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم اور اے فاطمہؓ جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے من تمہارا
 کچھ نہ کام آؤنگا مجھ کو سیرا عمل سفید ہوگا اور تمکو تمہارا عمل۔ اور حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کی حکومت کا کام اسی سے بن آوے گا جو عقل کا
 مضبوط اور تدبیر میں صائب ہو کوئی بُرائی اسکی ظاہر نہ ہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی
 قرابت کی حمایت کرے گا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب میں کسی طعن
 کرنے والے کی ملامت اس پر اثر نہ کرے۔ اور حاکم ہی چار قسم کے ہوتے
 ہیں ایک وہ ہے کہ خود ہی محنت کرے اور اپنے مالمون سے ہی محنت لے تو
 اسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ میں جہاد کریں والا اس شخص پر خداوند
 عالم کی رحمت کا ماتم پہلا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا حاکم وہ ہے کہ دوسرے کی محنت
 سے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل مزے اور آستے ہیں اسکے

اسکے شغف کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پہنچا کہ اللہ پاک اس پر رحم فرمائے تیسرا حاکم جو عالموں سے مشقت لے اور خود آسائش کرے تو وہ حطمہ ہے جسکی شانیں رسول پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکموں کا حطمہ ہے تو وہ تنہا ہلاک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بھی مزہ کرے اور اسکو عامل بھی تو وہ سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں۔ اسے امیر المومنین میں نے سنا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جناب سرور عالم سلطان الانبیاء صلعم کی خدمت فیض رحمت میں آئے اور عرض کی کہ میں اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہوں کہ وہونکیان آتش دوزخ پر رکھ دی گئی ہیں کہ قباست کیلئے بھڑکائی جاوے آپ نے فرمایا کہ اسے جبریل مجھ سے دوزخ کا حال بیان کیجئے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بھڑکائی گئی وہ سنچ ہوگئی پھر ہزار تک بھڑکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پھر ہزار برس تک بھڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجتا ہے متم ہے اس ذالک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ پہنچا ہے کہ دوزخیوں کے کپڑوں میں سے اگر ایک کپڑا زمین والوں کو صرف دکھلایا جائے تو سب مرجائیں اور اگر ایک ڈول اسکے پانچا زمین کے سب پانیوں میں ملا دیا جائے تو جو کوئی پھر انہیں سے چکے وہ فوراً مر ہی جائے اور اسکی زنجیر و نین سے جنگا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین کے سب پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو سب پھل جائیں اور اگر کسی شخص کو دوزخ میں داخل کر کے پھر دنیا میں نکالا جائے تو باسندے زمین اسکی بدبو اور شکل کی بُرائی و مہیت سے مرجائیں۔ جناب سرور عالم صلعم اس حال کو سُکر روئے اور

لکھنؤ میں موجود ہے
جلو دوزخ کی حالت
اور پانی میں ملا دیا جائے
تو سب پانیوں میں
ملا دیا جائے

آپ کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام ہی روڑے پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کی
اے سرور عالم و محبوب رب العالم کیا آپ روتے ہیں آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ مٹا
ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرا گریہ شکر کا ہے بہلا میں شکر گزار بندہ ہوں اور یہ تو
تباد کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو بہلا تم کیون روئے
حضرت جبریل نے عرض کی کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرا حال کہیں اروت و مروت
کا سا نہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا
رہنہ ہے اٹھیر میں بہرہ نہ لین کرتا ورنہ اسکے داؤ سے مامون ہو جاؤ گا۔

غض کہ دونوں روتے رہے یہاں تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبریل
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونوں کو اس بات سے مامون
کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیاء
رب العالمین وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر ایسی ہے جیسے جبریل علیہ السلام کی تمامی شرف
پر۔ اے امیر المومنین میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جناب فاروق اعظم ؓ نے دعائی
ہی کہ الہی اگر تو جانتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہیں تو اون
میں سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر میں اسکی رعایت کروں
تو مجھ کو ایک دم کی مہلت دینا۔ اے امیر المومنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری
اسکی مخلوق میں نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالیٰ کے
نزدیک تقویٰ ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی طاعت سے عزت کا خواہان
ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور جو کوئی اسکو خداوند عالم
کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو حکم الحاکمین اسکو پست اور ذلیل کرتا ہے

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ منصورؒ کے منظر میں حج کیلئے آیا تہارات کے وقت ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تھا کہ اس نے مین سنا کہ ایک شخص مٹرم کے پاس یوں کہہ رہا ہے کہ اٹھی مین تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہوں کہ زمین مین سرکشی اور فساد ظاہر ہو گیا اور ظلم و طمع حقداروں مین اور ان کے حقوق حائل ہو گئے منصورؒ یہ سُن کر حشیا بیان تک کہ اس کا سب قول سنا پھر وہاں سے نکل کر مسجد کے ایک طرف مین ہو بیٹھا اور اس شخص کو رو رو بولوا یا اور جب وہ اچکا تو اس سے پوچھا کہ تم جو یہ کہتے تھے کہ زمین مین سرکشی اور فساد برپا ہو گیا اور حق داروں کے حق مین ظلم اور طمع حائل ہیں یہ کیا بات ہے مین نے جو یہ امر سنا تو مین بیا رہو گیا اور مجھ کو نہایت قلق ہوا۔ اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری جان مامون کر دیں تب تو مین سب باتیں مع انکی جڑوں کے آپ سے کہہ دوں گا اور نہ مین تو مین اپنے ہی نفس پر کتفا کروں گا کہ مجھ کو اسی کے دہندے سے فرصت ہی نہیں منصورؒ نے کہا کہ تو جان سے مامون ہے۔ اُس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص مین خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اس کے درمیان مین حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہیں۔ منصورؒ نے کہا کہ گفت مجھ مین طمع کے آئگی زرو سیم میرے ماتہ مین ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ مین

اس نے کہا کہ اسے امیر المومنین عتبی طمع تم میں نہیں گئی ہے بلکہ اور کسی میں ہی
 استدر ہوئی ہوگی۔ دیکھو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے انکو مسلمانوں کے
 معاملات اور اموال کا حاکم انکی حفاظت کے لیے کیا اور تم انکے معاملات سے غافل
 ہو کر انہیں کے مال جمع کرنے میں پڑ گئے اور اپنے اور انکے درمیان چونہ اور اینٹ
 کی دیواریں اور نوہتے کے دروازے اور تہیاریں بند و ربان مقرر کئے اور اپنے
 آپ کو ان معاملات میں مجبوس کر لیا کہ کوئی تمہارے پاس ہی آنے نہ پائے اور اپنے
 عاملوں کو مالوں کے اکٹھا کرنے اور بزور تحصیل وصول کرنے کو بھیج دیا اور آپ نے احوال
 سلطنت جلیس و مصاحب اور مددگار ظالم مقرر کئے کہ اگر تم ہوتے ہو تو وہ یا دہن
 دلا تے اور اگر اچھا کرتے ہو تمہاری مدد نہیں کرتے اور تم نے انکو مال اور سواری
 و ہتیار و دیگر ظلم پر قوی کر دیا ہے اور یہی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز شخص
 معین کے جنگا نام تمنے تہا دیا ہے اور کوئی اتنے ہی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت
 ہی نہیں دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بھوکا یا تنگ یا کم زور یا محتاج تمہارے
 یہاں سے کچھ پاوے حالانکہ انہیں سے کوئی ایسا نہیں جس کا حق اس مال میں نہ ہو
 پس جب تمہارے ان ندمیوں نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر
 ترجیح دے رکھی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکھا کہ مال
 بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیے رکھ لے تے ہو اور اسکو غریبوں اور مسلمانوں
 میں تقسیم نہیں کرتے تو اوہوں نے دل میں سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار
 عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیوں نہ کریں اسلئے اوہوں نے آپس
 میں اتفاق کر لیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہوں انکی رسائی خلیفہ

لیکن جبکو دے چاہیں تو وہ پہنچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا مال کہیں جائے اور
اُنکے خلاف مشار کوئی امر کرے تو اسکو رہنے ہی نہیں دیتے یہاں تک کہ ذلیل اور
بیقرار ہو جاتا ہے۔ جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پھیل گیا اور
رعایا کے ساتھ اسطرح کا طرز عمل ہو گیا تو لوگوں نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سبھا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملوں نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیجا اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کریں اور کچھ
شوالی نہو۔ پھر جو اور لوگ ذمی ہستیار اور مالدار تھے انہوں نے آپ کے صاحبزادے
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُن سے کم ہوں وہ اپنا اپنے دل کے پہنچنے پہنچیں۔
اسی طرح اٹھ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھر گئے اور یہ صاحب
سلطنت میں تمہارے شریک ہو گئے اور تمکو خبر بھی نہیں اگر کوئی داد خواہ آجاتا ہے
تو اسکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہیں دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری نکلے اسوقت اپنا حال عرضی میں لکھ کر گزارے تو معلوم کرتا ہے کہ اپنے
اس امر کی مانعت کر دی ہے۔ اور تم نے جو ایک شخص کو مظلوموں کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اُسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے متعددوں کو اُسکی اطلاع
ہو جاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہہ دیتے ہیں کہ اسکی درخواست پیش کرنا بچا بیئے
اور اگر ناظر ذی حرمت ہے اور اُسکا قول مانا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے متعددوں
کے ڈر سے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کہہ نہیں سکتا۔ جسکے مظلوم بیچارہ
اُسکے پاس داد و دوش کر کے شکوہ یا فیاد کرتا ہے اور وہ اسکو نکال دیتا ہے یا بہانہ
کرتا ہے جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپ کی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کرویا جاتا ہے
 کہ اعضا بھی کہین کے کہین ہو جاتے ہیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور تم تاکتے
 رہتے ہو نہ تو اتہ سے اشارہ کرتے ہو نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو اور سی تو
 ایک طرف رہی یہ دوسری مصیبت آپڑی۔ اب ایسی صورت میں مسلمانوں کے
 قطع نظر سعدت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی۔ پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
 تھے کہ جہان مظلوم انہیں آپہنچا اور سیوفا اور اسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
 اور فصل حضومات بلا توقف کرویا جاتا تھا۔ اور بعض اوقات آدمی ملکوں کے
 دوسرے کنارہ سے آکر بادشاہی دروازہ پر پہنچ کے پکارتے تھے کہ اے اسلام
 والو تو سب اسکی طرف ڈورتے تھے اور پوچھتے تھے کہ تجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
 دربار شاہی میں پیش کر کے اسی دم اسکا انصاف کرا دیتے تھے۔ اور میں یا امیر
 چین کی سرزمین میں سفر کیا کرتا تھا اور اس ملک میں ایک بادشاہ تھا ایک مرتبہ
 جو میرا دہر کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
 وہ رونے لگا و زیروں سے کہا کہ آپ کیون روتے ہیں خدا نہ کرے کہ آپ رو میں
 اسنے کہا کہ میں بہرہ ہو گیا اسلئے روتا ہوں ہر چند مجھ کو اپنی مصیبت پر رنج نہیں
 مگر یہ زرد ہے کہ مظلوم دروازہ پر کھڑا چنیا کرے گا اور میں اسکی آواز نہ سنوں گا پھر
 اسنے یہ کہا کہ میرے کان جلتے رہے تو کیا ہوا میری آنکھیں تو موجود ہیں لوگوں
 میں منادی گر وہ کوئی سرخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
 صبح و شام سواری ہاتھی گھوما کرتا تھا کہ کوئی مظلوم نظر پڑے تو اسکا انصاف کرے۔
 اے امیر المومنین مقام مال ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہو کر اسطرح کی عنایت اور رحمت

۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

مشرکین کے حال پر کہتا ہے اور سلطنت میں اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہے اور غم
 اللہ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکھتے ہو تو گویا پرے مسلمانوں پر مہربانی غالب نہیں ہوتی
 اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہیں آتا۔ اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلئے کہ تم مال کو تین
 باتوں میں سے ایک کیلئے جمع کرتے ہو۔ اگر یہ کہو کہ میں اپنے لڑکے کے لئے جمع کرتا ہوں
 تو اللہ پاک پروردگار عالم نے تمکو بچہ کے باب میں عبرتیں دکھلا دی ہیں کہ جب اپنی
 مان کے پیٹ میں سے نکلتا ہے تو روئے زمین پر اسکا کوئی مال نہیں ہوتا اور
 دنیا میں ایسا کوئی مال نہیں جس پر کسی نہ کسی ممسک ہاتھ کا قبضہ نہ ہو مگر اللہ پاک اس پر
 اپنی عنایت کرتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کی رغبت اسکی طرف پڑ جاتی ہے اور جو
 کچھ اسکو ملتا ہے وہ آدمی نہیں دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ ہی نہیں کہ
 تمکو ہی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ میں
 مال اسلئے جمع کرتا ہوں کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کروں تو اس امر میں بھی اللہ جل شانہ
 نے تمکو گذشتہ لوگوں کی عبرتیں دکھلا دیں کہ جو کچھ زر و سیم انہوں نے جمع کیا تھا
 انکے کچھ کام نہ آیا اور وہ جاہ و چشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہو گئے کہ جب مالک الملک
 کو تمکو اس طرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچھ حرج نہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارے
 ہائیوں کے پاس مال کم تھا۔ اور اگر یہ کہو کہ مال اسلئے جمع کرتا ہوں کہ جس حال میں اب
 ہوں اس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتھ آجائے تو اسکو جان رکھو کہ جس مرتبہ
 پر تم اب ہو اس سے بڑھ کر جو مرتبہ ہے وہ بدون اعمال صالحہ کے حاصل ہی نہیں ہوتا
 اسے امیر المومنین بہلا تم عاصی کو قتل سے زیادہ بھی کوئی سزا دیتے ہو۔ خلیفہ نے کہا
 نہیں۔ اس شخص نے کہا کہ پہر جو ملک مالک الملک نے تمکو دیا ہے اور دنیا کا

حاکم احکم الحاکمین گردانا ہے اسکو لیکر کیا کر دے گا خداوند عالم تو اپنے
عاصیوں کو قتل کی سزا نہیں دیتا بلکہ عذاب الیم میں ایدالا باور ہنکی سزا دیتا ہے
اور وہی تمہارے دلوں کے عزم اور جواج کے باطنی امور کو دیکھتا ہے تو یہ
نباؤ پہلا جب شاہشاہ مل و ملاسلطنت دنیا تمہارے ہاتھ سے چین لگا اور تلو
حساب کیلئے طلب فرمایا تو سلطنت دنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پرور گار
کے یہاں کچھ تمہارے کام آئیگی یہ سنکر خلیفہ منصور بہت رویا بیان تک کہ دھاریں
مارنے لگا پھر کہا

اور اسے کاشکے مادر نمی زاد	وگر می زاد کس شیرم نمی داد
----------------------------	----------------------------

پھر پوچھا کہ جو سلطنت مجھ کو عطا ہوئی اس میں کیا تدبیر کروں آدمی تو مجھ کو خائن ہی نظر
آتے ہیں اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تم بڑے اونچے اماموں اور مرشدین
کو اپنے ساتھ رکھو منصور نے کہا کہ وہ کون ہیں اس نے کہا کہ وہ علما ہیں خلیفہ نے
کہا کہ وہ تو مجھ سے بہاگے پھرتے ہیں اس نے کہا کہ انکے بہاگنے کی یہی وجہ ہے
کہ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں تم ان سے بھی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنی
عالموں کے ساتھ جاری ہے۔ بلکہ دروازوں کو کھولو اور روک ٹوک کم کرو اور مظلوم
کا انتظام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے روکو اور چیز کو حلال اور طیب وجہ سے لو اور
حق و عدل کے ساتھ تقسیم کرو پھر میں خاص ہوں کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے
وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیت کی بہتری میں تم کو مدد دیگا
منصور نے دعا مانگی کہ الہی مجھ کو اس شخص کے قول کے بموجب عمل کرنیکی توفیق
کراست فرما۔ اتنے میں حرم شریف کے سوزنوں نے ناز کی تکبیر بھی منصور غازی

حاکم احکم الحاکمین گردانا ہے اسکو لیکر کیا کر دے گا خداوند عالم تو اپنے
عاصیوں کو قتل کی سزا نہیں دیتا بلکہ عذاب الیم میں ایدالا باور ہنکی سزا دیتا ہے
اور وہی تمہارے دلوں کے عزم اور جواج کے باطنی امور کو دیکھتا ہے تو یہ
نباؤ پہلا جب شاہشاہ مل و ملاسلطنت دنیا تمہارے ہاتھ سے چین لگا اور تلو
حساب کیلئے طلب فرمایا تو سلطنت دنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پرور گار
کے یہاں کچھ تمہارے کام آئیگی یہ سنکر خلیفہ منصور بہت رویا بیان تک کہ دھاریں
مارنے لگا پھر کہا

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام ہے اسی مختصر احیاء
پسند۔ ناصح کی نصیحت اور داعی کی تقریر دل کے قانون سے سنو کہ وہ تمہارے دل کی
بیاریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض
کیلئے نصیحت نہ کرتا ہو۔

غزیرہ سن لو تم داعی کی تقریر	سنو مت بات پہر اہل غرض کی
------------------------------	---------------------------

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی نہیں ہوتا ہے مگر تعلیم اور تعلیم اور ادب سے
اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگردوں کی۔
اور راجہ اصلاح بی بیوں کی اور حکماء اصلاح جمہور کی اور اطباء اصلاح بیماروں کی
اور امراء و روسا اصلاح رعایا برابری کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے
ہیں یہ اصلاح ہوتی تو سارے آدمی چار پایوں کی طرح ہو جاتے جو کوئی شخص اس نے
داعی ارادہ اپنی اصلاح کا نہیں کرتا ہے عیش و فسق میں ڈوب کر مطلق العنان ہو کر
تنہا اپنی عقل و خیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی ہی پسند نہیں کرتا وہ حقیقت
انسان نہیں اسکا انجام ضرور ہی خراب و نتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر سرخ
ہے کہ رات دن کے آٹھ پہرین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور
اپنے عیبوں کو دریافت کر کے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہاں حساب
لیا اسکو قیامت کے حساب میں آسانی ہوگی جس نے نہ لیا اسکو سارا جمع
حشر ٹہکتا مارا پڑے گا

خواہی کہ عیبہای تو روشن شود	یکدم منافقانہ نشین و کین خویش
-----------------------------	-------------------------------

نکستہ۔ دنیا اگر جوہر ہو اور اخوت سفال مگر جب دنیا فانی ہو ر اخوت باقی

میری تو وہ سفال اس جو ہر سے بہرہ ور ہو رہا ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت
باقی نہیں رہتی اسکا عذاب و عقاب باقی رہتا ہے طاعت کی و محنت باقی نہیں
رہتی ہے اسکا اجر و ثواب باقی رہتا ہے ہر عیش کا آخر جرات سے ہر
مصیبت کا انجام راحت ہے ۵

مرد آخرین مبارک بندہ ایست

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

حکایت

ابی عمران جو فی کہتے ہیں کہ جب مارون رشید تخت نشین ہوا کئی لوگ مبارک
بادی کو آئے اس نے خزانوں کے مٹھ کھول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے
خلعتیں اور انعام دینا شروع کر دیا اور ایک شفقہ حضرت سفیان بن سعید ثوری کے
کے نام لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے درمیان بھائی چارہ مقرر فرمایا
اور اس بھائی چارہ کو اپنے لیے اور اپنے باب میں پھیرایا اور جان لو کہ میں نے
تم سے جو بھائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہیں کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی
بلکہ اب تک مجھ کو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہو اگر نا خلافت میری
گردن میں نہ ڈالا گیا ہوتا تو میں آپ کی خدمت شریف میں گھٹنوں کے بل چکراتا
اور میرے وزیر آپکے دوستوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ ہوتا جو مجھ کو مبارکباد
دینے نہ آیا ہو اور میں نے بیت المال کھول کر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری انگوٹھ کو
ٹھنڈک اور دل کو فروت ہوئی لگے جب آپ نے تشریف لانے میں دیر کی اور قدم رنج

فرمایا تو میں نے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپ کو روتن
 ہے کہ ایماندار کے لئے کا کیسا کچھ ثواب آیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ فہم بخ
 فرمائیں گے وہ نامہ عباد طالقانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور خبردار اپنے
 کوشش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو ذرا ذرا یاد رکھنا اور میں عن
 محبت سے آکر کہنا: نامہ برنامہ لیکر کوفہ پہنچا اور جس مسجد میں کہ حضرت سفیان ثوری
 تشریف رکھتے تھے راستہ لیا جب وہ قریب پہنچا تو سفیان ثوری اٹھ کھڑے
 ہو گئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہوں اللہ پاک سنے جانتے کی شیطان مردود سے
 اور آگہی میں اتیری پناہ مانگتا ہوں اس آیت والے سے جو ہمارے پاس خیر کے
 سوا اور کسی طرح آوے آپ کے ان الفاظوں نے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور
 آپ نماز میں مشغول ہو گئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی تھا۔ نامہ بر نے گھوڑا باہر
 چھوڑ کر اندر قدم رکھا دیکھا تو آپ کے مجلس گردین جھکائے ایسے بیٹھے ہیں کہ
 گویا چوڑھین کہ ان پر بادشاہ چلا آیا ہے اور اسکی سزا سے ڈرتے ہیں۔ نامہ بر نے
 سلام کیا تو کسی نے سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ پورے دن کے اشارہ سے جواب سلام
 ادا کیا۔ جب نامہ بر کھڑا ہوا تو کسی نے یہ نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ اور انکی محبت سے اس
 پر تڑپ چڑھ آیا اور وہ خط پھینک دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکھ کر کاسپتے
 اور ایسا بچے جھلجھکی سجدہ گاہ میں سانپ آگیا ہو پھر اپنا ماتہ جھنک کی استین
 میں پٹیا اور اسی طرح خد کو لیکر پٹا دیکر لوگوں کی طرف پھینک فرمایا کہ پڑھو خوشک
 انہیں سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اسکو اس طرح کہولا جھلجھکی سانپ کا ٹخنہ کا خوف
 ہو تا ہوا اور اتبدا سے انتہا تک پڑھ سنایا۔ حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

کر نیا لون کی طرح سُکراتے رہے اور ختم مضمون پر فرمایا کہ اسکے پشت ہی پر جواب
 لکھو اگر اُس نے اس کا تذکرہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائیگا اور
 اگر حرام جگہ سے لیا ہوگا تو عذاب پہنکیگا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے
 پاس رہنے ہی چاہیے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی۔ اور لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
 بندہ منیب سفیان بن سعید ثوری کے طرف سے۔ اُس بندہ کو جو آل پر مغالطہ
 کہائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اُس سے چھین گیا ہوا ہے یسے مارون رشید
 کو بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم ہو کہ میں نے یہ خط لکھا اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ میں نے
 تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب میں تمہارا
 دشمن ہو گیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط میں اقرار کیا کہ میں نے مسلمانوں کے
 بیت المال کو کھول کے خرچ کر ڈالا اور مجھ کو اس بات کا گواہ گردانا کہ مال عیا اور
 بے موقع اُٹھا دیا اور یہ بھی نہیں کہ جو کچھ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ
 باوجود بعد کے مجھ کو خط لکھا کہ تم پر میں اور میرے ساتھی جنہوں نے تمہارا خط اقراری
 پڑا گواہ ہو جائیں۔ تم یاد رکھو کہ ہم فردا رقبانت خدا کے پاک کے رد پر تمہاری
 وکت عیا کی گواہی دینگے۔ اے مارون تم نے جو خزانہ کھول کر ڈالا اس میں تو بوجہ حکم
 خدا کے پاک کے سات فریق کا حق ہے بھلا اس تمہارے فعل سے کوئی سافرین
 راضی رہا۔ مولفۃ القلوب رہنما مند ہوئے یا صدقات کے عامل یا اقد پاک کی را
 میں بہادری یا مسافرین یا حفاظ یا مال اور علما یا بیوہ عورتیں یا یتیم بچے یا اور لوگ
 عامہ رعیت غریب و نادار اور عیال و ارمفس اس فعل سے راضی اور خوشنود ہوں
 پس اب اس امر کے سوال کے جواب ہی کے لئے آمادہ اور مستعد ہو رہا ہوں اور اپنی

[illegible]

مصیبت کے دور کرنیکی فکر کرد اور جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سلسلے
 کھڑے ہو گے اور تمہارے نفس کے باب میں تم سے مواخذہ ہو گا کہ تم
 ابرار کی صحبت کا مزہ کھو دیا اور اپنے نفس کے لیے ظالم اور ظالموں کا امام ہونا
 پسند رکھا اسے مارون تم سر پر اجلاس کئے اور سر پر پینا اور اپنے دروازے
 پر پردہ ڈالا اور ان حجابوں سے تم نے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی۔ پہر آپ
 نے ظالم سپاہیوں کو مقرر کیا کہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور انصاف نہیں کرتے
 خود تو شراب اوڑھتے ہیں اور جو کوئی پیئے تو اسکو شرا بخوار کھکھارتے ہیں اسی
 طرح زنا کرتے اور عورتوں کی عصمت بگاڑتے ہیں اور دوسرے زانیوں کو حد لگا
 ہیں اور خود مرتکب چوری ہوتے ہیں اور دوسرے چوروں کو سزا ب کرتے
 ہیں کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتھیوں اور نوکر چاکروں پر نہیں ہیں اور لوگوں
 پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہیں۔ اسے مارون گل کیا ہو گا جب پکارنیوالا اللہ
 پاک کی طرف سے پکارے گا احشر والذین ظلموا و انرا جمعد ظالم اور انکے
 مددگار کہ ہر مین تم کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا جائیگا اس صورت سے کہ تمہارے
 ماتہ تمہاری گردن میں بندھے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل سے اور کوئی
 نہ کہولیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہوں گے اور تم ان سب کے سردار
 ہو کر سب کو دوزخ میں لیجاؤ گے۔ اسے مارون گو یا تمہارا حالی میرے سامنے
 ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت میں پیشی کے مقام پر حاضر کیگئے
 اور تم اپنی نیکیاں دوسرے کے بدلہ حسنات میں دیکھ رہے ہو اور اپنی برائیوں
 کے سوا فیرونگی برائیاں اپنے بدلہ میں دیکھتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندھیر

یہ احکام تعزیری جاری ہوتے ہیں۔ اسے مارون گل کیا ہو گا جب پکارنیوالا اللہ

اندھیرا ہے۔ پس اسے مارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت میں نے تم کو کی
 اُسے کار بند رہو اور جان لو کہ میں نے تمہاری خیر خواہی کی اور کوئی دقیقہ نصیحت
 کا باقی نہیں چھوڑا اپنی رعیت کے باب میں اللہ پاک سے ڈرو اور سداً عالم محبوب
 رب العالم مسلم کا نیا آپکی اُست کے باب میں رکھو۔ اور امر خلافت کو اپنا چھیڑ
 کرو اور یہ ہی جان لو کہ اگر خلافت خلیفون کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
 نہ پہنچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اس طرح دنیا سب لوگوں کو ایک
 ایک کر کے لیے چلی جاتی ہے۔ انہیں سے بعضوں نے تو ایسا تو شبہ ہم کر لیا جو
 اسکو مفید ہوا اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونوں میں خسارہ اٹھایا والسلام۔
 نامہ رسان او سکو لیکر بازار میں آیا اور آپ کی نصیحت اس میں اثر کر گئی تھی
 سب بازار پکارا کہ اے اہل کوفہ تو سب حاضر آگئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
 بہاگا ہوا تھا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی غم میں سے اسکا خریدار ہے لوگ
 جمع ہو گئے اور روپیہ اشرفیان لائے اس نے کہا مجھ کو اسکی حاجت ہی نہیں بلکہ
 ایک موٹا جوٹا صوف کا کڑتا اور ایک کھلی چاہتا ہوں لوگوں نے دونو چیزیں
 لادیں تو وہ پہن لیا اور لباس و ربا رشاہی اوتار کر مع ہتھیاروں کے گھوڑے
 پر رکھ کر آپ گھوڑے کی باک ڈور پکڑا ہوا پیادہ روانہ ہوا اور اسطرح مارون
 کے در دولت پر پہنچا تو لوگوں نے تسخر کیا مگر جب مارون رشید کے روبرو گیا تو
 مارون رشید کھڑا ہو گیا اور اپنا سر اور منہ پٹیا اور وادیلاد احسرتا کرتا تھا اور کہتا
 تھا کہ افسوس ایچی نے فائدہ اٹھایا اور میں محروم رہا پھر وہ خط مرسلہ سفیان
 ثوری پڑتا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تھا۔ بعض نے یمن نے عرض کیا

یا امیر المومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان میں بڑی کستاخی کی آپ اگر حکم صادر فرمائیں تو وہ اس قابل ہیں کہ باز بخیرتید کر دے جائیں تا دوسروں کو عبرت ہو مارون رشید نے کہا اے دُنیا کے بند و مجک و مغالطہ دہی سے باز رکھو جو مغالطہ اور دہی فریب میں آئے وہ بڑا ہی بد نصیب ہے۔ پھر وہ خطا بدم زسیت زیر مطالعہ مارون رشید رائس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل میں جو کلمہ کو اسکے سامنے کیا جائے گا اور اسی پر اسکی باز پرس اور سزا ہوگی اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے۔

تکستہ۔ دُنیا میں تین قسم کے انسان ہیں ایک نیک جنہوں نے نیکی کو پہچانا نیکوں کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہوں نے بدی کو اچھا سمجھا نیکوں کے چال چلن کو نہ لیا۔ تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونوں کو نہیں پہچانتے غفلت کے مارے کیسی کہنہ منستے ۴۵

جو بد ہیں وہ نیکوں کو بد جانتے ہیں
غرض وہ کیسی کہنہ منستے ہیں

جو بین نیک نیکی کو پہچانتے ہیں
بُرائی بھلائی سے غافل ہیں غافل

تکستہ۔ دُنیا میں پانچ قسم کے انسان ہیں اول جو خود نیک ہیں اور انکی نیکی کا اثر اورون کو بھی پہنچتا ہے۔ دوم جو خود نیک ہیں مگر انکی نیکی کا اثر اورون کو نہیں پہنچتا تیسرے جو نہ نیک ہیں نہ بد چوتھے جو خود بد ہیں مگر اورون کو انکی بدی کی تاثیر نہیں پہنچتی۔ پانچویں جو خود بد ہیں اورون کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ نیکوں کو چاہیے کہ ایسے بد آدمیوں کی صحبت سے بچیں۔

ہے تجھے حاصل یہ بازار جہان

بد سے بد نامی نکوئی نیک سے

نیک کو پچا سنتے ہیں لوگ نیک	جانتے ہیں بد کو بدگار جہان
-----------------------------	----------------------------

حکمت - بادشاہ کو اتنے شخصوں سے پرہیز کرنا لازماًت سے ہوتا ہے
ایک مسخرہ دوست سے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچویں فاحشہ
چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو ساتویں
وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہوں یا اور کے دوستوں کی بادشاہ
سے دشمنی ہو آٹھویں وہ جسکا پہلے امتحان بیو خانی ہو چکا ہو نوین خامن
جسکا شیوہ خیانت و ننگ حرامی کا ہو۔

از منافق تا توانی دور باش	نام بدگویان میا در ہر زبان
دشمنان را بدارہ نزدیک خورشید	تا کہ از جور و ستم یابی امان

الحمد للہ رب العالمین و بفضیل رسولہ الکریم کہ حصہ سوم
کتاب محبوب السلاطین و تدیم زمانہ کے علماء
کے نصائح باشا مان زمانہ کی حکایتوں میں باہتمام
کا رپر دازان مطبع نامی روکش مطلق
زمن غریزہ دکن میں چھپ کر
اشاعت پذیر۔



حصہ چہم

ظلم کے ذکر میں

ظلم رکھنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کسی کو مارا یا ستایا یہ سب داخل ظلم ہے کہ ان امور کو بے موقع و محل برتنا ظالم سے زیادہ آخرت میں کوئی بد نصیب ہی نہیں اور دنیا میں ہی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے۔ اور عدل برابری کر نیکو کہتے ہیں کہ ہر امر میں کمی و زیادتی سے محفوظ رہے یہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل ہو گا وہ ظلم سے بری ہو گا اور ظلم کی برائیوں سے عدل کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں یہ وصف حکام وقت کو تو ضرور ہی ہے و لیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال و اقوال میں اعتدال چاہیے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے پلہ میں تلا ہوا ہو اور

اور کوئی نفل او سکابے انصافانہ صادر نہو دنیا میں اس وصف کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ عادل ہر دل عزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے موصوف اور نفس امارہ کے دام ترور میں اپنی خیالات کو پھنسنے نہ دین۔

مکن نفس امارہ را پسروی | کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی

نفس امارہ کی خاصیت ہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی و بجا خواہشات زمانہ کی نمائش کی طرف انسان کو رغب رکھتا ہے جسکے سبب سے او سکاوہ کام کرنا پڑتے ہیں جو قانون تہذیب و اخلاق کے خلاف ہو کر اوس کی بدنامی و ناکامی کا باعث ہوتے ہیں نفس امارہ حقیقت میں وہ دشمن دوست نامہ ہے جس کے شعبہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا اور وقت عزیز اسی کے پیسیر میں ضائع کر دیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی شکل پیدا نہیں کر سکتا یہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو میں کر کے اپنی ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بجا خواہشوں کو بیان تک وسعت دے دیتا ہے کہ وہ بیچارہ کسی حالت میں استودگی کا نام ہی نہیں لیتا اور نہ اوسکے دل میں صبر ہوتا ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ ہی جی چاہتا کرتا ہے کہ یہہ ہی مراد حاصل ہو وہ ہی مطلب ملے۔ پس جب اوسکی آرزوؤں نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑھائی تو سمجھ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جالستان سے جان ہی بچ جائے تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو قوبہ و اطاعت پروردگار میں کبھی غفلت جائز نہیں رکھتا اور اپنی عمر پر اتنا نگہیہ نہیں کر سکتا کہ کل دوسرا روز بخریت گذرے پس اسے نفس جب جوانی میں تو توبہ کرنا دشوار سمجھتا ہے تو کیا بڑا پے میں جو وقت

آخرت ہے اپنی اصلاح کر سکے گا ہرگز نہیں۔ دیکھو جو لکڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سید ہی ہو جائے مگر وہ لکڑی جو بالکل خشک ہو جاتی ہے پھر سید ہا کرنے سے کب سید ہی ہو سکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے کہ اگر ابتدائین انسان اسپر قابو رکھے تو ممکن ہے کہ اسکی قید میں گرفتار نہ ہو اور اسکی ظاہری نمائش اور دل بیگانے والی خواہش سے دھوکا نہ کھاسکے مثلاً اگر ابھی کوئی چھوٹا سادرخت زمین پر اوگا ہوا دکھائی دے تو ممکن ہے کہ تھوڑی سی فکر میں جڑ اکھاڑ ڈالا جائے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ ہمیں ضرر پہنچا گا اکھاڑ ڈالیں گے تو سمجھ لیجئے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہو جائیگی اور پھر اوسکا اوکھاڑنا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہو جائے گا۔

اے عزیزو نقد راحت کی جو ہے حاجت تمہیں	نفس اتارہ کی گہا تو سو رہے نفرت تمہیں
نخل عصیان ابتدائی میں اکٹھ جائے تو خوب	ورنہ پیری میں جوانی کی سو کب طاقت تمہیں

اے نفس اتارہ کیا یہ تو نہیں جانتا کہ تیری بیجا خواہشیں اوس پروردگار عالم کو نہیں معلوم ہیں جسکی ذات تمام زمانے میں عالم الغیب شہور ہے اور کیا دنیا میں کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہیں رہا ہے جو کسی نکار و شعبہ باز کی چال کو نہ تاڑ سکتا ہو کیون نہیں یہ دُنیا ایسا ہی مقام ہے کہ بُرے کاموں کا نتیجہ فوراً ہی طشت از بام ہو جاتا ہے اور خدا سے عالم الغیب ہر شخص کو اوس قسم کی سزا دیدیتا ہے جسکا وہ نہراوار ہے پس عقل مند انسان اس نفس اتارہ کے بہت کھنڈن سے اس طرح بچتا رہتا ہے جس طرح آگ سے خش و خاشاک۔ اور اگر انجام بینی کو بالائے طاق رکھتا اور حرص ہو اسے دنیا پر زیادہ مٹھ پھیلایا تو او نہیں کہیں

حال ہو گا جو ایک شہزادے کے برتن میں چپک چپک کر اپنی میٹھی جانین خلیج کرتی ہیں۔
 اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے
 کہ کسی کا مال ناجائز وسیلوں سے حاصل کرے تو سمجھ لیجئے کہ اوسکا نفس امارہ وہی
 نتیجہ پیدا کر نیا لایا ہے کہ اسکو قید خانے کی ہوا کھلائے اور اوس سے انواع و اقسام
 کی مصیبتیں جھلوائے پس جو لوگ علم و ضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے
 قابو میں رکھتے ہیں وہ حصول دولت کے لئے ہی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں
 کہ سائب مرے اور ملاٹھے ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بچا
 ہو۔ جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت
 پیدا کیا تو ہمیں ضرور ہے کہ اوسی زمین میں تخم غلہ بوبکر اپنے کھانے کے لئے غلہ پیدا
 کر لیں اور جب ہمیں قادر مطلق نے عقل و فہم دی تو ہمیں یہی مناسب ہے کہ اپنی
 خواہشات بچا سے گزر کر وہی آرزو میں دلین قائم کریں جسے ہمارا کسی طرح نقصان
 نہوں اور نفس امارہ کے دام ترویر میں اپنے خیالوں کو پہننے نہ دین انسان اگر
 اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قائم رکھے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجھے آغاز نہ کرے
 تو ممکن ہے کہ اوس مخالطہ سے محفوظ رہے جو اکثر کچ نہیں کے سبب پیش آجاتا
 ہے اور اوس کے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ و تباہ کرنے سے بچا لے
 کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس اموریکی کا راعب ہو گا تو ممکن ہی نہیں کہ
 اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زبان جان
 و مال و آبرو مندرجہ ذیل ہو۔

کہ حسین ہو کسی بند کا نقصان

حقوق عباد وہ ہیں اے مہربان

<p> زبان جان و مال و آبرو ہو کوئی تکلیف پونچے یا دکھے دل کسی کا جیسے ناحق خون کرنا چور نامال یا ہمت لگانا زبردستی سے کچھ چہن لینا جو پیچھے کچھ تو عیب او سکا جا کر کسی شے میں نکر میل ہرگز نہو جس میں زبان عبد غالب وہ جیسے روزے کہا نامی کو پینا گناہ ایسے ہی کچھ سیریب شک میں ہے اون میں استبار حق بجا جو بندہ اپنے حق کو بخش دیا زمان بھی بے گمان حق خدا مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عسار ملے تو سنیق توبہ کی خدا سے حقوق عبد ہوں یا حق اللہ </p>	<p> کوئی دین سے اسے فرخند خو ہو حقوق عبد میں یہ سب میں دخل کسی کو سحر سے مجنون کرنا عبت کچھ سخت کہہ کر دل دکھانا کسی کا قرض آتا ہونا دینا نہ کہے دودہ میں پانی ملا کر ملا دینا نہ گہی میں تیل ہرگز وہ حق اللہ ہے اے عالی مقام فرایض چھوڑ کر بے قید جینا کہ حق خلق و خالق مشترک ہیں شمار او نکا ہوا غلبے کے جانب گنہ اللہ کا توبہ سے سے گنا سمجھنا حق عبد او سکو خطا ہی یہ او سکا حق سمجھو اسے نیک گواہ بچاؤ سے ہلکو ہر جرم و خطا سے کسی عصیان کی دلیں نہ چا </p>
---	---

اور سلاطین و امراء دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی
 ایک شخص پر سرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجائز وسیلوں سے حاصل کر لیا
 یا کسی کو گالی دے یا زور و ضرب کرے یا مظلوم کی زیادہ نہ سنے اور ظالموں کے

پاس آوے چادے اور اُون کے ظلم سے راضی رہے یا اُون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سماعت اُون پاس لیجاوے چنل خوری کیا کرے اذہ لاہند
 عہدی الظالمین ڈر لیل ہے اس بات پر کہ امام حاکم رئیس دآلی سلطان کا مال
 عامل شریع ہونا ضروریات سے ہے۔ عہد سے مراد اس جگہ امامت سے ہے گویا
 سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور میں جن کو کچھ بھی تعلق امور رات
 دینہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد انا وہ اس عموم کا کہ تہی ہے ظلم کی بُرائی
 و مذمت میں بہت آیات واروہن ایک آیت میں یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر
 ایک ذرہ کے بھی ظلم نہیں کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو نلکہ صغیرہ ہے یا اس
 نلکہ پودا نارائی کا یا وہ ذرہ جو ربیت میں چمکتا ہے قول اولیٰ موافق لغت کے ہر
 حل شرآن اوسی پر واجب ہے۔

علوم ہوا کہ ذرہ برابر ہی ظلم درست نہیں ہے ظالمون کے طرف چمکنے سے
 ہی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہیں نکو دوزخ نہ چمکے۔ آیت مبارک
 میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہیں بلکہ جب سے مال ہو سنے پر
 انگ چھوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستم گر ہی ہو تو اس کا حال ہوگا۔

کسی کی آبروریزی کرنا یا کسی کا مال ناجائز و سیاون سے حاصل کر لینا و خل ظلم
 ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے جس طرح
 جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان
 کی آبروریزی کو حرام کیا ہے ان تینوں امور کو ایک ہی سلک میں منسلک
 فرمایا ہے یہ تینوں کام ظلم صیح و فسق قبیح کہلاتے ہیں۔

جان و مال کے ظالم تو کم ہوتے ہیں بلکہ آبرو ہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہیں
اُس نے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہیں ہوتی ہے ہر شخص کی ایک حیثیت
عرفی ہوتی ہے اور سکا ازالہ کرنا منجملہ کبائر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے
ہیں بحسب وہ جیسا وہو عند اللہ عظیم حدیث شریف میں آچکا ہے المسلم
من مسلم المسلمون من لسانہ ویدہ سلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور
زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔

اور آبرو ریزی خاص زبان کا کام ہوتا ہے جس طرح ازالہ مال و جان و ہاتھ کا
کام ہوتا ہے غیبت و تمہید افتراء نہت بہتان کذب سماعت اخبار و افواہ
یہ سب وائل ازالہ عرض ہیں۔

کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہیں
کر سکتا ہے ظاہر میں تو وہ حکم چلتا ہے لیکن باطن میں حکم شرعی کو بدل نہیں کر سکتا
چنانچہ قاضی شیعہ کا قول ہے کہ مجھ کو گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر میں ظاہر
بینہ پر حکم کرتا ہوں میرا حکم حرام کو حرام کے لیے حلال نہیں کر سکتا ہے اور یہی
قول ہے امام احمد و مالک کا حدیث ابی ذر میں آیا ہے کہ رب العزت نے
فرمایا ہے یا عبادی الی حرمت الظلم علی نفسی وجعلہ بینکم وحرما فلا
تظالموا وادہ سلہ فی صحیحہ۔

یعنی اے میرے بندو میں نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اور پر بھی
حرام کیا ہے۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے
اندھیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب

سلطان الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوای
جائینگے مظلوم کی بدعت سے ڈرواؤسکی دعا بارگاہ رب العزت میں جلد سجاہوتی ہو

چو براوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ | جداس اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالموں کے حق میں وعید آئی ہے اسی طرح حق میں اہل عدل کے وعدہ
آیا ہے ملوک عادلین نور کے مینہ پر دہنی طرف عرش کے ہون گے اور عرش
کے سایہ میں ہمیشہ رہیں گے۔ ایک دن امام عادل کا ساہتہ برس کی عبادت سے بہتر
اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک حکم الحاکمین
کے روز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جائز کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری
خلق سے زیادہ ترودر خدا سے پاک سے شکر ہی ہوگا۔ اور سب سے بدترین قسم ظلم
سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا منیہ کرنا حذف کرنا حدیث
رسالت پناہی میں جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم میں رکھا ہے اس لئے
کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہیں کر سکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امیر یا
رئیس نہیں ہے بلکہ ظلم آبروریزی کا سویہ ہر شخص کے مقدور میں داخل ہے۔
تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہو سکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہیں
ہو سکتا ہے۔

جناب سردار عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر شریف میں بروقت حجتہ
الوداع خطبہ میں ارشاد فرمایا اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا
کچھ اور پرہونگے۔ ان دماء کہ و اموالکم و اعراضکم علیکم حرام کہ عہدہ یومکم
ہذا فی شہرکم ہذا فی بلدکم ہذا فی ہل بلغت۔ یعنی تمہارے خون تمہارا

مٹھاری آبرو ویسی ہی تیر حرام ہے جیسا کہ حرمت اس دن اس میں ہے اس شہر کی ہے
یہ حدیث صحیحین میں ابی بکر سے مروی ہے ۱۲۔

اور حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ کل المسلمہ علی المسامہ حرام دمہ و عرضہ و ماسا
مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اس بی الربی فرمایا کہ
یعنی بدترین سود خواری ہے۔

نوشکہ ارشادات شائع علیہ السلام میں ان تینوں چیزوں کا حرام ہونا کیسا آیا ہے
اور جو احادیث اس باب میں وارد ہیں ان میں ذکر سب و غیبت اور لعن کا ارشاد
فرما کر سب کو اشد محرمات میں داخل کیا گیا ہے بلکہ چہر اور پسوہ وغیرہ ذمی رنج کے
لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کر لیا جاسکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی
کو لعن و طعن کرے اس کا کیسا حال ہوگا۔

خصوصاً اس لعن اور طعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا ان کے
اہل بیت کو سعادۃ اللہ بڑا کھو کیسا کچھ بڑا مظلومہ اور گناہ عظیم ہے۔

چنانچہ نسر یا سلطان الانبیاء سرورِ عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو ہمارے صغیر پر
رحم کرے اور ہمارے کبیر کی توقیر کرے وہ ہم میں سے نہیں یعنی دایرہ اسلام
سے خارج ہے ۔

نکستہ۔ حسب طرح تیر تیر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے تیر میں
گہسنے نہیں پاتا اسی طرح بدگوئی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہیں کرتی کہنے
والے کی طرف پہر عود کر جاتی ہے۔

بانگو کاران بدی کروں سر پر جا جا ہاں	کے کند بیشک اثر پر سنگ تیر تیر گر
--------------------------------------	-----------------------------------

تنبہ۔ چوری اور خون ناحق و لواطت اور زنا و مال یتیم کا ناحق کھانا اور جھوٹی گواہی دینا اور راستہ لوٹنا جھوٹی قسم کھانا اور بے عذر گواہی نہیں دینا اور مردوں اور عورتوں کے درمیان جدائی کی غرض سے جھگڑا اور لڑائی لگانا اور عورتوں پر شوہروں کا ظلم کرنا اور عورتیں بے خاوندوں کے خلاف مرضی چلنا اور عصمت دار عورتوں کو زنا کی گالیان دینا گناہ عظیم ہیں اور مال رشوت سے حاصل کرنا چہرہ حدیث شریف میں لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونوں ہی پر نہیں بلکہ راشی پر ہی آئی ہے۔ راشی رشوت دہندہ کو کہتے ہیں اور مرتشی وہ شخص جو بیوسے اور راشی وہ جو دلوئے دیکھئے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے۔

کہ باکہ باختہ عشق در شب بکجور

بوقت صبح شود ہجور و ز معلومت

اور افسام ظلم سے ایک وہ ہے جس کا ضرر عامہ مخلوق الہی کو پہنچتا ہے دوسرے وہ ہو سکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہوے۔

قسم اول۔ کے بہت سے انواع ہیں جن میں سے دو اہم الٰہدیہ ناظرین سکے جاتے ہیں۔

اول۔ گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکھنا اور بہاؤ کے گران ہونے کا منتظر رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام میں داخل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح وہ چیزیں جو غذا پر مددگار ہوتی ہیں جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی چیزیں جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہو جاتی ہیں گو ہمیشہ ان کو غذا نہیں کر سکتے بعض اہل علم نے ان اشبار کو بھی شامل کر دیا ہے اور گہی اور شہد

اور شیر اور پنیر اور زیتون کے تیل یا جو اس طرح کی چیزیں ہوں سب کے روکنے کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہیں چیزوں کے روکنے میں خلافت غلہ کے قباحت نہیں خیال کی گئی ہے۔

مگر ایام خشک سالی میں ان چیزوں کا روک رکھنا بھی ضرر عام خیال کیا جاسکتا ہے تو یہ بھی ایک قسم ظلم کی تصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح جو چیز اسکی تمہید اور آغاز پڑے ممنوع ہے۔

دوم۔ انواع ضرر عام کے نقد میں کہوٹے روپیوں کا رواج دینا بھی قسم ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کہوٹا جو وقت تک چلتا رہیگا اور ضرر نفاذ برابر پہلیتا رہیگا اسوقت تک سب کا وبال اور بار گناہ اسی کے گردن پر ہوگا جس نے کہوٹے دام بنایا اور جان بوجھ کے چلایا۔

سہم دوم۔ ظلم کی وہی ہو سکتی ہے جبکا ضرر خاص اہل معاملہ کو پہونچتا ہے تو ضمنی باتوں سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم میں داخل ہیں۔

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہونچایا جائے قول سے ہو یا فعل سے اور اس امر میں قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے یہی وہی بات چاہئے جو اپنے لئے چاہتا ہو سہ ہر جہ پر خود نہ پسندی بردگیران پسند۔

اور حصول معاش کیلئے عقلاً کے نزدیک تین ذرائع اعلیٰ ہیں۔

اول زراعت۔ دوم تجارت۔ سوم صنعت۔ ان تین

میں سے اعلیٰ تر زراعت ہے پھر تجارت اور پھر صنعت ان کے پیدا کرنے اور حصول اموال کے لئے انسان کو تین قسم کے اسوال سے اجتناب کرنا ایک لازم

اول۔ وہ مال جو حیلہ اور مکر و فریب و دغا بازی اور رشوت ستانی و دزدی اور دروغ حلفی قمار بازی ظلم یا ادا و ظلم سے حاصل ہو۔

دوہم۔ ایسی دولت سے اہتہ اوٹھانا چاہیے جو حرکات تمسخر اور خدمات اراذل سے فراہم ہو۔

سوم۔ ایسے مال کی خواہش نہ کرنا چاہیے جو ضائع ناملاہم سے میرا سے اور ضائع ناملاہم کی تین قسمیں ہیں۔

قسم اول۔ کسی ایسی صفت کا عمل میں لانا جو باعث ایذا اور ضرر رسانی عوام ہو مثلاً سحر اور پیشہ کیمیا گری و جھگی اور شہدہ بازی۔ عریضہ جونی وغیرہ۔

قسم دوم۔ ایسی صفت جو تہذیب اور متانت انسانی میں داغ لگاتی ہو مثلاً مسخرگی۔ اور قمار بازی و مطربی اور رقاصی و زنا و لواطت وغیرہ۔

قسم سوم۔ وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً سینہ پشی و شراب و ناثری و عینہ جو زیادہ تر قبیح ہو سکتی ہے اور جس کا خراب اثر مخلوق الہی کو مفرت رسان ہوتا ہے۔

اسکی طرح صنعت شریفہ جو شرنا اور عقلا کیلئے ہے اسکی بھی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم۔ جن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دوزندیشی و صواب را سے تمام اپنے کام عمدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ۔

دوسری قسم۔ جن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن بدن کو اسکا ظاہر کرنے میں دخل ہے مثلاً کتابت و مساحت و درس و تدریس نظم و شریعت

تیسری قسم۔ جن قوت جسکو شجاعت و قوت اعضا سے تعلق ہے مثلاً

سپاہرئی شکر کشی و ضبط حد ملک و غیرہ۔

کام وہ کرتا ہے دانا اختیار	اے جو دنیا و دین میں او سکے کام
جس سے کہلائے سدا وہ نیک مر	نیک خوئے و نیک رو و نیک مر

اور تمامی پیشوں میں بعض ضروری اور بعض غیر ضروری ہیں۔

غیر ضروری مثل زرگری اور نقاشی و مصوری وغیرہ۔

اور ضروری مثل پارچہ بافی و طباطبائی اور کفش دوزی و خیاطی اور زراعت و تجارت و آہنگری و بخاری وغیرہ یہ سب صنعتیں امور عالم کے نظام کے لئے ضروری ہیں۔ بہر حال انسان اپنے ایام زندگی خوش معاملگی سے بسر کرے۔

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طینت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب و تاب ایسی پائیدار اور زرقی پذیر ہے کہ روز بروز اسکی جلا بڑھائی کی کوشش کیا کرنی ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو صفائی اور ایمانداری کے ساتھ طے کر دینا داخل و استعدادی و راستبازی سمجھتا ہے اس کا یہ طریقہ تمام عالم میں مشہور ہو جاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل میں اپنی نیک نامی کا مسکن و بیکتر ہے اور تمام لوگ اسکی بہبود کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو شخص اپنی اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکھتا ہے وہ شخص اسکی نظر میں ہمیشہ ایک بزرگ اور قابلِ تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی نصیب کے وقت میں اسکو ایک پتہ بہرہ دار کے مانند اپنی شریک حال پاتا ہے۔ خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جکا مزہ ہر وقت زبان و لکویا در رہتا ہے اور اس

لطف اٹھائیو الا شخص کبھی بد معاملگی کے جانب جھکنے کا نام ہی نہیں لینا کیونکہ ایک صفائی
 پسند دل کہ ورت آئینہ خیال کی طرف جھکنا ہی نہیں چاہتا جیسے صاف ہوتا ہو پانی کسی
 گندگی کے پڑ جانے سے خود گندہ نہیں ہوتا بلکہ اسی گندہ چیز کو بہا کر دور پھینک دیتا ہے اور
 اور آپ بذات خود ویسا ہی صاف ستھرا اس سے الگ ہو جاتا ہے خوش معاملگی کی
 قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جبکا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی
 بناد ٹون کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ جن ملکوں کے باشندے اپنے باہمی معاملات
 میں خوش معاملگی کا برتاؤ عمل میں لاتے ہیں وہاں اس دستور کی مدد سے اتفاق
 ملکی و سہر دی و قومی اتحاد کو روز بروز ایک نمایاں ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمیشہ
 آتش رشک و حسد پر اوس پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ داروں کے باہم صورت
 مناقشہ پیدا ہی نہیں ہوتی۔ دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو
 ایک دنیاوی درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچا دیتی ہے۔ دیکھا اور سنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت
 اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے ذرا ذرا سے چھوٹے کارخانوں کو ایسا عظیم الشان
 اور قابل تعریف بنا دیا کہ سبحان اللہ! آخر اسکا سبب کہاں سرائیہ قلیل کی ابتدائی حالت
 کہاں قلیل ہے زمانے کے بعد نفع کثیری صورت سے یہ بین تفاوت رہ از کجا ستابجا
 اس ترقی و کامیابی کا باعث اگر تیر سیر کوئی غیر سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی
 ہی تھی جس نے ایک عالم کو انکی طرف جھکنے کی ترغیب دی اور جس نے داد و ستد کا معاملہ پیدا
 کر نیکی لے ایک دنیا کو رجوع کروایا۔ جس کارخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوئے نظر پڑتا
 ہے پھر اوسکی بلند رنگی و ترقی میں کون شک کر سکتا ہے دیکھتے اور سکتے ہیں کہ زیادہ تر
 کارخانے بامید نفع کثیر قائم کئے جاتے ہیں مگر جہاں خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخر کو ایک کم حیثیت کارخانوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور بجائے نفع کثیر نقصان کبیر اٹھاتے اٹھاتے کالعدم ہو جاتے ہیں۔ فی الواقع خوش معاملگی دنیاوی کاروبار کو ترقی کی حالت میں لانے کے لئے ایک جزو اعظم ہے۔ کچھ یہی ضرور نہیں ہے کہ انسان اپنے امین دین ہی کے حساب میں خوش معاملگی کا برتاؤ کرے بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں اسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ خوش معاملگی کی ہر کام میں ضرورت ہے۔ جو لوگ خوش معاملہ ہیں وہ ہمیشہ کم و فزیب سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور ان کے مزاج میں انصاف پسندی و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے انتظام دنیا داری کے کام میں ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاؤ رکھنے کی ضرورت ایک امر لایہدی ہے اور جہاں دو فریق میں سے ایک کو بھی بد معاملگی کی طرف رجحان ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آجائیں گی اور بجائے اسکے کہ انسان ایسی معاملہ داری سے خوش ہوا اپنی حالت اور اپنی شخصیت پر خود تاسف کرے گا کہ میں نے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا جس نے میری خوش معاملگی کی بھی اولٹی قدر کی۔ جہاں انسان کی بد معاملگی ایک مرتبہ جانچ ہو جاتی ہے بارشانی اسکی طرف کوئی خیال اور لوگوں کے دلوں میں جو معاملہ سے واقف ہوتے جاتے ہیں جاگزین ہو جاتا ہے اور پہر ایک وقت ایسا درپیش آ جاتا ہے کہ اُس شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور کبھی اسکے ساتھ کوئی معاملہ کرنا عار سمجھتے ہیں اس ثابت ہو سکتا ہے کہ انسان بد معاملگی سے عبرت کھینچے نام کا رہ جاتا ہے اور خوش معاملگی سے تمام حیات ستار کا زمانہ بخوشی بسر کر سکتا ہے۔

المتمم انسان کو چاہیے کہ اپنی قوت تمیز اور شہوت و غضب کا استعمال جو عدل اور انصاف کے برخلاف نکرے۔

اور قوت خیال باتمیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تمیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک و ذریعہ سے انسان کہانے پینے اور علاج کی طرف مائل ہو جاتا ہے اسکا نام قوت مشہوت یا خواہشیں کہلاتی ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رتبہ کے بڑا مانتے مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے پروردگار عالم نے ان تینوں میں سے دو قوتیں خواہش و غضب کے حیوانوں کو دین بخیر قوت تمیز کے کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تمیز کے درجہ اوسط کے استعمال سے علم کی نفسیت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے غفلت مائل ہوتی ہے اور فاضل کو شجاع اور عقیف و حکیم کہتے ہیں اور ان تینوں قوتوں کے اصلاح کرنے والوں کو عادل اور اس کے فعل کو عدل یا عدالت بولتے ہیں اسلئے کہ عدالت کے معنی برابر کرنا ہیں جب تک کہ یہ تینوں قوتیں برابر نہ ہوں گے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہ ہو سکے گا اور عدل و انصاف کی میزان میں نہ تو لا جائیگا۔

قوت شہوت سے تیرے کاروبار
اور غضب سے باعث غرور و قار
عدل و انصاف سے اعتراف

بیک انجام پاتے ہیں مدام
عقل سے ہر نیک و بد کی ہر تمیز
لیکن استعمال کیا چاہئے



بسم الرحمن الرحیم

حصہ چہم

تاریخ جدولہ شاہان عرب و عجم و ہندوکن

مخفی نہ ہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے
سند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے رونق دی شہر کوفہ کے عام خاص
بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ہجری سجد کوفہ میں جمع ہوئے
اور جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ پڑھا اسی درمیان میں حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو یہ نبیرہ رسول اللہ
اور فرزند خلیفہ چہارم ہیں مگر لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار ہزار کو فیوں کے
جو اسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جسکی تعداد رفتہ رفتہ چالیس ہزار ہوگی

مگر آپ کو اپنے ناناکے وہ حدیث یاد تھی جس میں ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک
 رہے گی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؑ کے باقی رہ گئی تھی اسلئے چھ
 مہینے خلافت کرنے کے بعد بارامارت امیر معاویہ کے سپرد کر کے غایت و زاویہ تنہائی
 اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب خیر شہادت امیر المؤمنین
 سیدنا حضرت علیؑ علیہ السلام اور بیت سیدت حضرت ام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہ کو پہنچی
 امیر معاویہ نے بمقتضائے بشریت خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی اور ہر جناب امام حسن علیہ السلام
 سمعہ چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافہ کوفہ سے باہر تشریف لائے اور اس گروہ پر شکوہ
 کے علاوہ حاکمان عجم و عرب کو بھی جمع کیا جانہیں سے لشکر صف آرا ہوئے ہوزارش
 قتال بلند ہونے پائی تھی کہ امیر معاویہ نے بصلاح عمر بن عاصؓ حضرت امام حسن علیہ السلام
 کی خدمت میں بوساطت سفراء عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا ہو جب اس حدیث
 رسالت پناہی کے گزر گیا الملافۃ ثلاثون عاماً ثم یكون بعد ذلك الملك یعنی
 خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پھر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنی سلطنت ظاہریہ)
 اسلئے آپ حکومت ظاہریہ براہ کرم مجھ کو مرحمت فرمائیں جب یہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام
 نے سنا اسی وقت آپ کو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرمؐ کی یاد آگئی جو آپ کی شان میں
 اپنے اصحاب سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا فرزند و بزرگ گروہ مسلمانوں میں صلح
 کرا لیگا چنانچہ اوسکے مطابق عمل فرمایا۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے ہنگام تفویض سلطنت ظاہری امیر معاویہ کو کہا کہ اے
 امیر مجھ نے تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل کتاب و سنت رسول اللہ
 و سیرت خلفائے راشدین رہنا اور بعد اپنے امیر حکومت مسلمانوں کی اسے پر چھوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرائط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کو فہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور استحکام بنیان شریعت مصطفویٰ اور اثبات احکام طریقت نبوی میں سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت و سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف کہتے ہیں کثرت سے لوگوں کو تعلیم و تفہیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب لاک کے معنی بیان کرتے اور گمراہان کو فی خلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک نے واسطے برات و امن نبوت کے کوٹ نہمت سے اہل بیت رسالت میں سلطنت ظاہریہ کو رکھا کہ اہل بیت سبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے محروم رہیں انکا پورا حصہ اوسے دیکے لیے رکھا گیا ہے جس دن سارے روئے زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ سید الشیاب اہل الجنة اس پر دلیل روشن ہے۔

المنہقر اسلام میں سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق دی وہ امیر معاویہ ہیں آپ دراز قد گو رہے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تھے چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکھ کر فرماتے تھے کہ یہ شخص عرب کا کسریٰ ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ اکثر فرماتے تھے کہ معاویہ کی امارت کو بُرا نہ جانو اگر تم نے اوسکو ہاتھ نہ کہو دیا تو بیشک لوگوں کے سروں کو اونکے کہند ہون سے گرتے ہوئے دیکھو گے اور معتبری کا قول ہے کہ تم ہر قل اور کسریٰ کی زیر کی کو دیکھتے ہو اور معاویہ کو چوڑھ دیتے ہو امیر معاویہ بروباری میں ضرب المثل تھے۔ ابن عون کہتے ہیں کہ آدمی امیر معاویہ سے کہہ لیتا تھا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتھ سید ہے ہو جاؤ گے یا ہم تمکو

معاویہ کا خطاب
جو ان کو فرماتا تھا

ہم سید ہا کر لینگے آپ کہتے کس چیز سے سید ہا کر لو گے وہ کہتا لکڑی کے بل آپ
کہتے ہاں تو ہم ضرور سید ہے ہو جائینگے۔ الغرض جب امیر المومنین یا رغار سلطان بنی
حضرت رسول اقصیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر جانب شام روانہ فرمایا تھا امیر
معاویہ ہی اپنے بہائی نیز مدین ابوسفیان کے ہمراہ گئے جب اون کے بہائی نے
انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے
عادل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ
عنہما میں یہی کمال و برقرار رہے۔ اور کعبہ لاخیار کا قول ہے کہ اس امت میں
ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہ ہوگا جیسے امیر معاویہ ہوئے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر
معاویہ بیس برس امیر رہے اور رومی زمین پر کوئی اون کا مقابل نہ تھا۔ چنانچہ
سلطنت میں رجم وغیرہ بلاد ہستان اور دوان اقلیم سرقہ اور کوزائی ممالک
سوڈان فتح کیا اور شام میں قیقان اور شام میں قہستان فتح ہوا اور آپ کے
وفات کے بعد خاندان بنی امیہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور اون کی اختتام
کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر متمکن ہوئے اسما بقید تاریخ
ولادت و جلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل میں
ہدیہ ناظرین ہیں۔



نقشہ اول نامہ خلفاء و مشق خلفاء بنی امیہ

نمبر	نام شاہان	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	کفایت
۱	ابو معاویہ بن سفیان بن حرب بن امیہ بن عبدالمطلب بن عبدالمطلب	۶۰۰ سال ۹۰۰ ہجری	۶۸۰ سال ۱۰ ہجری	کفایت
۲	یزید بن معاویہ	۶۰۰ سال ۹۰۰ ہجری	۶۸۰ سال ۱۰ ہجری	کفایت
۳	معاویہ بن یزید	۶۰۰ سال ۹۰۰ ہجری	۶۸۰ سال ۱۰ ہجری	کفایت
۴	مروان بن حکم بن ابی سفیان بن عبدالمطلب بن عبدالمطلب	۶۰۰ سال ۹۰۰ ہجری	۶۸۰ سال ۱۰ ہجری	کفایت
۵	عبدالملک بن مروان	۶۰۰ سال ۹۰۰ ہجری	۶۸۰ سال ۱۰ ہجری	کفایت
۶	ابوالعباس ولید بن عبدالملک	۶۰۰ سال ۹۰۰ ہجری	۶۸۰ سال ۱۰ ہجری	کفایت

نقشہ دوم نامہا خلفاء اسپین

اسپین میں اہل اسلام کے چار عہد ہوئے عہد اول ۲۱۱ و ۲۱۳ طارق سے شروع ہوا جو پنجم ربیع الثانی ۲۱۳ء سے اپریل ۲۱۸ء تک تھا اس عہد میں (۲۱) امیر منبٹوری والیان افریقہ و مصر ہوئے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تھا عہد دوم دسمبر ۲۱۸ء سے ۲۲۶ء تک رہا بموجب کتاب سبکو پنڈیا جس میں جس ذیل خلیفہ کی بعد دیگرے جانشین ہوا کئے ہیں۔

۱	عبد الرحمن بن سادہ بن ہشام بن عبد الملک	۲۱۱ء	۲۱۳ء	۲۱۵ء	یہ بڑا عمدہ اور متعلم تہذیبین بڑی حلیم مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد ہو گیا علوم و فنون کی ترقی دی۔
۲	ہشام بن عبد الرحمن لقب بہ راضی	۲۱۵ء	۲۱۷ء	۲۱۹ء	اس نے دیکھ کر کہ وہ بہت ہی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت میں لایا
۳	حکم بن شہام بن عبد الرحمن بن ابو العاص	۲۱۹ء	۲۲۱ء	۲۲۳ء	یہ بڑا سخت مزاج تھا اور رعایا تمام ناراض تھی۔
۴	عبد الرحمن بن حکم بن ہشام	۲۲۳ء	۲۲۵ء	۲۲۷ء	یہ بڑا عمدہ انتظام کیا لباس طریکو کیا دارالعرف جانی کیا جو علوم و فنون کو ترقی دی فلسفہ کا کاروبار
۵	محمد عبد الرحمن دوم بن حکم	۲۲۷ء	۲۲۹ء	۲۳۱ء	اس کے وقت اکثر ممالک غیر منظم ہو گئے اور سبب خدرو فساد اندرونی رعایا رعایا کو صیانت کو موتم ملا اس کی خوب تائید باؤن تھی۔
۶	محمد بن محمد بن عبد الرحمن ثانی	۲۳۱ء	۲۳۳ء	۲۳۵ء	انتظام سلطنت نہ ہو سکی۔

۷	عبدالرحمن دوم	۲۷۶ سال سنہ ۱۱۷۱	بڑا عالم اور بہادر و جواد و خیر تھا۔
۸	عبدالرحمن سوم بن محمد بن عبدالرحمن	۱۳۰۰ سال سنہ ۱۲۵۰	یہ بڑا بیدار و مفاد و صاحب عدالت و عاقل و دروہ تھا اور ملک کو وسعت دی اور آباد کیا۔
۹	حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۱۳۵۰ سال سنہ ۱۳۰۰	ترقی علوم و فنون کی گئی اور دوسرے مہنویا اور ایک بڑا کتب خانہ دیکھا جاتا۔
۱۰	شہام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۱۴۰۰ سال سنہ ۱۳۵۰	
۱۱	محمد دوم بن شہام بن عبدالرحمن بن عبدالرحمن سوم	۱۴۵۰ سال سنہ ۱۴۰۰	
۱۲	سلیمان بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۱۵۰۰ سال سنہ ۱۴۵۰	
۱۳	عبدالرحمن چہارم ملقب بہ سقیا	۱۵۵۰ سال سنہ ۱۵۰۰	
۱۴	عبدالرحمن پنجم	۱۶۰۰ سال سنہ ۱۵۵۰	
۱۵	محمد سوم	۱۶۵۰ سال سنہ ۱۶۰۰	
۱۶	شہام سوم	۱۷۰۰ سال سنہ ۱۶۵۰	

عہد سوم جو ۱۰۳۱ھ سے ۱۲۳۸ھ تک تباہیں طوایف ملوکی ہی اس عہد میں سلطنت مرابطین ہوئی اور

چوتھا عہد۔ صرف سلطنت غناطہ سے متعلق ہے اور یہ سلطنت ۱۲۳۹ء سے ۱۲۹۲ء تک قائم رہی اور (۱۹) بادشاہ اس سلطنت میں ہوئے ۱۲۹۲ء میں تمام اندلس میں عیسائی بادشاہت ہو گئی۔

نقشہ سوم متعلق خلفاء بغداد والی سلطنت بنی عباس

نشان سلطنت	تاریخ ولادت	سنہ حاکمیت	سنہ وفات	سبب مرگ	جائے دفن
۱	۲	۱۰۰	۲۰۸	۵	۶
۱	عبد اللہ السفاح بن محمد بن علی بن ابی جعفر	۲۰۸	۲۴۹	۵	۶
۲	ابو جعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی	۲۴۹	۲۵۹	۵	۶
۳	ابو عبد اللہ محمد المہدی بن منصور	۲۵۹	۲۶۵	۵	۶
۴	ابو محمد موسیٰ الباقی بن ہشام	۲۶۵	۲۷۱	۵	۶
۵	ہارون رشید بن محمد	۲۷۱	۲۸۱	۵	۶

[illegible]

۲۶	ابو جعفر عبد الله طعقب بامر القاسم بامر الله عمر ۲۵	الشمس	۴۶ سال ۳۵۶	۱۲ شعبان ۳۵۳	تفا	.
۲۷	ابو القاسم عبد الله المقتدى بامر الله محمد قاسم بامر الله عمر ۳۴	الشمس	۳۵ سال ۳۵۶	۱۳ شعبان ۳۵۳	مرگ سفاحات	بند راه
۲۸	ابو العباس احمد المستظهر بالله بن عمر ۲۴	۲۰ شوال ۳۵۳	۴۱ سال ۳۵۶ و ۳۵۷	۱۳ ربيع الاول ۳۵۳	تفا	.
۲۹	ابو المنصور الفضل شاه بالله بن عمر ۲۴	۱۹ ربيع الاول ۳۵۳	۳۳ سال ۳۵۶	۲۴ ربيع الاول ۳۵۳	قتل کربکيا	.
۳۰	ابو جعفر شاه بالله بن عمر ۲۹	الشمس	۲۸ سال ۳۵۶	۱۶ ذی قعدة ۳۵۳	۵	برون آهنگان
۳۱	ابو عبد الله محمد شمس بامر الله بن عمر ۲۸	الشمس	۴۴ سال ۳۵۶	۱۸ ذی قعدة ۳۵۳	.	بند راه
۳۲	ابو المظفر يوسف المستظهر بالله بن عمر ۳۱	الکاهن	۴۴ سال ۳۵۶	۲ ربيع الاول ۳۵۳	تفا	.
۳۳	ابو محمد الحسن المصطفی بامر الله بن عمر ۳۲	الشمس	۳۵ سال ۳۵۶	۱۹ ربيع الاول ۳۵۳	.	.
۳۴	العباس احمد الناصر عبد بن عمر ۳۳	۱۰ ربيع الاول ۳۵۳	۴۹ سال ۳۵۶	۲۲ رمضان ۳۵۳	.	.

۳۵	ابو الفرج محمد الطاهر بن راشد بن نمبر ۲۵	۱۲۵۵	۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال
۳۶	ابو جعفر منصور المستنصر بالله بن نمبر ۳۵	۱۲۵۵	۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال
۳۷	ابو احمد عبد الله المستعصم بالله بن نمبر ۳۶	۱۲۵۵	۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال

نقشه چهارم متعلقه خلفاء مصر و غیره جو بر آن نام خلیفه
خبر سلطنت کے کچھ حکام کا نام لکھا گیا ہے
وغیرہ کی طرف سے خلیفہ کی گئی ہے

۱	ابو القاسم احمد طیب بالمستعبر بالله بن نمبر ۳۷ منقطعاً	۱۲۵۵	۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال
۲	ابو العباس احمد الحاکم بالمراقد بن محمد بن بن یحییٰ بن ابی بکر بن بن یحییٰ بن ابی بکر بن	۱۲۵۵	۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال
۳	ابو البرقع سلیمان بالله بن نمبر ۳۸	۱۲۵۵	۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال	۱۲۵۵ سال ۱۲۵۵ سال

۴	ابراہیم بن محمد بن نمبر ۲	.	.	۴۴۸ھ شعبان	۱۲ سال ۴۴۸ھ	۳۰ دی ۴۴۸ھ	سندول ہوک	.
۵	احمد حاکم بامر اللہ بن نمبر ۳	.	.	۴۴۸ھ مجموع	۱۲ سال ۴۴۸ھ	۴۴۸ھ	قصار	.
۶	ابوبکر المعتض بالله بن نمبر ۳	.	.	۴۴۸ھ سنة	۹ سال	۴۴۸ھ	"	.
۷	ابو عبد اللہ محمد بالتوکل علی اللہ بن نمبر ۷	.	.	۴۴۸ھ سنة	۵ سال	۴۴۸ھ	"	.
۸	ابو الفضل العباس المستعین بالله بن نمبر ۸	.	.	۴۴۸ھ سنة	۱۲ سال ۴۴۸ھ	۴۴۸ھ	خلف ہوک	.
۹	ابو الفتح وادود المعتض باللہ بن نمبر ۹	.	.	۴۴۸ھ سنة	۲۲ سال	۴۴۸ھ	نفاکے	.
۱۰	الواہد بن سلیمان المستغنی بالله بن نمبر ۱۰	.	.	۴۴۸ھ سنة	۹ سال ۴۴۸ھ	۴۴۸ھ	"	.
۱۱	ابو البقاخمة النعمان بامر اللہ بن نمبر ۱۱	.	.	۴۴۸ھ سنة	۴ سال ۴۴۸ھ	۴۴۸ھ	"	.
۱۲	ابو الحسن یوسف المستعد بالله بن نمبر ۱۲	.	.	۴۴۸ھ سنة	۲۵ سال	۴۴۸ھ	فاج کرکے	خوار شہید

ملاقات ہوئی جو بلا و فرمان کے باوجود شاہ تھے اور شہر قوشینہ کو اور ہونو نے اپنا اور سلطنت
 قرار دیا تھا سلطان نے انکی سبے نہایت تعظیم اور ترقی کی اور یہ دونوں بہائی قرہ حصہ
 و بیکیل کے درمیان افاست گزین ہوئے چونکہ مرد دلاور اور سپاہ منشن و بہادر
 تھے حضور صاحبک و جدال میں ارطغرل نے ششہ ہجری میں وفات پائی اور انکے
 فرزند عثمان جو ششہ ہجری میں پیدا ہوئے تھے شاہ علاء الدین سلجوقی کے یہاں
 بسپہ سرداری لشکر پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے بڑی و کھلی امور اس
 کا اختیار بھی انکے سپرد ہو گیا اور وہ اپنے آقا ولی نعمت کے ہمراہ بہت بڑے
 سرکون میں ثابت قدم اور مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت کے
 روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطاب سے مخاطب ہوئے
 ۶۹۹ھ میں علاء الدین سلجوقی نے تاتاریوں سے شکست کھائی اور اوسے زمانہ میں
 وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعهد نہ تھا اور کل رعایا و سپاہ
 عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب بالائتفاق انکو تخت نشین کیا اور سلطان
 علاء الدین کی دختر سے ہی انکے ساتھ شادی ہو گئی۔ چنانچہ اب تک تباہ و سلطنت
 عثمانیہ بفضل اللہ قسطنطنیہ میں قائم اور لمبار و ماواسے اور مرج دیں و اسلام
 ہے۔ جسکے اسلوب و نقشہ ذیل ہیں۔

نقشہ پنجم متعلقہ سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ

عثمان بن ارطغرل	۶۹۹ھ	۷۱۹ھ	۷۲۷ھ	۷۳۵ھ	۷۴۳ھ	۷۵۱ھ	۷۵۹ھ	۷۶۷ھ	۷۷۵ھ	۷۸۳ھ	۷۹۱ھ	۷۹۹ھ	۸۰۷ھ	۸۱۵ھ	۸۲۳ھ	۸۳۱ھ	۸۳۹ھ	۸۴۷ھ	۸۵۵ھ	۸۶۳ھ	۸۷۱ھ	۸۷۹ھ	۸۸۷ھ	۸۹۵ھ	۹۰۳ھ	۹۱۱ھ	۹۱۹ھ	۹۲۷ھ	۹۳۵ھ	۹۴۳ھ	۹۵۱ھ	۹۵۹ھ	۹۶۷ھ	۹۷۵ھ	۹۸۳ھ	۹۹۱ھ	۹۹۹ھ	۱۰۰۷ھ	۱۰۱۵ھ	۱۰۲۳ھ	۱۰۳۱ھ	۱۰۳۹ھ	۱۰۴۷ھ	۱۰۵۵ھ	۱۰۶۳ھ	۱۰۷۱ھ	۱۰۷۹ھ	۱۰۸۷ھ	۱۰۹۵ھ	۱۱۰۳ھ	۱۱۱۱ھ	۱۱۱۹ھ	۱۱۲۷ھ	۱۱۳۵ھ	۱۱۴۳ھ	۱۱۵۱ھ	۱۱۵۹ھ	۱۱۶۷ھ	۱۱۷۵ھ	۱۱۸۳ھ	۱۱۹۱ھ	۱۱۹۹ھ	۱۲۰۷ھ	۱۲۱۵ھ	۱۲۲۳ھ	۱۲۳۱ھ	۱۲۳۹ھ	۱۲۴۷ھ	۱۲۵۵ھ	۱۲۶۳ھ	۱۲۷۱ھ	۱۲۷۹ھ	۱۲۸۷ھ	۱۲۹۵ھ	۱۳۰۳ھ	۱۳۱۱ھ	۱۳۱۹ھ	۱۳۲۷ھ	۱۳۳۵ھ	۱۳۴۳ھ	۱۳۵۱ھ	۱۳۵۹ھ	۱۳۶۷ھ	۱۳۷۵ھ	۱۳۸۳ھ	۱۳۹۱ھ	۱۳۹۹ھ	۱۴۰۷ھ	۱۴۱۵ھ	۱۴۲۳ھ	۱۴۳۱ھ	۱۴۳۹ھ	۱۴۴۷ھ	۱۴۵۵ھ	۱۴۶۳ھ	۱۴۷۱ھ	۱۴۷۹ھ	۱۴۸۷ھ	۱۴۹۵ھ	۱۵۰۳ھ	۱۵۱۱ھ	۱۵۱۹ھ	۱۵۲۷ھ	۱۵۳۵ھ	۱۵۴۳ھ	۱۵۵۱ھ	۱۵۵۹ھ	۱۵۶۷ھ	۱۵۷۵ھ	۱۵۸۳ھ	۱۵۹۱ھ	۱۵۹۹ھ	۱۶۰۷ھ	۱۶۱۵ھ	۱۶۲۳ھ	۱۶۳۱ھ	۱۶۳۹ھ	۱۶۴۷ھ	۱۶۵۵ھ	۱۶۶۳ھ	۱۶۷۱ھ	۱۶۷۹ھ	۱۶۸۷ھ	۱۶۹۵ھ	۱۷۰۳ھ	۱۷۱۱ھ	۱۷۱۹ھ	۱۷۲۷ھ	۱۷۳۵ھ	۱۷۴۳ھ	۱۷۵۱ھ	۱۷۵۹ھ	۱۷۶۷ھ	۱۷۷۵ھ	۱۷۸۳ھ	۱۷۹۱ھ	۱۷۹۹ھ	۱۸۰۷ھ	۱۸۱۵ھ	۱۸۲۳ھ	۱۸۳۱ھ	۱۸۳۹ھ	۱۸۴۷ھ	۱۸۵۵ھ	۱۸۶۳ھ	۱۸۷۱ھ	۱۸۷۹ھ	۱۸۸۷ھ	۱۸۹۵ھ	۱۹۰۳ھ	۱۹۱۱ھ	۱۹۱۹ھ	۱۹۲۷ھ	۱۹۳۵ھ	۱۹۴۳ھ	۱۹۵۱ھ	۱۹۵۹ھ	۱۹۶۷ھ	۱۹۷۵ھ	۱۹۸۳ھ	۱۹۹۱ھ	۱۹۹۹ھ	۲۰۰۷ھ	۲۰۱۵ھ	۲۰۲۳ھ	۲۰۳۱ھ	۲۰۳۹ھ	۲۰۴۷ھ	۲۰۵۵ھ	۲۰۶۳ھ	۲۰۷۱ھ	۲۰۷۹ھ	۲۰۸۷ھ	۲۰۹۵ھ	۲۱۰۳ھ	۲۱۱۱ھ	۲۱۱۹ھ	۲۱۲۷ھ	۲۱۳۵ھ	۲۱۴۳ھ	۲۱۵۱ھ	۲۱۵۹ھ	۲۱۶۷ھ	۲۱۷۵ھ	۲۱۸۳ھ	۲۱۹۱ھ	۲۱۹۹ھ	۲۲۰۷ھ	۲۲۱۵ھ	۲۲۲۳ھ	۲۲۳۱ھ	۲۲۳۹ھ	۲۲۴۷ھ	۲۲۵۵ھ	۲۲۶۳ھ	۲۲۷۱ھ	۲۲۷۹ھ	۲۲۸۷ھ	۲۲۹۵ھ	۲۳۰۳ھ	۲۳۱۱ھ	۲۳۱۹ھ	۲۳۲۷ھ	۲۳۳۵ھ	۲۳۴۳ھ	۲۳۵۱ھ	۲۳۵۹ھ	۲۳۶۷ھ	۲۳۷۵ھ	۲۳۸۳ھ	۲۳۹۱ھ	۲۳۹۹ھ	۲۴۰۷ھ	۲۴۱۵ھ	۲۴۲۳ھ	۲۴۳۱ھ	۲۴۳۹ھ	۲۴۴۷ھ	۲۴۵۵ھ	۲۴۶۳ھ	۲۴۷۱ھ	۲۴۷۹ھ	۲۴۸۷ھ	۲۴۹۵ھ	۲۵۰۳ھ	۲۵۱۱ھ	۲۵۱۹ھ	۲۵۲۷ھ	۲۵۳۵ھ	۲۵۴۳ھ	۲۵۵۱ھ	۲۵۵۹ھ	۲۵۶۷ھ	۲۵۷۵ھ	۲۵۸۳ھ	۲۵۹۱ھ	۲۵۹۹ھ	۲۶۰۷ھ	۲۶۱۵ھ	۲۶۲۳ھ	۲۶۳۱ھ	۲۶۳۹ھ	۲۶۴۷ھ	۲۶۵۵ھ	۲۶۶۳ھ	۲۶۷۱ھ	۲۶۷۹ھ	۲۶۸۷ھ	۲۶۹۵ھ	۲۷۰۳ھ	۲۷۱۱ھ	۲۷۱۹ھ	۲۷۲۷ھ	۲۷۳۵ھ	۲۷۴۳ھ	۲۷۵۱ھ	۲۷۵۹ھ	۲۷۶۷ھ	۲۷۷۵ھ	۲۷۸۳ھ	۲۷۹۱ھ	۲۷۹۹ھ	۲۸۰۷ھ	۲۸۱۵ھ	۲۸۲۳ھ	۲۸۳۱ھ	۲۸۳۹ھ	۲۸۴۷ھ	۲۸۵۵ھ	۲۸۶۳ھ	۲۸۷۱ھ	۲۸۷۹ھ	۲۸۸۷ھ	۲۸۹۵ھ	۲۹۰۳ھ	۲۹۱۱ھ	۲۹۱۹ھ	۲۹۲۷ھ	۲۹۳۵ھ	۲۹۴۳ھ	۲۹۵۱ھ	۲۹۵۹ھ	۲۹۶۷ھ	۲۹۷۵ھ	۲۹۸۳ھ	۲۹۹۱ھ	۲۹۹۹ھ	۳۰۰۷ھ	۳۰۱۵ھ	۳۰۲۳ھ	۳۰۳۱ھ	۳۰۳۹ھ	۳۰۴۷ھ	۳۰۵۵ھ	۳۰۶۳ھ	۳۰۷۱ھ	۳۰۷۹ھ	۳۰۸۷ھ	۳۰۹۵ھ	۳۱۰۳ھ	۳۱۱۱ھ	۳۱۱۹ھ	۳۱۲۷ھ	۳۱۳۵ھ	۳۱۴۳ھ	۳۱۵۱ھ	۳۱۵۹ھ	۳۱۶۷ھ	۳۱۷۵ھ	۳۱۸۳ھ	۳۱۹۱ھ	۳۱۹۹ھ	۳۲۰۷ھ	۳۲۱۵ھ	۳۲۲۳ھ	۳۲۳۱ھ	۳۲۳۹ھ	۳۲۴۷ھ	۳۲۵۵ھ	۳۲۶۳ھ	۳۲۷۱ھ	۳۲۷۹ھ	۳۲۸۷ھ	۳۲۹۵ھ	۳۳۰۳ھ	۳۳۱۱ھ	۳۳۱۹ھ	۳۳۲۷ھ	۳۳۳۵ھ	۳۳۴۳ھ	۳۳۵۱ھ	۳۳۵۹ھ	۳۳۶۷ھ	۳۳۷۵ھ	۳۳۸۳ھ	۳۳۹۱ھ	۳۳۹۹ھ	۳۴۰۷ھ	۳۴۱۵ھ	۳۴۲۳ھ	۳۴۳۱ھ	۳۴۳۹ھ	۳۴۴۷ھ	۳۴۵۵ھ	۳۴۶۳ھ	۳۴۷۱ھ	۳۴۷۹ھ	۳۴۸۷ھ	۳۴۹۵ھ	۳۵۰۳ھ	۳۵۱۱ھ	۳۵۱۹ھ	۳۵۲۷ھ	۳۵۳۵ھ	۳۵۴۳ھ	۳۵۵۱ھ	۳۵۵۹ھ	۳۵۶۷ھ	۳۵۷۵ھ	۳۵۸۳ھ	۳۵۹۱ھ	۳۵۹۹ھ	۳۶۰۷ھ	۳۶۱۵ھ	۳۶۲۳ھ	۳۶۳۱ھ	۳۶۳۹ھ	۳۶۴۷ھ	۳۶۵۵ھ	۳۶۶۳ھ	۳۶۷۱ھ	۳۶۷۹ھ	۳۶۸۷ھ	۳۶۹۵ھ	۳۷۰۳ھ	۳۷۱۱ھ	۳۷۱۹ھ	۳۷۲۷ھ	۳۷۳۵ھ	۳۷۴۳ھ	۳۷۵۱ھ	۳۷۵۹ھ	۳۷۶۷ھ	۳۷۷۵ھ	۳۷۸۳ھ	۳۷۹۱ھ	۳۷۹۹ھ	۳۸۰۷ھ	۳۸۱۵ھ	۳۸۲۳ھ	۳۸۳۱ھ	۳۸۳۹ھ	۳۸۴۷ھ	۳۸۵۵ھ	۳۸۶۳ھ	۳۸۷۱ھ	۳۸۷۹ھ	۳۸۸۷ھ	۳۸۹۵ھ	۳۹۰۳ھ	۳۹۱۱ھ	۳۹۱۹ھ	۳۹۲۷ھ	۳۹۳۵ھ	۳۹۴۳ھ	۳۹۵۱ھ	۳۹۵۹ھ	۳۹۶۷ھ	۳۹۷۵ھ	۳۹۸۳ھ	۳۹۹۱ھ	۳۹۹۹ھ	۴۰۰۷ھ	۴۰۱۵ھ	۴۰۲۳ھ	۴۰۳۱ھ	۴۰۳۹ھ	۴۰۴۷ھ	۴۰۵۵ھ	۴۰۶۳ھ	۴۰۷۱ھ	۴۰۷۹ھ	۴۰۸۷ھ	۴۰۹۵ھ	۴۱۰۳ھ	۴۱۱۱ھ	۴۱۱۹ھ	۴۱۲۷ھ	۴۱۳۵ھ	۴۱۴۳ھ	۴۱۵۱ھ	۴۱۵۹ھ	۴۱۶۷ھ	۴۱۷۵ھ	۴۱۸۳ھ	۴۱۹۱ھ	۴۱۹۹ھ	۴۲۰۷ھ	۴۲۱۵ھ	۴۲۲۳ھ	۴۲۳۱ھ	۴۲۳۹ھ	۴۲۴۷ھ	۴۲۵۵ھ	۴۲۶۳ھ	۴۲۷۱ھ	۴۲۷۹ھ	۴۲۸۷ھ	۴۲۹۵ھ	۴۳۰۳ھ	۴۳۱۱ھ	۴۳۱۹ھ	۴۳۲۷ھ	۴۳۳۵ھ	۴۳۴۳ھ	۴۳۵۱ھ	۴۳۵۹ھ	۴۳۶۷ھ	۴۳۷۵ھ	۴۳۸۳ھ	۴۳۹۱ھ	۴۳۹۹ھ	۴۴۰۷ھ	۴۴۱۵ھ	۴۴۲۳ھ	۴۴۳۱ھ	۴۴۳۹ھ	۴۴۴۷ھ	۴۴۵۵ھ	۴۴۶۳ھ	۴۴۷۱ھ	۴۴۷۹ھ	۴۴۸۷ھ	۴۴۹۵ھ	۴۵۰۳ھ	۴۵۱۱ھ	۴۵۱۹ھ	۴۵۲۷ھ	۴۵۳۵ھ	۴۵۴۳ھ	۴۵۵۱ھ	۴۵۵۹ھ	۴۵۶۷ھ	۴۵۷۵ھ	۴۵۸۳ھ	۴۵۹۱ھ	۴۵۹۹ھ	۴۶۰۷ھ	۴۶۱۵ھ	۴۶۲۳ھ	۴۶۳۱ھ	۴۶۳۹ھ	۴۶۴۷ھ	۴۶۵۵ھ	۴۶۶۳ھ	۴۶۷۱ھ	۴۶۷۹ھ	۴۶۸۷ھ	۴۶۹۵ھ	۴۷۰۳ھ	۴۷۱۱ھ	۴۷۱۹ھ	۴۷۲۷ھ	۴۷۳۵ھ	۴۷۴۳ھ	۴۷۵۱ھ	۴۷۵۹ھ	۴۷۶۷ھ	۴۷۷۵ھ	۴۷۸۳ھ	۴۷۹۱ھ	۴۷۹۹ھ	۴۸۰۷ھ	۴۸۱۵ھ	۴۸۲۳ھ	۴۸۳۱ھ	۴۸۳۹ھ	۴۸۴۷ھ	۴۸۵۵ھ	۴۸۶۳ھ	۴۸۷۱ھ	۴۸۷۹ھ	۴۸۸۷ھ	۴۸۹۵ھ	۴۹۰۳ھ	۴۹۱۱ھ	۴۹۱۹ھ	۴۹۲۷ھ	۴۹۳۵ھ	۴۹۴۳ھ	۴۹۵۱ھ	۴۹۵۹ھ	۴۹۶۷ھ	۴۹۷۵ھ	۴۹۸۳ھ	۴۹۹۱ھ	۴۹۹۹ھ	۵۰۰۷ھ	۵۰۱۵ھ	۵۰۲۳ھ	۵۰۳۱ھ	۵۰۳۹ھ	۵۰۴۷ھ	۵۰۵۵ھ	۵۰۶۳ھ	۵۰۷۱ھ	۵۰۷۹ھ	۵۰۸۷ھ	۵۰۹۵ھ	۵۱۰۳ھ	۵۱۱۱ھ	۵۱۱۹ھ	۵۱۲۷ھ	۵۱۳۵ھ	۵۱۴۳ھ	۵۱۵۱ھ	۵۱۵۹ھ	۵۱۶۷ھ	۵۱۷۵ھ	۵۱۸۳ھ	۵۱۹۱ھ	۵۱۹۹ھ	۵۲۰۷ھ	۵۲۱۵ھ	۵۲۲۳ھ	۵۲۳۱ھ	۵۲۳۹ھ	۵۲۴۷ھ	۵۲۵۵ھ	۵۲۶۳ھ	۵۲۷۱ھ	۵۲۷۹ھ	۵۲۸۷ھ	۵۲۹۵ھ	۵۳۰۳ھ	۵۳۱۱ھ	۵۳۱۹ھ	۵۳۲۷ھ	۵۳۳۵ھ	۵۳۴۳ھ	۵۳۵۱ھ	۵۳۵۹ھ	۵۳۶۷ھ	۵۳۷۵ھ	۵۳۸۳ھ	۵۳۹۱ھ	۵۳۹۹ھ	۵۴۰۷ھ	۵۴۱۵ھ	۵۴۲۳ھ	۵۴۳۱ھ	۵۴۳۹ھ	۵۴۴۷ھ	۵۴۵۵ھ	۵۴۶۳ھ	۵۴۷۱ھ	۵۴۷۹ھ	۵۴۸۷ھ	۵۴۹۵ھ	۵۵۰۳ھ	۵۵۱۱ھ	۵۵۱۹ھ	۵۵۲۷ھ	۵۵۳۵ھ	۵۵۴۳ھ	۵۵۵۱ھ	۵۵۵۹ھ	۵۵۶۷ھ	۵۵۷۵ھ	۵۵۸۳ھ	۵۵۹۱ھ	۵۵۹۹ھ	۵۶۰۷ھ	۵۶۱۵ھ	۵۶۲۳ھ	۵۶۳۱ھ	۵۶۳۹ھ	۵۶۴۷ھ	۵۶۵۵ھ	۵۶۶۳ھ	۵۶۷۱ھ	۵۶۷۹ھ	۵۶۸۷ھ	۵۶۹۵ھ	۵۷۰۳ھ	۵۷۱۱ھ	۵۷۱۹ھ	۵۷۲۷ھ	۵۷۳۵ھ	۵۷۴۳ھ	۵۷۵۱ھ	۵۷۵۹ھ	۵۷۶۷ھ	۵۷۷۵ھ	۵۷۸۳ھ	۵۷۹۱ھ	۵۷۹۹ھ	۵۸۰۷ھ	۵۸۱۵ھ	۵۸۲۳ھ	۵۸۳۱ھ	۵۸۳۹ھ	۵۸۴۷ھ	۵۸۵۵ھ	۵۸۶۳ھ	۵۸۷۱ھ	۵۸۷۹ھ	۵۸۸۷ھ	۵۸۹۵ھ	۵۹۰۳ھ	۵۹۱۱ھ	۵۹۱۹ھ	۵۹۲۷ھ	۵۹۳۵ھ	۵۹۴۳ھ	۵۹۵۱ھ	۵۹۵۹ھ	۵۹۶۷ھ	۵۹۷۵ھ	۵۹۸۳ھ	۵۹۹۱ھ	۵۹۹۹ھ	۶۰۰۷ھ	۶۰۱۵ھ	۶۰۲۳ھ	۶۰۳۱ھ	۶۰۳۹ھ	۶۰۴۷ھ	۶۰۵۵ھ	۶۰۶۳ھ	۶۰۷۱ھ	۶۰۷۹ھ	۶۰۸۷ھ	۶۰۹۵ھ	۶۱۰۳ھ	۶۱۱۱ھ	۶۱۱۹ھ	۶۱۲۷ھ	۶۱۳۵ھ	۶۱۴۳ھ	۶۱۵۱ھ	۶۱۵۹ھ	۶۱۶۷ھ	۶۱۷۵ھ	۶۱۸۳ھ	۶۱۹۱ھ	۶۱۹۹ھ	۶۲۰۷ھ	۶۲۱۵ھ	۶۲۲۳ھ	۶۲۳۱ھ	۶۲۳۹ھ	۶۲۴۷ھ	۶۲۵۵ھ	۶۲۶۳ھ	۶۲۷۱ھ	۶۲۷۹ھ	۶۲۸۷ھ	۶۲۹۵ھ	۶۳۰۳ھ	۶۳۱۱ھ	۶۳۱۹ھ	۶۳۲۷ھ	۶۳۳۵ھ	۶۳۴۳ھ	۶۳۵۱ھ	۶۳۵۹ھ	۶۳۶۷ھ	۶۳۷۵ھ	۶۳۸۳ھ	۶۳۹۱ھ	۶۳۹۹ھ	۶۴۰۷ھ	۶۴۱۵ھ	۶۴۲۳ھ	۶۴۳۱ھ	۶۴۳۹ھ	۶۴۴۷ھ	۶۴۵۵ھ	۶۴۶۳ھ	۶۴۷۱ھ	۶۴۷۹ھ	۶۴۸۷ھ	۶۴۹۵ھ	۶۵۰۳ھ	۶۵۱۱ھ	۶۵۱۹ھ	۶۵۲۷ھ	۶۵۳۵ھ	۶۵۴۳ھ	۶۵۵۱ھ	۶۵۵۹ھ	۶۵۶۷ھ	۶۵۷۵ھ	۶۵۸۳ھ	۶۵۹۱ھ	۶۵۹۹ھ	۶۶۰۷ھ	۶۶۱۵ھ	۶۶۲۳ھ	۶۶۳۱ھ	۶۶۳۹ھ	۶۶۴۷ھ	۶۶۵۵ھ	۶۶۶۳ھ	۶۶۷۱ھ	۶۶۷۹ھ	۶۶۸۷ھ	۶۶۹۵ھ	۶۷۰۳ھ	۶۷۱۱ھ	۶۷۱۹ھ	۶۷۲۷ھ	۶۷۳۵ھ	۶۷۴۳ھ	۶۷۵۱ھ	۶۷۵۹ھ	۶۷۶۷ھ	۶۷۷۵ھ	۶۷۸۳ھ	۶۷۹۱ھ	۶۷۹۹ھ	۶۸۰۷ھ	۶۸۱۵ھ	۶۸۲۳ھ	۶۸۳۱ھ	۶۸۳۹ھ	۶۸۴۷ھ	۶۸۵۵ھ	۶۸۶۳ھ	۶۸۷۱ھ	۶۸۷۹ھ	۶۸۸۷ھ	۶۸۹۵ھ	۶۹۰۳ھ	۶۹۱۱ھ	۶۹۱۹ھ	۶۹۲۷ھ	۶۹۳۵ھ	۶۹۴۳ھ	۶۹۵۱ھ	۶۹۵۹ھ	۶۹۶۷ھ	۶۹۷۵ھ	۶۹۸۳ھ	۶۹۹۱ھ	۶۹۹۹ھ	۷۰۰۷ھ	۷۰۱۵ھ	۷۰۲۳ھ	۷۰۳۱ھ	۷۰۳۹ھ	۷۰۴۷ھ	۷۰۵۵ھ	۷۰۶۳ھ	۷۰۷۱ھ	۷۰۷۹ھ	۷۰۸۷ھ	۷۰۹۵ھ	۷۱۰۳ھ	۷۱۱۱ھ	۷۱۱۹ھ	۷۱۲۷ھ	۷۱۳۵ھ	۷۱۴۳ھ	۷۱۵۱ھ	۷۱۵۹ھ	۷۱۶۷ھ	۷۱۷۵ھ	۷۱۸۳ھ	۷۱۹۱ھ	۷۱۹۹ھ	۷۲۰۷ھ	۷۲۱۵ھ	۷۲۲۳ھ	۷۲۳۱ھ	۷۲۳۹ھ	۷۲۴۷ھ	۷۲۵۵ھ	۷۲۶۳ھ	۷۲۷۱ھ	۷۲۷۹ھ	۷۲۸۷ھ	۷۲۹۵ھ	۷۳۰۳ھ	۷۳۱۱ھ	۷۳۱۹ھ	۷۳۲۷ھ	۷۳۳۵ھ	۷۳۴۳ھ	۷۳۵۱ھ	۷۳۵۹ھ	۷۳۶۷ھ	۷۳۷۵ھ	۷۳۸۳ھ	۷۳۹۱ھ	۷۳۹۹ھ	۷۴۰۷ھ	۷۴۱۵ھ	۷۴۲۳ھ	۷۴۳۱ھ	۷۴۳۹ھ	۷۴۴۷ھ	۷۴۵۵ھ	۷۴۶۳ھ	۷۴۷۱ھ	۷۴۷۹ھ	۷۴۸۷ھ	۷۴۹۵ھ	۷۵۰۳ھ	۷۵۱۱ھ	۷۵۱۹ھ	۷۵۲۷ھ	۷۵۳۵ھ	۷۵۴۳ھ	۷۵۵۱ھ	۷۵۵۹ھ	۷۵۶۷ھ	۷۵۷۵ھ	۷۵۸۳ھ	۷۵۹۱ھ	۷۵۹۹ھ	۷۶۰۷ھ	۷۶۱۵ھ	۷۶۲۳ھ	۷۶۳۱ھ	۷۶۳۹ھ	۷۶۴۷ھ	۷۶۵۵ھ	۷۶۶۳ھ	۷۶۷۱ھ	۷۶۷۹ھ	۷۶۸۷ھ	۷۶۹۵ھ	۷۷۰۳ھ	۷۷۱۱ھ	۷۷۱۹ھ	۷۷۲۷ھ	۷۷۳۵ھ	۷۷۴۳ھ	۷۷۵۱ھ	۷۷۵۹ھ	۷۷۶۷ھ	۷۷۷۵ھ	۷۷۸۳ھ	۷۷۹۱ھ	۷
-----------------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	---

۹	سلیم خان اول بن نمبر ۹	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	س نے حلب دمشق دمشق دشام و مصر کو فتح کیا اسماعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلیم خان بن نمبر ۹	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	یہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا بغداد پر قبضہ کیا امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلیم خان ثانی بن نمبر ۱۰	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	یہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا مگر اسکا وزیر محمد سقلی بڑا نیک تدبیر تھا ملک میں فتنہ نہ ہوا
۱۲	مراد خان ثالث بن نمبر ۱۱	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	مرد نیک تھا اگر جہان کو فتح کیا اور چار سو عیسائیوں کو قید غلصی دی اسکے محل میں پانسو لہوڈیاں تھیں۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن نمبر ۱۲	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	اس بادشاہ نے شہر خانہ اجڑ وادی اور شاہ منار شکست دی۔
۱۴	سلطان احمد خان اول بن نمبر ۱۳	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	۱۰۰۰ سال	یہ بادشاہ جوان طبیعت تھا اسی نے کوک درہی روئے مبارک پر چڑھا تباہ کو اسکے وقت میں رونما ہوا

۱۵	مصطفیٰ خان اول بن نمبر ۱۳	.	.	۲۰ سال	۲۱ سال	۲۲ سال	۲۳ سال	اسکو سلطنت کا حوالہ نہ تھا امرا و دولت چید کر دیا۔
۱۶	عثمان خان ثانی بن نمبر ۱۴	.	.	۲۴ سال	۲۵ سال	۲۶ سال	۲۷ سال	اسکی طبیعت عورتوں کے طرف مائل تھی آہنرش فوج بد لگئی اور اسکو قتل کر ڈالا۔
۱۷	سلطان مراد خان چہارم بن نمبر ۱۵	۲۸ سال	۲۹ سال	۳۰ سال	۳۱ سال	۳۲ سال	۳۳ سال	اس بادشاہ نے شاہ عباس صفوی کو شکست دی انکو گہری سواری کا بڑا شوق تھا۔
۱۸	ابراہیم بن نمبر ۱۶	.	.	۳۴ سال	۳۵ سال	۳۶ سال	۳۷ سال	یہ بادشاہ عیش و وقت تھا اور اسے دولت بگاڑ گئے آخر قتل ہو گئے۔
۱۹	محمد خان چہم بن نمبر ۱۷	.	.	۳۸ سال	۳۹ سال	۴۰ سال	۴۱ سال	ان کے عہد میں ارکان دولت میں جنگ جہال رہا آہنرش خود ہی ترک سلطنت کی۔
۲۰	سلیمان ثانی بن نمبر ۱۸	۴۲ سال	۴۳ سال	۴۴ سال	۴۵ سال	۴۶ سال	۴۷ سال	انکے عہد میں اسلام سلطنت اچھا تھا اور اسکو تہذیبات کا بھی شوق تھا۔
۲۱	سلطان حسن بن نمبر ۱۹	۴۸ سال	۴۹ سال	۵۰ سال	۵۱ سال	۵۲ سال	۵۳ سال	یہ بادشاہ خوش نویس و نفاذ تھا سپہ و شکار کا بھی شوق تھا۔

۲۲	سلطنت خان ثانی بن نمبر ۱۹	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	۱۰ سال	۱۰ سال	اس بادشاہ نے جرمنی و روسی پر فتیاب رہا اور صلح کر لی اسپر فوج بدل گئی اور سلطنت عاید ہو گئی
۲۳	احمد خان ثالث بن نمبر ۱۹	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	۱۰ سال	۱۰ سال	یہ بادشاہ ہر قسم کے خطوط لکھتا تھا شعری کہتا تھا فوج میں فساد ہو گیا آخر یہ تخت سے اتار دئے گئے۔
۲۴	محمد خان بن سلطنت خان نمبر ۲۲	۱۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	اس بادشاہ نے نادر کو شکست دی اور شہر صلح ہو گئی۔
۲۵	محمد خان بن ثالث بن نمبر ۲۲	۱۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	یہ بادشاہ خلعت پسند مرد نیک تھے۔
۲۶	سلطنت خان ثالث بن نمبر ۲۲	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	اسکے وقت سکونین لڑائی ہوئی تو پچانہ دوسری لشکر کا روم نے چین لائے۔
۲۷	عبد المجید خان بن نمبر ۲۳	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	یہ بادشاہ صلح پسند تھا اور سلاطین عیسائیوں سے صلح کر لی
۲۸	سلطنت خان ثالث بن نمبر ۲۳	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	۱۰ سال و ۱۰ ماہ و ۱۰ روز	اس بادشاہ نے فوج نیک چری کو شہر تعلیم و لائٹوں کے حکم دیا وہ نہ سیکھتے تو ایک فوج لائٹ ہوئی ان دو لائٹوں نے لڑائی ہوئی آخر یہ بادشاہ مغزولی ہو گئے۔

۲۹	سید سلطان چشم بن خیر	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	اس بادشاہ کے وقت انتظام کیا ہوا تھا لہذا سبزل کر دیا گیا۔
۳۰	سید و خان ثانی نمبر ۲۰	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	یہ بادشاہ الو العزم گذرا ہوا اکثر کشتی سربانی کی مگر والی مہر خدیو مہر کے لقب مشہور ہو گیا
۳۱	سید محمد بن نمبر ۳	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	یہ بادشاہ کی وقت بڑے سڑک جنگ رہی اور خدیو مہر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے لہرائی بادشاہ مغلوب ہی ہو گیا۔
۳۲	سید عزیز خان نمبر ۳۰	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	اس بادشاہ کے وقت سلطنت کا عہد انتظام ہوا مگر خزانہ کی نازک حالت تھی اور اہلکارات روپا نامور کلکتی اور فوجی تربیت میں لگ گئی
۳۳	سید سلطان نمبر ۳۰	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	یہ بادشاہ علات کو جھٹکا شیخ الاسلام دار کا ان بدست مشورہ پر غلط ہو گیا۔
۳۴	سید سلطان نمبر ۳۰	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	۱۰۹۰ھ	یہ بادشاہ ابھی تک کے وقت سلطنت اسلام میں اشد ملک انکو دشمن کی طرف سے غارت

ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کے اولیٰ نامہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ کر کے سرزمین ہند میں ریاست اسلامی بلند کر کے اسکو فتح کرنا شروع کر دیا۔

اہل اسلام میں سے اول ہی اول جس نے سرزمین ہند پر قدم بڑایا وہ ابو العباس ^{مس} عامل یمن تھے انہوں نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مہدیین ششم مطابق ۳۷ عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام ٹھانہ پر فوج کشی کی۔ اور لوٹ کا کچھ مال لیکر واپس چلے گئے۔

پھر خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ میں عبید اللہ بن عامر فتح خراسان کے حکم پر براہِ لشکر اسلام کے تعینات ہوا اس سپہ سالار لشکر نے تہوڑے ہی عرصہ میں ہرات۔ باغ۔ غور۔ نیشاپور۔ بلخ۔ طوس وغیرہ فتح کر کے دین اسلام کو رواج دیا اور جایا حاکم اسلام مقرر کے جب عبید اللہ عامرج کیلئے چلا گیا تو قارن امیر عجم نے ایران نے مستطیعین چالیس ہزار فوج ہرات وغور وغیرہ سے جمع کر کے عربوں سے اڑادی حاصل کرنیکے لیے بغاوت کی۔ اور ۳۷ ع میں جب مسلمانوں کا کابل میں نصیبابی کا نظارہ بجا تو عرب کا ایک شخص خلیفہ نامی امیر نے اس راستے بڑا تھا بندین مٹان تک قدم بڑایا

اور ہمسایہ لوگوں کو قید کر کے لئے گیا اسکے بعد پھر کئی بار مسلمانوں نے ہندوستان پر حملے کئے اور یہاں کی لوٹ سے مالا مال ہو کر اوسلے پہر گئے آخر مسلمانوں کے اندر خاندان نوامیہ کے خلیفہ ولید کے عہد میں عراق کے عامل حجاج بن یوسف کا تہیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس حملہ کا باعث یہ ہوا کہ راجہ داہر والی سندھ نے اہل عرب کے کچھ جیساز لوٹ لئے تھے اسلئے مسلمانوں نے سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر کو شکست دی اور ایک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھ زیادہ مدت تک مسلمانوں کے تصرف میں نہیں رہا اسکے بعد خاندان بنی عباس کے مامون ابن مارون الرشید نے ہند پر لشکر کشی کی اور راجپوتوں سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد دیرہ سو برس تک اہل اسلام کا پہر کوئی نیا حملہ نہیں ہوا بایں وجہ کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومتیں خود ہی ضعیف آنا گیا اور ہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچی کہ ہر ایک صوبہ منہر ہو کر خود مختاری کا دم بہرنے لگا اور آخر خلیفہ کے پاس صرف دارالاملاکت بغداد ہی رہ گیا۔

اسمعیل سامانی

اسی زمانہ میں اسمعیل سامانی صوبہ دار اور راجہ خراسان

بھی خلیفہ سے باغی ہو کر بخارا کا بادشاہ بن گیا اس خاندان کے

ایک بادشاہ کے یہاں پچیس نام ایک ترکی غلام تھا جس نے اپنی عقل و دانائی کے

لئے تاج کی آواز گروہ خود وسط ایشیا میں بحیرہ خزر سے لکر میں شمال ایک تہائی دور تین ہزار
 ہزار قبیلوں میں منقسم کئے گئے تھے۔ اول مشرق جو اس خطے کے تہا کے مشرق میں تھے جس سے
 شمال کی طرف رہتے تھے دوم ملنگول یا منچل جو اس خطے کے وسط میں تھے کو شمال میں رہتے تھے سوم ترک
 ہندوستان سے جنوب کی طرف رہتے تھے۔

بدولت رفتہ رفتہ بیان نکم۔ عروج پکڑا کہ حسرت اسان کا حاکم بن گیا جب بادشاہ نے
دعائے شہزادی تو اس کی جانشینی کے نسبت ارکان سلطنت میں اختلاف ہوا
بعض تو یہ چاہتے تھے کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائیں
اور بعض یہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے۔ اہلکین منصور کے خلاف
تاکید ارکان سلطنت نے اسی کو تخت نشین کر دیا اسوجہ سے بادشاہ اور
اہلکین کے باہم رنجش ہوئی۔ اس بنا پر اہلکین خود سر ہو گیا اور کابل وقت دار
پر قبضہ کر کے اس نے غزنی کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

ذکر سبکتگین

اہلکین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسحاق دوبار سلطنت
کر کے مر گیا اور سبکتگین تخت نشین ہوا سبکتگین اصل
میں یزدجرد و شاہ فارس کی نسل سے تھا مگر زمانہ کی گردش سے تباہ وقت ہو کر
ایک سو دگر کے ہاتھ پڑا اور وہ اس سے بھارے آیا۔ یہاں اہلکین نے اس کو
ہونہار دیکھ کر لیا اور اس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے
کے ساتھ تک پہنچا دیا عنرضکہ سبکتگین نے اہلکین کی بیٹی سے شادی
کر کے غزنی کے تخت پر جلوس نہرایا۔

اس وقت لاہور میں راجہ جیپال جو ذات کا رہن تھا راج کرتا تھا اس نے
دریائے سندھ سے اتر کر سبکتگین پر حملہ کیا اسوجہ سے سبکتگین نے پنجاب
پر دیرتیم بولش کی اور جیپال اور اسکے راجپوت ریسوں کو اور دہلی و اجملہ
و قنوج وغیرہ کے گنجا جو اسکی مدد کے لیے جمع ہوئے ان تمام راجپوتوں کو شکست
پر تلک دیکر اور بہت سامان لوٹ میں لیکر غزنی کو عود کر گیا۔

ذکر سلطان محمود اور امیر سبکتگین اور راجہ چپال میں جوڑایان ہوئے ان
 سلطان محمود ہی شریک تھا اسلئے اسکو خوب یقین ہو گیا
 تھا کہ ہندوستان ایک بڑا دولت مند اور زرخیز ملک ہے اور وہاں کے راجپوت
 سپاہی کیسے ہی بہادر کیوں ہوں مگر کوہستانی کابل کے زبردست و زحمت
 کش حملہ آوروں کے سامنے ہرگز نہیں ٹھہر سکتے اسلئے سلطان محمود نے ۹۹۶ء میں
 غزنی کے تخت پر جلوس شہر مار کر پہلے تو ماوراء النہر کا ملک جو بحیرہ خزر سے
 لیکر دریائے اٹک تک پھیلا ہوا تھا اس میں اپنا سکہ بٹھایا اور پھر عنانِ توجہ
 سرزمین ہندوستان کی طرف پھیری اور اسکو آرزو تھی کہ بڑے بڑے ہانکے
 راجپوتوں کو تلمار کے زور سے دین اسلام میں داخل کر لیوں اور اسکا سبب
 زیادہ تر یہ ہی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکھ کر ایک
 گران بہا خلعت اسکے پاس بھیجا تھا اور امین المملۃ یحییٰ الدولہ خطاب
 دیا تھا پس سلطان محمود نے یہ عہد کر چکا تھا کہ میں دین اسلام کے پھیلائیکے لئے
 ہر سال ہندوستان پر حملہ کیا کروں گا جسکا مجھلاتذکرہ حصہ اول کتاب ہدایہ میں
 کر دیا گیا ہے جس اسکی قوت اور وسعت سلطنت کا اندازہ ہو سکتا ہے
 پھر سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچھ زیادہ اسکی
 اولاد کے قبضہ میں رہا کیونکہ وسط ایشیا میں جو سلطنت غزنی کا علاقہ تھا وہ اس
 پہلے ہی انکے ہاتھ سے نکل گیا تھا انجام کار غور جو افغانستان میں غزنی اور ایران
 کے باہم ایک کوہستانی علاقہ ہے اسکے بادشاہوں نے خاندان غزنی کو
 مغلوب کر لیا تھا اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کر لیا تھا اس سے

کچھ پیشتر خاندان غزنوی کا آخر بادشاہ قید خانہ میں منتقل ہو چکا تھا اس زمانہ میں۔
اجمیر۔ دہلی۔ قنوج۔ میواڑ اور اخلواڑہ یعنی گجرات کے راجے
شمال ہند میں حکمران تھے اور چونکہ ان میں سے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں
سب پر غالب ہو جاؤں اسوجھ سے ان میں باہم لڑائی جھگڑے رہتے رہتے۔

ذکر پرتھی راج اور آخر چھٹی صدی عیسوی میں جس قدر راجے شمالی ہند میں
حکمرانی کر رہے تھے ان میں پرتھی راج جسکو راجے

پتواراہی کہتے ہیں نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتوں کے بہادر
قوم کی ناک تھا۔

ہندوؤں میں جن نامی گرامی سوراؤں کے افسانہ زبان زوہد سلاطین میں
انہیں پرتھی راج ہی داخل ہے چندر۔ مونی جو ایک نامی ہندی شاعر گندراہ
اس راجہ کا مداح اور دوست تھا چنانچہ اس نے اپنے اشعار میں اسکی بڑی
تعریف لکھی ہے۔ اور پرتھی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکے وجہ سے
یہ بھی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونوں سلطنتوں کا راجہ تھا۔ اجمیر کی
سلطنت تو اسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتوں کی قوم چوہان کا راجہ
تھا میراث پہنچی تھی۔ اور دہلی کی سلطنت اسنے لگنے کی یہ کیفیت ہے کہ اسکا
نانا لنگ پال جو راجپوتوں کی قوم تو راجہ دہلی تھا اسکا کوئی بیٹا تو تھا ہی
نہیں صرف بیٹیاں ہی تھیں جن میں سے ایک کی اولاد توجے چندر راجہ
قنوج تھا اور دوسری کی پرتھی راج۔ اسکو لنگ پال نے قتل کر لیا تھا
یہ بات ہے کہ نہایت ناگوار گزری اور اس نے پرتھی راج کے راجہ دہلی

ہوئے زمین بہت کچھ فراحمیتیں کین پیش نہ گئی آخرش دہلی کا راج ہی پر تہی
راج کے ورثے میں آیا اور اس طرح وہ دونوں سلطنتوں کا راجہ ہو گیا۔

ذکر سلطان

شہاب الدین

عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدھی پر بیٹھے ایسی بہت عرصہ گزرا ہی نہ تھا کہ
اس پر ایک زبردست غنیم چڑھ آیا جو کبھی اس طرح پیشتر
ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نہ تھا۔ یہ غنیم سلطان شہاب الدین

غوری تھا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تھا غور کا بادشاہ
تو درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تھا مگر وہ اسکی نسبت نرم
مزاج تھا اسلئے جب اس نے غور کے تند خو اور قوی سیکل افغانان بہادران
دلاور کی مدد سے غزنی کو فتح کر لیا تو شہاب الدین کو دمان کا بادشاہ
مقرر کر کے آپ غور کو چلا گیا۔ شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبال چکا تو
اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور سنا کہ وہ ہندو قدیم سے راجگان عظیم الشان
کا دارالسلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اس پر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتیاب
ہوا اور سب ہندو ستون سے فارغ ہو کر ایک روز دربار عام کیا۔ میر وزیر
سب سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدوں پر حاضر تھے اور گفتگو یہ ہو رہی تھی
کہ دارالخلافہ کو چلنے کے لیے کونسی تاریخ مقرر کی جائے دفعتاً سرحد کے
سردار کا عرصہ پہنچا کہ اسے بہورا والی اجمیر اپنے بہائی کہاٹھ راجہ
دہلی کو ساتھ لیکر دہلا کہہ فوج حیدر اور تین ہزار فیل جکی سے دہلی کے
چہرے کو اندھے اور پونچال کی طرح چلا آتا ہے۔ اتنا حال خداوندی کی توجہ
واجب نہیں تو اس ملک ہند میں زن و بچے مسلمانوں کے تباہ ہو جائیں گے

ملک
ہندوستان
کا
راجہ
شہاب
الدین
محمد
غوری
کا
دار
السلطنت
چلا
آتا
ہے

بادشاہ نے اس وقت شکر اسلام میں منادی کروادی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ
 حاضر خواہ نہ ہو جلسے مسلمان باایمان کو غزنی کی طرف قدم اٹھانا حرام ہے
 ساتھ ہی شکر کی تیاری کا حکم اور راستہ کے کارداروں کے نام سامان رسد کے
 حکمنامہ جاری ہو گئے۔ شکر بڑا رہنمائی بنا کرتا جاتا تھا جو انبالہ کے ڈھیر دن
 میں یہ خبر لگی کہ شکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کرناں میں آگیا
 بادشاہ وہیں مقام کر دیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کر کے کوچ کوچ
 اسکے بڑا۔ تلاوری کے میدان میں دو نو شکر دن کا آنا سامنا ہو گیا۔ دن
 سوچوں کے درستی میں گذرا شام کو سب بے گہوڑوں کے تنگ
 ڈھیلے کر دیئے۔ دانہ چڑا۔ زین پوش بچا کر بیٹھ گئے۔ باگ۔ ڈورین بانوں
 سے باندھ لیں اور شرجیوں سے روٹیاں نکال کر کھانے لگے۔ سلطان شہا بدین
 ابھی خاصہ ہی پر تھا کہ گشت کے سواروں نے دشمن کی فوج کے گھیارے
 اور لکڑاڑے جنگل سے پکڑ کر حاضر کئے۔ سواروں کو انعام دیکر رخصت کیا
 اور ان لوگوں کو مو دی ہی کے سپرد کیا کہ جو کچھ مانگیں انہیں کھلاؤ پلاؤ۔ ادھی
 بجے سامنے پلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو بڑے ہشیار اور تجربہ
 نکلے۔ کہ جنے لشکر کے اوتارے کا رخ فوج کی تعداد پیچھے کی مدد رسد کے بندوبست
 غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کر لیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچوں کی
 تقسیم میں گذری پہلی رات تھی کہ کرنیبد ہی کا حکم عین صبح ہوتے ہوئے تمام شکر
 کیل کا نٹے سے لیس ہو کر میدان میں جم گیا۔ آگے پیچھے وائیں بائیں ہر ایک
 سردار اپنی اپنی فوج کو سنبھالے تھا خود صاحب شکر زور بکتر چار آیتہ سچے سر خود نوا

۴
 اس وقت
 بادشاہ نے
 فوج کو

کمربن تمشیر اصفہانی پشت پر سپر کند ہے پر کمان۔ زین پر کر زگا و سر و ہرا۔ کسند
 ابریشمی شکار بند میں آویزان۔ علم کے سایہ کے نیچے نیزہ مانے کہڑا تھا۔ اور اس پر
 عربی جیپر پوسٹ پانک۔ کی پا کر پڑی تھی زانوں میں سے نکلا جاتا تھا۔ اور ادھر جریف
 کے شکر میں پہلے ہاتھوں کی قطار۔ بعد اسکے رتھیں۔ اور ٹپٹین۔ پیادہ اور سوار
 فوج تھے کہ جبکا شمار سوائے منشی تقدیر کے کسی کو معلوم نہ تھا۔ مان سلسلہ
 انتظام اسکا خاص ایک شخص کی چٹکی میں تھا کہ جدھر چاہے اودھر جھونک دے۔
 بچوں بیچ میں سب کا سنیاتھی مگر سر سے پانک۔ اوجھی بنا ہوا زرد و گلے پر چلتا اور
 اوپر زردہ بکتر۔ چار آئینہ سجے راجپوتی ایک۔ پیچہ بیون پر رکھے کمربن ایک
 طرف سرو ہی کی تلوار۔ دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار۔ پشت پر گیندے کی
 ڈال۔ سورج مکھی کے سایہ میں ہاتھی پر بیٹھا دونوں لشکروں پر نظر غور سے دیکھ
 رہا تھا۔ حسرت نہ رہ سکا۔ اور ٹرپ کرنا ہی سے کوہ۔ گھوڑے پر سوار ہوا بھائی
 کو ہاتھی پر بیٹھا دیا آپ۔ دیکھنی گھوڑے اور اتا سپاہ گری کا بانگین دکھاتا بیٹھے
 کے ہاتھ نہ نکالتا ہوا۔ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں تک۔ ایک چکر لگایا
 اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہو کر اہل لشکر کے دلوں کو اس طرح بڑھایا۔
 کہ اسے راجپوتوں کے سپوتوں۔ پہاڑوں کے افغان اور تاتار کے ترکوں کا
 سامنا یہ سب مسلمان ہیں اور ست دہرم کے بہر شٹ کرنے پر کمربن باندھ
 باندھ کر اسے کہیں۔ ابھی تک تمہاری سرحد پر کہرے ہیں۔ اگر بہت کریں
 تو کچھ مال تبہن جسٹ گوشونکی طرح جیٹریوں میں بگا بگا کر مار لو گے۔ اور اگر ایک
 قدم تمہارا ہٹا تو پاؤں۔ اونسکے تمہارے گہروں میں اور ہاتھ ننگے۔ مہا بیٹن

ہیں۔ تیج دہرم گیان کی لاج نہا رہے تلواری کی باڑ پھسے۔ مارو مارو دم نہ لو اور
جان نہ دو۔ راجہ ابھی یہ تعزیر تمام نہ کر چکا تھا کہ اتنے میں لشکر شاہی کے بائیں
ہاتھ پر افغان ہاجسا اے کھڑے تھے آگے بڑھے اور خلیجوں نے
بھی باگین لین۔ اُنہیں دیکھ کر راجپوت بہادر وں کے سپوت جنگی تلواریں
میانوں میں بھیلی کی طرح رُپی جاتی تھیں۔ مانیوں کی صف کو چیر کر نکل کے آئے
ہتیر ساتی ہوئے دوڑے اور ایک دم میں برچیوں پرے لیا۔ جب یہ حال
دیکھا تو اتقان پیچھے ہٹے اور خلیجوں کے پرے نے ہی گھونگٹ کہا یا مگر سپہ دار
بے سپاہ قلب میں اُس طرح جا ہوا تیرا رہے جاتا تھا جو ایک مصاحب نے
اگر عرض کی کہ افغان اور خلیجوں نے پیٹھ دکھائی جن تک خوران سرداروں
سے پسینے کی جگہ خون گرانے کی اس بد تھی وہ جان بچا کر بھاگ گئے۔ دشمن
چڑتا چلا آتا ہے۔ حضور اب کس کی راہ دیکھتے ہیں براہ خدا گھوڑے کی باگ
پھیرے۔ اب لاہور میں پہنچ کر بداندیشوں کا منہ و سبب قرار واقعی ہو جائے گا
یہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کی طرح بھڑک اٹھا۔ رہی سہی فوج کو سمیٹ کر لگا کر
اور گھوڑے کو ڈٹا کر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا نیزہ اوشیشیر سے گذر کر فقط
خنجر و کمار کی نوبت آگئی۔ اتنے میں کہاں تھے راو کی نظر بادشاہ پر پڑی
فیلان کو آواز دی کہ حسبہ دار جانے پناے۔ اُس نے ہاتھی کو رینا سلطان
شہا بالدین ہی چپکے کر اس طرح جھپٹا کہ گھوڑے کے دونوں ہاتھ ہاتھی کے
شک پر بیٹھے اور اوس کے منہ میں ایسا نیزہ مارا کہ دانت ٹوٹ گئے۔ مگر خود
ہی زخم کاری کہایا۔ ڈگدگ کر گھوڑے سے گرا چا ہا تھا کہ ایک غلام بادشاہت

سے
نہروں افغان

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کی طرح نظروں سے غائب ہو گیا۔ غرض کہ
 بہاگے پٹکے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر لاپرواہ کیا اور یہاں کے ملک کا بندوبست
 کر کے غزنی کو روانہ ہو گیا۔ اس لڑائی میں تماشایہ ہو گیا کہ جن جن سرداروں
 کو بہادری و جانثاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو یہی
 ان پر بہرہ دے تھے وہی میدان جنگ سے بہاگے تھے۔ چنانچہ غزنی میں
 پیشکدہ علمائے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان یہاں سے بہاگے اُسکے لئے کیا
 حکم ہے۔ سب نے لکھا کہ وہ گنہگار خدا ہے۔ بادشاہ نے حکم شرع ہاتھ میں لیا
 اور تمام سرداروں کو گرفتار کیا۔ جو اور چنے گھوڑوں کے تو بدرون میں
 ڈال کر انہیں چڑھوا دئے اور بازاروں میں چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت
 پکڑیں اور چونکہ کہائیں اُسکا سر الگ۔ پہرہ سزا تو معاف ہو گئی مگر دربار سے
 بند ہو گئے۔

ایکے دوسرے برس سال نوروزی نے پلٹا کہا یا۔ بادشاہ نے اندر ہی اندر سب
 سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے میں حکم کو پہنچا
 بھیج دیا۔ آٹھویں دن خود سوار ہوا جب لشکر میں پہنچا تو ایک پیر مرد
 سال کہ غوری کے خاندان میں سے تھا اور خلوت کی صحبتوں میں بزرگ
 اس نے عرض کی اس ہم میں سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کھلتا نہیں
 کہ ارادہ کدہر ہے۔ بادشاہ نے آہ سرد بہر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب
 ہے کہ اس ستر سال پر تیرے سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست سب سے
 یاد نہیں آیا وہ صدمہ اسلام کے تیشہ غزنی کے لئے کچھ چھوٹا پتھر ہے۔ پرتجا کے

بند کہو لے اور کہا کہ دیکھ لے اس دن سے آج تک نہ میں نے کپڑے بدلے
 ہیں نہ حرم سرا میں بستر سویا ہوں۔ اس پر مرد نے دعائے خیر دی اور
 کہا کہ اگر یہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہیے۔ یعنی
 جو سردار کہ غضبِ سلطانی میں دربار سے بند ہوئے ہیں انہیں پر دربار میں بلا کر
 انعام دیجئے اور ترقی کے وعدوں سے دل بڑھائیے کہ جان بڑا کر پہلے داغ کو
 دھوئیں۔ چنانچہ ملتان میں اگر چند مقام کئے۔ دربار عام کر کے صوبہ سرداروں کو
 بلایا اور کہا کہ اے مسلمانوں سا لگدشتہ میں جو داغ دامن اسلام پر آیا ہے
 پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت
 کے سبب کچھ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلواروں پر ہاتھ رکھ کر سامنے سر جھکا دیا
 عرض دہانے روانہ ہو کر لاہور پہنچا اور سید قوام الملک رکن الدین کو
 کہ تدبیر اور تقریر میں بے مثل تھا بلچی کر کے نامہ کے ساتھ روانہ کیا۔ نامہ کا
 مضمون یہ تھا کہ میں بموجب حکم اپنے بڑے بھائی کے کہ میرے باب کی جگہ
 ہے اور حسدِ اسان سے پنجاب تک مسلمانوں کا بادشاہ ہے فوج لیکر اس طرف
 آیا ہوں اسے پرہی راج کہ راجگان ہندوستان میں مہاراجہ ہے۔ اسے
 لکھا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کر کے اتفاق کا طریقہ قائم کر لے تاکہ خلق
 خدا کی آسائش میں خلل راہ نہ پائے۔ تہن تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا
 تلوار دونوں کا فیصلہ کرے گی۔ جب یہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت
 پیچ و تاب کھایا اور خفا ہو کر اوپر تو ایک جواب کہ پیہر اور لوہے سے کھڑا ہوا
 لکھ کر روانہ کیا اور اوپر راجگان ہندوستان کو جمع کر کے تین لاکھ راجپوت

کاشکر جنگی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا میرا دیکر چلا پہلے فتح کے بہرہ سے پر
 بہت سے راجہ بہادرانہ رفاقت کے دم بہرتے مدد کو آئے سلطان شجاع الدین
 بھی ادھر سے آگے بڑھا اور ہزار سواروں کو بچپن ڈاکو و دونوں شکر
 اوتڑ پڑے۔

پرتھی راج۔ نے اول ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ حال اس فوج بے شمار
 شہدار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہو گا مگر اسکے علاوہ اور بھی ہندوستان
 سے برابر فوجیں چلی آتی ہیں۔ ایک ایک راجپوت وہ بچلا بہادر ہے جنگی
 تلوار کی کاہل و قند ہار تک پناہ نہیں۔ یہ چند نامہ ترک بچے اور
 افغان زادے جنہیں لوٹ کھسوٹ کا لالچ دے دیکر گروہوں سے یہاں
 لایا ہے۔ چاہئے کہ اونکی جوانی اور مان باپ کے بڑے پر رحم کر کے
 یہیں سے پر جائے۔ ہمیں جان جو انمردی کی قسم ہے کہ پچھانکرین گے۔
 اور نہیں تو دیکھ لو کہ آتش بازی کے سامان بے شمار ہیں اور جنگی ہاتھی
 کچھ اور پرتین ہزار ہیں اگر اس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہیں تو یاد رہے کہ ایک
 جاندار اس میدان سے جیتا نہ جائیگا۔

ادھر سلطان شہاب الدین اس موقع پر وہی ہوا اور در جواب اس کے مصلحتاً
 یہ لکھا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی میں شفقت ہے مگر سب پر روشن
 ہے کہ اس لشکر کشی میں مجھے کچھ اختیار نہیں۔ ہمائی کے حکم سے اس مہم کا بوجھ
 سر پر لیا ہے جب تک وہاں سے حکم نہ آئے میں کچھ نہیں کر سکتا اس قدر
 مہلت ہو کہ وہاں سے جواب آجائے اس وقت صلح اس عہد پر ہو جائے گی کہ

ملک پنجاب سرسبز تک ہمارے پاس رہے۔ باقی کل ہندوستان تمہارا
 جب یہ نرم ترین جواب راجہ کے پاس پہنچا۔ تمام اہل دربار ہنسنے لگے۔ اور
 اور لشکریوں میں فتح کی ہی خوشنیاں ہو گئیں بلکہ نچست ہو کر ڈیرے ڈیرے
 میں ناچ رنگ شروع کر دیں سلطان شہاب الدین نے سرشام فوج کو کمر بندی کا
 حکم دیکر نیسے ڈیرے سب قائم رکھے۔ اور راتوں رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
 پار اور تیر گیا صبح کو راجہ کے لشکر میں ابھی کوئی بستر پر تھا کوئی اشنان کو گیا تھا
 کہ وقفہ پہلو میں آرام سے جگلی پر چوٹ لگایا اس دن ٹٹے سے کرنا سے پہونکی کہ سو
 جا گئے اچھل پڑے اور۔ تمام فوج میں کہلبلی پڑ گئی وہ لشکر بے شمار ایسا دریا
 تھا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بھی نہوتی تھی مگر راجہ نے
 اس وقت ہوش و حواس کو جمع کیا ورنہ گہرا یا ایک فوج تو تیار کر کے سامنے
 کی اور باقی ساتی لشکر انہوہ کو سمیٹ کر پر میدان میں لا جمایا۔ ادھر سلطان
 شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کر کے چار سپہ سالاروں کے ماتحت
 قائم کر دئے کہ باری باری سے جائیں اور اس لشکر کثیر کے مقابل میں جان
 لڑائیں۔ راجپوت بہادر ہی اس میدان میں دائیں بائیں سے درست
 ہو کر اس خوبصورتی اور نبرد و بست سے لڑے کہ مسلمانوں کے جی چھوٹ
 چھوٹ گئے۔ تب سلطان شہاب الدین بمصلحت وقت صورت شکست
 بنا کر پیچھے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی تو دوسرے
 غول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوؤں کی بے شمار تھی اسلئے اس سے
 بھی مطلب نہ حاصل ہوا۔ جب شیک و دوپہر ہوئی تو راجہ پر کھٹی راج

ایک سوچا پس ناجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ میں آیا سب نے
تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا
پی۔ پان کا بیڑہ منہ میں ٹکسی کی پٹی زبان پر رکھ۔ کیسر کے ٹکے پیشانیوں پر
دئے۔ اور سلطان شہا بدین بھی بارہ ہزار غلام خاص جکے سروں پر
نولادی خود جواہرات کمر صاع دھرے ہوئے تھے اور نہیں لیکر جدا ہوا۔
اول خود تاج شاہی اوتار کفن سر سے باندھا۔ پھر شمشیر اصفہانی گسیٹ میاں
اوسکا توڑ کر پھینک دیا۔ بادشاہ کا یہ حال دیکھتے ہی سب نے خود خوجیوں
میں ڈال کفن سروں پر لپیٹ لئے اور الہامانی تلواریں کھینچ ڈاڑھیاں منہ
میں لے اس طرح جوش میں آ کر تکبیر بلند کر کے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہ جمے کھڑے
تھے یا پلک مارتے ہی خاص اچھ کے قلب لشکر میں جا کر دھوان دھا رہو گئے
اور جو جو لشکر ادھر ادھر لڑ رہے تھے وہ بھی وائیں ہائیں زور دیکر
گرے۔ اس گھنسان کارن بڑا کہ دم کے دم میں ہزاروں کا کیت پڑ گیا۔
اگرچہ راجپوت تلوار یوں نے بڑا سا کہا کیا مگر انجام شکست کھائی۔ کھانڈی ہا
میدان جنگ میں بہادری کا حق ادا کر کے زندگی کے بوجھ سے سبکدوش
ہوا۔ اسے پتھر اور دیارے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی
ہو کر بارانگیا۔ تمام فوج دشمن پریشان ہو گئی فوجیاب سپاہی شام تک قتل و
غارت میں ہاتھ رنگتے رہے بادشاہ نے راتوں رات لاہور اور غزنی
فتحنامہ روانہ کر کے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ
ہوا بعد ازاں اجمیر کو جو دار السلطنت مہاراجہ کا تھا فتح کرتا ہوا دہلی میں آیا

مگر ادھر ہی کے راجاؤں کو تاج بخشیاں کرنا کچھ اپنی حاکم اسلام بٹانا ہوا وہی ہل کر
 اپنی طرف سے خطبہ الدین ایک جو غلام باوقا اور اس وقت فوج شاہی کا
 سردار اعظم تہا شہرین نائب سلطنت کر کے وہی سے لاہور اور لاہور سے
 غزنی پہنچا۔ اسکے بعد کوہ ہمد کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان نہایت خود
 وہاں گیا اور اونکو سزا دی جبے ہاں سے واپس آیا راستے میں بمقام ایک
 چنہ مفسد قوم کہہ سگر رات کے وقت شاہی خیمہ میں قابو پا کر چپ رہے
 اور سلطان کو بحالت خواب جام شہادت پلا دیا تیس سال سلطنت کی
 شہادت میں شہادت پائی ہندوستان کی تاریخوں میں اسکا نام علاؤ الدین غوری
 ہی درج ہے مگر دراصل مغر الدین نام تھا اور شہاب الدین خطاب۔
 غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان میں قائم اور
 اور مستحکم ہو گئی۔

اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گزرے ہیں اور انکے
 بعد جتنے بادشاہ ہند میں گزرے ہیں انکے اسماء ذیل میں یہ ناظرین
 کر دئے جاتے ہیں۔

نقشہ ششم اسمائی سلاطین خاندان غزنویہ

شمار	نام	تاریخ ولادت	سنہ جلوس		تاریخ وفات		تاریخ	کیفیت
			۱	۲	۳	۴		
۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

۱	امیر الہنگین				
۲	امیر ناصر الدین سبکتگین				
۳	امیر اسمعیل بن ناصر الدین سبکتگین				
۴	سلطان محمود بن محمد الدین				
۵	سلطان محمد سلطان محمود				
۶	سلطان مسعود سلطان محمود				
۷	مؤدود بن سلطان مسعود				
۸	عبدالرشید بن مسعود بن محمود				
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود				
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود				
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود				
۱۲	ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم				
۱۳	برام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود				
۱۴	خضر شاہ بن برام شاہ بن مسعود بن ابراہیم				
۱۵	خضر ملک بن خضر شاہ بن برام شاہ				

یہ آخری فرمانروای خاندان غزنویین
تھام لسی و حصار تھانیر و غیرہ
لے لیا۔ ساتن محمود کے زمانہ
میں اسکے آخری اہل تہذیب کیسے ہوئی
سال شاہین آہستہ آہستہ ہی قید کر لیا گیا

تقسیم شہر سلاطین غور کے متعلق معہ ہون بہ ہند کی ویرہ میں کی

۱	سلطان علاء الدین جہا حسین بن سوز					اسنے غورین میں قتل عام کیا شہر کو آگ لگا دی جو بوض خون سید محمد وزیر جو قتل ہوا کئی ایک علما قید میں لایا۔
۲	ملک ملک لسف الدین بن علاؤ الدین جہا بن سوز	۲ سال	۲ سال			یہ بادشاہ حملہ دل نزم مزاج تھا مگر وہی سال کی حکومت کے بعد ابو العباس سپہ سالار حکمران قتل کیا۔
۳	ملک غیاث الدین ابوالفتح بن محمد سام	۳ سال	۳ سال			علاقہ غوجستان اور وگرم سیر بادغیس ہرات و سینان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار حکمران کو قتل کر دیا۔
۴	سلطان میر الدین بن یام الملک شہر الدین	۴ سال	۴ سال			اس نے شہر پر چڑھائی کی پہلے ملتان پر قابض ہوا پھر لاہور اور پرتھی سراج عرف راہ پور نظر اور قنوج والا راجہ مطیع ہوا۔ اور میں سلطنت اسلامیہ قائم ہوئی۔
۵	سلطان غیاث الدین محمد سام	۵ سال	۵ سال			بعد انتقال شہاب الدین فیروز کوہ کے تحت بمبھا تھا غور و خراسان و غورین ہندوستان میں خطبہ و سکا اسکا جاری رہا۔
۶	سلطان یہاؤ الدین بن محمد بن غیاث الدین					و اس نے ہرات سے پگڑوں کے خوار و روم پاس پہنچا تاہم ہان دریا میں غیرق کر آیا گیا۔

علاء الدین
بن سلطان
علاء الدین
بن حسین
بن جہا
نور

خوارزم شاہ کی مدد سلطنت پائی چاہاں حکومت
کی تاج الدین غور کی لڑائی میں قتل ہوا
اور غور کا ملک خوارزمیوں نے لے لیا۔

سلطان
تاج الدین
یلدوز غوری

یہ زرخیز غلام شہاب الدین غوری ہوا اور کمال
و کمال دیوران وغیرہ علاقہ جات فتح
دریائے سندھ پر حکمران تھا اور سردر سانی سحر
ہند اسکے ذمہ ہے اسکے بعد غوری میں عملداری
ہو گئی۔

نقشہ ہشتم سلاطین غوریہ کا جو بلخیان میں سلطنت کرتے رہے

فخر الدین
مسعود
غوری

سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تھا اور
طخستان کا علاقہ بھی اسکے تحت تھا شمس
د تاج الدین زنگی و سام الدین علی اسکے بیٹے تھے

بلک
شمس الدین محمد
بن فخر الدین
مسعود

اسنے ملک کو وسیع کیا بلخ و بلقان و بخشان کو لیا
جب ریونگی مہم سلطان شاہ بن ایلک اس
پر ہوئی تو مرو میں جا کر بہاؤ الدین طغرل کو جو
افراد میں تھا قتل کیا غیاث الدین خطا سلطانی لیا

ملک
بہاؤ الدین
شمس الدین محمد

یہ بادشاہ مہربان علما و فضلا کا قدردان تھا
امام فخر الدین رازی نے علم صرف میں رسالہ لکھا
اسکے نام پر لکھا جسکو صرف بہاؤ الدین

رضی اللہ عنہ

۱۲۸۱

۱	ملک ناصر الدین قباچ	۱۲۲۳	مرد	غلام زرخرد سلطان شہاب الدین غوری ہر لوبہ انتقال شہناشاہ پہلے تینہ قباض ہوا اور سند کا علاقہ بھی لیا پنجاب و دریا تلج تک قبضہ پایا تھا اور وہی پر چڑھائی کی تھی آخر شکست کھا کر چلا آیا۔
۲	سلطان قطب الدین ایبک	۱۲۲۴	بنجام لاجپور	یہ بادشاہ غلام زرخرد شہاب الدین غوری ہر پہلا بادشاہ وہی کا ہوا چونکہ ان کی سیلتا ہوا گورے سے گرے مر گیا۔
۳	ارام شاہ قطب الدین ایبک	۱۲۲۵	مختار ملک	بوجہ نا لیا قتی مہر و ل کیا گیا۔
۴	سلطان شمس الدین التمش	۱۲۲۶	مختار ملک	بعد مہر و ل آرام شاہ تخت نشین کیا گیا قطب الدین ایبک کا غلام دادو تھا اور خواجہ قطب صاحب کامر چنگیز خان ہم عمر تھا قطب بنا ربیت او پنچا بنایا کبرا جیت کی مورت ماکل سے توڑا۔

[illegible]

سوالدیر کیتا

بر بقر اخان

بر سلطان

نیکان الدین

سوالدیر کیتا

میں کی وصیت کے برخلاف امرائے کیتا دین
بقراخان کو بادشاہ بنایا مگر عیش و عشرت میں پڑ گیا
اس لئے اس کا باب جو دکن کا حاکم تھا دہلی میں آیا اور اس کا
انتقام کرنا چاہا مگر اسے ایک چیل ہو گیا مگر اس کو قتل کر دیا
آباد ہو اس لئے وہ وہاں چلا گیا وہ جس کے بعد کیتا دین کو
فاج ہو گیا اور امرای مغل نے کیونکر اس کے بیٹے کو قتل کیا
اور امرائے مغل نے اس کو مٹی کے مار ڈالا۔

نقشہ دہم سلاطین خلیجہ کے متعلق جو ہندو میں فرمانروا رہے

سلطان

جلال الدین

غیر و شاہ خلیجہ

سوالدیر کیتا

کیتا دین آخری بادشاہ غوریہ غلاموں کی سلطنت کا
جب قتل ہوا تو سترہ مرین دہلی کے تحت پر تیرہ برس
کی عمر میں بیٹا۔ پہلے یہ شمالی کا نائب ناظم نہایا گیا جو
دیکھ کر کاراجہ دہلی پر چڑھ آیا تاہم شکست کھا کر پناہ
نظر آئے مرین جگنری شکستے تانار میں آکر
غارت شدہ وہ کی بادشاہ خود جا کر اوند کو شکست
دی مغلوں کا سردار سلطان باس آکر سلطان ہوا
غلاموں الدین اپنے داماد کو دیکھ کر وہ کی مہم پر بھیجا وہ
بکریست راجہ کو ٹوٹا کر اس کے چہرہ سے سوار ہن موٹی
اور اس مردویا قوت میاں سے بچا دیا اس کے آخر میں غلاموں
نے طمع سلطنت بحالت تلامت قرآن شریف اس کو سید کر ڈالا
مرینک بخت عظیم و رحیم تھا۔

۲	سلطان علاء الدین خلجی	۱۲۹۰	۱۲۹۱	۱۲۹۲	۱۲۹۳	<p>یہ دست پروردہ و برادر زادہ دواماد جلال الدین تھا۔ گجرات پر لشکر کشی کی اور فتح پاکر سوم نامہ کابست دہلی میں لا کر دایا۔ راجہ تیمیر داسے زینور گرفتار ہو کر قتل ہوا اور راجہ رتن سین داسے چتور کی رائی پر عاشق ہو گیا تو اسکا خاوند مارا گیا اور رائی اسکا جل کر مر گئی۔ ملک تلنگانہ کو کن کا علاقہ سمندر کے کنارے فتح کیا کہ نالکے کے بڑے بڑے بیج خانہ کرنے۔ ملک کا انتظام اچھا کیا کا فور نام امیر نے زہر دیکر مار ڈالا۔</p>
۳	سلطان شہاب الدین عمر بن علاء الدین	۱۲۹۴	۱۲۹۵	۱۲۹۶	۱۲۹۷	<p>یہ یار شاخ و سال تھا اسلئے کار فور مدارا لہام بنائے شہزادہ مبارک کو قید کر لیا خضر خان اور شادی خان دو شہزادے کو اندھا کر دیا تین مہینے کے بعد تمام امرا کا فور سے ناراض ہو گئے اور اسکو قتل کر کے سلطان کو موصول کر دیا۔</p>
۴	قطب الدین مبارک شاہ علاء الدین خلجی	۱۲۹۸	۱۲۹۹	۱۳۰۰	۱۳۰۱	<p>یہ قید ہو کر بادشاہ ہو سہلنت کے قیام کے بعد اسنے حسن نام ایک رزائل دی کو خضر خان خطاب کر دیا یا جرات و دکن کی حکومت اسکو دی اسکی ترغیب سے شہاب الدین موصول خضر خان شاد خان بہاؤ کو قتل کر دیا مگر اسکو مرنے کا فریضی پر کر باندھ لی اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہو اسرا دہ پر غور و جہالت کی وقت بوقت جائز خان برادر خود کو شک نہر استونہیں آیا اور بادشاہ کو قتل کیا اور اسی رات تمام امرا و ولت کو بھی مار ڈالا بادشاہ کی ملکہ انور خان میں با فرج خان منکو شہزادہ کو قتل کر دیا۔ خبر یہ کہ غازی الدین کا پنجاب باتفاق بہرام خان کہستان چڑھ آیا اور اس کو قتل کر دیا۔</p>

نقشہ یازدہم سلاطین تغلق کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا

غازی الملک غیاث الدین تغلق شاہ	۱۸ سال ۶۵۰ھ ۱۲۵۲ء	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تھا خیر خان بہار کشاہ کے قاتل پر غالب کر اس کی سلطنت پائی جنگال کے سفرے واپس آیا ایک کوشک نو تیار کی جیت کے سیچے دیکر مر گیا۔ بدعات سے حضرت نظام الدین گجراتی کے۔
الغیاث خان غیاث الدین سلطان تغلق	۲۰ سال ۶۵۲ھ ۱۲۵۴ء	یہ مسرف فضول خود متزلزل مزاج تھا دکن غیر ملک پر قابض رہا اور چین پر بھی چڑھائی کی تھی۔ دہلی کو ویران کیے دکن میں دیوگیر آباد کیا اور اس کا نام دولت آباد رکھا۔
ملک فیروز نیک حبیب النیا طیب سلطان فیروز شاہ تغلق	۱۹ سال ۶۵۳ھ ۱۲۵۵ء	سلطان محمد تغلق کا برادر زادہ لیب لای سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروز آباد و ہزار و غیرتیں قلعہ بنوایا ۴۰۰۔ جامع مسجد۔ ۳۰۰ درمہ ۲۰ خانقاہیں۔ ۲۰۰۰ ہل۔ ایک نہرین ایکس کوشک۔ ایک سو پچاس حمام پانچ دانشقاہ (۱۵۲) قیصری (۵) بڑی مینار (۲۵۰) مسجد (۱) کوئین ڈامی سویا بنوایا۔
سلطان لعل خان بن فتح خان بن درشاہ سلطان غیاث الدین		یہ فیروز شاہ کا پوتا حسب الوصیت اسکے بادشاہ ہوا محمد خان اپنی چچہ محو پر فتح کسی البوکر اپنی سالی کو قید کر لیا اس کے پر کل مار حکومت چھوڑ دیا خود عیش عشرت میں لگا اس کے بعد دولت ناما خاں ہو گئے اور سب ملکر میں اس کو قتل کر ڈالا۔

<p>ملک البوکری بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ برائو الدین تعلق</p>	۵	<p>رکن الدین امیر الامرا نے قید سی نکال کر بادشاہ کیا مگر اسے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا اسپر امیر صد ہا حاکم سامانہ نے اس کے برخلاف ملک فیروز کو جائزہ ہر میں تخت نشین کیا اور وہی میں کہ محاصرہ کر لیا یاو کے مقابلہ سے شکست کھا کر ہراگ گیا</p>
<p>محمد شاہ بن فیروز شاہ باریک تعلق</p>	۶	<p>ملک صد ہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سی سے اسے پائی مگر چند ماہ کے بعد ان کے ساتھ اس کی بھیدگی ہو گئی اور بہت سے امیر ہراگ کر کوئلہ مہوات میں البوکری کے پاس چلے گئے باقیمانہ نو کے لئے حکم دیا کہ تین روز میں چلے جائیں ورنہ قتل ہوئے گی چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوئے اور شہزادہ ہمایون البوکری کے مقابلہ کو روانہ عند المقابلہ البوکری پڑ گیا فوج کے مفسد و نکو بھی اسے نرا دیا پنجاب کے مفسد کی سرکوبی کی۔</p>
<p>سلطان ہمایون الہی علیہ السلام سکندر شاہ بن محمد شاہ</p>	۷	<p>اس بادشاہ نے تخت نشین ہو کر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پھر انتقال ہو گیا۔</p>
<p>سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان محمد شاہ تعلق</p>	۸	<p>شاہ میں سلطان محمود مر گیا تو اس کا بیٹا دولتان تخت نشین ہوا اور شیر خوار خان ناظم و بیالہ وغیرہ غالب آیا اور سکندر تخت سے ہوتا رہا کہ خود بادشاہ کے ہوتے ہوئے اس کی سرکوبی ہو گئی۔</p>

نقشہ دوازدهم شاہان خضر خانیہ کے متعلق جو دہلی میں بادشاہ رہے تھے

خضر خان بن سلیمان	۵۱۳ سال	۵۱۴ سال	۵۱۵ سال	<p>یہ بادشاہ قوم کا سید تھا ملک ان خان امیر بارہ پور و شہر نے اسکو تہنی بنا کر یا لا امیر تیمور نے اسکی حسن خدمات پر خوش ہو کر پنجاب کا ملک اسکو دیا آخر یہ دولتان بن محمود شاہ تعلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا خطبہ و سکہ شاہ رخ میرزا بن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انتظام سلطنت اچھا رہا۔</p>
مبارک شاہ بن خضر خان	۵۱۶ سال	۵۱۷ سال	۵۱۸ سال	<p>اسکے وقت جسرت لکھنؤ کا لکھنؤ کے بہائی نے پنجاب کا ملک لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لوی حاکم سرسبز کو مغلوب کر کے بڑا سلطان خود برسر مقابلہ کیا اور شکست دیکر لکھنؤ کے علاقہ میں پہونچا و تمام وکمال او جاڑ دیا بہر لاہور میں آیا اور دوبار آباد کیا چونکہ جسرت کے خاتون شہزبان پہونچا تھا سلطان کے جانیکے بعد جسرت پہر آیا اور راجہ ہون کو مارڈ لا لاہور دوپہا پور پر قابض ہو گیا۔ شیخ علی غل حاکم کابل بھی مویشی لکھنؤ آیا اور تمام علاقہ پنجاب لوٹ کر برباد کر دیا سلطان پہر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت ہلاک کیا اور بعد نظام دہلی کو معاود کی مکر جابھی پہر امیر جسرت دونوں پہر آئی تو سلطان پہر آیا امیر کے تعاقب میں لڑ گیا اور براہ شیخ علی کو تلوار شہداء میں قید کر دیا اور اسکے لڑیکے کو ہرا لیکر دہلی آیا آخر چھوٹے مبارک آباد کی جامع مسجد میں ملک سرور وزیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔</p>

سلطان
محمد شاہ
بن فرید خان
بن جعفر خان

۱۸۶۹ء

ابتداء سلطنت میں یہ بادشاہ کے نام تھا ملک سرور وزیر دارالحکومت
اور مختار عام تھا وزیر بہت امرا قتل کیے اور قیدی کر لئے آخر سب ملک اور
بار والا اور سلطنت کا اختیار سلطان نے پایا اس کے سر سلطان بن جا کر
جسٹ لکڑی کی تخریب میں سخت کوشش کی اور علاقہ کوٹا اسکی قوم کو مار ڈالا
انہیں نوچ نہیں فہم لنگاہ میں ملتا نہیں خروج کیا اور سلطنت علیہ قائم کر لی
اور سلطان محمود والی ہاتھ لکھ کر دہلی پہنچا آیا بھلول کو دی
مقابلہ سے شکست کھائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان
نے نظامت پنجاب کی بھلول کو دی اور سب جہت کھڑے سے
صلح کر لی اور افغانی فوج بہرنی کر کے بطح سلطنت دہلی
پر حملہ آور ہوا نا کامیاب رہا مگر کل صوبہ سلطنت منحرف
ہو گئے بادشاہ شکستہ مرہین مر گیا۔

سلطان
علاء الدین
شاہ عالم
بن سلطان
محمد شاہ

۱۸۷۰ء

اس بادشاہ کی سلطنت نے کچھ رونق پائی تخریب دہلی اور بدواؤں کے
قبضہ میں کوئی ملک نہ تھا حسام الدین حمید الدین کو رنفاق سے آواہی کو بھی
چھوڑ دیا بدواؤں میں سکونت کی اسکے بیچ اور انہوں نے بادشاہ کا خزانہ لیا
شہزادہ یونکو سنگے سر قلعہ سے نکال دیا حمید خان بھلول کو دی کو پنجاب
سے بلا یا جب آیا چند روز حمید خان کی متابعت میں رہا پھر اسکو
قید کر لیا اور بادشاہ کو دہلی میں آئیے لئے لکھا اور سب جواب
دیا کہ مجھ کو پر گنہ بدواؤں ہی کافی ہو سلطنت جانے اور تم جانے
چنانچہ بادشاہ اپنے زیست تک بدواؤں میں رہا اس کے
میں مر گیا۔ سلطنت خاندان سادات خضر خاں نے
ختم ہو گئی۔

سلطان
ابراہیم بن
سلطان سکندر
لودی۔

۳

سکندر کے بعد یہ بادشاہ ہوا اور جون پور کی
حکومت اپنی بیوٹی بھائی جلال خان کو دی گئی
تاریخ ہو گیا اور اس پر فوج کشی کی وہ بکراہیت
والی گوالیار پاس بھاگ گیا اعظم ہمایون معہ لشکر اس
گرفتار کیو گیا تو اس نے مالو پکارا ستلپا آخر
تمام گوندوانہ نے اس کا سر کاٹ کر بھیج دیا جب
کوئی مدعی نہ رہا تو سلطان بڑے غرور میں آیا پھل
اپنے خیر خواہ وزیر میان تہوا کو قتل کیا اور
چند امراء کو قید کر دیا اعظم ہمایون گوالیار سے
بلایا اس پر اسلام خان بن اعظم ہمایون نے ناکہ پوس
اور بچاڑ خان ولد دریا خان نے بھارمین اور
دولت خان لودی نے پنجاب میں بغاوت کی اور
حسب طلب دولت خان کے شاد ماروا کی لڑائی
پہلے پنجاب پر تصرف کیا پر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم
ایک لاکھ فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان میں
باہر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج شکست
کھائی اور قتل ہوا سنہ ۹۳۱ھ میں اس خان کی سلطنت تمام ہو گئی

نقشہ جہاد ہم شاہان افغانی کے ذکر میں جو ہند میں بادشاہ رہے

شیر شاہ سور
افغان

۱

۱۵ سال امارت - ۹۵۳

پہلے اس نے پنجاب میں جا کر قلعہ ہتھاس کا
بنوایا پھر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پھر
مالدیو و عالم جمیر و جودہ پور و میرٹھ پر فوج
لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی
بیخ نکلا دی ہند میں زمین بہت بنوائیں جہاں
تعمیر کرائے مسافروں کیلئے اخراجات خزانہ
شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی۔ پندرہ
سال امارت - پانچ برس بادشاہت کی۔

جلال خان الحنی
سلیم خان بن
غیر شاہ افغان

۲

۱۵ سال امارت - ۹۵۳

شیر شاہ کے مرید کے بعد عادل خان بڑا بیٹا
رہو زمین تھا امراتوں نے مصالحت اس کو کہ چوٹا بیٹا
تحت تخت نشین کرو یا جب وہ آیا تو اس نے
بھی اس کے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کر کے
بیانہ کی طرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہ ہوئی اور گروفتا
فوج مامور کی عادل خان نے خواص خان حاکم سیوا
کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی۔
اس بات پر امر و شاہی اسے ناراض ہو گئے پہلے
بیت خان و اعظم ہمایون حکام پنجاب کے قیادت کی

									اور موکہ وقوع میں آئے پھر شجاعت مہمان مالوہ میں ہنگامہ پرداز ہو اسلطان آدم خان رہیں کہلڑون کا بھی سب سے نہایت آیا۔
۳	فیروز شاہ بن شیشاہ افغان								پھر پادشاہ خور دسالی میں تخت پر بیٹھیں نہاد لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعا دل شاہ بن نظام خان افغان اسکے مامون نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔
۴	مبارز خان المخاطب بعا دل شاہ بن نظام خان افغان								یہ شخص نپے ہشیر و زاہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زاہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اس پر امراء دولت و حکام اس طرز عمل سے ناخوش ہو گئے تھے۔ پھر احمد خان برادر زاہ و داماد شیر شاہ کا تہا پنجاب میں سکندر شاہ خطاب پا کر پادشاہ ہوا ابراہیم خان خسروہ عادل شاہ کا بھتیجہ ہو گیا اور بھیہ نوبت چھوٹی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہو گیا وریاے سند سے لیکر گنگا تک دسویں عملداری ہوئی اور اگر وہ یہ بھی خیل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہو گیا۔

ہندوستان میں اسلام کے دوسرے زمانہ کو خاندان مغلیہ کا اجمالا تذکرہ

مغلون کے مورث اعلیٰ کا مختصر حال

مورث اعلیٰ اس قوم کا مغل خان اولاد یا وٹا بن
حضرت نوح علیہ السلام سے گزرا ہے۔ مغلون کی سلطنت کی ابتداء اور قیام کا
جلد ترقی پذیر ہو کر بہت پہلے جانا تاریخی واقعات میں سے ایک پڑا ماجرا عجیب ہے۔
جس زمانہ میں کہ غزنوی کی سلطنت پر زوال قدم بڑھاتے چلا آتا تھا اسی عرصہ میں
ملک تاتار سے جو قدامتین اور سکا نام تھا مشہور تھا اس جنگجو قوم نے خروج کیا اور
سال ۱۱۸۰ء میں تونز خان جسکو کوکر نام بڑے پیر اس قوم نے چنگیز خان یعنی خانِ عظیم
تھے شہنشاہ کا خطاب دیا تھا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام
تاتاریں اس کا تسلط ہو گیا اس نے بارہ و تسجد و سرے ملکوں کے اپنے
فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوج کی تعداد چھ لاکھ سے
بھی زیادہ ہو گئی تب فتوحات ملک پر کمزور نہ رہی بعد فتح ملک خطا جو چین کی شمالی
اقطاع میں ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم ملک افغانستان کا اور
خراسان سے مغلون کے وکیل اور چند سوداگران تاتاری کو قتل کیا تھا چنگیز خان
اپنی فوج لیکر انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے بہرائی ایک لشکر قلیل کے سرچر
چھوٹکے رہے مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دو نوپے مساوی رہے
آخر جب چنگیز خان کے حکم سے فوج مغلون کی ایک تازہ دم گروہ نے جو ملک کی
رکھا تھا غنیمت کے بازو سے رست پر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ میں قابم نہ ہو سکے
الا پھر بھی با شطام صف بندی پیچھے کوٹھے اور بہت سپاہ کام آئے اس شکست کے

بعد سلطان محمد شاہ کی ہمت توٹ گئی تھوڑی تھوڑے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چھوٹے مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پھونچا۔

حال قتل غایت بخارا اور سولہ ماہ محرم الحرام میں چنگیز خان اور تومے خان فرار خود نے بخارا کا محاصرہ کیا اور تہہ والوں نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان کو دیدین مکانات چھوڑ جائیں خوارزم شاہی نوکروں کو پکڑو این مگر بوقت دریافت ظاہر ہوا کہ لوگوں کے تہہ خانوں میں خوارزمی چھپے ہوئے ہیں اس لئے تمام شہر میں آگ لگا دی گئی جب جل چکا تو خاکستر ہو کر وینہ نکلو اتے گئے قلعہ گرا یا گیا کوک خان وغیرہ امراے خوارزم شاہی قتل ہوئے اس عہد کے بعد بخارا مدت تک دیران رہا اور ادگتائی خان اس کے فرزند کے عہد میں دوبار آباد ہوا۔

حال قتل وغارت جند جہند اور گتائی خان و چغتائی خان فرزند ان چنگیز خان انزار پھونچ کر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور ہوا جب دس ہزار سوار اور قراچہ حاجب خوف کے مارے تاتاریوں سے جا ملا اور قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلائے گئے غایر خان بیس ہزار فوج کے ساتھ قلعہ میں محصور ہوا دن میں سے ہر روز پچاس پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑ کر جام شہادت پیتے جب سب مر چکے۔ تاتاری قلعہ میں داخل ہوئے اور غایر خان ایک برج کی چہت پر کھ گیا عورتیں و کنیز کین ادسکی انیٹوں اور پتھروں کے ساتھ کتے روز تک لڑتے رہیں آخر غایر گرفتار ہو کر جام شہادت پلا یا گیا اور قلعہ گرا ویا پھر تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال قتل وغارت جند جہند جو جی خان جب لشکر بیکراستناق میں پھونچا پھلے مسمی

حسن حاجی سوداگر کو شہر والوں کے نہایتش کے لئے بیجا اور ہون نے من کو بلوا کر مار ڈالا
 اسپر جو جی خان غضب میں آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کر کے شہر والوں کو مار کر عمارتیں
 جلا دیں اسباب لوٹ لیا پہرہ بہرہ لشکر آفر کند کو بڑھا انہوں نے اطاعت مان لی تو ان
 پانی پہرہ تاتاری اسناس کو گئے قتل خان حاکم نجد کا بھاگ گیا شہر والے باوجود بے
 ہمتی کے مترو ہوئے تاتاریوں نے شہرے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل میں لپکا کر
 قتل کر کے مکانات کو آگ سے پھونک دیا اسی مقام سے الاق تو بان نجد کو مامور
 ہوا وہ پھلے نناکت پھونچا ملک منگو وہاں کا حاکم تھا تین روز لڑتا رہا چوتھے روز
 شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل میں آئے پہر الاق تو بان نجد میں
 آیا بچان تیمور ملک بڑا پھلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ ایسے قلعہ میں جو
 دریا کے دو شاخوں کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا منغلون کی ستر ہزار فوج نے
 قلعہ کو گھیر لیا تیمور ملک کشتیوں میں جنیہ ند کے پردہ تھے بیٹھ کر منغلون سے لڑا
 کرتا رہا منغلون کی گولیاں اور تیر بھیکے ہوئے نمودن میں کارگر ہوئے اوس نے
 ہزاروں ہی منغل قتل کئے آخر شہر تھک گیا اور دریا کے رستے سو بہا گیا اوجان بکلا
 لے گیا اوس کے پیچھے منغلون نے شہر کو جلا دیا رعایا کو قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا
 حال قتل و غارت سمرقند چنگیز خان جب بذات خود سمرقند پہونچا ایک لاکھ دس
 ہزار ترکمانی خوارزم شاہی فوج وہاں موجود تھی دو روز تک وہ میدان میں
 لڑتے رہتے تیسرے روز شہر میں محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اس وقت تین
 فریق تھے ایک خواہان جنگ تھے دوسرے اطاعت پسند تھے تیسرے بدحواسی
 میں مبتلا تھے آخر قاضی و شیخ الاسلام دو نو ملکر چنگیز خان کے رو برو گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینوں کی جان بخشی کر سوائے اس وقت محمد الپ خان
حاکم سمرقند کا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ چل نکلا اور غلجوں کا لشکر داخل شہر ہو گیا
بائیس لاکھ آدمی قتل میں آیا اور مکانات جلا کر خاک کر دئے گئے صرف بچا ہزار
آدمی قاضی و شیخ الاسلام کے تابعین جان برہم ہوئے دو لاکھ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ
ڈھا دیا گیا تیل مرار خوارزم شاہی گرفتار ہو کر قتل کئے گئے۔

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا۔ بعد فتح ہم سمرقند امیر جتہ نوبان
و سویداے بہادر و امیر قوچچر کی ماموری ایران کو ہوتی اور حکم ہوا کہ وہ سلطان
خوارزم شاہ کو پکڑیں اور رعایا میں سے جو باطاعت پیش آوے امان پاسے
ورنہ قتل کیا جائے پس یہ فوج بلخ و اسحاق ہوتی ہوتی ہرات میں آئی حاکم ہرات
بتابعت پیش آیا جتہ نوبان و سویداے بہادر نے نذرانہ لیکر امان دی جب وہ
چلے گئے تو قوچچر آیا اور اس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا ناچار لوگ متعجب ہو گئے
ہوئے اور لڑائی میں قوچچر مارا گیا فوج اسکی بہاگ گئی جتہ نوبان کے لشکر میں جا
پہر یہ لشکر نیشاپور گیا اور نذرانہ منقول لیکر امان دی پھر جتہ نوبان اجون کے
راستے مازندران گیا اور سویداے نے طوس کا رہنہ لیا بلوس میں پہونچا اور
قتل و غارت سے ایک و قبیحہ نہ چوڑا پھر اوگان گیا اور سرسبز ملک ویکہ کہ
امان دی پھر جوشان میں پہونچا اور خوب لوٹا پھر اسقرا میں کوئہ و بالا گیا پھر
جا کر قتل و غارت کی اور جتہ نوبان نے مازندران پہونچ کر لاکھوں آدمیوں کو مار ڈالا
انکی شہزادہ کوٹا اور جس قلعہ میں خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل و عیال تھادہ فتح کیا وزیر کو
مردانہ و اہل و عیال ہا و شاہی قید میں لے آیا بے انتہا تاتاریوں نے خزانہ پایا

پہرے میں گیا وہاں سویدا کے کا شکر بھی اوس کو آمارے میں شافیہ و خفیہ
 مذہب والے اہل اسلام میں آپس ہی میں عداوت تھی شافیہ حاضر آئے اور
 نذرانہ دیکر درخوست کی کہ خفی سب قتل کئے چارمین چنانچہ نصف شہر قتل ہوا
 پہر شافیہ کو بھی اس خیال سے کہ یہ قتل پسند لوگ ہیں ان کو بھی قتل کر ڈالا اور
 شہر کو آگ لگا دی دو نون فیرق ایک لاکھ سے زیا دہ تھے۔ پہر جتہ نوبان
 ہمدان گیا اور سویدا سے قزوین کو آیا پہلے جتہ نوبان نے شہر قسم کا محاصرہ کیا اور
 باطاعت امان دی اور سویدا نے قزوین پہونچکر پچاس لاکھ آدمی مارا پہر
 آذر بایجان میں پہونچکر شہر زرخان کے تین لاکھ آدمی قتل کر ڈالا پہر دیل کے
 لوگ مارے گئے اور شہر حلاہ بیا سراق والون پر بھی عیسیٰ حادثہ برپا کیا تیرنر کا
 حاکم بجان پھلوان نے لڑائی میں شکست کھائی مگر نذرانہ دیکر رہائی پائی پہر یہ لشکر
 گرجستان گیا مراغہ شہر اور اہل شہر کو نیست و نابود کیا پہر مظفر الدین کو کرکی پر درش
 کی ولیکن وہاں والنگلی اور وہاں سے ہٹ کر سنا کہ جمال الدین ایچہ نے ہمدان
 والون کو اپنے ساتھ ملا کر فساد برپا کیا ہے اسلئے جتہ نوبان عراق میں آیا اور
 جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالا اور ہمدان کو آگ لگا دی
 اہل شہر کو مار ڈالا مال لوٹ لیا پہر دوبار تیرنر پہونچا اور نذرانہ معقول آتیک
 اڑیک جہان پھلوان کے بیٹے سے لیا پھر بھی لشکر حاکم جوئی و سلماس و یلقان
 و نچوان میں گیا اور قتل و غارت حسب وخواہ کے پہر شہر گنج سے نذرانہ لیا و
 بار ثانی گرجستان کا رخ کیا اور لاکھ آدمی گرجی کے مارا پہر شروان کو لوٹا اور
 شیروان شاہ کو جو ایک قلعہ میں قلع بند تھا کہلا بھیجا کہ ہم تیرے ملک کے مزاحم

ہین ہونے چاہتے ہیں کہ در بند کے رہنے مغولستان کو چلے جائیں تم اپنے
 دو معتبر دوستی کے عہد نامہ کیلئے ہمارے پاس بھیج دو معتبرے تو ایک کو قتل کر دیا اور
 دوسرے کا کہ اگر تو ہم کو در بند کا رستہ بتلاتا ہے تو جان سے مان پائیگا وہ بیچارہ ہمراہ ہوا
 اور اسے سخت راہ سے جہان سے بچا اسکندر رومی کے کید کا گزر نہیں ہوتا چھ بہ آسانی گزر گئے
 راہ میں بھی لاکھوں آدمی قتل کیے کوئی آبادی باقی نہ پھوری قیاق کے لوگ جو بمقابلہ شیرازی اور
 تاتاریوں نے شکست فاش کھائی آخر یہ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک خبر آدمی ہیں اگر تم لانیو کا ساتھ
 چھوڑ دو تو ہم تم کو دو لاکھ روپے دیتے ہیں قیاقیوں نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور لانیو کا ساتھ
 چھوڑ دیا جب دو قوموں میں نفاق ہو گیا تو یہ بہت مجموعی دونوں پر چڑھے اور قتل کر ڈالا پھر شہر سودا
 میں خلیج قسطنطیہ کے دریا کے کنارے ہے چھوٹا شہر کوٹ لیا وہاں گزر کر چھ لشکر خنکین خان کے
 لشکر کے ساتھ ہو گیا۔

حال قتل غارت خوارزم سمرقند کے مقام سے جو جی خان و خٹا خان مویشی خوارزم کو نامور ہوا اور خود خٹکین
 خراسان کو آیا جو جی خان شہر جہانپور دارالخلافت خوارزم کو محاصرہ کیا خٹکین امیر شہر کے لوگ بمقابلہ شیرازی
 اسخو اور ایک کھسریا دہل سلام قتل ہو جب تاتاری شہر میں داخل ہو تو شہر و لے دو بار استعد ہوا اور تاتاری
 کو شہر سے نکال دیا پانچ مہینے کے بعد پھر شہر فتح ہوا اور چھ لاکھ آدمی قتل ہو تمام مکانات اور عمارتیں جلان
 اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم باقی نہ پھوڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبری نے جو ایک نامی گرامی بزرگ تھے اسی جنگ میں
 شہادت پائی۔

احوال خشت ترمذ بلخ خٹکین خان پھر خشت سمرقند آیا اور شہر کو گریا لوگوں کو قتل کر لیا پھر ترمذ چھوٹا
 وہاں بھی عی حال گذرا پھر نکارت و سامان و بدخشان کو گیا اور آبادی کا نام نہ پھوڑا بلخ میں بھی خٹکین کی آبادی
 اور رونق اسے معلوم ہو سکتی ہے کہ شہر کے اندر بار بار اسو جامع مسجد اور بار بار اسو جامع اور پچاس ہزار گہرا دہات

علما و شایخ کے تھے بلخ والوں نے اطاعت مان لی مگر بطمع غارت کے وہ اطاعت نامنطور ہوئی آخر چوس
 لاکھ آدمی ماری گئے شہر لوٹا اور جلایا گیا اس مقام سے تو لے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود چنگیز خان
 طایقان کو گلیا چونکہ وہ قلعہ کوہ نصر پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہ ہوا وہاں خبر پھونچی کہ
 سلطان جلال الدین کے جنگ میں مغلوں نے شکست کھائی اور نہارون مار گئی تھیں اسلئے چنگیز خان
 عزمین کو روانہ ہوا پھلے اندراب میں پھونچا اور شہر والوں سے ایک تنفس کی بچھڑا پھر ہامیان میں آیا
 شہر کے لوگ بمقابلہ شیرازی جمیں ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹوں میں سے ایک اس پر چنگیز خان سخت
 غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کر کے حکم دیا کہ اس شہر میں سے کوئی آدمی سوج باقی نہ چھوڑا جائے کتری بلی چوہے
 وغیرہ تک سب مار جائیں جب یہ تعمیل ہو چکی شہر کو گرا کر سیدان کر دیا اور جو بوجہ دی وہاں غزنے کی طرف
 مراجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریائے سندھ سے اتر کر سندھ کو ملا گیا چنگیز خان نے بلا
 نوبان اسیر کو اور کوناقب میں بھیجا اس نے دربار سے اتر کر پنجاب دلا ہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور عداوت کا
 حال قتل و غارت خراسان تو لے خان خراسان میں داخل ہو کر چلے مرو میں آیا فخر الملک ہان کے حاکم
 نے ایک لڑائی میں شکست کھا کر اطاعت منظور کی مگر منظور نہی اور اتنی بڑے شہر میں سے صرف چار سو آدمی
 اہل ہنر و کمال منتخب کر کے باقی ایک کڑوڑ ترین لاکھ آدمی قتل لگے پھر شہر میں بذریعہ منادی ندا کی گئی کہ
 اب باقی ماندوں کی جان بخشی ہو یہ نہ سنتے ہی نہارون آجی چلی کل آئی اور چالیس ہزار کے قریب دوبارا
 قتل ہوئے جب مغلوں کا لشکر وہاں پہنچا اس پر کوششیں خوارزمی جوان چہاں چہاں سے ہتھیار تاختا آئے
 کے ساتھ اسلحہ جڑی ہوئے شہر میں آ رہا یہ خبر سن کر نہارون آدمی اور شہر وں کے بھاگے
 ہوئے بھی وہاں موجود ہوا اور شہر دوبارا آباد ہو گیا یہ حال سن کر مغل پھر مرو پر چڑھ آئے اور ایک لاکھ
 آدمی بکیر کر مار ڈالے گئے اہل نوار سچ کا قول ہے کہ مرو کو کل رہنے والوں میں سے صرف چار ہزار
 آدمی بچے ہوئے باقی سب قتل ہوئے۔

واقعہ قتل و غارت نیشاپور۔ اس بڑے شہر کے تخریب کے لئے تھانہ چار و اماں چنگیز خان کا مامور ہوا
تھانہ المقابہ مارا گیا اور تولے خان مروے نیشاپور میں آیا اور آرتے ہی قیامت برپا کی اگرچہ اہل
شہر مدت تک لڑتے رہے آخر تنگ کر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابیہیم کو بہت مال دیکر
بھیجا تولے خان نے مال لے لیا قاضی کو شہید کر دیا پھر ن و خندق بھر کر نذر بیوہ نر و بان شہر کی دلوں
پر چڑھا اے اور داخل شہر ہو کر کسی دیوانہ انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھوڑا چنانچہ تعمیل حکم کل
قتل کر دی گئے اور شہر ڈھا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کر دیا گیا بار بار روز تک نیشاپور کے
کشتوں کا شمار ہوتا رہا سو اعمورت اور بچہ کے ایک کڑوڑ سینا لیں ہزار آدمی مرد بالغ شمار میں آتے
واقعہ قتل ہرات۔ شمس الدین محمد جرجانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات میں تھا تولے خان
جب یہاں آیا پچھلے لڑائیں ایک ہزار سات سو غل قتل ہوئے دوسرے لڑائیں خود شمس الدین نے شہادت
پائی اہل اسلام شہر میں محصور ہو کر لڑتے رہے آخر تولے خان لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو
امان دی مگر شہر پر قابض ہو کر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ
ابو بکر کو اس نے حاکم شہر بنایا اور سنگتائی تاتاری کو شہنہ مقرر کیا اور خود چل دیا چند ماہ بعد جب
تاتاریوں نے سلطان جلال الدین کے معرکہ سے شکست کھائی اہل ہرات خون پہر جوش میں آیا
حاکم اور کوتوال دونوں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گئے چنگیز خان نے ایلچیکدائی امیر کو ہرات پر بھیجا
شہر کا محاصرہ ہوا چہ ماہ تک برابر جنگ ہلاک ہونے لگا ہزاروں تاتاری کام آئے آخر فیصل شہر
پچاس گز لائیں ایک طرف سرگرمی مگر محصوران شہر نے اوسط سے مغلوں کو شہر میں داخل نہ دیا پھر چند
جمادی الثانی ۶۱۹ھ جمعہ کے ہڈر خاکسری میں تاتاریوں نے شہر لایا اور شہر لے لیا سات روز
ایک کڑوڑ چلاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگائی اس کام سے فارغ ہو کر ایلچیکدائی قلعہ کالیون کو گیا اور
پچھلے شہر کے بہاگے ہوتے لوگ پھلا موجود ہوئے اور صورت آبادی نمودار ہوئی یہ فیصلہ کیا

ایلیچکدائی نے پچیس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اور نہون نے اگرچہ شہری اور چکہ
 دہقانی لوگوں کو گرفتار کر کے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کر دیا غرض کہ ہرات کے رہنے
 والوں میں سے صرف سولہ آدمی کہیں چھپے چھپاتے بچے جنہوں نے پندرہ سال تک
 اسی ویرانہ شہر میں سکونت رکھی اور کل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا
 مقبرہ ہماری سے بچا ہوا تھا اور اسی میں وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان
 چنگیز خان کے پوتے نے پھرا باد کیا۔

ذکر معاودت چنگیز خان بتاتا ہے۔ خوارزم شاہیوں اور اوگتائی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران
 چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اوگتائی خان دونوں شہزادوں کو حکم
 دیا کہ تم غزنین و کابل و قندھار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہروں کو جو سلطان جلال الدین
 کی جاگیر میں تھے ویران کر دو پیرا وگتائی خان غزنین و کابل و ماوراء النہر و سیستان وغیرہ میں دوہرا
 گیا صد ہا شہر نہاروں قصبہ گراؤتے لاکھوں آدمیوں کے خون بھاستے اور چغتائی خان مکران
 کو جا کر کالنجرتک پہنچا تمام ملک و جاڑ و یا قیدیوں کے اس کے شکر میں بھرت ہوئی کہ
 ایک ایک سپاہی کی تحویل میں بنیل بنیل قیدی تھے آخر وہ لاکھوں قیدی بکرم چنگیز خان قتل
 کئے گئے ۶۶۱ھ کے آغاز میں چنگیز خان اپنی وطن میں پھونچا اور سنا کہ شہزادہ قو حاکم غمت
 وقاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کر کے متعدد جنگ ہو چھ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگھان اوسق
 جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اور سکا ملک لوٹ لیا پھر خواجہ نکلتاش کو گیا اور وہاں کے حاکم کو
 مطیع کیا اس محمد بن جوچی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اور غزنین سے
 اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان ۶۶۲ھ میں مر گیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس سال
 سلطنت کی یہ بادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہزادہ قو حاکم و کلواران تاتار میں اوسکی۔

دارالحکومت تھی خوزیری و سفاکی میں اسنودہ نام پایا کہ قیامت تک سکی خوزیری کا دہلی
اہل جہان کے ورد زبان رہیگا۔

فائدہ۔ شوکانی نے عقد الجمان میں لکھا ہے کہ سب پھلوں نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ میں
داخل کیا ہے وہ چنگیز خان پادشاہ تار تھا۔ یہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے انگریزی سے ایک کتاب
بنائی اور اس کا نام یاسا رکھا اور اس میں بہت سے تدبیرت عامہ عامہ اسم ملوک و رعیت کے ذکر کیا
اور خلق کو مار مار کر ان قوانین پر چلا یا پھر بعض ذریت اور مسلمان ہو گئے پھر چراگت وغیرہ بطون تیار
مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہو گئے مگر امور متعلقہ مملکت میں اسی کتاب یا سا پر عمل کرتے رہے
اور باقی امور میں شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یا سا پر ایک سین بڑھا کر یا سا نام رکھا پھر
بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدل کر سیاہ رکھا پھر اس یا سا کا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر مملکتی
نہا جہان اس قانون کا رواج نہ ہوا ہو۔

یوریش شیرخان۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک نو شیرخان نے جو سلطان محمود بن شمس الدین
شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان و سندھ کا صوبہ دار تھا یوریش کر کے تھوڑے عرصہ کی واسطے غزنیکو
مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکھ خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا الا ابھی کامل استقلال ہونے ہی
نہیں پایا تھا کہ ہلاکو خان نیر چنگیز خان نے بزرگ شمشیر اپس لی لی مغلون کے فائدان سے
وہ شخص جس نے پھلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ السعیدیہ
خلیفہ اخروی کو تخت بغداد سے خارج کر کے اسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کو نیرہ ارغوا
کے عہد سلطنت میں تیمور خان امرا عظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان
شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اس کے لشکر کو شکست دی
الآخر بھی تعاقب کرنے میں مارا گیا اور اسکے بعد سلطنت افغانستان و ہند پانوں میں تک منقسم

قبضہ میں رہے جو قابل ذکر ولایتی تحریر ہے۔

تیمور شاہ گورگانی اسکا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تو منسائی خان کے نام پر ملتا ہے
اسطرح کہ تیمور بن تراغائی نو بان بن توکل نو بان بن اینگز نو بان بن ایچل نو بان بن قراچا
نو بان بن امیر سونغان چین بن قراچولی نو بان بن تو منسائی خان اور قراچا نو بان چغتائی خان
بن چنگیز خان کے دربار میں امیر الامراء تاجب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت
باہمی کے جاتے رہی قراچا کی اولاد شہر سنبر اور کش میں آباد رہے اور تھوڑے عرصے میں
اپنا گزارہ رکھا تہہ شہر کی رات پانچویں شعبان ۸۲۶ھ میں تیمور پیدا ہوا بچپن کی عمر میں اسکا
باپ مرگیا تیمی کی حالت میں اس نے پرورش پائی ۸۲۶ھ میں تو غلقمور بادشاہ ہندو خیل
ہوا تو اس نے شہر سنبر و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اس کو دید پیا پھر چھ امیر حسین پاس گیا اور
سامان امارت کا بھجھ چھوٹا پھر اس کے قتل کے بعد بارہویں رمضان ۸۲۶ھ میں تخت
نشین ہوا شہر سنبر و قندار حکومت نہا یا جب سلطنت اس کے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھ کر
دخون میں قدم رکھا اگر اس کے جملہ واقعات شرح لکھے جاوے تو لوالت کا خوف ہے مختصر ہے
کہ اس نے اپنی لوا العزمی اور ولادری سے افغانستان ایران کو زیر کر کے اصفہان میں قتل عام
کیا اور ہندو میں قتل کر کے غارت کیا اور روس کے ملک میں لشکر لے گیا بعد ہندو فتوحات
کی اس نے ہندوستان کے تنجیر پر کمر باندھیا اور کابل پشاور کے رستہ افغانستان کا رستہ
سیدھا کرتا ہوا ہند میں داخل ہوا ملک کو لوٹا جلاتا ہوا ۸۳۹ھ میں دہلی تک چھوٹا
سلطان محمود بادشاہ دہلی نے مغلوب ہو کر قلعہ خالی کر دیا فوج تیمور نے خاطر خواہ شہر کو
تاراج کیا اور نصف سے زیادہ چھوٹا دیا تیمور تخت دہلی پر اجلاس کر کے اپنے تین باڈا
ہند شہر کیا صرف پندرہ روز دہلی میں رہ کر شمالی اقطاع کو تاراج کرتا ہوا اور میرٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کر کے سے قیدیان اہل ہند دارالسلطنت کو روانہ ہوا دسویں شعبان سن ۱۰۰۰
 امیر بیابرا ہوا سترہویں شعبان کو وفات پائی اس بیمار میں امیر نے شہزادہ پیر فتح کو ولیعہد کیا
 چھپیس بیٹے اور پوتے باقی چھوڑے مگر انہیں اتفاق نہ ہا جہان کوئی تھا وہاں ہی قابض ہو
 بیٹھا اس امیر نے اکثر برس کی عمر پائی چھپیس سال سلطنت کی سمرقند میں دفن ہوا اسکے انتقال کے
 بعد وکافر زند شاخ جو ہرات کا مالک تھا افغانستان و خراسان و سیستان کو شامل کر کے مندارا ہوا
 جب وہ بھی اپنی نوبت بہکت کر عالم آخرت کو سد ہا راتب افغانستان کے علیہ و ملکو نہیں چند بڑے
 بڑے سردار خود سر حاکم ہو گئے جیسا کہ ہر تہمین مرزا بالستقر فرزند شاخ اور پیر شاہ حسین ملک ہوا
 اور قندہار میں امیر ذوالنون حاکم تھا وہ کابل و غزنی چلے مرزا میر شیخ کے تحت میں تھا ران بعد مرزا ان بیگ
 بیٹا ابو سعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد میں قوم یوسف زری اور دیگر اولاد خوشی افغان کابل سے
 علاقہ سے خارج ہو کر شپاور کی طرف آئے ۱۰۰۶ء میں مرزا ان بیگ فوت ہوا جس کے بعد مرزا عبداللہ
 فرزند خور و سال او کا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص زکی نام اسکے ملازموں سے
 صاحب باقتدار ہو گیا لیکن زکی کے سخت و تکبر سے امر او نے تنگ کر عید انھی کے روز قتل ہو
 اسکے تواضع کی گئی بعد اسکے بھی سباعت بے اتفاقی ارکان ریاست و حکم شہی حاکم احوال کا بایں کا
 نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت میں محمد مقیم چوٹا بیٹا امیر ذی النون کا جو سلطان حسین بابا
 خراسان کے جانب حاکم ملک کر میر خاں بیت لشکر خیرہ و فکدہ و رتوجہ کابل ہوا امر او نے
 طاقت لڑائی نہ سمجھا کہ افغانوں میں بغاوت اعلان بھاگ گیا اور وہ کابل پر فتح مقیم نے قبضہ کر کے
 و خرمزرا ان بیگ سے نکاح کر لیا مگر رعایا کو راضی نہ کر سکا یہ حال سن کر محمد بابا بادشاہ جو شہرہ میں
 یاب کا حال بعد وفات پلاک بابر کی عہد میں فرغانہ اور اندجان کے تخت کا مالک ہوا مگر گزشتہ
 خان اور بک کے تسلط اور انہی عہدوں کی بے اتفاقی سے باوجود تخت اور مہر و شہرہ میں

سلطنت میں استقلال نہیں رکھتا تھا آخر اس طرف سے یلوس تو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
 بامید حصول قبضہ افغانستان کو ہندو کش سے گذر کر کابل کی طرف روانہ ہوا محمد تقی صاحب مقابلہ
 لاکر اول حصار ہو اور آخر کو طالب امان ہو کر قلعہ خالی کر دیا ظہر الدین محمد بابر نے تخت نشین
 افغانستان ہو کر کابل میں قیام کیا از فتح ہندوستان بامیں ہی حکومت کی چند سال قندھار کے
 محمد پر صرف ہوئے جہاں شاہ بیگ اور غوان اور محمد تقی نے شکست کھا کر قندھار سے ہاتھ اٹھایا
 قوم ہزارہ اور مغربی افغانستان کو جہاں تک ہو سکا درست کر کے مشرقی حصہ کی طرف توجہ کی
 افغانان میہند اور یوسف زئی سے لڑا بیان ہوتی رہیں ملکاب جو فتح کر کے قوم یوسف زئی
 پر خراج مقرر کیا پھر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال میں لاکر سب شارہ دوستان
 لودھی بحیثیت پندرہ ہزار سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعویٰ کر کے روانہ ہوا دوسری طرف سے لاکر ہیم
 لودھی ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار ہائی لیکر بمقام پانی پت مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ ابراہیم
 فن جنگ ہو واقف تھا ایک ہی جگہ فوج کٹری کر دی تھی اور بابر ایک جری سپہ سالار سے بھی بہتر خود
 اپنی لشکر کو کمان دیتا تھا معقولیت سے فوج غنیمت کے انہوہ کثیر سے اپنی فوج کو لڑا یا فوج مغلیہ کے اون
 دہشتوں نے جن کو تیو لقمہ کہتے تھے ہر دو جانب سے نکل کر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور ان کا قتل
 اور اسباب و فوج میں تشریزل ہوا تب باز درست و چپ والوں نے بھی ہلکے کیا اس خونخوار جنگ
 میں ابراہیم شاہ مع پانچ چھ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع مہر کہ میں مار گیا اور باقی فوج منتشر ہو گئی بابر
 فتح کے جھنڈے اڑاتا ہوا آگرتاک بھونچا ۱۵۲۶ء میں اس نے دارالسلطنت ہندوستان
 پر قبضہ کر کے تخت نشین دہلی کا ہوا اٹھائیس سال متفرق ملکوں میں سلطنت کر کے ۹۱۴ء مطابق
 ۱۵۲۲ء میں بجمع بنچاہ سال کی اگر وہین فوت ہوا اور اسکی نعش بموجب وصیت کابل میں لاکر
 دفن کی گئی بابر کی طرف سے سلسلہ نسب تیمور شاہ تک اور ان کی طرف سے چنگیز خان تک

ہو چکا ہو۔ بابر کو ابتدائے جوانی میں شراب کا بہت شوق تھا چنانچہ کابل سے باہر ہوا تو
سبز ناریں ایک چوٹا سا حوض بہترین گند وایگیا اور وہی مرغوانی سے بہرہ دیا جاتا تھا اور
بابر اوجھلے بزم نشا ط کیا کرتا تھا چنانچہ یہ بہت اوسکی طبیعت اور حوض کے کنارہ پر کتہہ لکھوا
تھی۔

نوروز نو بہار وئے دلبر خوش است | بالبرخیش کوش کہ عالم دوبارہ است

لکھنڈوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرا بخاری سے توبہ کی اور سب نے چاندی کی پیالیاں
جنمیں بابر شراب پیا کرتا تھا اونکو گلو اسکے فقراء و سکینوں کو خیرات کر دیں گئیں۔ بابر ہر ہمیشہ کے لئے
تائب ہا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندان میں شاہان مغلیہ کے بادشاہ جوہند وستان میں
تخت نشین رہے اونکے اسماء نقشہ ذیل میں ہدیہ ناظرین میں۔

نقشہ پانزدہم طہرین مغلیہ خاندان بابر چغتائی جوہرین مسلمان واد

نشان سلطنت	مختار طہرین طہرین	تاریخ ولادت	سنہ ولادت	سنہ وفات	تاریخ وفات	نامائے جمعہ شہان انگلشیہ
۱	نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین بابر بادشاہ	۲۴ ذیقعد ۹۰۷ھ	۱۹ سال ۱۲۰۷ھ	۲۵ سال ۱۰۶۰ھ	۱۱ ذیقعد ۹۷۱ھ	پہلے ہمایونی شہنشاہ ۱۵۷۱ء و ۱۵۷۲ء ملکہ میر علی شاہان ۱۵۷۱ء
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	۵ ربیع الثانی ۹۷۳ھ	۱۳ سال ۱۵۶۴ھ	۵۷ سال ۱۶۲۷ھ	۱۱ جمادی الثانی ۹۷۳ھ	پہلے ملکہ میری دوم ملکہ الزبتہ بنصرہ اول حاضر شاہان انگلشیہ

[illegible]

دارالخلافہ دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیہ کا مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہیں جس میں دارالسلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ کے عہد میں کسی جگہ اور اسلامیہ خود مختار سلطنتیں قائم ہو گئیں تھیں۔

چنانچہ ظفر شاہ گجراتی کے خاندان کی بنیاد سلطنت سوات کو ملک گجرات میں اور سلطان حسین النجی طبرستان یہ دلاور خان شاہنشاہ غلیہ کے خاندان کی سلطنت ملک لود اور مندو میں اور محمد نجی غلیہ کی سلطنت بنگال و سارگاندھ و کمنوتی و بہار وغیرہ میں اور ملک سرور خان جہان النجی سلطان الشرق کے خاندان کی سلطنت جون پور میں۔ اور امیر شیخ بیگ ارغون بن امیر ذوالنون کی سندھ و ٹھٹھہ میں اور شاہ میر النجی طبرستان شمس الدین کی کشمیر میں خود مختار سلطنتیں قائم تھیں۔

ان سب میں کن کی سلطنت ملقب یہ ہمنیہ بڑی مشہور تھی جس کا بانی ایک افغان سردار ظفر خان نامی گذرا ہے جو محمد تغلق کے عہد میں تھا۔ دارالخلافہ دہلی سے جو حاکم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اون سب کو اس جہانم و سرور نے مغلوب کیا اور گلبرگہ اپنا تخت گاہ قرار دیکر اوس کا نام حسن آباد مقرر کر کے سلطنت دکن کا خود سر بادشاہ بن گیا۔

شاہنشاہ دکن کی بنیاد اور دارالخلافہ

یہ شخص پہلے ایک مفلس و نادار آدمی تھا کانگو سے نامی ایک برہمن منجم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دارالخلافہ دہلی میں رہا کرتا تھا اور اوسی زمانہ میں ایک روز سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف میں عام و خاص کی دعوت تھی شاہزادہ محمد تغلق بھی اس دعوت میں شریک تھا

جب یہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اسی مجلسِ ادا حالت میں بیرونِ خانقاہ آکر
 کھڑا ہو گیا حضرت محبوبِ اعلیٰ سلطانِ المشایخ نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رفت و سلطانی آمد)
 اور ایک روٹی جو انظارِ خاص کیلئے طاق میں رکھی ہوئی تھی نگشتِ مبارک پر رکھ کر اسکو دی اور
 فرمایا کہ یہی چہرہ شاہی ہے غرض کہ اس اشارت کا دلِ پشمارت کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خانِ مو
 کا نگوے برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مہربان رہا کرتا تھا شاہزادہ فتح تعلق کی کار میں اپنی امت
 دیانت داری کے باعث ملازمانِ شاہی میں تشریف ہو گیا اور جب شاہزادہ فتح تعلق ماکتاج و
 تخت ہوا تو اس نے تعلق خانِ حاکم دکن کے ماتحت اسکو بھیجا تا تعلق خان کے قتل کے بعد
 بادشاہِ خودِ سطر متوجہ ہونیوالا تھا مگر اسکو خبرداروں نے خبر دی کہ گجرات میں طغی نام غلام نے
 بغاوت کی اور وہاں فساد برپا ہو گیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کی طرف رخ کیا اور عماد الملک
 ترکمان کو لشکر دیکر دکن کے محکم پر مامور کیا آخر گروتمردین نے اسماعیل فتح خان کو بادشاہ بنا کر
 عماد الملک ماتحت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہِ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک کن شاہی نصرت نہ کر گیا
 اور اسکے بعد اسماعیل فتح خان امورِ سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہو گیا اور باتفاق اعیان دکن
 بادشاہتِ ظفر خان کو ملی ہو

اس نے بعدِ تخت نشینی سلطنت دکن کو زینت ہی دراپنے پرانے اقا کے یادگار میں اپنا
 لقب حسن علاء الدین کانگوی بھی مقرر کر کے تختِ شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے
 بھی حکم دیا کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غویب
 قدس سرہ کے معرفت ترویج روح پر فتوح حضرت سلطان نظام الدین محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے
 بھان بھونچا دین المتخصر گیارہ سال ہواہ نیکامی سے سلطنت کر کے ۸۵۹ ہجری میں دنیا اہلِ دنیا
 کو چھوڑ کر عالمِ غیبی کا رستہ لیا سترھ سال کی عمر پائی ہو

دیکھو غلام
 کن شاہی

سلطان محمد شاہ بن

سلطان حسن کا گھوسہ

بھمنی کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا

شخص خفی نہ ہب کا پابند تھا۔ اس نے احکام شرع کو رونق دی اور

اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کی واسطے اپنی والدہ کے

ہمسراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادہ شرفاؤ تعظیما میں بھیج دیا اور راتلنگ اور بیجا نگر کے

ساتھ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب رہا اور اسکو فرمان بردار و باجگذار

بنایا دکن کے تنجا لون کو توڑ دیا اور بت پرستی مٹوٹ کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجدیں

بنوآئیں حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کامرید تھا شرہ برلاس نے بکمال وفاداری

و استقلال سلطنت کی آخر تو زین ذیقعدہ ۹۷۶ء میں وفات پائی۔

سلطان مجاہد شاہ

بن محمد شاہ بھمنی

کا حال

اور اسکے وفات کے بعد اونیس برس کی عمر میں سلطان مجاہد شاہ

بیٹا سیر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور راتے بیجا نگر کو

طبع کیا مگر آخر سترہویں ذیحجہ ۹۷۹ء میں اسکو داد خان اسکے چچے

قتل کر ڈالا کل نین سال سلطنت کی۔

سلطان داود شاہ

بن علاؤ الدین حسن

بھمنی کا حال

اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہو گیا لیکن

اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینے اس نے حکمرانی

کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کر ڈالا۔

اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بھمنی تخت شاہی کا مالک ہوا۔

سلطان محمود بن

حسن

بھمنی کا تذکرہ

یہ بادشاہ سلیم النفس طبع کم آزار خوش طبع خوش خلق خوش الحان

و شاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر میں ایک ہی کلمہ کیا علما کی صحبت میں

رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیان روانہ کر کے پیغام طلب بھیجا

وہ بہن آئے آخر اونس سال نیکامی کے ساتھ سلطنت کر کے تپ مرقہ سے اکیسویں جب
۹۹۹ء میں یہ نیکام بادشاہ رحمت گر گیا اور سید الدین خورشید اسکا وزیر تھا ایک سو
سات برس کی عمر پا کر بھیجی اسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین محمود کے وفات کے بعد اول خیانت الدین اسکا بیٹا بادشاہ بنا اور سکونچین
بن محمود شاہ۔ امیر الامرانے اندھا کر کے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کر دیا اور خود

وزیر بنایا۔ فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داود شاہ ناراض ہو گئے اور مسمی
سدھو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اس پر چڑھ آئے اور معرکہ آرا ہوئے آخر صلح ہو گئی مگر اس کے
دو ہفتہ بعد ہی اوغسون نے اسکو گرفتار کر کے اندھا کر دیا اور بھیج دیا مدینہ طیبہ راوا لندہ نقل
و تعظیما کو چلا گیا اور وہیں رہا آخر ۱۰۶۷ء میں انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب
بن داود شاہ کا حال وجاہ و جلال گذرا۔ اسکے عہد میں سلطنت ترقی پائی اور اسے بیجا کو

اس نے شکست فاش دی اور اسکی لڑکی نکاح میں لی اور چوبیس جنگ لڑنے ہندوؤں کے ساتھ
کئے اور ان سب میں یہ فتحیاب رہا قرآن شریف بھی شخص خوشخط لکھتا اور فارسی شعور و
و پر مضمون کہتا اور ایک ہفتہ میں تین روز بھی بذات خود مدرسہ میں جایا کرتا تھا اور
طلباء و کموٹڑ ہاتا اسکو ہر ایک بان کا لغت یاد تھا زبان دانی میں استاد تھا اس نے سنا
کہ حضرت سید محمد گیسو دراز زندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از رو
کشف بشارت سلطنت دی ہے اسلئے یہ برہم ہو گیا اور اپنے فرزند حسن خان کو بھیج
کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اس کے قتل میں کوشش کی مگر کوئی تدبیر اسکے
پیش رس نگئی اور دیکھا کہ کل امراء دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر راضی ہیں

آخریچہ مجبور ہو گیا اور بروز دوشنبہ سبٹ و پچم شوال پچیس سال سلطنت کر کے انتقال کیا
 جنت اشیا اسکی تاریخ ہے ملاو او دبیری نے کتاب تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی
 سلطان احمد شاہ بن اور فیروز شاہ بھمنی کے انتقال بعد سلطان احمد شاہ نے بادشاہت
 داود شاہ بھمنی کا حال پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلئے اس نے لاکھوں
 روپیہ خرچ کر کے خاتقاہ دکنبد وغیرہ بنوایا اور اسے کزناتک پر لشکر کشی اور اس کو
 مغلوب کیا و ہوشنگٹالی مالوہ کے ساتھ جنگ کر کے فتحیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی رح کے
 فرزند میر نور الدین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی اونکے نکاح میں دی آخر تیرہ برس
 بالاستقلال سلطنت کر کے ۶۲۷ ماہ ربیع الثانی میں وفات پائی اسکو درویشوں و خدا پرستوں
 کمال محبت تھی اسکے سلطان احمد شاہ ولی البھمنی سے مخاطب ہوا۔

سلطان علاء الدین احمد اور اسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاء الدین بادشاہ ہوا شخص
 بھمنی کا حال عالم اور فاضل و خدا پرست گذرا دیو راسے راج کرناٹک نے بغاوت
 چمٹا کر اکیڑا تھا و سپہر لشکر کشی کی اور غالب یا تمام بت خانہ توڑ دیا اور عبادت خاتہ بنوایا
 اور دارالشفائین و مدارس شاعت علم کے لئے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار و دیندار
 شخص تھا اتفاقاً کہ یکے بعد بادشاہ مشرک سے ہم کلام نہیں ہوا تیس سال اس نے بجاویندا
 سلطنت کی آخر ۶۳۷ میں وفات پائی۔

سلطان ہمایون ظالم بن اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملو خان امرا اور شاہ خلیل و
 علاء الدین بھمنی کا حال حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتوں کی تجویز سے حسن خان اس کا
 چوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر ہمایون نے یورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان
 و سکندر خان سلطان مرحوم کے پوتے اور سیف خان اور ملو خان امیر الامرا و حبیب اللہ

و شاہ خلیل کو قتل کر کے خود تخت نشین ہو گیا اور حسن خان کے ملازموں کو پکڑ کے زندہ آگ میں جلا دیا اور بعضوں کو ادبالتے ہوئے پانی میں ڈال کر مار دیا اسکی زبان سے بھر قتل کے اور کوئی حکم خیر جاری نہیں ہوتا تھا آدمیوں کے سروں سے جھگیند رکھتے اور جب تیر اندازی کا اس کو شوق ہوتا تھا تو دوسو بیچارے رستے کے چلنے والے لوگ پکڑواں لگاتا اور ٹیپوں سے ان کا نشانہ بناتا تھا اہل دربار جب اسکے پاس جاتے تو پھلے اپنے گہروالوں سے رخصت ہوتے اور اسکے روبرو دم بخود رہے کر ہر ایک اپنے دم کو دم آخری تصور کرتے اور زنا و بد کاری کا بھ حال تھا کہ جو کوئی شادی کرتا اور کسی دو وطن پھلے اسکی خواہ گاہ میں بھجوائی جاتی اور خود جس عورت سے نکاح بھی کرتا تھا تو چار روز کے بعد اسکو مار ڈالتا آخر یہ ایک رات شراب کی نشہ میں مست و بے خود سو رہا تھا ایک لونڈی اسکے سر پر پائی اور بیچہ پا کر ایک بڑی لکڑی اوٹھا لائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سر پیٹ کر مغز نکل پڑا آخر تین سال غلام کے مشا سلطنت کر کے ۹۶۵ء میں مر گیا۔

نظام شاہ بن ہمایون
کا حال
اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا اور ملک انتہا تجار محمد کاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس نے راجہ اور
اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ رارہا اور فتح مند ہوا اور گیارہویں سوال
میں اسکی شادی ہوئی اور یہ بشب زفاف و نعمت مر گیا۔

نظام شاہ بن محمد
بن ہمایون۔
اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نو برس کی عمر میں تخت نشین ہوا اور خواجہ جہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک انتہا تجار محمود کاوان

امیر الامرائی پائی اور چند روز کے بعد خواجہ جہان بادشاہ کی والدہ کے اشارے سے قتل ہوا پھر محمود کاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب حسن بلوچ کو بچو بچا اور ہوش بھالو

بڑے بڑے راجاؤں کے ساتھ جنگ رارہا اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ کو شکست دی مگر باوجود اس کے اتفاقاً اور دینداری کے اس نے اہل غرض کے عرض معروض پر محمود کا وان جیسے وزیر بانیہ کو قتل کروایا اور یہی باعث زوال سلطنت بھیمنے کا شروع ہوا اور آخر یہ بادشاہ بنیل سال سلطنت کے غرہ صفر ۹۲۷ ہجری میں بیمار ہو کر مر گیا۔

سلطان محمود شاہ بن تمل الدین
کا حال

اور سلطان محمود شاہ بار سال کی عمر میں تخت نشین ہوا انتظام الملک بکر اور توام الملک صغیر کبیر و نون اور یوسف عادل شاہ و شید جلیب و حلیب

انکو امرارتھے لیکن بہ سبب نفاق باہمی امراء دولت کے سلطنت کا کام درہم برہم ہو گیا آخر اس نفاق باہمی کے باعث تمام صوبہ دار منحرف ہو کر خود سر ہو گئے اور آخر کار یہ بادشاہ بکمال بیخبری اور عیاشی میں ۳۶ سال سلطنت کر کے ۹۲۷ ہجری میں مر گیا۔

سلطان احمد شاہ بن محمود بن
تحر شاہ بن محمد شاہ بن ہایون
شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد احمد شاہ تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد میں کل صوبجات خود مختار ہو گئے تھے اسکا نام صرف خطہ و سکھت جاری تھا اسکو سلطنت سے کچھ سروکار نہ تھا شاہی فوج کی چار ہزار سواروں کی

زیادہ تھی اور امیر برید مختار کل ہو گیا اور جب اس بادشاہ کو سنگی خرچ ہوئی تو تخت فیروزہ کا اس نے جواہر فروخت کر کے کھایا آخر امیر غضب میں آیا اور اس کو زہر دیکر شہر میں مار ڈالا

سلطان علاؤ الدین بن
احمد شاہ کا حال

اور جب اسکا کام تمام ہوا تو سلطان علاؤ الدین تخت نشین ہو کر چاہا کہ امیر برید کا کام تمام کر کے خود مختاری پاوے جب یہ راز پہل گیا اور امیر برید مطلع ہوا تو اس نے اس کو ۹۲۹ ہجری میں قتل کر ڈالا۔

شاہ ولی اللہ بن سلطان
محمود کا حال۔

اور اسکے قتل کے بعد شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود برائے نام تخت سلطنت پر بیٹھا مگر اسکی منکوہ کے ساتھ امیر برید نے

آشنائی پیدا کر لی تھی اس لئے امیر برید نے اس کو مار ڈالا۔

شاہ کلیم اللہ بن محمد شاہ
کا حال

اور اس کے بعد ۹۲۰ ہجری میں شاہ کلیم اللہ سرپارا ہوا اور جب
آخری بادشاہ سلاطین مجسمہ کا ہر اس نے محتاجی و نادار میں داخل ہو کر
شاہ بابر کو عرضی لکھی جب یہ حال امیر برید کو معلوم ہوا تو اس کے قتل پر آمادہ ہو کر اس کے
در پہ پہنچا اور شکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا اور اس نافذاترین نے اس کو زہر دیکر ۹۳۶
میں اس کا کام تمام کر ڈالا اور سلطنت مجسمہ اس پر ختم ہو گئی۔

اور سلطنت مجسمہ کے خاتمہ پر دو کتن میں پانچ سلطنتیں علیحدہ علیحدہ قائم ہو گئیں اور جب تک
ان سب کو شاہان مغلیہ نے خاطر خواہ فتح نہ کر لیا برابر حکمرانی کرتے رہے۔
ان پانچوں سلطنتوں کی اجمالی کیفیت یہ ہے۔

بریدیوں کا حال۔ کہ بریدیوں نے بعد ختم سلطنت مجسمہ کے اپنا دار الحکومت محمود آباد برید
قرار دیا اس کا بانی محمد قاسم برید نامی ایک شخص گذرا ہے جو پچھلے شاہان مجسمہ کے غلاموں کے
تھا اس نے محمد شاہ مجسمی کے وقت امارت اور سلطان محمود شاہ کے عہد میں وزارت پائی اور
یہاں اختیار حاصل کر لیا کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور جب مجسمہ گیا تو اس کا
بیٹا امیر برید جانشین ہوا اور ایک رات کہیں شراب پی رہا تھا گیاروں کی آواز آئی اپنے
ہمنشینوں سے پوچھا کہ گیارہ کیا کہتے ہیں عرض کیا کہ حضور جاڑیکے صدمہ سے فریاد کرتے ہیں
حکم دیا کہ صبح کو تین ہزار تھیلہ رولی بھروا کر صبح میں ڈال دو کہ اونہیں گیارہ رہا کرینگے اسکے چند روز
بعد مجسمہ حالت شرانجوری میں آؤں گی آواز آئی پوچھا کہ اب مجسمہ کیا کہتے ہیں حاضرین نے عرض کیا
اب مجسمہ حاضر کے عطیات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جب مجسمہ گیا تو امیر علی برید اس کا جانشین
ہوا اس کو جانشین ہو کر کچھ عرصہ گزرے نہیں پایا تھا کہ اس پر نظام شاہ بھری نے پورنہ کی

اور قلعہ اوسہ اور قلعہ کلپیان اور قلعہ ہاراس سے چھین لیا اور اس کے ہمراہ کابائشین علی بن علی
بریدین حکومت پر بھیجا اس کی حکومت آخر سال ۱۰۶۱ ہجری میں بیوقوفی کے ساتھ رہے آخر عادل
کا کل ملک پر تسلط ہو گیا اور حکومت بریدون کا خاتمہ ہوا۔

خاندان عادل شامیوں کا دوہ سلطنت عادل شامیوں کا بالاجمال تذکرہ میں کیا ہے تخت بجا پور
خاندان عادل شامیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گذرا ہے
مختصر حال۔

مذہب کاشیہ تھا پچھلے عہد بھیمینہ سلطنت کا امیر تھا بجا پور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب
سلطنت بھیمینہ بن سعف آیا تو پچھلے خوف ہو کر خود مختار بادشاہ بن گیا اس نے اپنا دار السلطنت
بجا پور مقرر کر کے ملک کو وحدت دی اور اسے بجا نگر و امرا و نظام شامیہ سے معرکہ آرا
اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کر کے ۱۰۶۷ ہجری میں مر گیا۔

سلطان اسماعیل عادل اور اسکے بعد اسکے بیٹا سلطان اسماعیل شاہ کم عمر میں بادشاہ ہوا
شاہ کا حال۔ اور کمال خان دکنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے
خود تخت نشین ہو مگر عہد منصوبہ اس کا پیش نہ گیا اور سلطان اسماعیل شاہ عادل کی مان کو عہد حال مل گیا

ہو گیا تو اس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کروا دیا اور اسکے بعد صفر خان
برس فرساد ہوا آخر عہد بھی مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسماعیل عادل شاہ کے اے بجا نگر
و نظام شاہ سے کئے بار جنگ آرا ہوا اور فتح مند رہا آخر سال ۱۰۶۹ ہجری میں جو میں سال سلطنت کر کے

ابراہیم عادل شاہ بن اسماعیل عادل شاہ کا حال اور اسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل بڑا بیٹا دعویدار

سلطنت ہو کر بادشاہ بنا مگر ان کے اور کو بھیجا جائے گا دیا۔ پہلے ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین
ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کر کے ملک کا انتظام کیا اور اسے بجا نگر سے معرکہ
آرا ہوا اور اس کو شکست دی ۱۱ سال سلطنت کر کے آخر سال ۱۰۷۵ ہجری میں مر گیا۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم
عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ ملک تاج
دستخت ہوا اس نے رام راج والی بی بی نگر سے ارتباط ہم

چھوٹا یا اس سے دوستی قائم کی اور اس کو اپنے ملک کیلئے بلوایا اور
 اتفاق اس کے سلطنت منظم شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا
 مگر اس عمر کہ جنگ میں طرفہ تر یہ ہوا کہ ہندو لشکریوں نے اپنے
 مذہبی جوش میں آکر اہل اسلام کے مقابر مقدس اور مساجد کی
 سخت بے حرمتی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنیوین جہادی
 ۹۷۳ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے اتفاق اور سلاطین دکن یعنی

ابراہیم قطب شاہ والی گلکنڈہ و نظام شاہ و علی بن علی شاہ وغیرہ ریاست
بیجانگر پریورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کر دیا آخر راجہ بمقام
تلی کوٹ واقع دریا کرشنا قتل ہوا اور اس کا کل مال و دولت فتح نصیب
غازبان ہوا المختصر اس بادشاہ نے ۹۸۸ھ میں ایک خوبصورت غلام
لیا اور ایک روز شراب کی منستی میں اس کو خلوت میں بلا کر اس سے وطنی
فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ نیک سیرت صاحب غیبت تھا اس نے اس کو چہرہ لہو لڑا

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی
طماش بن ابراہیم عادل شاہ
ادل کا حال۔

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عامل شاہ نو برس کی عمر میں
سریار ہوا اور وزرات کامل نامی دکنی نے بائی اور تربیت

دیر ویش اسکی چاند بی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد ویر
چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر یہ تجویز اسکی پیش نہ گئی اور وزیر کے اس
بد ارادہ پر آگاہ ہو کر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا
آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور کیمیا تک

محاصرہ رہا بالاخر ابو الحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنوں کے پنجہ سے رہائی پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے حمایت لی اور اس کے متابعت میں رہا اور آخر ۳۳۳ھ میں اور اسکے انتقال کے بعد محمود عادل شاہ تخت نشین ہوا مگر یہ شاہ جہان بادشاہ محمود عادل شاہ بن ابراہیم ہندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر ۳۹۹ھ ہجری میں انتقال ہوا اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس کے بچے بنے غویان و یکہر عالمگیر نے اسکے طرف متوجہ کی چنانچہ لشکر عالمگیری بسرکردگی شاہزادہ محمد اعظم غازی بجاو فیروز جنگ ۳۹۹ھ میں اسپر چڑھ آیا آخر یہ چند ماہ محاصرہ میں رہ کر سلطنت سے بیدخل ہو کر قلعہ دولت آباد میں قید کر دیا گیا اور سلطنت عادل شاہیہ کا سپر خاتمہ ہوا اور ملک بیجا پور شاہی تصرف میں آگیا اور رند و بست ملک کے لئے روح اللہ خان بخشی و سید عبدالقد خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہی کا مختصر حال جن کا السلطنت تھا

نظام الملک احمد شاہ بھری کا حال ہانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بھری گذرا ہے۔ اسکا دادا اجن نام قوم کا تہمین تھا سلطان احمد شاہ بھمنی جب بیجا نگر پر حملہ کیا اور راجہ کو مغلوب کر کے کئی ایک ہندوؤں کو قید کر کے لایا اور ان اسیر و زمین اسکا باپ بھی تھا اور حسن نام پاکر غلامان شاہی میں داخل ہوا اور یہ شاہزادہ کا ہم عمر تھا شاہزادہ کی خدمت میں رہ کر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالکتیج و تخت ہوا تو اس کو نظام الملک حسن بھری کا خطاب بخشا اور تزلزلنگ نظام اسکے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بھمنی کے عہد سلطنت میں اپنے نظامی ہوئی تو اس نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منہوت ہو گیا اور خود مختار بادشاہ بن کر بہت سے قلعہ گرد و نواح کے مفتوح کیا اور ایک شہر آباد کیا اسکا نام احمد نگر رکھا اور اسکو اپنا دار السلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا ٹھاٹھ جا کر ۱۵۴۱ھ میں اس جہان فانی سے ملک عقیبی کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بکری تخت نشین ہوا۔ یہ شخص پہلے
بحر کا مال

محدود یہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد میں ملاشاہ طاہر زودی اسماعیل
ایران سے آیا اور اس نے اسکے پاس حکمت علی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اسکی مزاج میں
در آیا اور اس کو شیعہ مذہب کے طرف رجوع کر لیا اور یہ شیعہ ہو کر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا۔
طرائی چٹری رحی آخر شمس ۹۶۱ ہجری میں مر گیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کا حال۔ اور اس کے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت

پر متمکن ہوا۔ اسکے وقت پہلے شاہزادہ عبدالقادر اور محمد امجد شاہ علی اور شاہ حیدر دعویٰ سلطنت
ہوئے آخر معرکہ جنگ میں ناسیم ہو گئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بجا بگرنے
اسپر یورش کی اور شاہی سپاہ و خزانہ لٹ گیا تاہم اس نے ان سے ایک مدت تک جنگ کیا
بالآخر صلح ہو گئی اور طرائی کا خاتمہ ہو گیا آخر یہ بادشاہ بیماری میں ماخوذ ہو گیا اور ۹۶۲ ہجری میں مر گیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن مرتضیٰ اور با اتفاق امراء دولت مرتضیٰ نظام شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکے
نظام شاہ کا ذکر۔ عہد میں اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویٰ سلطنت ہو گئے

اچھے قید کر دئے گئے۔ اور یہ بھی قتل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا بالآخر اس کو ۹۶۳ ہجری میں انکے
بیٹے البیہرین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضیٰ اور باپ کو قتل کر کے میلن حسین تخت نشین ہوا۔ یہ شخص زانی و بدکار اور دروغ گو

نظام شاہ کا ذکر تھا۔ اسلئے مرزا جان امیر الامراء نے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی

یہ خبر پا کر اس نے شاہ قاسم کو مار ڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخر شمس کل امراء دولت ملکر با اتفاق مرزا جان کے
اس کو قتل کر دیا کل دو مہینے میں روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کا حال۔ اور اسکے بیٹے اسماعیل شاہ کو امراء نے ملکر دبا برس کی عمر میں تخت نشین

کر دیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور عید وزیر ہو کر محدود مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب والوں کو نیست و نابود کر دیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرتضیٰ نظام شاہ کے وقت سے اکبر بادشاہ پاس چلا گیا تھا اور اس نے بیچہ خبر سن کر اکبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کر کے احمد نگر میں آیا اور فتحیاب ہو کر لڑی جمال خان کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن کر شیعہ مذہب کو سر نہ کیا اور ہزاروں مہدوی مذہب والوں کو قتل کر دیا آخر اس نے چار سال سلطنت کر کے ۱۰۳۳ھ میں مر گیا

ابراہیم نظام شاہ بن بیان نظام کا حال اور بعد تھاں برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک تاج و تخت ہو کر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ پر چڑھ آیا طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس پورش میں بیچہ پام ہو گیا اور عندالمقابلہ قتل ہوا کل چار ماہ سلطنت کی۔

مہدور شاہ اور احمد نظام شاہ اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی علیہ السلام و علیشہ وغیرہ کا بالاجمل مل کا تھا میان منجھوا میر کی سعی سے قلعہ اوسہ میں تخت نشین ہوا۔

اور دوسرے چاندنی بی شاہزادی نے مجاد شاہ نام ایک شاہزادہ کو قلعہ احمد نگر میں بادشاہ بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک رکن کے کو دولت آباد میں بادشاہت دی جو تخت ابھت خان جشی نے پرندہ کے علاقہ میں شاہ علی بن نظام شاہ اسی سال کے سر پر حکومت کا تلج دہرا۔ ان چاروں میں فساد پڑا اور اخصین ایام میں عبدالرحیم خان خانان اکبر بادشاہ کے حکم سے احمد نگر میں آیا اور چاندنی بی نے اسکے ساتھ مروانہ جنگ کی بالآخر صلح ہو گئی اور بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد شہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے احمد نگر پر چڑھ آیا اور یورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب محصورین تنگ آئے تو چاندنی کا بیہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چوڑ کر دولت آباد جانا عین مصلحت ہے لیکن بیچہ تجویز

اوسکی پوری جو نہیں پائی آخر چنیہ خان امیر لارامنے اس بات کو دوسرے اقبال میں کل میروں کا
ظاہر کیا کہ چاند بی کی آمیزش شہزادہ دتیاںک ساتھ ظاہر ہوتی تھی اور اس بھانڈے سے بچھ قلعہ اوس کو
دینا چاہتی ہے صرف اس اہم دگمان پر سب نے بلو اکر کے اوس شیر دل عورت کو مار ڈالا اور بھاگ
شاہ کیڑا گیا۔

ترغی نظام شاہ بن شاہ علی اور ملک عنبر جشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منظم اور بھادر سردار تھا اس
باتفاق سرکردہ بیر النخاطب بچینگین خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت
آباد میں تاج حکومت کا دہرا اسکے وقت اسکی حکومت میں رونق ہوتی تھی کہ کٹر کی اس نے دولت آباد
پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد مر گیا۔

برہان نظام شاہ بن مرتضیٰ اور بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین
نظام شاہ بن علی شاہ وغیرہ کا حال ہو کر امرائے شاہان چغتائی دہلی کو بالاکھاٹ سے نکال دیا اسپر جہانگیر شاہ
کے حکم شہزادہ خورم نے لشکر کشی کی آخر ملک عنبر جشی نے خراج مان لیا اور صلح کر لی۔ اور جب ملک عنبر
مر گیا تو اوس کے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عداوت ہو گئی اور اوسکو قتل کر کے اوسکے
کم سن لڑکے کو حاکم بنایا آخر ۱۶۳۳ء ہجری میں محابت خان خان خانان حکم شاہجہان برہان پور سے
دولت آباد میں آیا فتح خان محصور ہوا اور یاقوت جشی محابت خان سے معرکہ اراہوا آخر شہر مار گیا
اور فتح خان وغیرہ قید ہو گئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا اور اسکا کل ملک بفتح شاہجہان
نے دارالخلافہ دہلی میں ملا لیا۔

خاندان عماد شاہیوں کا مختصر حال پہارم سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک بڑا راجہ دار الحکومت ایلیج پور تھا
اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عماد الملک نامی گذرا ہے۔ یہ شخص پچھلے خلیفہ شاہجہان حاکم بڑا رکا غلام تھا اوسکے
اتصال کے بعد فتح شاہ بھمنی نے اسکو حکومت بڑاڑ کی عنایت کی اور عماد الملک خطیب انجشا آخر ۱۶۹۵ء

میں اس نے شاہان مجینہ سے تہذیب و منہج ہو کر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور اسکے انتقال کے بعد
 علاء الدین اسی کا فرزند جانشین ہوا اور اسکے بعد دریا عباد شاہ اور سکا بیٹا مندر آہوا۔ پھر بن
 عباد شاہ کم عمری میں اسکا جانشین ہوا اور اتفال خان غلام مختار کل بنا اور اس نے ابراہیم قطب شاہ کے
 اتفاق سے برہان عباد شاہ کو معزول کر کے خود مالک بن بیٹھا۔ حالانکہ نظام شاہ بھٹی اس پر
 لشکر کشی کی اور ۱۹۰ھ میں قتل ہوا اور سلطنت عباد شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا۔

پنجم سلطنت قطب شاہی جن کا پایہ تخت گول کنڈہ تھا۔

سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔ سلطان قلی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے
 جسے شخص موضع سعد آباد سلطنت ہمدان میں ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوا اور پریال کی عمر میں ملکی دشمنوں کے
 ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھ عراقی گھوڑوں پر بارہ سو داری دار السلطنت بیدر
 آیا اور بواسطت امر کے سلطان محمود دہلی کے دربار میں باریاب ہوا اور چند روز ٹھہر کر اللہ قلی بیگ
 طاعت انعام و اکرام پا کر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہ سلطان کے پاس بکر پرورش
 و تربیت پایا اور آخر میں بچہ و حصول تشکیلات قلعہ گولکنڈہ پر مامور ہوا اور ملک ملک کا ناظم بنا اور قطب الملک
 خطاب اور بار مجینہ سے حاصل کیا سولہ سال تک طاعت کا دم بھرتا رہا لیکن جب سلطان محمود دہلی انتقال کیا
 اور سلطنت مجینہ میں ضعف کیا تو اس نے منحرف ہو کر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گولکنڈہ اپنا
 تخت گاہ قرار دیا۔ اور سرحد گولکنڈہ سے دریا مشور شرقتی تک اور قلعہ پانگل و مچلی پٹن اور راجندر
 دراج کنڈہ و کوٹ پٹی و دیو روغیر و غیرہ قلعہ اپنے قبضہ و تصرف میں لایا اور اسے ہر چند کو قید اور گولکنڈہ کو
 منقطع کیا بت غناجات توڑ پھوڑ و الا مملکت کو وسعت دی اور یہ پھلا بادشاہ ہر چند ملک کن میں مذہب کو
 شایع کیا اور خطبہ شمسیر کا پڑھوایا جس میں اسکے فرزند کو از رو سلطنت تھی اور نیو پاپ کی زیادہ عمر ہو
 سے رنجید خاطر ہو کر اس نے خضیہ میر محمود ہمدانی کو توالی کو اسکے قتل پر آمادہ کیا اور اس ایک دن قابو پایا

بادشاہ کو کالت نما زمین زخم ایسے مار کہ جس سے اسکی روح پرواز ہو گئی بعد ازاں پیر کے دن دو م
جمادی الثانی ۱۰۵۷ھ میں واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لنگر فیض شرمین مدنون ہوا جسکا گنبد ایک مہوڑ

جمشید قطب شاہ بن سلطان اور جب میر محمود بھدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ
قلی قطب شاہ کا حال۔ جمشید خان کے پاس آکر اس کو خردہ سنایا اور بعض اہل فتنہ کے

اتفاق سے حویلی پر ملک زادہ قطب الدین کی جو بڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین باپ کا تھا جا کر رہ
آلود سلائی او سکے آنکھ میں پیر دی جس سے وہ اندھا ہو گیا اور بے کھٹکے جمشید خان تخت سلطنت پر
بیٹھا۔ اس نے تخت نشین ہو کر خطبہ سکے اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اسکے اس نے اپنے چوٹے
بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اسکی طلبی کے لئے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چون کہ وہ بچھلے ہی کل
حقیقت اس کی سن چکا تھا اس نے جدا اپنے لوگوں کو لیکر دارالسلطنت فتح آباد ویدر چلا گیا اور
جب وہاں پونجا امیر ملک برید نے اس کو مہمان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کر کے شہزادہ
ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گوکنڈہ کا رخ کیا اور پھان اگر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جمشید قطب شاہ
نے بھی دشمن سے مقابل آرا ہوا۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اسکا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کر لے مگر اس تنازعہ میں شاہ طاہر
برہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی لکھ کیلے چلا آتا تھا اس نے مقام کو ہیر میں آکر بسایا
جنگ ڈالی اور وہاں کا قلعہ قطب شاہ کے نام سے اپنے تصرف میں لیا۔

ملک برید نے جب یہ خبر سنی قلعہ گوکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اڑکی وٹیم سے ہوتے ہوئے دارالسلطنت
بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے راہ میں شہزادہ ابراہیم سے اس کا عمدہ تمیتی کہوڑا ہاتھی مانگا
تو شہزادہ ملک برید سے آزر دہ خاطر ہو کر بیجا نگر میں چلا گیا۔ رام راج والی بیجا نگر نے اسکی خاطر
ویدرات کی۔ اور مجھ وہین رہا۔

اور اس واقعہ کے بعد جمشید قطب شاہ ایک تخت عیش و عشرت و شراب و کباب میں ڈوب گیا آخر کار عارضہ سلطان میں مبتلا ہو کر ۹۵۷ھ میں دارالبقا کا رستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک ہوا یہ بادشاہ شرعی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ابیات طبع زاد حوالہ قلم ہیں۔

اے تو ختم ملک زریبائی :	گاہ عشق تو یافت بالائی :
کا کل و چین زلف خال لبست	ہر یکے در کمال رعنائی :
بے لب لعل بتان باد و حرام است مرا	لب میگون چو سر جام حرام است مرا
یا سر زلف تو سوداے سیاہی دارم	این چه سودا است کہ یار زلف چو تمام

سلطان ابراہیم قطب شاہ اور جمشید قطب شاہ مرگیا تو تخت نشینی میں جہگڑا پڑا بعض نے سبھان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھادیا سگر اس کی کم عمری کے نظر کرتے جگدیو راونا کیواڑی سے دیگر نایکواڑیاں قلعہ مخمرنگر کا باہم مشورہ ہوا کہ شہزادہ دولت خان کو قلعہ ہونگمیر سے لاکر تخت نشین کر دیوین یہ مشورہ منکر والدہ سبھان قلی نے سیف خان عین الملک کو دارالمہامی سلطنت کے لئے تجویز کیا اور اسکو اٹھ بگڑ کر بلوا بھیجا۔ اور جگدیو راونا کیواڑی بھر خان اور گیت راؤ کی مخالفت کیوجہ سے سواپنے فوج کے دارالسلطنت گلکٹھ سے ہونگمیر چلا گیا اور وہاں پہونچکر عہدہ دارون سے ملکر شہزادہ دولت خان کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیا اور بہت سے تعلقات اپنے تصرف میں لایا۔

اتنے میں سیف خان عین الملک گلکٹھ میں بھونچکر عنان دارالمہامی اپنے ہاتھ میں لی اور بندہ و ملک میں مشغول ہوا۔ اور جگدیو راؤ کی گرفتاری کی فکر کی یہ خبر منکر جگدیو راؤ بار سال تحایف و ہدایا انتقال خان والی طرار سے امداد چاہی وہ برسراٹھ گیا اور قلعہ بیٹرم میں سیف خان عین الملک کے لشکر سے مقابل آ رہا ہو گیا اور طرائی شروع ہوئی آخر شش لشکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ جو نگیر تک تعاقب کر کے اسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ و جگہ پوراؤ سے
صلح ہوئی اور نبرد کو قید کر کے قلعہ گلکنڈہ میں چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک
غور و تکبر سے زیادہ گزر گیا اور جمیع اہل اس نے بید فل کرویا۔ اسکا ارکان دولت نے
یہ حال دیکھ کر باہم شورش کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجا نگر سے طلب کر کے اس کے سر پر تاج
شاہی و ہرین اور اس کے طلب میں عرضیان بھیجیں یہ حال سن کر شہزادہ ابراہیم سید جامی و خان
کو لیکر روانہ ہوا اور سب باگل چھو نچا تو اس کے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فرا
ہو گئی اور آگے بڑھا تو بہت سے لیوان و ارکان دولت قطب شاہی گلکنڈہ سے اس کے پاس چلے آئے
عین الملک نے جب یہ کیفیت سنی متفکر ہو کر بھرجان و جگیت راو اور جامی خان کو قلعہ گلکنڈہ
میں چھوڑا اور خود خداوند خان جشی اور عالم خان و اخلاص خان جشی و قبول خان و تاج خان
کو ساتھ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو کر قلعہ گھن پورہ تک چلا پونجا۔
اتنے میں ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک و اڑیوں کے نام آچھو نچا اور نایک و اڑیاں جگہ پورہ
کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطلع ہو کر بھید قلعہ گلکنڈہ کے بند و بست میں شرکت ظاہر کر کے
جگیت راو کو قید اور جگہ پورہ کو رہا کر کے اور بھری خان و اخلاص خان و جامی خان خیر خواہا
عین الملک کو قتل اور اردن کے سروں کو نیزے پر پڑھا کر شہر کرویا اور شہزادہ سہمان قلی کو جس
تمام خزانہ و اسباب ضبط کر کے ایک عرضی ہمراہ امین خان جشی موہ سوات خیر خواہان عین الملک کے
ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے۔ یہ خبر سن کر عین الملک کے خوش اڑ گئے اور پریشا
ہوا آخر بہت سا نقد جس لیکر موہ پانچ ہزار سواروں کے براہ کو لاس مالک محروس کی سرحد کے
باہر بھاگ نکلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ و خان قلعہ ہو کر تخت نشین ہو گیا۔ بروز دوشنبہ
بارہویں رجب ۹۵۷ء میں بڑی شان و شوکت سے قلعہ گلکنڈہ میں جلوس فرما ہو کر لکھنؤ

اور اسی بادشاہ کے عہد میں بیجا پور سے تیرک نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بار امام تعمیر ہوا اور تیس سال
نوحہ میں اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر ۹۸۱ھ کو رحلت پائی مرد مصعب
دولت اور معاملہ فہم و قدر دان علم و ہنر تھا لنگر مقبر اثر میں مدفون ہوا۔

خمر علی بن ابراہیم قلعی شہسپاہی اور اسکے تھال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلعی قطبہ تخت نشین ہوا۔ اور مرزا محمد امین
اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدر آباد ہے۔ اور اسکی آباد ہونے کی وجہ مورخین نے یوں لکھی ہے
کہ بجائے طوائف جو اس کی ہشتہ تھی اسکا خیال تو تھا ہی حکم دیا کہ تلوار کو لکندہ جاہ و شمت کے شایان
انہیں ہے و نہ امرار دولت دار کان سلطنت کو جیسا کہ چاہئے آرام ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مذکور
کے اوس طرف ابو انصاری شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار راتوں و چار بازاروں پر
قرار پائی جہیں چار طاق و چودہ ہزار دوکانیں اور بارہ ہزار محلے ہوں چنانچہ ان تعمیرات کے
بکمال رکھنے کے لئے ایک بیڑی رقم جمع ہوئی یہی بوطا تختہ دار نے لکھا ہے کہ ان تعمیرات کی تیاری
دو کروڑ روپیوں سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر میں چار کمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی رستہ کشادہ ترتیب پا گیا۔ رستہ شمال
طرف ایک بڑا دار الشفا اور اسکے پھلو میں حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی پر تکلف
اور چار کمان کے مابین میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ و کمان شرقی پر نقار خانہ اور کمان جنوبی
دروازہ خاص محل شاہی کا تھا جہیں لکڑی صندلی اور میزیں سونے کی نصب تھیں۔ نزاکت و خوبصورتی
اسکی اس سامان پر قیاس کرنا چاہئے اور خاص بلدہ میں جامع مسجد اور اسکے پھلو میں ایک حمام
متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل ادوبنی باغ آخر چار شنبہ کے جلے کے لئے
اور ایک وزیر کا ڈھونڈا اسکے دفع کرنے کے لئے دولت خانہ کے قریب ۳۰۰۰۰۰۰ میں خرچہ ساٹھ
ہزار روپیہ امام بازار ابوا یا جسکو اب بادشاہی عاشور خانہ کہتے ہیں اور اسکے متصل ایک مسجد

ف
بعض اصحاب اور بعض
۱۲ بیچ دوم دروازہ
رستی تاج و تخت کا ہے

۱
بہار الفغان ابن الملک
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ایک سچ بنوائی جواب موتی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند محل اور زمینیں محل و عمارت کے لئے داد محل و عمارات کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی و بعضی محل و غرض اس بادشاہ کو منظور تھا کہ آبادی شہر مثل شہر مقدس صورت پٹری چنانچہ اس لئے اس نے بجائے روضہ حضرت امام ضامن علی ہوی غبار کے چار مینار تعمیر کروایا جسکی تیار زمین قریب دو لاکھ ہن کے صرفہ ہوا یہ چار مینار تیار ہو چکے تھے بادشاہ عمدہ تعمیرات و صنعت معمار سی و اسکو زریب دینی کی کوشش کرتا رہا اور اسکی سی و اور امر او عائد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک میں انچوبیلون و باغون کو راستہ کرنے کے کام میں ایک دو سو پر سبقت لیکر بغرض قبضہ کر کے پورہ و ابراہیم ٹن و دیگر وٹن چرو اور شہر کے اطراف چار سمت دن س کوں تک باغات و عمارات کی تعمیر ہوئی۔ اور بھاگ نگر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جسکا چار لاکھ ہن محاصل و محصول ہوتا تھا وہ کل رقم غریب لوگوں پر تقسیم و علما و سادات کو تسلیم کر دیتا اور ساتھ ہزار روپیہ لنگر امام میں اور بارہ ہزار ہن زوارین و مجاورین کو دیا جاتا تھا اسکے عہد میں ماشور خانجات خسرو محکم تمام ممالک محروسہ میں آباد اور لوگ تغیر پرست ہو گئے اگرچہ یہ شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص صاحب ثلاثہ کی نسبت تبرا کرے گا اسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایسا مل اسکی سوار کے نزدیک آیا اور عرض کی یہ باتی معہ ہونچ جسپر بادشاہ سوار ہے بار امام کے نام سے مجبور دیدے اس نے فنی الفور دیدیا۔

الحاصل اس نے تیس سال یہ جیتے یہ کمال نیک نامی اور عشق و عشرت کے ساتھ سلطنت کر کے آخر شراب خوار زمین مبتلا ہو گیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیمار یونین مبتلا ہو کر آخرہ اذیقعدہ اور پنجاس برس عمر پا کر مر گیا اور لنگر قبضہ اثر میں سپرد خاک ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ بن محمد اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔
ابن ابراہیم قطب شاہ کا مال پیر بادشاہ تخت پر شہنشاہ ہو کر شال پیر چا سلطان محمد قلی قطب شاہ

ایک نیا شہر بنانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نو لاکھ من کی منظوری کی اور اوسمیں عمدہ عمدہ عمارتیں محل تیار کئے۔ چنانچہ نام سلطان نگر رکھا۔

اور خاص شہر میں بھی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنائی جائے۔ چنانچہ ۱۲۰۲ھ میں جمیع علما اور فضلا کو بلوا کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تہجد پڑھنا ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پھل پتھر رکھے چنانچہ کچھ کھکھرچھے اپنے ہاتھ سے پتھر رکھ کر بنیاد مسجد کی قیام کی۔ قریب تیس ہزار ہن اوس کی تیاری میں خرچ ہوئے اور وہ مسجد اسکے بعد سلطان عبداللہ سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے عہد تک تیار ہوتی رہی آخر بعد دولت مہدی عالمگیر میں باقی تعمیر اس مسجد کی ۱۲۰۳ھ میں عمل میں آئی۔ اب وہ مسجد مکہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلگندہ کے باہر متصل گنبدون کے اور ایک دوسری

عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی۔ مگر مرنور سلطان آباد ہونے نہیں پایا تھا کہ اس عرصہ میں عید بیاہ ہو گیا اور حال رملت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یوں لکھا ہے کہ جو وقت ہسکو شہزادہ عبدالغفر پیدا ہوا تو پنجویں نے باتفاق پھر بیان کیا کہ اس شہزادہ کا ویکھنا بادشاہ کو ستر سال بارہ برس تک ویکھنا چاہئے ورنہ بادشاہ کی اوسط جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ برس تک علیحدہ پرورش ہوتے رہی اور جب بارہ برس گزرے تو شہزادے کو آرزو سے قدم بوی

شاہ مدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پداری نے بھی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ نیک تجویز کر کے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور جشن شادمانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال پھر عارضہ تپ محرقہ میں بیمار ہوا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھ مدہ قریب نہوا آخر چودہ سال چہرے روز سلطنت کر کے بروز چار شنبہ ۳ جمادی الاول ۱۲۰۵ھ میں ۳۴ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر میں عید نیک نام بادشاہ انتقال کر گیا۔ اور گنبد واقع لنگر نضر شہر میں مدفون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کا مال۔ اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبداللہ قطب شاہ سریر

تکلب شاہیہ ہوا۔ یہ شاہ ہو کر امر اور دولت کا منزل و منصب شروع کیا۔ چنانچہ منصور خان کو منصب میر حاکمی پر سر ملندی بخشی اور خواجہ افضل ترک کو جاگیر چار لاکھ ہن پیر پر قرار رکھا اور تاسم بیگ کو توالی شہر اور اسکی نیابت میں حسن بیگ کو مقرر کیا۔ اور پلچ بیگ کو سپہ سالار کر کے زمیندار کلنگو پر مامور کیا۔ اور خیانت کو خلعت صاحبت سے سرفراز کیا۔ مگر اس بادشاہ کی مدت عمر سیر و قاشت و عیش و عشرت و تہمید عمارت میں گزری۔ چنانچہ اس نے سیر و تماشا کیلئے باغ لنگر ملی بنوایا اور گوشہ محل تیار کروایا جس میں ہزار حجر ذکی بنیاد ڈالی اور اس کے پاس ایک بڑا حوض سیر و تماشا کے لئے بنوایا۔ اور اسی بادشاہ کے عہد میں معمر بن حنین نے اگر بادشاہی عاشور خانہ کی گمانی کی اور اسی بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا کہ عشرہ محرم میں تہم فلو کے اندر نقارہ نہ بجے اور تنہولی پان و قصاب گوشت نہ پھین اور تہامی لذات سے امیر و غریب باز رہیں چنانچہ یہ طریقہ ہندو اور مسلمان دونوں میں جاری ہو گیا۔

اور اسی بادشاہ کی وقت سے رسم لنگر کشے کا عشرہ محرم میں رواج پایا جس کا قصہ موخین نے یون لکھا ہے کہ سلطان جہان شاہ ایک روز سواری ہاتھی پندرہویں ذی الحجہ کو فلو کی طرف بار ہاتھا اتفاقاً ہاتھی بسبب ہستی جنگل کی طرف ہلا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ درہم برہم ہو گئے حال سکر حیات بخشی بیگم اسکی والدہ رومی اور صحرا کے درختوں میں ایک ایک صحرا کی دکھانیکا توشت بند ہوادیا اور ایک دوڑ بہت گڑ گڑا کر بوسط حضرت امام حسین علیہ السلام کے منت مانی کہ آٹے اگر میرا فرزند صبح و سالم مجھ سے آملاتو میں سونیکی زنجیر پیل تیار کروا کر اپنے فرزند کے کہیں باندھ کر لنگر نکالوں گی اور وہ فقرا کو تقسیم کر دیونگی اتفاقاً ہاتھی گرفتار ہوا آیا اور سلج و نیچے میں سلطان خیر خوبی سے داخل محل ہوانی الفوری بیگم مذکور نے راتوں رات زنجیر تیار کروائے اور بارہا پخت کر کے اس کے دوسرے روز جلوس شاہانہ سے لنگر خینے علم کو روانہ کی چنانچہ ایک بیگم

دکن میں جاری ہے۔ اور شاہنشاہ میں اسی بادشاہ کے نام شاہجہان نے فرمان صادر کیا کہ ملک
دکن میں قہر ہو کر رہا ہے اور اسکے علاوہ خطبہ میں شاہ ایران کا نام پڑھا جاتا ہے یہ دونوں
طریقہ مذہوم ہیں اگر موقوف نہ کریں گے تو تمہارا ملک ضبط و شاہی تصرف میں شامل کر لیا جائیگا۔
غرض جب یہ فرمان میت عبد اللطیف گجراتی کے صدور پایا تو ہر دو طریقوں کی سخت ممانعت کروائی
اور ایک عہدہ پیش شاہجہان پاس بھیجی۔

عالمگیر کا سلطان عبداللہ
پر لشکر کشی کا باعث۔
ایک روز میر محمد امین فرزند میر محمد سعید عرف میر جلد الخاطب بہ عظم خان نشہ
بادہ جوانی اور دولت میں منت ہو کر سند شاہی پر حالت نشہ شراب میں سو گیا اور قی کی۔ سلطان عبداللہ
قطب شاہ کو اس کی یہ حرکت ناگوار گزری تو دربار بند کر دیا اسلئے میر جلد برداشتہ خاطر ہو کر انوکھا باد
چلا گیا اور تنہا زادہ اور گنڈیب عالمگیر سے جاملتا اور اس کے واسطے سے دربار شاہجہانی میں اس
امر کی عرضداشت لکھی اور استدعا کی کہ شاہی میر جلد کے طلب میں بہام سلطان عبداللہ قطب شاہ
صادر ہو اور اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ میر جلد اس کے متعلقین سلطان عبداللہ قطب شاہ تعزیر کرین
غرض کہ فرمان شاہی ہمراہ قاضی محمد عارف کشمیری صدر پایا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اس کا
کچھ خیال نہ کیا بلکہ میر جلد کا گہر بار ضبط اور اس کے فرزند محمد امین کو قید کر دیا۔ یہ خبر سن کر شاہجہان نے
عالمگیر کو سختی سے حکم دیا اور عالمگیر میر جلد چاہتا تھا اس نے ایک حکمائے اس مضمون کا سلطان عبداللہ
کے نام روانہ کیا کہ میر فرزند سلطان محمد چاہتا ہے کہ اوڑھیلی راہ سے اپنے چچا تنہا زادہ شجاع پاشا
بنگالہ جاوے مگر اس کا گزر حیدر آباد پر ہے ہو گا پس ایسا بندوبست اور انتظام رہے کہ وہ تمہاری
سرحد سے محفوظ و آرام سے عبور کر سکے۔

سلطان عبداللہ نے صاف دلی سے اس پیام کو یقین سمجھ کر تیاری سامان ضیافت میں
مشغول ہوا قصہ عالمگیر نے آٹھویں ربیع الاول ۱۶۲۷ء ہجری میں چلے اپنے فرزند سلطان محمد کو

حیدر آباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم برسیج الثانی کو اس کے پیچھے کوچ کیا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ نے جب بھیٹنا تو جلد محمد امین اور اسکی والدہ کو رہا کر کے روانہ کیا اور محمد امین
معا اپنے والدہ کے بارہ اکوس کے فاصلہ پر ٹھہرا وہ سلطان محمد سے ملائی ہوا اور اپنی سرگزشت

عرض کی ٹھہرا وہ نے بھیہ سنتے ہی حیدر آباد کا رخ کیا اور سلطان عبداللہ قطب شاہ نے مجھرو

سننے اس خبر کے پیچھے برسیج الثانی کو نقد و جنس لیکر داخل قلعہ گلکنڈہ ہو گیا۔ اور ٹھہرا وہ سلطان

تالاب میں ساگر کے کنارہ خیام پذیر ہوا۔ المنوخر فوج قطب شاہیہ نے مستعدی سے مقابلہ

کیا اور لڑائی شروع ہوئی اور ٹھہرا وہ نے بھی دلیل از خوب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ نے

پیٹھ دیکھائی اور میدان جنگ ٹھہرا وہ کے ہاتھ رہا حیدر آباد کو فتح کر کے کارخانجات پر

قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبداللہ قطب شاہ نے قلعہ گلکنڈہ سے جوابہ قسمتی

وزیر بخیریل ٹھہرا وہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر باطن میں تیاری جنگ استحکام قلعہ میں مشغول

معمول شاہ خواہاں لکھنؤ اور انہیں عالمگیر بھی بچاؤ اور شاہیہ سلطان محمد و محقق ہو کر قلعہ کو لکھنؤ کے رہبر سوج

قائم کر کے طرح جنگ ثانی قلعہ سو بھی گولہ پر گولہ برس رہا تھا اور دوسری اور کا جواب مستعدی دیا بارہا تھلہ فین کے

بہادران دلاور نے داد جو انہیں دی دے اور اگر گشت خون ہوا انہیں ملوت وقت سلطان عبداللہ

قطب شاہ نے ناگزیر اپنے داماد میر احمد کو عالمگیر کے حضور میں روانہ کیا اور زر بقایا

پیشکش فاضیہ معمولی و حال اور مال و سباب منقبضہ مزاج محمد امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس

چلا آیا اور خواہاں صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ اپنی

لڑکی ٹھہرا وہ سلطان محمد کے قید نکاح میں دیوے اور اسکے سوا ایک کڑور روپیہ نقد و خل

کوسہ چنانچہ ان شرطوں کو سلطان عبداللہ نے قبول و منظور کر لیا اور عالمگیر نے بعد اس

صلح کے راجست فرمائی الحاصل سلطان عبداللہ قطب شاہ نے ساٹھ سال کی عمر اور چالیس برس

سلطنت کر کے بروکیش بندسیری محمد ۱۲۳۰ ہجری میں کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم حقہ کی کارنامہ
لیا اور لنگر فیض شرمین مدنون ہوا۔

سلطان ابوالحسن تانا شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابوالحسن تانا شاہ اسکا داماد
میر مظفر کی سہی سے پنجم محمد ۱۲۸۳ء میں تخت نشین ہوا اور میر مظفر نے خدمت وزارت پائی
یہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈونٹا ہوا آفتاب اور سلطنت شمعہ کا گل ہوتا ہو چرخ
اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ فرد کو شوارہ خزانہ علم و مرتب ہو کر جلد پیش ہو۔ میر مظفر
وزیر نے پیش کی اور بعد ملاحظہ حکم دیا کہ اس کو چار چھون پر تقسیم کرین ایک حصہ ہمارے پیش و
عشرت کیلئے اور دوسرے حصہ خیرات کر دیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ میں پیشگی تقسیم
ہونا چاہئے اور چھ چارم ضرورت کیلئے خزانہ میں جمع رہے۔

وزیر آباد بجالایا اور عرض کی کہ مملکت دکن میں ہمیشہ موکہ جنگ رہا ہے اور لڑائیاں در
رہے ہیں اگر شاہی خزانہ اسطرح خالی رہے گا تو ان ہمت عظیم کا کیونکر بند و بست ممکن ہو سکیگا
سلطان ابوالحسن نے یہ سن کر کھا کہ شاہان سلف نے جمع کر کے بحفاظت رکھا آخر چھوڑ گئے
مگر ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔

الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابوالحسن سید مظفر وزیر نیک تدبیر سے ناراض ہو گیا
اور اس کو معزول کر کے مادانا پتلونا کو وزارت سے سرفراز کیا اور اس نے اپنے بھائی اکنا کو
اپنا پیشکار بنایا۔ یہ دونوں رنہ رنہ سلطنت کے مختار کل ہو گئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو
موقوف اور اپنے حقوق کو بڑے بڑے کاموں پر مامور کئے اور اہل اسلام کو بغیر حقارت
دیکھنے لگے بیرون شہر منت گیر زمین ایک دیول بنوا کے اکثر اوقات سوار ہو کے وہاں
جائے تھے اور جو وقت ہنود کا ہوا آنا خست و جلوس سے سوار ہو کر سادات و شرفا کو

یہ دونوں بڑے بیچارے تھے
جس کا نانا کو وزارت سے سرفراز کیا گیا
اس کے بعد وہ اپنے بھائی اکنا کو
اپنا پیشکار بنایا۔ یہ دونوں رنہ رنہ
سلطنت کے مختار کل ہو گئے اور شاہی
اہلکاران قدیم کو موقوف اور اپنے
حقوق کو بڑے بڑے کاموں پر مامور
کئے اور اہل اسلام کو بغیر حقارت
دیکھنے لگے بیرون شہر منت گیر زمین
ایک دیول بنوا کے اکثر اوقات سوار
ہو کے وہاں جائے تھے اور جو وقت
ہنود کا ہوا آنا خست و جلوس سے
سوار ہو کر سادات و شرفا کو

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرض کہ ابوالحسن رات دن فیرا بخواری و عیش و عشرت میں غرق رہتا کرتا تھا اور پھر دو دن کل امور سلطنت پر مقتدر تھے عدل و انصاف کا نام نہ تھا سادات و مشایخ و فضلا و شرفا کو انہوں نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اس کی خبر لگ رہی تھی آخر سلطان ابوالحسن کو مین چار مرتبہ نصیحتیں لکھا کہ اپنی بُری عادتوں سے باز آؤ اور رعایا کی ہمتا لت کرو اور خوش و خرم رکھو لیکن اس پر اس نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔

القصد عالمگیر نے پچھلے سیچ بجا پور کا ارادہ کیا چنانچہ تہذادہ فتح اعظم اور غازی الدین خان بہادر فیر دز جنگ موٹکر چار پور کے طرف روانہ ہوئے۔ مہم میں طوالت ہوئی خود عالمگیر نے اورنگ آباد سے ٹھکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولا پور کا رخ کیا اس اثنا میں سلطان ابوالحسن کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جہاں لکھا ہوا تھا کہ میں مراسم بندگی تیگ بجالایا مگر تم نے سکندر عادل شاہ کو تنیم جانکزی بجا پور کا محاصرہ کر کے اسکو تنگ کیا ہے اب مجھ پر بھی واجب ہو گیا ہے کہ جیسے لشکر امیر بنہاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے میں بھی اوس کی کمک کروں اسلئے اپنے پہ سالار خلیل اللہ خان پٹنگ حملہ کو موچالیں نہار سواروں کے مامور کیا ہوں دیکھو کہ تم کس کس سے مقابل آ رہا ہو سکتے ہو بھر ملاحظہ اس خط کے عالمگیر پچھلے ہی سلطان ابوالحسن کے طرف متوجہ ہوا پچھلے تہذادہ عالم شاہ بہادر شاہ اور خان جہاں بہادر وغیرہ کو روانہ کیا۔ انہوں نے جاگیر حد کے قلوں سے چھٹی چار شروع کر دیئے۔ اور سلطان ابوالحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ متہاج و رستم راو چچا زاد برادر مادنا کے قصبہ ٹیرم و ملک پیر پر مقابل آ رہا ہو گیا۔ دونوں جانب کے سپاہ نے دایم و می و شجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر سلطانی کے ہاتھ رہا سپر بھی تہذادہ نے کھلا بھیجا کہ ٹیرم و ملک پیر و پرگنہ اڑکی وغیرہ جس پر قوت شاہی نے قبضہ کر لیا ہے سلطان ابوالحسن اگر اس سے دست بردار ہو جائے تو مین

یہیں سے تمہاری سفارش مقرر سلطان بن مرشد شہت روانہ کر کے تعلق کرو اتاہوں۔
 اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کر لیا مگر شیخ مناج اور رستم راوے نے نامنظور کی آخر پھر
 لڑائی شروع ہوئی اور اسی روز ابو الحسن کے طرف سے ان کی ٹھکانے لے اور بھی لشکر آ
 چھو نچا طرین سے زرنگاہ گرم ہوئی سیکڑو کا شیخ مناج و رستم راوے مجروح ہو گئے اور دکنیوں
 پانوں میدان کارزار سے اکٹھے اور راہ فراری اور لشکر سلطان بنے برابر انکا تعاقب کیا
 ہوا چلا آیا اس لڑائی میں صورت یہ ہوئی کہ اکثر سردار و زمین تفاق پڑ گیا اور دکنی فوج منتشر
 ہو گئی۔ چنانچہ دکنیوں کا لشکر پیاہو کر سلطان ابو الحسن پاس چھو نچا تو خلیل اللہ خان کی تکیا
 کی کہ اسکے سب سے بہنو شکست ہوئی اور مادماتے بھی سلطان ابو الحسن کے دہن نشین کیا خانہ فتنہ
 عالمگیر سے مل گیا ہے۔ اس پر ابو الحسن بدظن ہو گیا اور اس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے
 یہ سکر بخوف جان خود ^{۹۶} شہر میں شہزادہ سے جا ملا اور شش ہزاری نصب چہ ہزاری سوار
 و خطاب مہابت خانی سے سرفرازی حاصل کی۔ یہ حال شکر ابو الحسن پوشیدہ سر نہام محل شاہی سے
 لشکر تمام ضادیق جواہرات و ہن و اشرفیوں کے ساتھ ایک کے قلو گلگندہ میں داخل ہوا۔
 اور جبا ابو الحسن کا اسطرح قلمہ میں چپکنے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوئی تو تمام رات شہر میں جشن
 برپا ہو گیا کئی ہزار شہر قاپریشیان مال اپنا اپنا مال و سباب گہرو زمین چوڑ کے صف عیال و طفل
 لیکر قلمہ میں چلے گئے۔ او با شان شہر سے قابو پاکر شہر کی غارتگری میں دست درازی شروع
 کی۔ اور ہتھیار مال و دولت و محلات شاہی کا فارت گروں نے لوٹ لیا یہ خبر سکر شہزادہ
 بے کھٹکے فخر علی ابو الحسن میں داخل ہوا اور احکم الحاکمین شکر یہ سجایا اور تاراجی شہر کا حال
 چوہدریوں کو مامور کیا جب فارت گروں نے نہ سنا تو کو تو ال لشکر کو بالفاق اپنے دیوان کے
 پانوں سوار و دیگر گرد اور ی و بند و بست شہر کیسے مقرر فرمایا اور خلافت کو او با شون کی دست

درازی سے اس ملی۔ القصد شہزادہ نے قریب اسی ہزار ہن نقد و جنس پر ابو الحسن تانا شاہ کے قبضہ کر لیا تو سلطان ابو الحسن تانا شاہ نے ایک معذرت نامہ عفو قصور کیلئے شہزادہ پاس روانہ کیا اور جب معذرت نامہ شہزادہ کے نظر سے گذرا تو صورت صلح اس پر قرار پائی کہ ابو الحسن ایک روپے میں لاکھ روپیہ بابت دین اور اسکے سوا جو سالانہ مقرر ہوجوہ دیا کریں اور مادا و اکنا جو ایضاً اور سب خرابی سلطنت حیدر آباد میں اون کو بیدخل کر کے قید کر دیں اور گڑھی سٹرم و کوہیر مو و سرے محلات مفتوحہ جو فوج شاہی کے تصرف میں آچکے ہیں اون سے ہمیشہ کیلئے دست بردار ہو جائیں صلح کی یہ شرطیں قرار پائیں مگر تانا شاہ کو مادا و اکنا کا جدا ہونا کب لگتا تھا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہونے نہیں پائی تھی کہ شہزادہ بصدور فرمان شاہی بیجا پور کے طرف رخ کیا۔ اور اس اثنا میں اتفاقاً ایک مرتبہ مادا و اکنا جس کے سر پر فیض آگئی تھی تنجانہ کے نزدیک جو متصل دیوار قلعہ کے تھا پہرہ مشورت کر رہے تھے دشمنوں نے قابو پا کر سترن سے جدا کر کے شہزادے شاہ عالم پاس روانہ کر دیا۔

الحاصل اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح بیجا پور رگڑ گڑ شریف میں آکر زیارت حضرت خواجہ بند نواز سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ سے مشرف ہوا۔ اور وہاں سے پچھلے ایک حکماء بنام سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابو الحسن تانا شاہ سے زرنذرانہ وصول ہوئے تانا شاہ نے جب یہ سنا مجبور ہو گیا اور زرنذرانہ کی عیوض ناہاب جواہرات دیا۔ اس نے وہ بچنبہ عالمگیر کے پاس بھیج دیا۔ لیکن جب تانا شاہ کو معلوم ہو گیا کہ اورنگ زیب عالمگیر خود ہی اس طرف آنے والے ہیں تو سعادت خان سے استرداد جواہرات کیلئے لکھا۔ خان شہزادہ

نقد و نقد و نقد کی کہ یہ سکر چپ ہو رہا۔ المختصر تانا شاہ نے ایک عرضی لکھی۔

خلاصہ اس کا یہ تھا کہ اختیار یا بی اختیار ہی سے جو کچھ خطا ہوئی فدوی اس کی منکر کو چھوڑنا

اب امیدوار سحافی کا ہون۔ عالمگیر نے بعد ملاحظہ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے
تقصیرت بنی گنتے صادر ہوتے رہے مین منجد اون کے پھلے یہ کہ کافر کو اقتدار دیا۔
اور فضلا کو بے اختیار عطا نہ بادہ خواری کی نہ اسلام سے کام رکھنا عدل اور ظلم میں
فرق سمجھنا فسق و عبادت سے واقف ہوئے کافر خربہ کی اعانت کی سمجھانے پر بھی ایک لاکھ
ہن ہجھاجی کے حوالے کی گئے اب ان متصلت پر امید لطف و کرم دنیا میں تو کیا عقی میں بھی ممکن
ہے۔ پس جب تانا شاہ نے یہ جواب سننا پریشان ہو کر شیخ مہناج اور شہزہ خان و مصطفیٰ خان
عرف عبدالرزاق خان سے دیگر نامور سرداروں کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔

اور حیدر آباد سے دو منزل کے اوپر دونوں لشکروں کا آخا سامنا ہو گیا اور لڑائی شروع
ہو گئی۔ اسلٹا مین غازی الدین خان فیروز جنگ کا عرفیہ عالمگیر کے نظر سے گزرا کہ بعد تسخیر
بیجا پور قلعہ ابراہیم گڑھ پر بھی خاطر خواہ قبضہ ہو گیا ہے اور بان بٹار بھی شہسب کم سلطانانی ایستاد
پھونچتا ہے۔ چنانچہ یہ خبر لشکریاں تانا شاہی میں مشہور ہوئی تو یہی بھی مہمت پسپا ہوئی
الغرض لڑتے بڑھتے شاہ فتح نصیب نے اگر قلعہ گلکنڈہ کے روبرو مددے اور مورچہ
قائم کر کے ناکو محاصرہ کر لیا۔

مگر تانا شاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دیرانہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی سارا لشکر
برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے در پے دلا درانہ محاصرہ کرتے رہے اس زور
و شور سے فوج شاہی کے حمان کو دفع کیا کہ سب کے منہ پر بھیچ گئے سیکڑوں ہی کا
کہیت پڑا اور خواجہ عابد علی خان بہادر نے داد شجاعت دی اور اس جو انفرادی سے
دلا اورانہ حملہ کیا لیکن تنقیر آٹھی ایک گولہ آگیا تو بازو جدا ہو گیا آخر جام شہادت نوش
فرمایا۔ اگرچہ شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک سو بہ کی کیا بسلا تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طول کہنیا۔ بالآخر تدبیروں کے جال پھلائے گئے اور خفیہ سازشوں کے
 سرنگین لگائیں گئیں اور اکثر سرداران تانا شاہی مثل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہ جیسے
 ادھر کے بے وفادار ہر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بھی ادن دل شکنوں کے دل بڑھانے
 کے لئے کیکو پنچھاری اور کیکو ہفت ہزاری منصبداروں میں شریک فرمایا چنانچہ شیخ نظام
 رئیس ہزاری منصب اور پنچھار سواردوں کے بظاہر مقرب خانی سے سر ملند ہوا المتحضر ذوق
 شہید بھگت کے وقت شہزادہ محمد اعظم اور کئی سپہ سالار مع لشکر شاہی قلعہ کے ایک دروازہ
 پر گئے جہاں عبداللہ خان پنی سردار کے ماتحت فوج کا مورچہ قائم تھا وہ ملکیا اور چکے سے
 دروازہ کھول دیا۔ فصیلوں میں بھی معرکہ جنگ کی وجہ سے سواخین بڑھ گئیں تھیں ادھر سے
 بھی روح اللہ خان و ممتاز خان و رست خان و جان نثار خان و صف شکن خان وغیرہ سرداران
 شاہی مع فوج کے سیلاب کی طرح قلعہ میں گھس گئے اور دفعۃً قلعہ میں ایک غل اٹھا اور ہل چل
 پڑ گئی۔ جو باہر تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ بسینہ رہے تھے پھر برسر مقابلہ ہوئے
 اور باقی رات تلوار میں مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلزار اور جان نثاری کے
 پھول شاداب ہو گئے مگر مصطفیٰ خان عرف عبدالرزاق کی نمک حلائی و رفاقت کی شہوت
 واد جو اندرونی دی زخم کاری کھلے بیہوش گر پڑا۔ غرض جب صبح نے رات کا گویاں چاک کیا
 اور نازوں نے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر دھن سحر میں منہ چھپایا تو فتح یابوں نے اور
 بھی زور دیا۔ اور تانا شاہ کی موت سامنے دکھائی دی۔ ساتھ ہی حرم سرا سے نوادہ وزاری
 کا غل اٹھا اس وقت دیوان خاص سے اٹھ کر گھر میں گیا۔ اور دیواروں پر عیش و عشرت
 کے اداسے و سوگواری برس رہی تھی ہر طرف حسرت بھری نگاہوں سے آہ سردی کے
 دیکھا اور ہر ایک کو سامنے بلا کر تشفی و دلاسا دیا اور ایک ایک سے حق و خواہش متعین

اور باہر اگر پھر سند شاہی پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں اس کو خبرداروں نے خبر دی کہ حضور چند سرداران شاہی شہزادہ کے دربار سے رخصت ہو کر اوہر آرہے ہیں۔ چونکہ اسکے کہانیکا بھی وقت تھا بکاؤل کے نام حکم بھیجا۔ اس عرصہ میں سرداران شاہی ہتیاروں میں اوز پچی بنے اور تلواریں علم کئے ہوئے آہی بھونچے اس نے سلام و علیک میں سبقت کی اور اتنے میں بکاؤل نے آکر عرض کی کہ فاصہ تیار ہے تانا شاہ نے اجازت لی اور سرداران شاہی بھی شامل ہو گئے ایک سردار نے طعن سے کھا کہ بھہ کیا وقت کہانیکا تانا شاہ نے کھا کہ ہاں میں اسی وقت کھانا کھایا کرتا ہوں اس نے کھا کہ بھہ تو میں جانتا ہوں۔ مگر اس حال میں آپ کا جی کھانیکو کیونکر چاہتا ہے کھا التبت علی العموم تو لوگوں کا بھی حال و خیال ہے۔ مگر انسان کو خدا پر نظر رکھنی چاہیے جو شاہ و گدا دونوں کا خالق ہے باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گزاری میں نے چند روز نہایت فقیری و تنگدستی اٹھائی۔ پھر خدا کی عنایت ہوئی تو اس بمقدار کو درجہ شاہی پر بچھا دیا کہ بسکا و ہم گمان بھی نہ تھا۔ الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ لاکھوں ہی حاصل کئے اور کڑوٹوں ہی دے ڈالے۔ عالم سلطنت میں جو ناشائستہ عمل ہوئے اس کی تبت و تادیب کے لئے خداوند عالم نے بادشاہت لے لی۔ اور اب میں بارگراں سلطنت سے سبکدوش ہوا اور امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی۔

بھہ کہہ کر بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہو کر چلا۔ قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد اعظم ایک خیمہ میں کرسی نشین تھا اور دم دم کی خبریں اس کو بھونچ رہیں۔ عجب میں اس کے پاس لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جمعگی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیوں کی ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی۔ اللہ شاہزادہ نے تانا شاہ کو دربار شاہی میں

المختصر شاہ فتح نصیب ازنگ زیب عالمگیر نے پنج پور و جید آباد دکن سے محبت فرمائے احمد نگر ہو کر قیام کیا اور دکن کے ملکوں کا نظام و ریشتن تھا کہ بڑے بڑے کے سبب سے بیمار ہوا اور جب وقت قریب آچھو نچا تو ملک کو تین حصوں پر منقسم کر کے شاہزادوں کو تقسیم کیا۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادوں کا باہم لڑ جھگڑ کے مرٹ جانا۔ وصیت نامہ لکھ دیا۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ

۱۰۱۱ھ ہجری میں اس ملک فناء سے پچاس سال، ۲ روز پیرائے و پندار میں سلطنت کر کے رخصت ہوا۔ بڑا شجاع متقی و پندار و دانیاور گار اور معاملات مالی و ملک و ایمین کار آزمودہ شخص تھا۔ روضہ شریف خطہ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ اور بنگ آباد میں سپرد خاک ہوا۔ عالمگیر از جہان رفت۔ اس کی تاسخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے بعد زیب النساء شاہزادی نے محبت تمام شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس واقعہ کی اطلاع دی اور لکھا کہ جلد ممکن ہو بیجاں چھو نچو۔

یہ خبر سننے ہی فوراً اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ازاں مراسم ماتم داری و ہم ذیچہ بروز عید تخت پر جلوس فرمایا و کر لشکر شاہی اور رعیت کی استمالت و خاطر داری شروع کی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا امر اردولت و ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عائم حاضر ہوں۔ ہر ایک کو رستے کے موافق ہر فرزند کیا آصف الدولہ اسد خان کو بدستور عہدہ وزارت پر بحال اور اسکے فرزند ذوالفقار خان کو حسب سابق پہ سالاری پر برقرار رکھا۔ اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بنگالے پر تھا اس نے جب خبر انتقال شاہ معذور کی سنی تو یکم ماہ محرم بروز شنبہ ۱۰۱۱ھ ہجری کو اکبر آباد میں جلوس فرمایا ہوا۔ اور

اور عظیم شاہ کو لکھ بھیجا کہ ملک کن وسیع ہے لہذا تم کو مناسب ہے کہ بحسب صیت مغفرت پناہ کے اسپر
اکٹھا کرو اور ملک ہند کی سلطنت ہمارے سپرد ہے۔ صلح بہتر ہے جنگ کے۔ اتحاد باہمی میں فوائد
بیشمار ہیں۔ عظیم شاہ نے اس کے جواب لکھا کہ دو بادشاہ ایک لایت میں نہیں رہ سکتے ہیں۔ یہ سنکر
بہادر شاہ نے سبب جنگ فراہم کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ اور عظیم شاہ نے موسلمان جنگ کو فتح کیا اور
گو الیا ریمپوچہ اور اردخان کو مع دیگر امر ایسا تھے لیا اور دہول پورا کر قیام پذیر ہوا۔ بہادر شاہ یہ سنکر
بذات خود اور طرف چلا اور راجپوت کے قریب مقام کر لیا قصد تھا سنوڑا کے خیام تہادہ ہوئے نہیں پیا
کہ بیدار بخت تہرادہ عظیم شاہ مع چند امرا زامویشل ذوالفقار خان وغیرہ کے آپڑا اور دکنیوں نے
جو اسکے ہمراہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خمیوں میں آگ لگادی یہ سنکر بہادر شاہ نے طح جنگ کی
ڈالی طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکٹھے
اتنے میں اسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر سرکھا پھونچا عظیم شاہ کے دونوں
فرزند اس معرکہ جنگ میں کام آئے اور عظیم شاہ نے بھی داد شجاعت دی مگر فوج مخالف سے
کسی ایک کی گولی اسکے ماتھے پر لگی فوراً قاتی سے گر کر جان بحق تسلیم کی اور بہادر اس واقعہ کے
بعد خود تخت سلطنت پر جلوں فرما ہو گیا۔

اور بیجا پور میں شاہزادہ کام بخش کو جب خبر حلت فرالی عالمگیر شاہ مغفور کی پھونچی تو اس نے
دو ہی جہینے کے اندر بیجا پور کے بندوبست سے فراغ حاصل کر کے امرار کو منصب خطا باستے
فرمان و متاز کیا اور بیجا پور میں شاہزادہ جلوں کر کے اپنے نام کا خطیہ و سکے جاری کیا۔

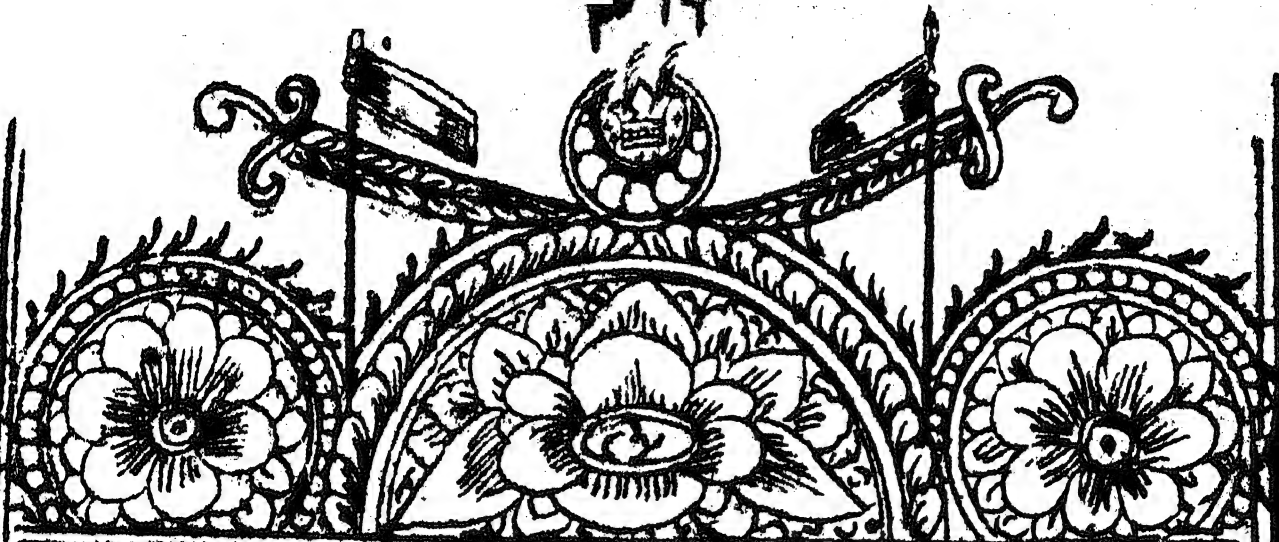
دکن زد سکے خورشید و ماہ	بادشاہ کام بخش و دین پناہ
-------------------------	---------------------------

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کر کے قلعہ حسن آباد گلبرگہ یفشر پر گرفتار کیا
حیدر آباد پر کام بخش کی یورش اور قلعہ آگن گیر کو مفتوح کر کے حیدر آباد کا رخ لیا اور یہاں آکر
اور اسکا قلعہ

حیدر آباد پر دفعۃً پورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو کپڑے قید اور حیدر آباد پر اپنا قبضہ
 دخل کر لیا۔ پھر شکر بہادر شاہ نے ۲۱ سالہ تین کام بخش کے نام پچھلے ایک خط مضمون
 کا لکھا کہ اسے عزیزین تم اپنے حد سے قدم بڑھایا۔ حیدر آباد پر یلغار پورش کر کے رستم دلخان
 خیر خواہ سلطنت کو ناحق قید کر لیا۔ یہ بات اچھی نمی خیر جو کچھ ہونا تھا سو کیا مگر اب بھی بہتر اور
 مناسب نکتہ ہے کہ سکندر خطبہ دکن ہمارے نام کا جاری ہے اس کے سوا پیشکش معمول ہر سال کا
 ارسال کیونکہ میں تو بھی اختیار دو لون صوبہ نگارین نے تم کو بخشا اچھی طرح سے ملک انظام اور
 بندوبست کر کے رعایا کی اتھالت کرو اور خوش خرم آسودہ حال رکھو۔ کام بخش نے اس کا پھر جواب
 ندیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مار ڈال کر املی محل میں دفن کروا دیا اور معتبر خان الہی بہادر
 کو سختی کے ساتھ قید کر کے جواب خط خدمت آمیز لکھ کر روانہ کیا الغرض جب یہ خط بہادر شاہ
 کی نظر سے گزرا۔ اس نے باوجود موسم بڑھنے کا دل کے طرف لشکر کشی کی اور منزل بمنزل کوچ
 کرتا ہوا قصبہ ندیر۔ جو شمال رویہ گوداؤں زندی پر واقع ہے وہاں پر او آخر شوال ۱۱۰۰ھ
 میں آچھونچا۔ اس مقام پر گونید سنگ نامی سکھوں کے گرو کو جو تین سو جمعیت سکھوں کے سات
 ہمراہ بہادر شاہ آیا ہوا تھا اس کو کسی ایک نے مار ڈالا چنانچہ اس کی سادہ ایتھنک بڈھ میں
 واقع ہے۔ غرض کہ بہادر شاہ ناندر سے کوچ کر کے انیسویں ذیقعدہ ۱۱۰۰ھ میں حیدر آباد
 تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اس وقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تھی صرف
 اس کی رفاقت میں پانچ چھ سو سواروں کی تعداد تھی وہ بھی بدوشہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے
 ہمراہ نئی ہزار جمعیت کی تعداد تھی۔ بہادر شاہ نے پچھلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندار شاہ کو
 زناٹ ہٹا کر نیکے گردانہ کیا۔ اور اسکے چچے خان خانان اور زوالفقار خان کو دس ہزار
 سواران جرار دیکر بھیجا۔ کام بخش باوجود تھوڑے سے فوج ہونیکے خود ہی مقابلہ راہو گیا۔

اور طرح جنگ کی ڈالی۔ اور بان اندرون کو حکم دیا کہ ایک بار کی لشکر مخالف پر بان چھوڑیں اور
 بھی دو الفقار خان نے مقابلہ کا حکم دیا اور خانان بھی اسکا شریک مال ہو گیا اور تو پچانہ شاہی
 ہے بھی آتش برساتا شروع ہو گئی۔ کام بخش نے پتیس ہزار سے دلاورانہ مقابلہ کیا مگر اس لڑائی
 کا نتیجہ اسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ ورون کے ہاتھ ہوا آخر شاہزادہ کام بخش مع
 اپنے دونوں فرزند محی السنہ اور فرید زمند کے زخموں میں چور ہو کر گرفتار ہو گیا اور تینوں
 بہادر شاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ میں کام بخش اور فرید زمند کا انہیں زخموں
 سے کام تمام ہو گیا ان دونوں کی نعشیں دہلی بھیجی گئیں اور مقبرہ ہمایون میں سپرد خاک
 کر دیئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد دو الفقار خان المخاطب نصرت جنگ کی سفارش سے دلاور خان
 نے صوبہ داری دکن پر سر فرازی پائی اور بہادر شاہ نے دار الخلافت دہلی کی طاعت
 طاعت فرمائی مگر الامرا میں لکھا ہے کہ دلاور خان کے بعد دار السلطنت حیدر آباد کی صوبہ داری پر ابو الفکار خان
 مامور ہوا۔ اور اس کے بعد سیر کے عہد میں نواب صاحبہ نظام الملک بابر نور احمد مرقدہ نے کل دکن کی صوبہ داری پر
 استقلالہ سلطنت حاصل کی۔ الیصل مطلب ان واقعات کے تھوڑے ہی زمانہ بعد محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے
 عہد سلطنت خاندان ندیہ کے زوال سے مرہٹوں کی ریاست تو خود سر ہو ہی گئی تھی۔ اسکے علاوہ اور کئی
 صوبہ بھی دار الخلافت دہلی سے الگ ہو کر اون کی ریاستیں علیحدہ علیحدہ قائم ہو گئیں اور سلطنت دہلی میں ضعف
 آ گیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہ گئی۔ چنانچہ اچھوتانہ اور صوبہ اودھ
 اور صوبہ بنگالہ وغیرہ خود مختار بن بیٹھے ان سب سلطنت حیدر آباد دکن کے گرد سائیں
 سب سے پہلے رئیس نواب نظام الملک کھنڈ جاہ فتح جنگ بابر مرقدہ بابر مرقدہ گذشتہ صدیکی شریعین لکھنؤ
 کے کاروبار ملکی میں اخلت کرنے کے زمانہ سے پہلے خود مختار ہو گئے مگر بمقام اچھوتانہ ان کے بعد بعد
 لو پھر بنجایا۔ اب انہیں بھی ایک سلطنت تشریف دار اسلامینہ ہندوستان میں لجاو اہل اسلام کا حال ہم ناظرین کے
 زور و پیش کر تے ہیں ناظرین

دار الخلافت دہلی سے
 صوبوں کا علیحدہ اور خود
 سر ہو جانا۔



بسم الله الرحمن الرحيم

حال سرکاران دولت اصفیہ السلطنت حیدر ابدولین و امین المظفرین
ذکر خیر و انظام المملکات صفحہ فتح جنگ جہاد و منتقام تورات و فرود

اچھا اسم گرامی میر قمر الدین بیچ اور آپ کے نانا نواب عمدة الملک سعد اللہ خان پہا صاحبقران ثانی شاہجہاں
بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جد امجد خواجہ عابد خان بہادر اور راون کے پدر بزرگوار عالم تھے اور سمرقند
کے مشایخین اور بزرگ نمین نام آور تھے اور تیس سال جلوسی شاہجہانی میں ۱۰۶۵ء کو خواجہ عابد خان
بہادر نے ہندوستان میں آکر شاہی ملازمت اختیار کر لی اور اسکے بعد زیارت حرمین شریفین
کے لئے تشریف لی گئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شریفین شاہزادہ محمد اوزگن کے ملازمان شاہی میں
شریک ہو کر بڑی بڑی کار ہائے انبیان کے مقتدر ہوئے اور جب اورنگ زیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپ کو محکم
صدارت کی حد نشینی سے سرفراز فرمایا اور اوزگن کے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیچ خان بہادر) کے خطاب
اور پنچھاری منصب سے ممتاز فرمایا جس زمانہ میں عالمگیر کو لکنڈہ کا محاصرہ کی ہوئی سلطان ابوالحسن تانا شاہ خاندان
قطب شاہیہ کے بادشاہ سے بزدل تھا ایک گولہ توپ کا عین موکہ جنگ میں اس شہر دوران قلیچ خان بہادر
کے سینہ پر لگا پھر چلے گئے اس فرودین کی بہادری اور ستانہ دلی کے شانہ اسد اور کے صفحہ ہستی کو بھی لٹ
دیا۔ فہرہ ربیع الاول ۱۰۹۰ء ہجری کی چوتھی تاریخ دولت اصفیہ جد اعلیٰ اس خراب
ہستی سے قضا کے عالم قدس کی طرف رہنر ہوا۔ آپ کا مقبرہ قلیچ خان کے
نام سے نواح قلعہ گو لکنڈہ میں موجود ہے اور قلیچ خان کی درگاہ سے بلند آواز
اس سے نوشہین کے خلف الرشید میر شہاب الدین خان اوسی زمانہ میں ملازم شاہی تھے

۲۳ جلسہ عالمگیر میں باضافہ منصب خطاب خانی و بہادری مع فیل و ترکش بین لامائل
 ممتاز ہوئے اور ۲۴ جلسہ جلوسی میں جب شاہزادہ محمد اکبر عالمگیر سے الوالعزم اور بلند قبال شاہ
 سے قسمت آزمانا ہوا تو بعد فیصلہ ہم جنگ اس بہادر کے والاحبی اور عالی نبی کے صلہ میں
 ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرما کر (نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ
 خطاب گرانمایہ خلعت حرمت فرمایا اور بعد فتح مہم بیجا پور فرزند ارجمند بے ریز رنگ خطا
 صدر پر اور زیادہ کیا گیا۔

جب بہادر شاہ بہادری تخت مالک دیہیم و تخت ہوا تو پچھلے ہی سال جلوسی میں ملک لودہ
 کی مصوبہ داری نواب محمد شہم کی نام نہاد ہوئے مگر چار سالہ حکمرانی کی بعد بفرمان قضا و قدر
 ۲۳ جلسہ جلوسی میں رگہ اسے عالم جادوانی ہوئے آپ کے متعلقین آپکا جنازہ دارالخلافہ قہلی
 میں لائے اور متصل امگیری دروازہ ادھین کے بنائے ہوئے خانقاہ میں سپرد خاک
 کیا چنانچہ آپ کا مقبرہ اب تک مشہور عام و خاص ہے۔

آپ کے خلیفہ ارشد میر تقی الدین خان بہادر آصف جاہ معتمد اب میں ۱۸۱۱ء میں ملک مدیم سے
 کشور وجود میں تشریف لائے چہرہ انور سے اشار امارت اور ریاست ہوید لگتے تھوڑے
 ہی زمانہ بعد دربار سلطانی سے چین تبلیغ خان بہادر کے خطاب اور چار ہزاری منصب
 سر بلند ہوا اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے
 تو آپ کو خان دوران خان بہادر کا خطاب اعنایت کیا اور مصوبہ داری اودہ اور
 نو جداری لکھنوپر سرفرازی ہوئی گملا پٹے دار السلطنت کو نیچوڑا اور جب فرخ سیر
 بمعاذت بخت تاج و تخت کا مالک ہوا تو ۱۸۲۳ء یعنی اول سال جلوسی میں نظام الملک
 فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری مفت ہزار سوار اور مصوبہ داری دکر سے بین قرار

ممتاز ہوئے صوبہ داری دکن پرتین ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سید
 حسین علیخان امیرالامرا کے سپرد ہوئی اور نواب آصفجاہ بہادر کو بہت سبب برہمی ایمان
 سلطنت و ارکان دولت کے فوجداری سنبھل مراد آباد پر بادل ناخوش ہو جاتا پڑا اور
 حکم شاهی زمینداران کوہ شوالک کی تادیب قرار واقعی کی گئی چیدر و زر بھی دے گذرے
 تھے کہ سید حسین علیخان حاکم بہار اور اسکا بھائی سید عبداللہ حاکم آگرہ آباد جو اثنا عشری
 مشرور اور متعصب فی المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا پادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام الہین
 کاغزل و منصب بلکہ تمام امراء ہند کے قسمت انھیں دونوں بزرگون کے ہاتھ میں تھے
 چھ برس تک تو فرخ سیر انھیں دونوں کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی غیر حکمت
 میں آئے اور آہستہ آہستہ ان دونوں انجنوں کے پڑو و ثروت کو گھٹانا شروع کیا جہاں
 بزرگون اس بڑے نام بادشاہ کے عہد درونی رفتار دیکھی حق نمک اور پاس ملاوٹ کو
 بالائے طاق رکھ کر جابرانہ حکمت اور فاضلانہ قوت کے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر
 چھین کر رینج الدرجات کے سپرد رکھ دیا مگر یہ تاج مبارک نہوا تمیر سے نہیں اس پر بھی ہی
 معاملہ گذرا بہادر شاہ کا دوسرا بیٹا رنج الدولہ تخت سلطنت پر بٹھایا گیا وہ بھی بے
 بعد اس کے قسمت نے بھی پٹا کھایا اور شل یوسف سپر چاہ زندان ہوا۔
 تیسرا بادشاہ حبیبو سیدوں نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر تھا جو بہادر شاہ
 نقب سے ملقب ہوا سادات بارہ جو سلطنت کے کلید اور بہادر شاہ کے نفس ناقص تھے نواب
 آصف جاہ کی دانش اور بہت اور دلیری زور و جرأت کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے وہی
 رہتا نواب کا مصلحت نہ سمجھا ملک ملوہ کے صوبہ داری پر روانہ کیا ۳۲ سالہ میں جب ارکان
 سلطنت و ایمان و ملتیں غرضہ ترک حد و فرض نفاق سے مادی فاسد غیر قابل علاج داخل کیا

اور سادات پارہ نے کارپردازان دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ پہنا
 جو منتخب روزگار اور عقل و دانش میں فروختی ایسی حالت میں کہ آتش فتنہ و فساد بہر طرف بھٹک
 رہی تھی اور ہر نفس اسی آتش بے زہنہار میں گرفتار تھا دہلی میں اپنا قیام پنجاب سالہ عزت و آبرو کا کہونا
 تھا اور بزرگوں کے پیدا کی ہوئی عزت کا خاک میں ملا تھا بادل ناخوشتر میں موسم ہر شکل میں
 راہ ملک لود قلعہ اسیر پر قابض ہوئے اور نامہ جنگ اور نصیر جنگ پنے دونوں فرزندوں کو مع
 ستاقین تلوعہ میں چھوڑ کر ہلاک خاص معہ توپخانہ دارالسرور برہان پور کا ارادہ کیا اور لال باغ
 میں خیمہ زن ہو محمد نور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہان پور نے ملازمت حاصل کی اور آپ کے
 سایہ عاطفت و ظل دولتمین رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا میں خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج کو
 باشاہ امیر الامرا سید حسین علی خان نواب آصف جاہ بھادر کے گوش زد ہوئی نواب محشم اوسیوقت
 مردان کار سپاہ جنگ آزماکو ہمراہ لیکر دیکھنا بڑا کہ اس طرف خیمہ زن ہوئے اور آتش جنگ
 جہدال طرفین سے بھڑک اٹھی سید دلاور خان عین معرکہ جنگ میں مردانہ مارا گیا اور نواب محشم
 منظر و منظر برہان پور پر قابض ہوئے امیر الامرا نے جب اس سلطنت میں یہ خبر دلخوش
 سنے اوسیوقت اپنے ہمیشہ زادہ سید عالم علی خان مبارز نامور و سید عالمی گہ کو تاکیدی فرمان
 بھیجا کہ بہادران جہاد و ناموران آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے بغیر مجاہدہ آصف جاہ
 مقابل صف آرا ہو ہر چند نواب قمر کا بنے چاہا کہ سید مرتضوی گہر کے خون میں شمشیر خون
 اشام کو رنگین کرے مگر وہ بھادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونوں طرف
 فوجیں حرف مدغم کیلے گئیں اور تیغ و شان سے اپنے چوہر و کھانے شرف کی چونکہ نصرت
 و ظفر و زازل سے نواب برہمیں علم کے خانہ زار و تھی اور دولت و اقبال پرستار
 فوج حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علی خان مردانہ شہید ہوا نواب قمر کا بظفر و منظر

داخل اور نکل باد ہوئے اور ملکی انتظام کی طرف مصروف ہو کر حیدر علی نے یہ حادثہ جان کر اسنا
پادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کی طرف روانہ ہوا اگرچہ پادشاہ سیدون کے ہاتھ میں تھا
مگر ان سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور ان کی قید حکومت سے آزادی کا خواست گمار تھا اور ہر سید و
دشمن بھی تاک میں لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری پھونچا اور سید حسین علیخان امیر
سوار ہو گیا تھا اور ہنوز بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ بشارت محمد امین خان بخشی میر حیدر علی
کاشغری نے سید حسین علیخان کو پالکی میں بٹھ کر ڈالایا اور ۳۲ سالہ بیوی بچہ میں ہوا اور عزت خان
امیر الامرا سید حسین علیخان کے بھانجہ نے بادشاہ کے قتل میں کوشش کی مگر ناکام ہوا اور گیارہ ماہ
دار الخلافت دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔

قطب الملک سید عبداللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جان کی خبر سنی تو
اوس نے ایک تیموری شاہزادی کو بادشاہ بنا کر دہلی اور آگرہ کے درمیان شاہ پور کی
ٹرائین سکت کھائی جس سے ان سیدوں کا بقیہ نقیب زور و بل بھی ٹوٹ گیا اور نصیران
دونو سیدوں کو جو شیعوہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ کر کے کہتے ہیں۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا بھی اعتماد الدولہ ہی امین جان بخشی تھا
جس کے اشارے سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا سید کے خزانہ نامی
نے اوسکو بھی وزارت سے مستعفی ہونے دیا اجل سننے اوس کا کام بھی تمام کیا اور شاہ نے
بعد مرگ اعتماد الدولہ نواب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا پانچویں جمادی الاول ۱۲۱۸
فلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بن الاقران والا مثل ہوئے۔

سال پنجم جاوسی میں معزالدول حیدر علیخان خراسانی نے لکھنؤ کی باغیانہ سرکشی اور گاہ
شاہی میں مجموع ہوئی نواب آصف جاہ بہادر مدوس لاکھ روپیہ نقد و عین و مال و

ادھر اترتے پر بعض وزراء تہ صوبہ داری ملک کن حیدر علی خان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے
حیدر علی خان رانا تے اودھ پور کی علی دار میں بھاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے حیدر علی خان
اپنے چچا کو پیش کیا حضور سلطانی سے معزالدولہ صلاحت چک کے حکم سے فریادی دلو کر لیا
صوبہ داری بکرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بھادر اپنے
چچا داد بھائی کو مقرر کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور بعد بار یا بی پیش کیا سلطانی سے
خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے۔

اگرچہ اودھ بونہن اب بھی قسود باقی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر حسن نظام سے صاف ہوا تو ہوا
کی زمین طبعیت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خنیاگران زیر ملک طرفائل ہوا نغز وود کی محفلوں کا
دربار عام تعارفت بھی ہشتون سے عیش و عشرت کی خوشگوار اور شاہی انعامات سے
مالا مال ہنسی گہر لولیان حور پیکر سے دن عید رات شب برات ہو گئی ایسی کس تمیر سی
کی حالت میں ارباب فضل کمال کو کون پوچھتا تھا ہزاروں آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت
کو اس طرف مائل دیکھ کر سب اسی رنگ میں رنگ گئے عالم رقص سرود میں کبھی خود بدلتے
بھی شہر گوی کی طرف راغب ہو جاتے فارسی اردو دونوں زبان میں طبع آزمائی کرتے چنانچہ
دو شعر یہ ناظرین کے جاتے ہیں۔

یار در برج بر سر فکر بر جایش کنید	عاشقان شب میر و زنجیر در پایش کنید
پیری میں نہ کس طرح گردن سیر جہان کی	ون ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

نواب امیر خان ایک قدیم الخدست اور خاندانی امیر تراوہ تاجدار لیلز بہت درامیل نہ دماغ
رکھتا تھا ساتھ اسکے لطیفہ گوئی اور بندہ سنجی کا بھ عالم تھا کہ ہنگام ہند نہ سنجی چٹھری کی طرح منہ سے
بھول جھرتے تھے خلوت اور دربار میں ایسی گل خوشانیان کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جانتے تھے لطیف لا ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ امیر خان جو پوتہ - سپوت - کپوتہ
 زبان زد حلق ہے اس کی اصل کیا ہے ؟ عرض کی کہ حضور اسی دربار میں تینوں فقر
 کے لوگ موجود ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کیونکر دکھا پوتہ تو یہی جیسے حضور یعنی سلطان
 ابن سلطان۔ اور سپوت محمد امین نام ایک مغل تھا جو ایران سے آیا چھان حضور کے
 تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا اور کپوت بھی خانہ زاد کہ باپ و لہو
 حضور کے بزرگوں کی جان نثار میں اعلیٰ اعلیٰ عہد و نیر ممتاز رہے اور فردی اسی حاکم
 گرفتار ہے۔ لطیف لا ایک دن امیر خان حضور میں اپنے بزرگوں کی جان نثار بیان
 اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدردانی بیان کر رہا تھا۔ میرا باب کا بل میں ناظم تھا اور
 انہی عقل و تدبیر سے اس قدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہینے دکن میں فتح ہوئیں اور عالمگیر نے
 بھی فتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے تھے فائدہ اوسے سوار بہادر کا ناخلف یادگار اور
 بابر کست گرفتار حضور شاہی میں حاضر ہے۔

غرض کہ بازار یوں اور سوقیوں کی صحبت تھی اور عیش و عشرت کے جیسے تھے مہتاب
 باغ اور حیات بخش کے باغوں کو سجا کر ارم کا جور اس زمین ہند میں بنایا تھا نہرو نہیں نوا
 چڑے رہتے بادشاہ و نہیں بیٹھے ناز رنگ کے جلسے جتنے اور شراب کے دور چلتے جب
 برسات آتی تو ان کے ہاں بہار آتی قطب صاحب کے جنگل ہنری سے ہر سہ ہر سہ
 ہو جاتے ہیں یہ شہر چوڑا کروہاں جاساتے حکم تھا کہ ابرسیاہ ہمارا نقیب ہے جب گرجے
 کی آواز آ کرے اس وقت کہ بندی ہو جایا کرے۔

شہام امیر ایک ملک اور علاقہ پر تھیں تھے سگر بہار و دربار کے لطف اٹھانیکو نائب اپنے
 وہاں چھوڑتے اور خود دربار میں چلے آتے۔ ظاہر ہے کہ جہاں اہل دربار ایسے ایسے

نیا لائیں۔ دون دہان ملکی نظام کا کیا ٹھکانا۔ تازہ گل یہ کھلا کہ وزیر اور سپہ سالار کے توڑ نیکی
 لئے سب سے بڑی چیز کی چونکہ نواب آصفیہ بہادر دیر نی سال اور عالمگیری کے آنکھیں دیکھے ہوئے
 تھے بادشاہ صلاحیت پر لانا چاہا۔ اور انہیں شاہی جاری کرنے شروع کئے خلوت اور خلوت
 میں بادشاہ کے وقتوں کی تقسیم کی اور کاروبار ملکی پیش کرنے لگے رنگین مزاج مصاحبین
 کے لئے۔ نواب مختتم کے فکرتین مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو کچھ تو خود ہی یہ کام
 دیا معلوم ہوتے تھے کچھ بیرون کے بھکاسنے سے نواب آصفیہ کے معروفات پر توجہ نہ فرما
 جب نواب معز نے دربار کا یہ رنگت کچھ حیدر آباد کی صوبہ داری کو ایسی وزارت پر تزیین
 اور بعد زنا سازی آب و ہوا آمد آ باد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی اثنا میں اتفاقاً
 ۳۶ھ میں عماد الملک صاحب خان ناظم حیدر آباد مقدر ہو کر روانہ ہو گیا یہ خبر سنکر نواب
 آصفیہ بہادر معز سے آب پاشی کو ب معز و چشم اور جنگت با و بھو پنے عماد الملک صاحب خان
 جنگت را ہوا اور بہت رسوم محرم کے لئے اپنے دو نوں فرزندوں اسعد خان اور محمود خان
 کے معز کو جنگت میں کام آیا اور خواجہ محمود خان و حامد خان فرزند ان مبارک الدولہ عماد الملک
 اسیر ہوئے نواب فلک صاحب بفتح و فیروز داری و ارد حیدر آباد ہوئے۔

جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدر آباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے
 خواجہ حمد خان کے لشک شوی کے اور منصب شیش ہزاری اور چہ ہزار سوار سے خطاب
 شہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہزاری اور سہ ہزار
 سوار و خطاب ساز خان سے سرفراز کیا اور حامد خان کو منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار
 شرف قرار دیا اور دولت آصفیہ میں داخل کیا اسی اثنا میں فرمان شاہی ۳۷ھ میں منوط
 آصفیہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار براہ و لجوی آیا ۳۸ھ میں جب خواہش سلطان

نواب آصفیاء بجاورنے اپنے نرند نواب ناصر خجک بہادر کو اپنا قائم مقام اور انور اللہ خان کو
اون کا مدار المہم کر کے روانہ دار الخلافت ہوئے۔

انجین و نوین راجہ جی سنگھ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راہ صوبہ دار مالوہ خود سر ہو گئے تھے ان
دونوں سرکشوں کی نادید کے لئے حضور سلطانی سے نواب آصفیاء بہا منظر تآب مامور ہو
اکبر آباد چھوٹا کچھ لالہ نصیر صاحب نی غریز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چھوڑ کر خود ملک مالوہ
کی طرف نصرت کی الغرض ریا رحمن سے او تر کر اٹاواہ اور مانک پور ہوئے ہوئے بیکہ ہند
میں جا پھونچے وہاں کا راجہ چونکہ باطاعت پیش آیا پھر وہاں سے کوچ کر کے نواح بہوپال
میں چھوٹ گئے باجے راو وہاں پر جو بے شمار لشکر لئے ہوئے پڑا تھا مقابل آ رہا ہوا۔

چونکہ اکیلیت کی دست برد سے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے ادھر سے نادر شاہ جیسا
علاء ہند کے طرف متوجہ تھا اور اسکے کار نمایان اور عجمی فتوحات کے شہرت عالم فاضل و قف
تھے اسکے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفیاء بہادر کو رحبت قہقری کرنی پڑی۔ نادر شاہ اصل
نام اوس کا نادر قلی امام قلی کا بیٹا تھا ایک کم ہائے شخص تھا جو کچھ خرز کے کنارے پر رہتا تھا
اپنی ولیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا اور جب مغربی افغانوں کے سردار محمود اور
اوس کے بیٹے سردار شرف نے ایران پر حملہ کر کے وہاں پر اپنا تسلط کر لیا تھا اس وقت نادر
نے شاہ ایران کی طرف سے افغانوں کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو اوس کے
پہنچے سے چھڑا یا مگر پیچھے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانوں کے حملہ کا انتقام
لینے میں ہارت اور قندہار کو بھی فتح کر لیا پھر اس پھر حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت
مغلیہ میں پناہ گزین ہیں کابل پر چڑھ آیا یہاں لشکری سے لیکر اہل قلم تاسیس سے لیکر
تک ایسے خواب خرگوش میں مبتلا تھے کہ ان متوش خروں سے بھی کان پر جون نہ رہی

کہ نادر شاہ کے ایک بی بی خیرین و سپہ سالار کے دربار شکر خفاہ و تھے اور کہتے تھے کہ لوگوں کے کہر
بہت بلند ہیں و در سے نادر سی انکار و کہاں ہی دیتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گیار
تو وہاں کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرض کی کہ جو وقت غریب پھینچا بادشاہ مہتاب
باغین عالم آب کا تماشا دیکھہ ہاتھا۔ اور سامنے سپہی پیکر حوروں کے قطار کھڑی تھی
ضلع پر تہا پڑ رہی تھی اور جام سے ارغوانے گردن میں تھا اور سے عالم مستی میں عمران
کابل کی عرضداشت پیش ہوئی بادشاہ کہ اور وقت بدست تھا عرضی کو لیکر گشت اسکا
شہر بہمن ڈیو یا اور بھڑکے ہاکہ مع این و سر بیٹے غرق آبی تاب اولی۔ چونکہ نادر
مست کتاب آصفیہ بہادری کی دانائی و تجربہ کاری کو حریف بھی ماننے ہوئے تھے جب
اہل دربار سے کہہ بن نیر اتونا گزیر آپ کو سیدیل متغی ال طلب کیا۔

نواب آصفیہ بہادر نے مصلحت وقت باجہ راسے صلح کر کے دار الحکومت میں داخل
ہوئے۔ اور نادر شاہ نے کابل کو فتح کر کے بادشاہ کو نامہ لکھا اور اپنا ایچی دربار شاہی
میں بھیجا یہاں دربار شاہین پہنچ کر رحمت تھا کہ جواب کیا لکھا جائے اور القاب کیا لکھا جائے
کیونکہ وہ اصل میں نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہیں ہے اتنے میں خبری کہ اسکا
شکر اٹھا کر آیا۔ یہاں بھی کو چکی تیاریاں ہوئے لگی اور چلتے چلتے کراںل پہنچے سب
نہر کے کنارہ برات کی طرح بڑے تہہ برہان الماکک انتظار ہو رہا تھا کیونکہ اسکی فوج تو پنج
کی پشت گرمی سے بہت نامور تھی اتفاقاً جس دن وہ لشکر میں شامل ہوا اس دن نادر شاہ بھی
قریب پہنچ گیا تھا اور یہاں کی خبر بھی نہ تھی چنانچہ اسی دن گھسیار سے خستہ و نگار بدوہں
دوڑے آئے کہ ہم جنگل میں گھاس گھودنے گئے تھے نادر سی قراولوں نے کئی آدمیوں کو گرفتار
کر لیا۔ امرانہ پھر گفتگو شروع کی اتنے میں خبر آئی کہ چند قزلباش نامہ دی یہاں الماکک کے گرد

پرنامہ صاف کر گئے برہان الملک تلوار ٹپک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کھاکھا صاحب آپ کو لشی
بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے یہ کھکر اسی وقت روانہ ہو گیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک ساتھ دیا اور آدھ کو س کے فاصلے پر ^{الک} کے پھلوں میں اپنی فوج جمادی۔

نادر شاہ بھی سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کر کے ایک کو اپنے پاس رکھا
اور دو کو دونوں کے مقابلہ میں مقرر کیا قزلباشوں نے برابر دیکر پیر کرنا شروع کیا
تھوڑی ہی دیر میں عیش پروردہ فوجیں پریشان ہو گئیں بہت سے سردار مارے گئے
اور خان دوران زخمی ہو کر میدان سے پٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خاں دوران
جیسے ڈیرے لٹ گئے۔

ادھر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان میں رہ گئے تھے وہ جو انگریز ہاتھی پر بیٹھا
تیسرا رہا تھا کہ قزلباشوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا
ہموطن گھوڑا اڑا کر بھینچا۔ اور آواز دی کہ۔ اسے فخر امین دیوانہ شدہ کاہنگ سیکنی و بچہ انتہا
جنگ سیکنی۔ یہ سنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گرا کر گڑھی
کی باگ ڈور اس سے باندھی اور جھپٹ کر ساکڑا اور ہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک
ایرانی دستوروں سے واقف تھا۔ کمان اٹھے رکھ دی اور اپنے تین تین بچے تقدیر کے حوالہ کیا
قزلباشی ہاتھی کو معیل نشین اپنے لشکر میں لگے۔ نادر شاہ نے برہان الملک کو خط
صاف کی اور چونکہ شام ہو گئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کی طرف پیرا اور برہان الملک
دستر خوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چھیڑا۔ یہ شرابی لشکر و کھیل نواب آصف جاہ بہادر
ولایت نادر شاہ کے پاس پہنچے گئے اور اپنی من تہ تبریر و فدا نہ تقدیر سے اسے کھڑکھڑایا۔

نفل پہا لینیے پرنادر شاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد روپیان خصمت ہو کر محمد شاہ سے سارا واقعہ
 عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں حضور سلطانی سے خان دوران اور امیر الامرائی کا
 خطاب پیش پہا عنایت ہوا دوسروں چونکہ ملاقات کے لئے ٹھہرے تھے اس لئے بادشاہ بہت
 ادھر سے بڑے توڑک و چٹام سے روانہ ہوئے ادھر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال
 کے لئے بھیجا وہ ہستہ میں آکر ملا بادشاہ نے تخت روانکو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی
 اس نے فرزند نازہ طور سے معاف کیا۔ اور ہمراہ ہو کر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ
 تائب فرشتہ استقبال کو آیا اور اپنی سند پر نہایت تعظیم سے بیٹھا یا بعد اسکے برادرانہ اور
 درمندانہ باتیں شروع کیں بجائے ساغر می جام چائے خطای گردش میں آیا۔ نادر شاہ
 اس وقت برک کی قبا۔ اسپر قراقلی بیٹھے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اسپر ایک برکی چغہ
 پہنے بیٹھا تھا سر پہ کلاہ پاپاخ تھی۔ اوہ محمد شاہ شبنی کرتہ ڈھاکہ کی ملل کا جامہ پہنے تھے اور
 سر پہ جو دستار تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گو بادکش مصروف موصرائی تھا مگر محمد شاہی
 جامہ پہنے سے تر تھا استعجاباً۔ نادر شاہ سے کہا کہ رخت شہاب گرم است۔ برتن
 گرانی نمیکند و نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من و ہمین رخت گرم است کہ مارا از
 ایران تا بانیجار سائید۔ لطافت لباس شہاست کہ نگزاشت از دہلی تا بانیجا حرکت کنید
 القصد بادشاہ نے بطیب خاطر بھان سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب
 آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور بھیام
 او سکو بہت ناگوار گزارا نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندو
 قارونی خزانہ چھوڑ کر دو کرور روپیہ پر رضا مند ہو گئے یہ رقم تو نقط غلام ادا کر سکتا ہی
 اور شاہی خزانے دماڑوہا جنوں کے گہانوں کے کیا ٹھکانے ہیں۔ شہر یہاں سے

چالیس کو ص ہے حضور وہاں تک تکلیف فرمائیں۔ نادر شاہ اس فتوح غیبی کا امپرووار ہو کر عہد نما
کے خلاف دغا بازی سے داخل ہو گیا۔

ہا چٹھہ ہارون کے بعد عید قربان آئی مسجد میں خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑھا گیا چونکہ وہ ہارون کا
بھائی تھا اس لئے بڑی دھوم کا نوزک و عیشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب و غریب ہوئی یعنی نماز
عصر تک تمامی شہر میں امن و امان سے عیش و عشرت کے جلسہ تھے بازاری سے لشکر ہی تک
سنگرم نشاط تھے کہ دفعۃً ہنگامہ نے میں بیٹھے بیٹھے ایک ہنگامہ بول اٹھا کہ واہ محمد شاہ
رنگیلے۔ آخر بادشاہی پیسہ کھل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا۔ اُس نے کہا حرم سلیمین موقع تاک کر
ایک قلمانی سے نادر کو مروا ڈالا یہ ہوا دفعۃً اڑی اور ہوا کی طرح تمام شہر میں گھوم گئی اتفاقاً
نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچوں میں بے تکلف پھر رہے تھے اُن کو قتل کرنا
شروع کر دیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہو اگر تم پر چڑ آئیں تو جواہر
نہیں تو خاموش بیٹھے رہو الغرض اس تہریر پر تلواریں چلتی رہی۔ صبح تک سلاست سواون دلائی
شمار ہوا جو جان شیریں نذر اجل کر چکے تھے نادر حیران ہوا کہ کرناں کے معرکہ میں کل تین لاکھ
مہرین اور میرا آدمی زخمی ہوں اور شہر میں میرے صدمہ سپاہی سطح ضایع ہو جائیں دنیا اس کے
آنکھوں نہیں تار یک ہو گئی فوراً گھوڑی پر سوار ہوا اور شہر کو دیکھتا بھالتا چلا کہ شاید مجھے زندہ
وسلامت دیکھ کر کچھ طوفان بنے تیزی غم جائے اس پر بھی تھراور بند و قون کی بارش ہوئی
ایک صاحب زخمی ہوا جلد ہر نظر اٹھ جاتے ہی قریب شہر کے نقشبین طک پر نظر آتی ہیں بھال
دیکھ کر آنکھوں میں خون اُترا یا اور قتل عام کا حکم دیکر ترپو لے نکلیا اور روشن الدولہ کی عید
میں پہونچ کر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلواریں مسجد میں بٹھکیا۔ کلیون بین خون کے
تالے بگئے۔ آگ کے شعلے ہر گھر سے اڑھتے تھے اور گھر کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

نادر شاہ کا غصہ تھا یا خدا کا تہرہ لی والوں پر نازل ہوا تھا ایک بڑا خواجہ سراج شاہ کے پاس رقتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہو گئی یہ شکر بادشاہ ابدیدہ ہوا یہ شعر پڑھنے لگا ۵

دیدہ عبرت کشا قدرت حق را بین | شامت اعمال با صورت نادر گشت

دو پہر کے قریب جب شہر میں گہرا مچ گیا سب نواب اسفحاجہ بہادر کو مجبور کیا کہ ایسی حالتیں ہم لوگوں کا یاد رکھیں نہیں ہے نواب بہ فرمودہ حائل کئے ہوئے دیر نہ نادر شاہ کے سامنے پھونچے اور عرض کیا کہ ۵

کے نمائندہ دیگر بہ تیغ ناز کشت | مگر کہ زندہ کئے خلق را و باز کشتی

نادر نے شہر آکر سوجھا لیا اور تلوار نیام میں کر لی اور کھا کہ بریش سفیدت بخشیدم بہت شہر میں ایرانی نقیب چاوشل مان امان کہتے ہوئے دوڑے ایک ساعت میں وہ تھکا محسوس ہو ہوا سلطنت کے کاروبار کے ساتھ دونوں بادشاہوں کی صحبتیں پھر بدستور جاری ہوئیں لطیف اکبر نادر شاہ کے پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی فتح شاہ سے حال بیان کیا بہت علویجان حکیم آیا اور بعض کچھکروا خانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا ایک مرصع کشتی پر زر نگار خوان پوش پڑا ہوا ایوان پوشل ہٹایا تو ایک مرصع مرتبان میں گلقدہ الماس چمچہ برابر وہر اکھا جینی کا کاشارتی ہاتھ سمیت وزن کے اندازے کے لئے ساتھ موخو تھا حکیم سوچتا تھا کہ تقدیر گلقدہ آسمین سے گالے اور وزن کر کے کھانے کو دے نادر شاہ نے خود ہی مرتبان اٹھا لیا اور کھو کھو دیکھا اور بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈوا لکچا پڑوا لو نہیں مرتبان خالی کر دیا چونکہ او میں خورشید اور دو آئین ملی ہوئی تھیں اچھا معلوم ہوا اور کھا کہ حلولے خوب دیکھا لے لے ایسا نادر شاہ ہوا کہ نے کو سوار ہوا فتح شاہ نے کھا کہ ایسا نہیں ہوا

آج انہیں ماتی پر سوار کرو جب ہمو ج میں جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکھا۔ پوچھا۔ این کیست
لوگوں نے کہا کہ۔ فیلبانست این رامیزند۔ فیلبان سے کھا کہ۔ عنانش بمن بدہ۔ اُس نے
عرض کیا کہ قبل عنان نذر دو و باشارہ سر ہایم راہ می رود۔ ناک چڑھا کر بولا۔ نیشانیہ کہ فرمایم
مرکبی کہ عنانش بہت غیر باشد سوار می رانشاید۔

لطیفہ محمد شاہ کے ارباب نشاط میں ایک کنجی غنی نور بانی اسکا نام تھا اور زناج گانے
کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہ عالم تھا کہ گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ایک دن
نادر شاہ نے بھی اسکا گانا سنا چنانچہ بہت محظوظ ہوا اور کچھ انعام دیکر دیکھا کہ نور بانی روی
ہند را سیاہ کن بیا کہ بایرانت بریم۔ یہ سننے ہی بانی جی کا دم بند ہو گیا۔ اور سارے لطیفہ
گوئیوں بھول گئیں۔ دلیں ڈرین کہ خوش ہو کر ساتھ نہ لپکے۔ غرض اس وقت یہ غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دل کشائی	سوزم گرت نہ بینم سیرم چو رخ نمائی
نزدیک این چنینم دورا سچنانکہ گفتیم	نہ تاب وصل دارم نہ طاق جبری

نادر اُس کا مطلب سمجھا کر اپنے ارادے سے باز آیا۔

الغرض دو ہفتے دلی کا ہمان رہا اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاووسی تینس کروڑ کی
دولت لیکر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کا بل اور پنجاب کے ان علاقوں کو جن کا رویہ
کا بل کی فوج میں لگا تھا ہندوستان سے نکالی کر ایران کی سلطنت میں داخل کیا۔

محمد شاہ دولہا۔ پھر بزم نشاط میں آ بیٹھا اور پھر روز و شب طبلہ پر تھاپ پڑنے لگے نوب
آصف جاہ بہادر سے ندیکھا گیا سوچتے تھے کہ اس مجمع کے کی طرح کل جہوں کو اسی عرصہ میں
نواب ناصر خان بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گزار کی ہیوقت غصت
حاصل کر کے حیدر آباد کا رستہ لیا۔ بیوین جمادی الاول ۱۱۵۳ھ کو نواح اورنگ آباد

میں آجھو سچے اور سچے نواب ناصر جنگ بہادر عبدالعزیز خان کے بمکھانے سے تھیاب خان
 قلعہ دار کو پہلو لیکر چار ہزار سواران ہنود متصل عید گاہ صف آرا ہوئے چونکہ مروج ناصر جنگی
 نا تجربہ کار قسطنطنیہ کی فوج سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم ویکٹر
 سکے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نہرو سے قدم نہ ہٹایا اور غالب لشکر کی طرف متوجہ ہو
 اور سے سرست خان نے جمہور ایلچی پوی چار سو پیادوں سے مقابل آرا ہوا نواب
 ناصر جنگ بہادر شیر غران کی طرح اس جماعت میں درائے کنور جان چند نے عابد خان کو
 کہہا کہ نیلیان بیٹھا ہوا ضرب بندوق سے مار ڈالا لقمہ نواب ناصر جنگ بہادر نے
 کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پور میں چلے آئے اور قتلہ برخواست ہو گیا
 اس واقعہ کے بعد سال ۱۱۵۶ھ میں نواب آصفیہ بہادر نے ملک کرناٹک کے تہیہ کار ارادہ کیا اور
 قلعہ ترخیا پل راور کو گھوڑ پڑی سے خالی کر لیا اور قوم نوابیت سے ملک رکاٹ نکال لیا۔
 اور سال ۱۱۵۷ھ میں مقرر بنان و کہنی کے بھائی نبی نور خان سے قلعہ بالکنڈہ لے لیا۔
 غرض کہ نواب قلعہ کے اتہال ازل اور سے حیدر آباد سے رونق پائی اور طول و عرض اس
 بڑے بڑے سلطنتوں سے ٹکر کھانے لگا چنانچہ ملک کنز بداسے انتہائی صوبہ بجا پور
 حیدر آباد سے لیکر دریائے شوریت بندر رایشو تک آصفیہ بہادر کی پھیل گئی
 اور سال ۱۱۵۸ھ میں جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی
 آمد کی خبر مشہور ہوئی تو نواب آصفیہ بہادر نے غرضت آباد اور نگاہ سے کوئچ کر کے
 بردن پور تک آئے وہاں معلوم ہوا کہ شاہ نہلی کو فتح ہوئی اور احمد خان ابدالی نے
 شکست کھا کر کابل کا رستہ لیا۔ اسی اثنا میں ناسازی فرج کے سبب سے اوچک باد
 جانیگا ارادہ کیا مگر بیماری زور پزیر ہوئی اور ضعف و ضحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور میں توقف کیا آخر اسی عارضہ میں ۷۹ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست کر کے چوتھی جمادی الاخرہ ۱۱۶۱ھ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ قلعہ آباد میں لاکھ شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا۔

اور اسی سال محمد شاہ فرمانرواے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر نے بھی انتقال فرمایا۔ مولوی میر غلام علی آزاد حسینی خشتی بلگرامی نے ان کی حدیث کی تاریخ جو لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	فتاد حیف سے دریگاز از کف دہر
برای رحلت این ہر سہ یافتہ تاریخ	تمامند شاہ زمان با وزیر و صف دہر

گشت تاریخ چون کشیدہ ام	دولہ موت شاہ و وزیر و اصف جاہ
------------------------	-------------------------------

نواب معصرتاب بڑے تجربہ کار تھے جو باتیں تجربات سے اور کونایت ہو میں اد مذکورہ صدر اول میں کرویا گیا ہے۔ آپ کی اولاد میں سب سے بڑے فرزند امیر الامرا نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ میں اور دوسرے نواب نظام الدولہ بہادر خان ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیر الممالک صف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ اور چوتھے نواب صفیہ ثانی بہادر نظام علی خان بہادر اور پانچویں امیر الامرا سید محمد شریف خان شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے مقتدا الدولہ چہین قلی خان بہادر ناصر الملک المعون بہ نعل علی خان بہادر بہاؤ شاہ مکران سب میں ناصر جنگ اور فیروز جنگ عینی بہائی تھے معصرتاب کی یادگار عمارتوں میں شہر نیاہ برہان پور جو ۱۱۳۱ھ میں تعمیر ہوئی اسکے علاوہ آبادی و مسجد اور کاروان سرائے اور دولت خانہ عالی اور پل نظام آباد جسکو کھنڈ کہتے ہیں (جو اس زمانہ میں دیران پڑا ہے) اور شہر نیاہ دارالسلطنت حیدر آباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کئے تھے جو ناقص رہ گئی اور اس کے
عہد کی صرف دروازہ چادر گھاٹ اور دبیر پورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام
نصیل بلدہ نواب منقرتآب کے عہد میں کنگرہ دار تعمیر ہوئی اور اورنگنگ باد میں عمارت
نوکھنڈہ بھی انہیں کے یادگار سے ہے۔

نوکر سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بھادر ناصر جنگ شہید۔

النواب منقرتآب کے بعد سریر آرائی دکن ہوئے آپ کی ہیبت و جلالی نے چنگیزی سلطنت
وصولت کو باد باد بار میں امر ابھورت تصویر کھڑے رہتے تھے۔ تخت نشین ہوتے
ہی انتظام مالی اور ملکی اور تقسیم خدمات کے طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو معزول
کر کے نواب مصمام الدولہ شاہ نواز خان صوبہ دار بڑار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا
اور مور و پیٹت کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔

تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہوئے اور نئے نشاط پیچہ گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان
نے دارالخلافت میں طلب فرمایا تو مصمام الدولہ کو نیا تبا صوبہ داری دکن پر مامور فرما کر خود
ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمکاب لیکر دہلی کے طرف روانہ ہوئے اور
دریائے نرید پر چھوٹے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آچھونچا۔

اسی عرصہ میں مخبرون نے خبر دی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیر زادہ نواب
ناصر جنگ بھادر صوبہ دار بیجا پور نے بغاوت پر کمر باندھ ہی ہے۔ اور مظفر جنگ بھادر
کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اس طرح لکھا ہے کہ نواب مظفر جنگ بھادر صوبہ دار
بیجا پور تھے آپ نے بیداران چلدرک کی بغاوت سن کر اس طرف روانہ ہوئے اور

بھونچتے ہی ماہی کنڈہ کا محاصرہ کر لیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھوجی بوسلا کی قید سے
نجات پا چکا تھا یہ بھی اوجھن محصورین میں موجود تھا چونکہ یہ شخص ملک کرناٹک کے مالک
بنجوبی وقف تھا اس نے موقع پا کر ہدایت علی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا
اعتبار پیدا کر لیا اور انکی مزاج میں کسیتور و خیل ہو کر ان کو برہمنیت کر کے ملک کرناٹک
پر حملہ کر نیکی شتعالک ی اور اس کے بھکانے پر مظفر جنگ بہادر بھی مستعد ہو گئے۔

یہ وہ زمانہ ہے جو ہند کے فرانسیسی سردار و نمین ڈو ویلے بڑا مدبر اور منظم گذرا ہے جس نے
دس سال چند نگر کی گورنری کے اور پھر ۱۷۶۱ء میں پانڈی چری کا گورنر اور ہند کے
کل فرانسیسی بستیوں کے علاقہ کا گورنر جنرل ہو گیا اور یہ عہدہ پاتے ہی ہند سے
انگریزوں کو نکالنے اور فرانسیسی سلطنت کی بنیاد قائم کرنے کی تدبیر کرنے لگا پھر چند ہی
سوزمین ایک ایسا موقع اسکے ہاتھ آ گیا کہ اس نے اس خیال کے پورا کرنے کی کوشش
کی ۱۷۶۱ء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں میں لڑائی شروع ہو گئی اور آٹھ برس تک
یہ جنگ قائم رہی۔ مگر انگریزوں اور فرانسیسیوں میں جو لڑائی ۱۷۶۱ء میں چڑی
وہ اکثر ملک کرناٹک ہی میں ہوتی رہی اور جب تک انگریزوں نے ۱۷۶۱ء میں پانڈی
چری پر اپنا خطر خواہ فیضہ نگر لیا رفع نہ ہوئی۔

اول اول فرانسیسیوں کا بادشاہ خوب زبرد ہا کیونکہ ان کے مشہور سردار ڈو ویلے اونامی
گرامی جبل لا بورڈن نے ملکر ۱۷۶۱ء میں مدراس پر جو اس علاقہ میں انگریزوں کا صدر
مقام تھا مستقر کر لیا۔

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نواب نے ملکر کرناٹک کے طرف
بڑے اور فرانسیسیوں کو بھی ہمراہ لے لیا اور سوقت ضلع کرناٹک کی صوبہ داری اور فوجداری

یہ جنگ ۱۷۶۱ء میں
چری پر اپنا خطر خواہ فیضہ نگر لیا رفع نہ ہوئی۔

پر نواب شہامت جنگ انور الدین خان نواب ناصر جنگ بہادر کی طرف سے فرمانروا تھا
 یہ سنتے ہی پانچھزار سواروں سے مقابل آرا ہوا اور مقام امیور پر لڑائی ہوئی تو
 انور الدین خان اس جنگ میں کام آیا یہ واقعہ ۶ شعبان ۱۲۲۱ھ ہجری میں ہوا اور مظفر جنگ
 ارکاٹ کو چلا گیا اس مشہور معرکہ میں فراسی فوج کا جنرل بوسی تھا جو ایک بڑا مشہور و فکرترا
 اب کچھ عرصے تک مظفر جنگ بہادر صوبہ دار اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہے۔
 یہ چندا صاحب پھلے ستارا میں مرہٹوں کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
 داماد تھا کرناٹک کی نوابی کے دعویٰ پر بدستور اڑا رہا آخر انکا عروج بہت عرصے تک نہ رہا
 تھوڑے ہی دن بعد محمد علی خان والا جاہ فرزند انور الدین خان شہامت جنگ نے انگریزوں
 سے اعانت پائی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیرخان کیطرح انکی سرکوبی کے لئے آچھینچ
 ایک طرف تو محمد علی خان والا جاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر تھے
 اور دوسری طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فراسیس ہوئے
 ان دونوں میں نائرہ جدال شعل ہو گیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
 ناصر جنگ بہادر کے حق میں مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کر کے محمد علی خان والا جاہ فرزند
 شہامت جنگ کو فرمانروائی عنایت کیا اور خود بندوبست پھلچری کیطرح
 عازم ہوئے اور فوج کو بسر کردگی محمد علی خان والا جاہ و بخشیان فوج مثل صف شکن خان
 مجاہد جنگ میرانش دکن اور ترک طہاسپ خان و ظفر یار جنگ لگے بڑھنے کا حکم دیا۔
 نتائج خود ہی روانہ ہوئے اور پھلچری کے میدان میں طہاسپ صف آرا اور نیرہ آزما
 ہوئے آٹھ مہینے تک پھلچری بیان ہوئے رہیں اور ہزار فراسی توپخانہ سے آگ برتنی
 تھی اور ہزارہ جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مستعد بکار تھی ایک دن فراسی سپاہ

۱۶۴ھ میں حالت بارش و طوفان شب قیرو میں ناصر جنگ کی لشکر چمنجن مارا
 لڑا اب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق افغانہ کرنا تک چاہا کہ ان سرکشوں کی تادیب کریں
 بدین غرض قریب صیغ صادق فیل خاصہ کو بڑھایا مگر شہیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف
 حرکتیں تھی جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نک حرام کے ہاتھی کے پاس پھونچا اور یہی
 نک حرام فریق مخالف کے ملا ہوا تھا موقع پا کر ضرب بندوق سے نواب ملک کاب کا
 کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فراسیون کے گورنر جنرل ڈو پلے اور اسکے
 سپہ سالار یوسی کو ہوئی اس کا اندازہ اس مینار سے ہو سکتا ہے جسکو فراسیون نے
 تعمیر کی اور ایک شہر (ڈو پلے فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے بتلادیا کہ
 آج کل انگریز فوجا ستارہ موطن میں ہے۔

بہر حال نواب ناصر جنگ شہید کے نقش مبارک اور نگاہ باد میں لائے اور نواب
 معزز تاج کے پہلو میں سپرد خاک کیا اس رستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ
 خصوصاً دار السلطنت دہلی پر سخت صدمہ پھونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اوستاد
 شہید نے (آفت یافت) میں تاریخ شہادت نکالی ہے

آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرنا تک نے نواب مظفر جنگ بہادر کے سپر تاج
 حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انہوں نے رام داس پنڈٹ کو دیوانہ خطاب ویکر مستقل
 دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فراسیون اور بیس ہزار دیسی ٹپن ہمراہ لیکر حیدر آباد کی طرف
 کوچ کیا اتنا سے راہ میں متصل ملک کٹر پہ قریب مقام راسے چوٹی کے اوٹھیں چٹانوں
 سے چل گئی آخر، اربع الاول ۱۶۴ھ ہجری روز یکشنبہ کو طرین میں لڑائی ہوئی۔

مظفر جنگ نک حرام ہمت بہادر خان کے تیرے جانب نہوا انگریزوں کا خون بہا

نگیا ہمت بہادر خان بھی مارا گیا اسی ساعتیں جنم وصل ہوا۔ اور میر نظام علیخان بہادر نے
 ہمت بہادر خان کے خواہی نشین بنست خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر نیزہ
 چڑھا کر لشکر یونین گھوٹا گیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا۔ مظفر جنگ بہادر کی
 حکومت دوہینے رہی۔ بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی رائے ہوئی کہ نواب
 میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت اور رشتہ جوت اس معرکہ میں ظاہر ہو چکی
 ہے۔ سربراہ رائے دولت آصفیہ ہون مگر شیر جنگ نواب نصیر الملک کے جدا نجد
 کے رائے ہونے سے آخر فراسیون نے بید محمد خان صلابت جنگ فرزند سونی
 نواب مظفر تآب کو ۶۴ لاکھ میں شہر اور گنگ آباد میں تخت نشین کیا اور اون کا
 پہ سالار فراسیسی لوسی ہوا۔

جب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی میں پہونچی امیر الامرا
 میر محمد نیاہ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر جو بے بڑے فرزند نواب
 مظفر تآب آصفیہ کے تھے۔ اور دار الخلافہ میں رہا کرتے تھے و عوید اسطنت
 ہوئی چنانچہ سندھ و داری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف
 متوجہ ہوئی اور اٹھارہ راہ میں ہلکمر مٹھ کو بھی ہمراہ لے گیا ۳۰ لاکھ قیدہ ۶۵ لاکھ کو
 اور گنگ آباد کے متصل پہونچ کر خیم پیر ہوئے دفعہ عارضہ ہضہ میں مبتلا ہوئے
 اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی میں لائے اور وہیں دفن کیا انہیں کے
 فرزند میر شہاب الدین ہیں جو نواب اعتماد الدولہ ثم الدین خان وزیر دار السلطنت
 دہلی کے نواسے تھے اور کم عمری کے سبب نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ
 کی سپردگی میں تھے پھر اٹھ کا بڑا ہی زیرک اور فہم و فراست بیجاگانہ روزگار تھا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہار کے ہمراہ دربار سلطانی میں چلا گیا بادشاہ اس کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی میں بادشاہ نے تربیت فرمائے رفتہ رفتہ وزیر الممالک عماد الممالک نواب غازی لدین خان بہادر کے خطابت ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دار الخلافہ دہلی پر ۱۷۵۷ء میں حملہ کر کے دہلی میں لوٹ مار کرنے کے بعد نجیب الدولہ روہیلہ انغلاؤن کو وزیر سلطنت مقرر کر کے قنہار کو واپس چلا گیا تو اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی لدین خان نے مرہٹوں کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ بھی متعجب ہوا صفدر جنگ کا یہ شعر اسطرح اشارہ کرتا ہے -

زفتہ رفتہ اشک چشم در گلوزنجشہ	طفل مشکیرا آخر گریبان گیر شد
-------------------------------	------------------------------

ذکر سیر آرائی امیر الممالک نواب پیر محمد خان بہادر آصف الدولہ
صلابت جنگ

آپ فرزند سومی نواب مغفرتآب آصفجاہ بہادر کے ہن جری اور دلاور تھے شہر خجستہ بنیاد بلدہ اورنگ آباد میں تخت نشین ہوئے رگناتھ واس کو دیوانی سرفراز فرمایا اور فرنگیوں سے صلح کر کے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کا ارادہ کیا بعد پر اورنگ آباد کیطرح رجعت قہری کی۔ چونکہ موسم برشکال تھا برسات کے دن دہن ختم کئے مرہٹوں سے ہمیشہ جنگ جدال کا سامنا درپیش تھا اس لئے بعد ختم موسم بارش گیارہ دین دیچ ۱۷۶۲ء احمد نگر کیطرح رخ کیا اور احمد نگر میں پہونچ کر بالاجی باجی راویشو اکی تنہا کیلئے پورے کے جانب روانہ ہوئے پھر خبر سنکر بالاجی باجی راویشو پاس ہزار

سواروں سے مستعد جنگ ہوا۔ اس لڑائی کا یہ باعث تھا کہ پیشوا نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا تھا آخر ۱۷۵۵ء میں بمقام راجاپور لڑائی شروع ہوئی اس موکہ میں سپہ سالار لشکر شہورافسیر سیٹھا بالآخر لشکر پیشوا کے میدان جنگ سے قدم ادا کر گئے اور صلابت جنگی فوج نے اس کو شکست دی اور بالاجی راوہ سواروں سے بے زین بھاگ گیا اس کا تنخانہ سمار کر دیا اور میدان کارزار نواب صلابت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور مظفر و منصور دارالسلطنت بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کی طے روانہ ہوئے۔

رگناتھ داس دیوان بھالکی کے نواح میں چند مفسدون کے ہاتھ سے مارا گیا نواب صلابت جنگ بہادر نے اس کے بعد رکن الدولہ سید شکر خان کو تختہ دار المہامی سے سرفراز فرمایا۔

جب نواب غازی الدین تنخان بہادر امیر الامرافیروز جنگ دار الخلافۃ دہلی سے بحصول سند صوبہ داری دکن آ رہی تھی تو ہلکمرٹھ بھی شامل ہو گیا تھا اس کو انھوں نے ملک اندیس کی حکومت کیلئے سند لکھ دی تھی نواب صلابت جنگ بہادر نے بھی بجال رکھا۔

اور ۱۷۶۷ء ہجری کے چودھویں صفر کو مصمام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت دیوانی سے سرفرازی حاصل کی انہیں دتو نہیں نواب میر نظام علی خان بھاد کو بھی صوبہ داری بڑار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک صلابت جنگ امیر الامرا کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک ذی قعدہ کے مہینے میں سند صدر کو بیجاپور سے طلب ہو کر خدمت دیوانی پر مقرر کیے گئے

اور مصمّم الدولہ قلعہ دولت آباد میں جا رہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علی خان نے بڑا رسوا کیا اور قلعہ دولت آباد سے طلب کر کے حضور میں پیش کر دیا اسٹی عرصہ میں پشتواش راد فرزند بالاجی راونے حوالی شہر میں اگر قتلہ اور فساد مچا دیا یہ خبر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور رفع شر و فساد کے لئے متوجہ ہوئے چنانچہ سند کہ پیرنگ روانہ ہوئے اور وہاں راجہ رلم چندان سے مل گیا اور پشتواش راد صلح کا خواہاں ہوا لہذا صلح ہو گئی اسکے بعد موسیٰ سی فرانسس اور حیدر جنگ مرہٹوں سے علیحدہ ہو کر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر میں شامل ہو گئے اور نواب ممدوح الشان مع الحیر بلدہ خجستہ بنیاد اور بنگلہ باد کے طرف روانہ ہوئے۔

اسکے بعد حیدر جنگ جو سی فرانسس کا ایک لاڈلا سردار تھا فرانسس کا ستارہ عروج کو دیکھا تو اس نے اپنے ڈھنگ جمانا چاہا۔ جس کا اصلی نشانہ تھا کہ آصفیہ خاندان کی خبرانی ہو اور اپنا اصلی مقصد ہاتھ لگے مگر اسکی بداندیشی اوسکے سامنے آئی چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے براہیم خان کاردی اور دوسرے افسران فوج و سرداروں کو ہمارے کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کر لیا۔ اسے اول مصمّم الدولہ شاہ نواز کو قید کر لیا۔ چونکہ نواب میر نظام علی خان بہادر کا اسکو کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے ان کو حیدر آباد بھیجا چاہتا کہ منہ خیالات اور توسن فکر کے دوڑانے کے لئے ان کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اس کی آرزو پوری نہ ہو سکی۔ آخر یہ راز طشت بام ہو گیا اور اسی خیمہ میں قتل کیا گیا حیدر جنگ کے قتل کی خبر پا کر بیطرح پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اٹھ کھڑے ہوئے

نظام علیخان بہادر خود بدولت اس مجمع کی طرف تشریف لائے کہ شاید قتلہ فرما دیا جائے
مگر موسیٰ عیسیٰ فرامیس نے جو حیدر خٹک کا یا ر غار تھا پانسو جوانوں کو ساتھ دھتے بند و قون کی
فیر کی چونکہ اقبال بہادر تھا اور فتح و ظفر ہم کرب تھے مظفر و منصور بہان پور میں داخل ہوئے
اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصبہ باسم کے طرف متوجہ ہوئے
اور جاتو جی فرزند رکھو جی بھوسلا کو ادیبانہ گوشمالی دی اور بعد ختم پر نکال صلابت جگایا
امیر الممالک کے جانب ہنست کی ۔

چونکہ بوجہ پستی بہت و کم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت انی کی
قابلیت نہ رکھتے تھے بادل ناخواستہ غناک مٹا لہذا اپنے ہاتھ میں لے لی اور امیر الامرا
شجاع الممالک بسالت جنگ کو صوبہ پسیا پور کی طرف روانہ کیا ۔

اسی اثنا میں مجنوں نے خبر دی کہ بالاجی راو والی پور کے برادر عجم اور سداشیو راو بہادر
نے قوی جنگ فرزند تر کتا ز خان قلعہ دار احمد نگر پر بموضع چند مواضعات جاگیر کے اپنا
قبضہ کر لیا ہے ۔

اور دوم جمادی الاول ۱۱۷۱ھ اتفاقاً ابراہیم خان گاروی برطرف شدہ سرکار نظام فوجیں
لیکر پورے سے نواح اڈگیر میں آگیا ہے ۔

لہذا یہ خبر سنتے ہی فوج برہتہ بسر کردگی محمد اسماعیل خان مینی کے روانہ کی گئی
جس نے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چہین لئے اس واقعہ کے
بعد نواب نظام علیخان بہادر اور سداشیو راو کے قلعہ کے جانب سے دھارور کے طرف متوجہ ہوئے
اور ۵ جمادی الاول ۱۱۷۱ھ میں دشمن نے لشکر نظام کے سروں پر موقع پکڑ کر جاپا مارا
چونکہ غنیم کے مقابلہ میں ان کی تعداد بالکل تھوڑی تھی شکست کھائی اور رحیم الدوسو

سردار کرم بخش بعضی لیان فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض گوثر پر دم لیا۔

اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بصلحت کسب و تقاضائے وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کالکٹیکر مرٹھوں سے صلح کر لیا اور یہی آتش تیز جو تمام قلعہ و مین پٹر کے ہوئی تھی اسطرح فرو ہوئی۔

چند روز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر مع نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد کی طرف روانہ ہوئے اثنار راہ مین شاہ گڑھ کے قریب مرٹھوں سے پھر لڑائی شروع ہوئی مگر لڑتے پڑتے اورنگ آباد مین داخل ہو گئے۔

دو سال کے بعد ۲۲ ربیع الثانی ۱۱۵۵ھ مین پونہ کے تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ ہوا مگر حیرانہ طور پر راجہ پراہ مین قبضہ ٹوکہ کو مع تکرہ غارت کیا اور پونے پر چڑھائی کی اور دو نو مین راجہ رام چندر فرزند چندر سین اور مغل علیخان ہوا خواہان کلر دولت آصفیہ سے روگردان ہو کر فوج نعیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان و شاہد ملت کو ہتھیار مجبور کیا مگر جمادی الثانی ۱۱۵۵ھ مین ستائیس لاکھ روپیہ کا مالک مقبوضہ ہوئے اورنگ آباد اور کچھ صوبہ بیدر دست بردار ہونا پڑا۔

بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ بیج محلہ متعلقہ خاصہ رام چندر میرزہ خیمہ زن ہوئے اور پچھلے گھوڑوں کے پائون سے غارت کر دیا گیا چونکہ موسم سرد تھا قریب آہ ہو گیا تھا لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوئے اور اس صوبہ و لکش مین بہادری ڈالی گئی جو کارنامہ حیرانہ تھا اور مرٹھوں کی بغاوت فرو نہوی تھی اور اورنگ آباد صلابت جنگ امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو رادینہ کامی مین بھیجا پڑا زمانہ سننے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر میں مسند نشین کیا۔

جنگی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک کن میں قائم ہو گئی نواب مملکت جنگ بہادر نے
گیارہ سال حکمرانی کئے اور قلعہ بیدر میں ایک برس تین مہینے نظر بند رہے آخر ۲۰
ریح الاول ۱۱۸۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار فتح آباد بیدر میں واقع ہے۔
ع۔ امیر الممالک بخت شدہ آپ کے رحلت کی تاریخ ہے۔

ذکر سلطنت نواب میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ
نظام الدولہ نظام الملک اصفیاء عظمیٰ نواب

آپ فرزند چارم نواب اصفیاء مغفرتاں کے ہیں غرہ شوال ۱۱۸۲ھ سنہ ولادت ہے
اور تاریخ پیدائش نام حفیظ الدین ۱۱۸۵ھ ہجری میں میر آراء دولت اصفیاء ہوئے ان کی تاریخ
سلطنت رانی اور قایم عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ و اسی ہزار
میں جو خوبیاں ہونی چاہئے وہ سب ان کی ذات میں مجتمع تھیں عزم استقلال علم اصابت راے
مناست فکر اتقا الزام صوم و صلوة انکی فطرت میں تھا۔

اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب وند کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شولا پور کے
زمینداروں سے پیشکش بیکر حیدر آباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان بہادر
مرہٹوں اور حیدر علی اور ٹیمپو سلطان سے جنگ بدال میں گذر گئے جن فائدے میں
یورپ کے دو نہایت زبردست فرمیں یعنی انگریز اور فرانسس وکن کی حکومت کے لئے
کرناٹک میں باہم خونخوار لڑائیاں لڑ رہے تھے جس کا ذکر آئندہ اپنے موقع پر کیا جائیگا

تخت نشینی کے دو سال ۶۷۰ھ میں دریا پھر کے اوسط عبور
عبور فرمایا تو اوہر سے رگنا تھرا و مرٹھ صف آر ہو کر گسست خوردہ
اوٹا پھر گیا شکریان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بڑا ر
اور قصبہ پٹن تک پہنچے۔

اوہر دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پا کر قلعہ حیدر آباد کا رخ کیا اور بھان آ کر چھا
کر لیا چونکہ اوسوقت حیدر آباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر و لہان تھا اس نے
فوراً قلعہ کے برجوں پر توپیں چڑھا دیں اور شہر نپاہ کی عزت کر کے مستعد جنگ و پیکار کیا
اوہر نواب میر نظام علی خان بہادر نے پونہ پہنچ کر اوسکو ایسا اوتاکہ خانہ مفلس کی طرح
بیچارہ ہو گیا الغرض مع متاع قلعہ اوسے میں پھونچ کر اوزنگ آباد کا ارادہ کیا پھر آغاز
میں ۲۸ محرم کو موہ نصف شکر اور چند امراء و دولت آصفیہ گنگا پار ہو کر اس طرف خیمہ پذیر ہوئے
اوہر سے راجہ پرتاب و ندو ٹھل و اس دیوان سرکار نظام بھی مع بقیہ لشکر اور سرداران
آصفیہ ندی کے کنارے آ پہنچا چونکہ گنگا طغیانی پر تھی اور اوتریسنے کی فکر و ریشیں تھی
رگنا تھرا و موقع پاکر بل کھیلج آ پہنچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پر تاوند دیوان کھیلج
اس لڑائیمیں کام آ یا طرفین کے لوگ اس معرکہ میں مارے گئے آخر نواب میر نظام علی خان
بہادر غرہ صفر میں اوزنگ آباد تشریف لائے اور رگنا تھرا و بھی تعاقب کرتا چلا آیا
اور شہر کا محاصرہ کر لیا آخر کار طرفین میں صلح ہو گئی اور رگنا تھرا و میر رنگ تھیں
کی طرف چلا گیا۔

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ میر موسیٰ تھان بہادر احتشام جنگ خدمت دیوانی سے
سرفراز ہوا۔ خوشگوار ہم رکن الدولہ جو جانب مشرق مائل جنوب بلدیہ حیدر آباد واقع

انہیں کا یادگار ہے۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر غور بیچ الاول سے آئیں مراجعت فرمائے بلکہ حیدر آباد
 ہو کر بہت حد تک پیش قدمی کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور رستہ میں چند
 روز امیرالامرا شجاع الملک کے علاقہ تو نہیں خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح منست
 قلعہ دار قمر نگر کر نولہ اصفہان آئیں اگر شرف اندوز ملازمت ہو یا پھر وہاں سے
 موافقہ جاری تہ تیہ کے جانب باگین اوٹھائیں آپ خبر آمد شکر سراج الدولہ والہا
 ارکاٹ سے چنایٹن کی طرف ہاگ گیا تھا لہذا امیر الملک شیر جگس بہادر کو اس کے
 پاس روانہ کیا چند روز بعد بار سال زر نقد موافقت والا جاہ خواہان معافی تقصیر ہو اسکے
 بعد بہت بجاوڑہ لشکر طفرہ سیکرے رخ کیا چونکہ قطب الدولہ حسین علیخان نو جداری سیکا کول
 وراجنبدری خود ہی چلا آ رہا تھا رستہ میں شرف اندوز ملازمت ہو کر سعادت حاصل کی لہذا
 حسین سے نواب میر نظام علیخان بہادر مراجعت فرمائے بلکہ حیدر آباد ہوئے اور
 بعد انقضایا م برشکال نواب میر نظام علیخان بہادر بڑا کی جانب روانہ ہو اور صوبہ بڑا میں
 چھوٹی کمرکاسہ داری جانوجی سے پیش قدمی وصول کر کے اورنگ آباد کی طرف سعادت فرمائے
 اور سواد جالندہ پرین رايات لشکر نظام منصوب ہو چکرے آئیں حیدر آباد چھوٹا نظام
 دند و بست منظمات امور ریاست میں مصروف رہے اسکے بعد سنہ ۱۱۸۷ میں نوآ
 میر نظام علیخان بہادر نے میر رنگ پٹن ملک مسو کر طفرہ غزیت فرمائی
 پھر مازہے حسین انگریزوں کو روپیہ کی شد ضرورت تھی چنانچہ دارن انہیں نیندہ کا
 اول گورنر خیر لڈرا ہے جس کے عہد میں صیت سنگر راجہ بارس اور یگیات اودہ پر جو
 سختیاں گئی تھیں انہیں دوسکی وجہ یہ بھی جاتی ہے کہ اسوقت انگریزوں کو کئی بڑی لڑائیوں کے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی یعنی مرہٹوں اور سلطان میسور اور فرانسسوں اور ولندیزیوں
 ایک ساتھ لڑائی کا سامنا تھا پہلے وارون ہسٹنگز گورنر جنرل نے سخت تدبیریں فراہمی
 خزانہ کے لئے عمل میں لایا اور خاص کر چیت سنگھ راجہ بنارس و بگیات اودہ کے
 ساتھ بڑی سختی کی اس کا مختصر حال یہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
 علاقہ میں تھا مگر ۱۷۷۵ء سے کونسل حکومت کے اکثر ممبروں نے جو گورنر جنرل کے
 مخالف تھے اس کے مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے چھین کر سرکار
 انگریزی کی عملدار زمین شامل کر لیا تھا اس کے بعد یہ علاقہ ساٹھ لاکھ روپیہ
 سالانہ خراج پر وہاں کے ہندو زمیندار کے سپرد کر کے اس کو سرکار انگریز کے سایہ حمایت
 میں لے لیا اور ایک رئیس باجگڑ قرار دیا تھا اب مسئلہ میں جو سرکار کو سلطان میسور اور
 مرہٹوں سے لڑائیاں درپیش آئیں اور مصارف جنگ کیلئے روپیوں کی شدید ضرورت
 ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگھ کو لکھا کہ تم کو ساڑھے پچاس لاکھ سے زیادہ خراج
 دینا ہو گا اور سرکار کے ملاک کے لئے کچھ سپاہی بھیجنے پر تنگی راجہ نے اس کے بجا آوری سے
 پہلو تھنی کرنی چاہے اس لئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنا
 چلا آیا اور آخر اس کو چیت سنگھ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
 کر لیا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگھ کی زبردستی و غفلت کرتے تھے
 کہ گورنر جنرل کا حکم سننا فوراً اختیار باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور جو سپاہی
 راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پہرہ گورنر جنرل کے مکان کو آگ لگا دیا
 راجہ تو شہر سے نکل پہاگا اور گورنر جنرل نے فریمن ہسٹنگز چون کہ اس کے پاس
 اگرچہ اس وقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تھے مگر پہرہ بھی اویس کے حوالے کیا گیا ہے

دہان سے نکل کر جون تون چار گڑھ باجھو نچا پہر چار دن طے سے فوج سمیٹ کر
 راجہ کی جہت سے جو بیس ہزار آدمی کی بیٹھ بھاڑ تھی خوب جنگ کی اس کو شکست
 دیکر قلعہ بھی گڑھ جہین راجہ چھپا تھا فتح کر لیا راجہ یہاں سے ہٹا کر گوالیار چلا گیا اور
 قلعہ میں راجہ کا بقدر خزانہ تھا وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے منگوایا غرض گورنر جنرل
 کے ہاتھ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ۔ اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگھ کے بیٹے کو راجہ
 بنارس مقرر کر کے کلکتہ کو واپس چلا گیا اس کے ایک برس بعد بیگمات اودہ سے گورنر
 جنرل کو زرخیر وصول ہوا اسکی کیفیت یہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۵۷ء
 میں انتقال کیا تو بیگمات یعنی اسکی بی بی اور والدہ نے یہ کھا کہ نواب متونی وصیت
 کر کے مرا ہے کہ اودہ کا سارا خزانہ بمکودیا جائے اسپر وارن ہیٹنگر کو تو اس امر کا
 یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبرن نے اس دعویٰ کو تسلیم کر کے سارا خزانہ بیگمات کو دلو
 دیا اور نواب جانشین کو خراجت کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی خواہ
 اپنے اپنے اوکھپنے کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل
 سے کھا کہ اپنے اپنے کا جو روپیہ بمکودیا ہے اس کے ادا کرنے کی مجھ میں استطاعت
 نہیں ہے مگر ان بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو میں ادا کر سکتا
 بیگمات پر اس وقت بھی لازم لگایا گیا تھا کہ انہوں نے مال و سپاہ دونوں سے
 چیت سنگھ کو مدد دی۔ الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی
 کہ بیگمات سے (۷۶) لاکھ روپیہ چھین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے۔ اگرچہ یہ تحقیق نہیں
 کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت میں کر لیا تھا اس کا ان کو کقدر حق تھا مگر
 وارن ہیٹنگر کا یہ فعل انصاف پر مبنی نہیں خیال کیا جاسکتا۔ المنحقر ملک

میسور میں جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہاں پیرا و سوتت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہو گئی تھی حیدر علی ابتدا میں راجہ مسر کے ہاں فوج کا ایک کپتان تھا سال ۱۷۶۷ء میں راجہ اور اس کے وزیر کو اس کی ریاست سے خارج کر کے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب ہی ملا تھا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کر کے قلعہ میدنور پر چھین بشار خزانہ جمع تھا قبضہ کر لیا یہ خزانہ آئین لڑائیوں میں اس کے بڑے کام آیا کچھ عرصہ بعد ماہوار او پیشوا کے چارم نے حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جس کا سرحد پر فتح کیا تھا مرہٹوں کو واپس پیرا و بتیس لاکھ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچھ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اس کی ریاست کی مغرب میں تھا فوج بیکر چڑھ گیا اور اس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اس کے شان کے لائق نہ تھی وہ یہ ہے کہ اس نے زمورن یعنی راجہ کالی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکل کر اس کی طاعت منظور کر لی تھی مگر پھر بھی حیدر علی نے اس کے شہر پر یکا پاک قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑھ کر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل میں آگ لگا کر وہیں اپنے تین ہلاک کر ڈالا۔ اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم ۱۷۶۶ء میں پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ میں اول تو مادمہور او پیشوا اور مسکار نواب میر نظام علیخان بہادر انگریزوں کے حامی اور مددگار تھے مگر پیچھے حیدر علی نے ان دونوں سے صلح کر لی اور حیدر علی کا مشاریہ ہوا کہ سب ملکر انگریزوں کو لڑیں آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اور سوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنل ہمٹ تھا
اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی دوسرا نظام کی فوجی تعداد تشرہ ہزار تھی
المنصور محمد علی والا جاہ تھے رکن الدولہ دارالمہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد
کفت و شنود سرکار انگریزی دوسرا نظام کے مابین صلح کرادی۔

ماہیم حیدر علی اور انگریزوں سے جنوبی ارکاٹ میں دو سال تک برابر لڑائی قائم رہی
جس میں نتیجہ جنگ دونوں کے حق میں مساوی رہا۔

حیدر علی ایک ایسی چال کھیلادیا جس سے اس کے حق میں مفید ثابت ہوئی جس سے سواروں کا ایک وہ
منتخب کر کے بلالہ مار کے تیوہم کا جس سے کرنل مدراس پر اس قدر ہمت چھا گئی کہ نسل انگریز کو
اوس سے صلح کرتے ہی بنی گمراس میں یہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی
باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یوں خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد مادھوراؤ پیشوا نے حیدر علی پر پہرہ چڑھائی کی اور متواتر شکستوں سے قریب تھا
کہ حیدر علی کا کام تمام ہو جائے مگر اس نے اس وقت مرہٹوں کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت سا
روپیہ دینا منظور کر کے ان سے اپنا بیڑہ چھڑایا مادھوراؤ کا مرہٹوں میں پہوٹ پڑ گئی
اس وجہ سے حیدر علی نے جب قدر ملک مال دیا تھا اوس سے المضاعف آئندہ چہ سال کے
عرصہ میں حاصل کر لیا۔

سولہ مہینے پہرہ بارتھانی صرف حیدر علی و انگریزوں کے مابین لڑائی شروع ہو گئی
اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ سوقت انگریز مرہٹوں کی اول لڑائی کے مخصوص میں
جس سے تھے حیدر علی ایسے موقع کا منتظر تھا کہ اس کا نظام اور مرہٹوں کو کاٹھ کر انگریزوں
پر چڑھ آیا اور کون جین ظفر مند رہا چنانچہ انگریزوں کے بہت سے قلعے فتح کر لیا اور کرنل

نسل انگریز

بیلی کو مدد دوسو جو انون کے قید کرو یا پہر حسب تحریر سپہ سالار متروک کے وارن ہینگر نے کلکتہ سے
 ملکی لشکر سمندر کی راہ بھیجا اور وہ مدراس میں سپہ سالار کے پاس اتر آیا اور لڑائی کا رنگ بتل گیا
 چنانچہ سر آئیہ کوٹے جو ایک بڑا بہادر کاروان جرنیل تھا پورٹو نووہ پالی پورہ اور سولن گڑھ
 پرتین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اسی سال عین شخص بیمار ہو کر چلا گیا اور
 لڑائی بدستور قائم رہی اس عرصہ میں کبھی انگریز فتح مند ہو جاتے تھے اور کبھی سلطان میسور غالب
 ہو جاتا تھا آخر ۱۷۸۲ء میں حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اس کا فرزند ٹیپو اسکی جگہ سلطان
 میسور مقرر ہوا اس کو انگریزوں سے سخت عداوت تھی اور تیزی طبیعت سے برف کی حالت
 رکھتا تھا مگر آرائی اور نبرد آزمائی میں حیدر علی کا ہمسر نہا مگر علیت اور فطرتی شجاعت میں
 اس سے کہیں بڑھ کر تھا غرض کہ تخت نشین ہو کر انگریزوں سے دیرہ سال تک برابر لڑتا رہا
 جب فوج انگریزی کرنل فلڈن کے ہمراہ اسکے پای تخت میرنگ پٹن کے طرف بڑھنے
 لگی تو ٹیپو سلطان نے گونر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا۔
 القصد نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزوں کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جس کا
 ثمرہ کرانیدہ ہو گا اور جس سے ثابت ہو جائیگا کہ سرکار نظام سے کس قدر انگریزوں کو نفع پہنچا
 جسکو آج زمانہ کی آنکھیں کس حالت میں دیکھ رہے ہیں۔ الحاصل ابراہیم گیل خانہ وکٹوری
 والا جاہ نے کی تھی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ مضرب سرواز فرما کر محلات و ملکیت و پانچویں
 بمبر راجہ پر مامور فرما کر خود بدلت و قہال و دیوچہ لاکھ آباد تشریف لاکر اس سفر میں لشکر سارا خستہ جا
 دوسری شہان ۱۷۸۳ء میں تادیب سرکشان جنو برویہ کے تادیب اور تیبہ کے لئے روانہ ہو
 وریا کٹنا سے اتر کر قلعہ گرکٹ کو مغلوب کیا اور راجہ راجندر بھوم نبادت اسیر کر کے قلعہ کلیدان
 ضبط کر لیا گیا یہ قلعہ نرمل کو سنبھل کر کے ظفر الدواضابطہ جنگ کے تفویض فرمایا اور خود بدلت

دوسری شہان ۱۷۸۳ء میں تادیب سرکشان جنو برویہ کے تادیب اور تیبہ کے لئے روانہ ہو

مرحبت فرمے حیدر آباد ہوئے انہیں دنو نمین اسماعیل خان سنی نائب ناظم بڑا مقرر کئے گئے اور ۸۶ سالہ امین مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیر الامرا شجاع الملک بہادر سے قرار پائی اور اس کا رسم بڑی دھوم دھام سے ہوا اور انہیں دنو نمین پراسنے امر اور منصب اور فخر و منصب و تبدیل و تقرر عمل میں آیا۔

اسی اثناء میں دارہ پور اوکے مرنے پر نرائن راو اور سکافرنند جانشین ہو اگر اس کا چچا رگھوناتھ راو مقدر و خیل ہو گیا تھا کہ گویا خود راجہ بن بیٹھا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا مگر ایسا شخص خالی کب بیٹھ سکتا تھا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی جھختے ہی نوب میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان ۱۱۸۱ کو مع لشکر اس کے سرکوبی کے لئے متوجہ ہوئے اور رستہ میں رکن الدولہ اس کے دوسرے ہی دن جو تھیں معاملہ بڑا سنگین ہوئے تھے قریب موکل لشکر میں آکر شامل ہو گئے وہاں سے نوب میر نظام علیخان بہادر قلعہ پیر میں فروکش ہوئے اور رگھوناتھ راو بھی برسر مقابلہ آپہونچا تھا ایک جہیٹے تک لڑائی کا باز اگر کم رہا آخر طرفین میں صلح ہو گئی دوسرے روز رگھوناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے بازیابی کی عزت بخشی اور وہ اکثر فرائض و ملازمت ہوا اس لڑائی کا یون خاتمہ ہو گیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے ہمنما آباد کا ارادہ فرمایا۔

اسی عرصہ میں فرمان شاہی و غلست فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے تہنگاہ سے لے کر چونکہ شاہی زمانہ انحطاط کے عالم میں تھا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت و عظمت ہو چکی تھی صرف برائے نام سلطنت کا نام باقی تھا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی قدر فرمائی اور اس کا استقبال کیا۔

میسور میں جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہاں پر اس وقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہو گئی تھی حیدر علی ابتدا میں راجہ میسور کے ہاں فوج کا ایک کپتان تھا اس کے بعد میں راجہ اور اس کے وزیر کو اس کی ریاست سے خارج کر کے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت اکسفیہ سے خطاب بھی ملا تھا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کر کے قلعہ بید نور پر جس میں بیشمار خزانہ جمع تھا قبضہ کر لیا یہ خزانہ آئینہ لڑائیوں میں اس کے بڑے کام آیا کچھ عرصہ بعد مادہ دار او پیشوا سے چارم نے حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اس کو شکست فاش دی اس وجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جو کچھ اس پر فتح کیا تمام ٹیپوں کو واپس دیا اور بتیس لاکھ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچھ کسر نکال لی کیونکہ وہ یلیبار کے زرخیز ملک پر جو اس کی ریاست کی مغرب میں تھا فوج بیکر چڑھ گیا اور اس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اس کے شان کے لائق نہ تھی وہ یہ ہے کہ اس نے زمرورن یعنی راجہ کالی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکل کر اس کی اطاعت منظور کر لی تھی مگر پھر بھی حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس پر نیش سے کہ مہادو حیدر علی اس سے بڑھ کر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل میں آگ لگا کر وہیں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالا۔ اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم سال ۱۷۹۲ء میں پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ میں اول تو مادہ دار او پیشوا اور سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر انگریزوں کے حامی اور مددگار تھے مگر پھر بھی حیدر علی نے ان دونوں سے صلح کر لی اور حیدر علی کا مشاربہ ہوا کہ سب ملکر انگریزوں کو ٹرین آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اور سوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنل ہمٹ تھا
اسکے پاس نقطہ سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی
المنحصر تجر علی والا جاہ تھے رکن الدولہ مدارالمہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد
اگفت و شنود سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کرادی۔

تاہم حیدر علی اور انگریزوں سے جنوبی ارکاٹ میں دو سال تک برابر لڑائی قائم رہی
جبین نتیجہ جنگ دونوں کے حقین مساوی رہا۔

حیدر علی ایک ایسی چال کہیلا جو اس کے حق میں مفید ثابت ہوئی یعنی سواروں کا ایک گروہ
منتخب کر کے بلالہ مارا جسے تیرہ ہکا جس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چھا گئی کہ نسل انگریز کو
اوس سے صلح کرنے ہی نہی مگر اس میں یہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی
باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یوں خاتمہ ہو گیا۔

اسکے بعد مادہ ہور او پیشوانے حیدر علی پر پہر چڑھائی کی اور متواتر شکستوں سے قریب تھا
کہ حیدر علی کا کام تمام ہو جائے مگر اس نے اس وقت مرٹھون کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت سا
روپیہ دنیا منظور کر کے ان سے اپنا پنڈ چھڑا کر دیا اور ان کا ہاتھ اکمرٹھون میں پھوٹ پڑ گئی
اس وجہ سے حیدر علی نے جب قدر ملک مال دیا تھا اس سے المضاعف آئندہ چہ سال کے
عرصہ میں حاصل کر لیا۔

نتیجہ میں پہر بار ثانی صرف حیدر علی و انگریزوں کے مابین لڑائی شروع ہو گئی
اس کی مختلف کیفیت یہ ہے کہ ہوت انگریز مرٹھون کی اول لڑائی کے محضون میں
چھڑے تھے حیدر علی اسے منفع کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرٹھون کو کانٹھ کر انگریزوں کا
چہرہ آیا اور اول سرکون میں ظفر سندر ہا چنانچہ انگریزوں کے بہت سے قلعہ فتح کر لیا اور کرنل

نور علی خان

جلی کو معہ دوسو چوالون کے قید کر دیا پہر حسب تشریح سپہ سالار مشرک کے وارن ہیننگر نے کلکتہ سے
 ملکی لشکر سمندر کی راہ بھیجا اور وہ مدراس میں سپہ سالار کے پاس اتر آیا اور لڑائی کا رنگ بتل گیا
 پنجاچہ سر اسٹرکٹ کے جو ایک بڑا بہادر کاروان جبریل تھا پورٹو نووہ پالی پورہ اور سولن گڑھ
 پرتین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اسی سال چھ شخص بیمار ہو کر مر گئے۔
 لڑائی بدستور قائم رہی اس عرصہ میں کبھی انگریز فوج نہ ہو جاتے تھے اور کبھی سلطان میسور غالب
 ہو جاتا تھا آخر ۱۷۸۲ء میں حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اس کا فرزند ٹیپو اسکی جگہ سلطان
 میسور مقرر ہوا اس کو انگریزوں سے سخت عداوت تھی اور تیزی طبعیت سے برف کی جھیت
 رکھتا تھا سرکار آرمی اور نبرہ آزمای میں حیدر علی کا ہمسر ہونا مگر علیت اور فطرتی شجاعت میں
 اس سے کہیں بڑھ کر تھا غرض کہ تھیں ہو کر انگریزوں سے دیرہ سال تک برابر لڑتا رہا
 جب فوج انگریزی کرنل فلڈن کے ہمراہ اسکے پاتخت میرنگ پٹن کے طرف بڑھ رہی
 لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا۔
 القصہ نواب میر نظام علی خان بہادر بعد صلح انگریزوں کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جسکا
 تذکرہ آئندہ ہو گا اور جس سے ثابت ہو جائیگا کہ سرکار نظام سے کس قدر انگریزوں کو نفع پہنچا
 جسکو آج زمانہ کی آنکھیں کس حالت میں دیکھ رہے ہیں۔ بالاصل اب ہم گیٹ ٹیپو کو کہیں
 والا جاہ نے کی تھی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ مضبوط سرفراز فوجی حالت و کسب و کار
 حیدر اچلم پر مامور فوج خود بدولت و اقبال و بیچہ لاکھ حیدر آباد تشریف لاکر اس غرین لشکر سے
 دوسری شعبان ۱۲۰۳ھ میں تادیب سرکستان جنوہ رویہ کے تادیب اور تیزی کے لئے روانہ ہوا
 وریاکشہ سے اتر کر قلعہ گرکنٹ کو مفتوح کیا اور راجہ راجندر بیکم بغاوت اسیر کر کے قلعہ کھپان
 ضبط کر لیا گیا پھر قلعہ نرمل کو تسخیر کر کے ظفر الدود ایضا بطعہ خبا کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

دوسری شعبان ۱۲۰۳ھ میں تادیب سرکستان جنوہ رویہ کے تادیب اور تیزی کے لئے روانہ ہوا

مرحبت فرمے حیدر آباد ہوئے انہیں دنو نمین اسماعیل خان سپہی نائب ناظم بڑا مقرر کئے
اور ۱۸۶۱ء میں مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیر الامرا شجاع الملک بہادر سے
قرار پائی اور اسکا رسم بڑی دھوم دھام سے ہوا اور انہیں دنو نمین سپہی نے امر اور منصب
خزل و نصب و تبدل و تقرر عمل میں آیا۔

اسی اثنا میں دارہ پور اور کے مرنے پر نرائن راو اور سکا فرزند جانشین ہوا مگر اس کا چچا
رگھوناتھ اور نقدر و خیل ہو گیا تھا کہ گویا خود راجہ بن بیٹھا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا
مگر ایسا شخص خالی کب بیٹھ سکتا تھا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی یہ سنتے ہی نواب
میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان ۱۲۸۱ھ کو موہن لشار اور اس کے سرکوبی کے لئے
متوجہ ہوئے اور رستہ میں رکن الدولہ اور کے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملہ
بڑا رسکے ہوئے تھے قریب موکل لشار میں آکر شامل ہو گئے وہاں سے نواب
میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر میں فروکش ہوئے اور رگھوناتھ راو بھی برسر مقابلہ
آپہونچا تھا ایک جہینے تک لڑائی کا باز اگر کم رہا آخر طرفین میں صلح ہو گئی دوسرے
روز رگھوناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے بازیابی کی عزت بخشی اور وہ اکثر فائدہ
مازمت ہوا اس لڑائیکو یوں خاتمہ ہو گیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے
ہمنآ آباد کا ارادہ فرمایا۔

اسی عرصہ میں فرمان شاہی و غلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے ٹپیکاہ سے چونکہ شاہی
زمانہ انحطاط کے عالم میں تھا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت و نصرت ہو چکی تھی صرف
برائے نام سلطنت کا نام باقی تھا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی
قدر فرمائی اور اس کا استقبال کیا۔

اسکے بعد مہن آباد سے ٹکڑا کر مہن آباد گلیہ گرا کا ارادہ کیا اور مہن آباد گلیہ گرا لیتے ہوئے چکر
 قلعہ کی سیر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز زبندہ نواز خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ
 نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت کے مشرف ہو کر بارادہ کالا چوئیرہ دربار
 بہیرا کے متصل قلعہ اداگیر پر نزول اجلال فرمایا اور اسکے دوسرے ہی روز راجپور کے
 متصل بہیرا کے اوس جانب خیام پذیر ہوئے اور ناصر الملک جو امتیاز گڑھ ادا ہونے
 میں نظر بند تھا باربار ہو کر راجپور کو گیا پہر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول
 پیشکش موضع کو ٹورہ میں رونق افروز ہوئے۔

اسی جگہ حیدر آباد سے صاحبزادہ بلند اقبال کی پیدا ہونے کی خبر بھی نواب میر نظام علیخان
 بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا۔
 اسی عرصہ میں مخبرون نے خبر دی کہ رگناتہ راو نے نقص عہد کیا اور قلعہ محمد آباد بیدر سے
 بہت سارے روپیہ لوٹ لیا مہٹوں کے معاون و مددگار بھی پریشان حال حافیہ ہوئے
 اور ستعانت چاہے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد شماع واقعہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۸۵ھ میں بعد زیارت مخدوم
 شیخ علاؤ الدین انصاری رحمہ دربار بہیرا سے عبور کر کے رگناتہ راو کی طرف متوجہ ہوئے
 اور قلعہ مرغ کے قریب جا پہونچے رگناتہ راو نواب مستطاب کی آمد تک پہاگ کہڑا ہوا
 پہر آغاز ۱۱۸۵ھ میں نواب ممدوح الشان مولانا قلعہ پر نیندا ہوتے ہوئے اطراف
 احمد نگر میں جا پہونچے مگر پہر رگناتہ راو برہان پور کی طرف گیا آخر نواب
 میر نظام علیخان بہادر احمد نگر موتے ہوئے کیلنا پر جا پہونچے اور یہاں سے ظفر الدولہ
 اور ساجی کو نظام آباد کے گھاٹ سے اوتر کر پہلے جانیگا حکم دیا اور اوسکے چوڑے

اون بعد خود بدولت تاجی ندی سکتے تھے آہو باع برہان پور جاوترے اور
 لگنا تہہ راو دریا زبہ اکے اوس کنارہ پر بہاگ گیا۔

انہیں دنوں میں نرائن راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوامی نرائن راو
 رکھا گیا چونکہ ایام بارش آگئے تھے لہذا اورنگنگ باد پونچکر قیام پذیر رہے اور بعد
 ختم ہشکال ضابطہ جنگ بہادر کو لگنا تہہ راو کی تعاقب میں روانہ فرمایا اوسوقت رگناتہ
 ملک اندیس میں رعایا کوٹ تاپہر رہا تھا۔ اسکے بعد بہر نواب میر نظام علیخان بہادر
 سلطان پور و تھانیس ہونے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شیرکٹہ گیا
 اسی عرصہ میں خبر ملی کہ فرزند ان رگہو جی بہولامین جگڑا واقع ہوا اور مودہ جی نے سلاہی
 مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم ۹۹ھ میں ناگیور تشریف لائے تو با
 عاجزانہ پیش آ یا اسلئے اسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واسطے کہ وقت لشکر سمیت
 ایلیچو کو تہج کر رہا تھا کرنل لدولہ دارالمہام سکر کو فیض نامی سپاہی نے قتل کر ڈالا اور اسکا
 بیٹی کو بھی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ بچھڑا ان وفعات کے بعد نواب میر نظام علیخان
 وہیں خیمہ زن ہوئے اور مصمام الملک فرزند مصمام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت میں
 پر اور ظفر الدولہ کو باضافہ منصب بختاب سباز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگدار
 ہر کارگان کو منصب پنجہری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت
 صوبہ بٹیار پر سرفرازی بخشی اور خود بدولت وسط جادی الاول میں اورنگنگ باد داخل ہوئے
 بعد چند روز رگناتہ کے قیدیہ کے لئے مبارک الملک جمعیت مرٹہ کے مالوہ کے جانب
 روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض وصال شیکیش شوال پور کے جانب متوجہ ہو چنانچہ دریا
 مالوہ پر خیمہ زن ہو کر بعد ختم ایام عشرہ محرم ۹۹ھ قتلو کلیان میں فروکش ہوئے وہیں الملک

دولت ملازمت حاصل کی پہر وہاں سے شولا پور کی طرف باگین اوٹھائیں راجہ ونکیا نایک بھری
 بہادر قوم بیدر حاضر حضور اقدس ہو کر شرف اندوز ملازمت ہوا وہاں سے حیدر آباد چلے
 ہوئے اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کی اتالیقی میں مصمصام الملک مدارالمہام کو مامور کر کے ان کو
 حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخصت دی۔

۹۲ء ازبکچ میں حیدر آباد سے کوچ کر کے گنگن پہاڑ ہوتے ہوئے کوئٹہ تک پہنچے
 پہر داخل دارالامارت ہوئے اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر مع نواب مصمصام الملک و دیگر شہنشاہ
 کے کالے چوڑے تک دورہ فرما کر، ارجب میں داخل حیدر آباد ہوئے۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنی سیر و شکار میں مصروف رہے
 نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اہتمام تھا۔ شیر و چیتے و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا۔ چونکہ
 موسم گرم تھا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جاہا آبدار خانہ تیار فرمائے حسین شکیرون کو
 گلاب بڑا ہوا سرد شیرین پانی ملتا تھا اسی زمانہ میں معین الدولہ بہادر جنگ نے عرض کیا کہ
 نواب مبارک الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہو گئے ہیں چنانچہ حضور نے حکم فرمایا کہ میر نظام علیخان
 حکیم خواجہ محمد باقر خان اور مادانامی علاج کو ان کے معالج کیلئے نزل کو روانہ فرمایا ان کو تیسری منزل
 پر خبر ملی کہ مبارک الملک انتقال ہو گیا لہذا واپس چلا گئے۔

چونکہ قلعہ نزل کو تیشام جنگ فرزند ظفر الدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کر لیا تھا لہذا نواب
 میر نظام علیخان بہادر نے ۹۶ء میں اوسط میں کاغذ فرمایا اور کولاس تک رونق
 اندوز ہوئے اس اثناء میں مصمصام الملک نے انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات تھوڑا
 سا پیشکش لیکر راحت فرمائے بلکہ ہوئے۔ انہیں ایام میں شجاع الملک بھی انتقال ہوا
 ان کی جگہ وہاں کے فرزند مہابت جنگ دارا مہا بہادر کو تعلقتا ہوئی اور یہ میر نظام علیخان

۹۶ لاکھ تین خود بدولت قلعہ نرمل کیطے عازم ہوئے اور وہاں پہونچکر محاصرہ کر لیا۔ اکتشام جنگ عفوہ تقصیر کا خواہان ہوا بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ براڑ پر مامور کیا گیا۔ اور حفاظت قلعہ نرمل و جتتیاں یرہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور مبارز الملک مال نقد و جنس داخل سرکار کر لیا گیا بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے بلکہ ہوئے اور مصمام الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سرہر جنگ معین الدولہ مشیر الملک کو سرفراز فرمایا۔

اس کے بعد پہونچ کر محاصرہ نہایت عرصہ بنیا و حیدر آباد میں بدولت اقبال قیام پذیر رہے اور تمام بہت اصلاح ملک فلاح رعایا میں صرف فرمائے اور انہیں دنوں میں میرا لوالقاسم میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل میں آئی چنانچہ موعاقل الدولہ و میر عباس علیخان نظام یار جنگ میر عبد الغریب خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر و خزانہ نواب خان بہادر موسات رنجیر سوار و دستہ ہار شتر و ساٹھ سواران سلیاری براہ کلکتہ تشریف لے گئے اور سوقت لارڈ کارلوز اس گورنر جنرل تھا اس سے باپنے ملاقاتیں بڑی گرم جوشی سے ہوئیں اس طرح گورنر جنرل بہادران کے مستقر ملاقات کے لئے آئے اس کے بعد میر عالم بہادر کے سوا ہمراہین منصفداران سرکار نظام کو تحائف نذر و جواہر سے گورنر جنرل بہادر نے ممنون فرما کر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہاں سے خصم ہو کر بعد طے منازل حیدر آباد پہونچکر تحائف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور میں پیش کئے جس کے صلہ میں خلعت فاخرہ و خطاب میر عالم بہادر حاصل کیا اور سوقت سے سرکار نظام و سرکار کیسے میں مستحکم سلسلہ محبت و اتحاد قائم ہو گیا۔

اس عرصہ میں ٹیپو سلطان کی حکومت اور بدولت بہت بڑھ گئی تھی اس چہرے کے

اندر اوس نے ایک بار قلعہ اوہونی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ داراجاہ بہادر
 فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اور مہابت جنگ بہادر نے اس
 واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اور ہر پندت پردہان
 نے سلطان کے ظالمانہ کارروائیوں کے شکایت کے ایک طرف صاحبان انگریز اور سکے
 دشمن ہو گئے اسوجہ سے کہ اوس نے کانڑا کو رگ اور بلیبار کے ضلع فتح کر لئے
 تھے اور آخرین اوس نے تراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوبین واقع ہے حملہ کیا
 اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے
 کینچ لی تھی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹا دیا ٹیپو سلطان اسکو معلوم
 کر نیکی فکر میں تھا مگر راجہ تراونکور انگریزوں کا دوست تھا اس لئے۔ لارڈ کالوا اس
 گورنر جنرل نے اسکو ٹیپو سلطان کے ہاتھ سے بچا سکا مصر عزم کر لیا اور نواب
 میر نظام علیخان بہادر بھی ادھر سے اسکے حامی ہو گئے۔ اقصیٰ حضور نواب
 میر نظام علیخان بہادر نے اول تو ٹیپو سلطان کو بنجیاں حیدر علی نایک کے اسکو
 دوستانہ نصحت فرمائی مگر جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو آخر مسئلہ ہجرتین معہ لشکر
 جرات قلعہ پانگل کے طرف ارادہ فرمایا اور وہاں سے مرشدزادہ بلند اقبال نواب سکندر
 جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی میں نواب شیر الملک اور چند سرداران لشکر کو موافق
 جرات سرینگپٹن پر حملہ کرینکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ میں تین سال تک قیام پذیر
 رہے غرضکہ لشکر نظام بسا لاری نواب سکندر جاہ بہادر سرینگپٹن کے طرف بڑی
 اور راوپندت پردہان دہری پنڈت پٹرکیہی دیر میں اگر شریک لشکر سرکار
 ہو گیا۔ اور لارڈ کالوا اس فوج کی سہ سالاری کیلئے خود ہی کلکتہ سے مدد اس

آپہنچا المختصر سیکلور جو ٹیپو سلطان کی عملداری میں دوسرے درجہ کا مضبوط اور
 بڑا شہر ہے اسے میں مفتوح ہوا پہر دو مہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج
 کو مقام اری کی راہ پر کامل شکست ہوئی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پائے تخت پر
 رنگ پٹن کا فتح ہونا کچھ دشوار نہ تھا۔ کیونکہ اسکی بیرونی فیصل تک قبضہ کر لیا گیا تھا
 لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے باہم صلح ہو گئی انگریزوں کو تین کروڑ روپے
 نقد اور اس کے مقبوضہ ملک سے ونڈیکل۔ بڑا محال اور لیبار کے اضلاع انگریزوں
 کے ہاتھ آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کروڑ روپہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک
 کڑیہ وسد ہوٹ و گنچی کوٹہ مات لگا اور گورک کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے
 اس کے راجہ کو دیدیا اس طرح میسور کی اس تیسری لڑائی کا سلسلہ آئین خاتمہ ہو گیا
 اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب شیر الملک و فوج ہمراہی نصرت و فیروزی
 کے ساتھ دارالسلطنت حیدرآباد کے طرف مراجعت فرما ہوئے۔

اور اس طرف سے نواب میر نظام علی خان بہادر بہ عجلت تمام دارالسلطنت
 حیدرآباد میں آپہونچے۔ چونکہ مزاج نواب میر نظام علی خان بہادر کا ناساز
 ہو گیا تھا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت میں مصروف رہے اور سفر
 مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی۔

قطب سالی کا حال | اور ۱۲۰۰ء کو ملک دکن میں خشک سالی نمودار ہوئی اور قحط پڑا
 یہاں تک کہ شہر میں ایک سیر جو اریکرو پیہ کو ملنے کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز
 تک بازار بند رہا ایک ایک دانہ گوہر شبتاب بیگیا تھا لاکھوں آدمی مر گئے
 ہزاروں ہی جانیں ضائع ہوئیں ہزاروں محتاج اس خدائی گروہ کا بہانہ

بندوبست کیا جاتا، حصوری دیوڑی پر فراہم ہو گئے مجبوراً دروازہ بند کر دیا گیا
 لیکن بلوائیوں نے دروازہ کو آگ لگا دی اور اندر گھس پڑے بہرہ وقت بلوہ
 منتشر کیا گیا اور اسی روز نظامت شہر سمیت یارخان بہاؤ سے نکال کر بدیع اللہ خان
 بہاؤ نظام جنگ کے سپرد ہوئی اور مہاجنوں کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بندوبست
 کہ بند گانچہ کو تکلیف نہ ہو اور بنی نوع انسان اس طرح ضایع نہ ہونے پائیں۔
 انہیں ایام میں سیف الملک مالی میان فرزند شیر الملک نے عارضۂ اسہال کے
 انتقال کیا چونکہ اونکی گہرا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تھا اس صدمہ نے
 اونکو بھی ٹیبا دیا۔

اس عرصہ میں نواب میر نظام علی خان بہادر کو خبرداروں نے خبر دی کہ مہاجی
 سندھیا حسب قرار داد صلح نامہ ہر معرکہ جنگ میں شریک لشکر نظام رہنے
 کے لئے مع فوج آ رہا ہے لہذا خود بدولت و اقبال محمد آباد بیدر کی طرف متوجہ
 ہوئے اور دمان پہونچ کر بانٹھارا تہ سندھیا سیر و شکار میں مصروف رہے
 ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ مخبروں سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندھیا مر گیا
 اور دولت راو اسکا بیٹا اوسکی لشکر پر قابض ہوا۔ اور مانا پڑنولیس اوسکا
 وزیر اعظم اور نفس نامہ طعہ ہو گیا ہے چونکہ اسکے رگ و پی میں فتنہ و فساد ہر طرز
 اثر سرایت کر گیا تھا دولت راو کو صلح نامہ کی تعمیل کی طرف کب متوجہ ہونے دیتا
 چنانچہ دولت راو سندھیا کو اس نے براہِ نینہ کر کے آخر سرکار نظام جنگ پر
 مستعد اور آمادہ کر دیا۔

اور اس زمانہ میں سر جان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی کے ایسی

لڑائیوں میں قدم نہ ڈالتا تھا مگر ان لڑائیوں میں اپنا مطلب نکال لیتا تھا لیکن اس
 عدم مداخلت کے طریق سے مرہٹوں کو اپنے دلکی ہوس نکالنے کی جرات پیدا
 ہوئی وہ موقع یہہ ہوا کہ مرہٹوں کو سرکار نظام سے جنگ کرنیکی دیر سی پیدا ہو گئی
 کہ لڑنے کی لڑائی کا حال چنانچہ قلعہ کھڑا کے متصل ایک میدان میں اب میر نظام علی بن
 بہادر تیرہویں شبانہ جنگ سحری کو تشریف لائے ہوئے تھے مرہٹوں نے
 لڑائی شروع کر دی اور میدان کا رزار پارسیوں کا آتشکدہ بن گیا اسوقت
 سرکار نظام کی فوجی تعداد ایک لاکھ تھی۔ پہلے ہی مقابلہ میں میدان جنگ
 سرکار نظام کے ہاتھ رہا مگر دوسرے حملہ میں مشیر الملک کی سورت بدیرون سے
 نتیجہ جنگ سرکار نظام کے حق میں خبر مفید ہوا لشکریوں کے قدم اوکھڑ گئے اور
 اور سرکار نظام کو بادل ناخواستہ قلعہ میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ اور ایک طرف سے پندار
 جو ایک لٹیری قوم اور اونکی بڑی بڑی جمعین مدت سے مرہٹوں کی فوج کے
 پیچھے پیچھے مشل کیدڑوں کی طرح رہا کرتے تھے انکو موقع ملا دل کھول کر لشکر
 کو لوٹا اور امید سے زیادہ مال و دولت سے بے نیاز ہو گئے۔

المنحصر بامیس دن تک اہل قلعہ اور مرہٹوں سے جنگ ہوتی رہی آخر کار نپٹت
 پردمان کے ذریعہ سے طرفین میں بدین شرط صلح ہوئی کہ مشیر الملک بانی فساد و کھا
 قیدی رہے۔

الغرض نواب میر نظام علی بن بہادر بعد اس واقعہ کے بارہویں رمضان کو دار السلطنت
 حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا اور راستہ ہی میں میر عالم بہادر جو بعض امور ضروری
 کے لئے پونہ گئے تھے سہرا جہ شیم راج اور راجہ رگھوتم راو شرف اندوز راجہ

سب سے پہلے
 مرہٹوں کی
 فوج کی
 تعداد
 ایک لاکھ
 تھی۔
 پہلے ہی
 مقابلہ میں
 میدان جنگ
 سرکار نظام
 کے ہاتھ
 رہا مگر
 دوسرے
 حملہ میں
 مشیر الملک
 کی سورت
 بدیرون سے
 نتیجہ جنگ
 سرکار نظام
 کے حق میں
 خبر مفید
 ہوا
 لشکریوں کے
 قدم اوکھڑ
 گئے اور
 اور سرکار
 نظام کو
 بادل ناخواستہ
 قلعہ میں
 پناہ گزین
 ہونا پڑا۔
 اور ایک
 طرف سے
 پندار
 جو ایک
 لٹیری
 قوم اور
 اونکی
 بڑی بڑی
 جمعین
 مدت سے
 مرہٹوں کی
 فوج کے
 پیچھے
 پیچھے
 مشل کیدڑوں
 کی طرح
 رہا کرتے
 تھے انکو
 موقع
 ملا دل
 کھول کر
 لشکر
 کو لوٹا
 اور امید
 سے زیادہ
 مال و
 دولت سے
 بے نیاز
 ہو گئے۔
 المنحصر
 بامیس دن
 تک اہل
 قلعہ اور
 مرہٹوں
 سے جنگ
 ہوتی رہی
 آخر کار
 نپٹت
 پردمان
 کے ذریعہ
 سے طرفین
 میں بدین
 شرط
 صلح ہوئی
 کہ مشیر
 الملک
 بانی
 فساد و
 کھا
 قیدی
 رہے۔
 الغرض
 نواب
 میر
 نظام
 علی بن
 بہادر
 بعد اس
 واقعہ کے
 بارہویں
 رمضان
 کو دار
 السلطنت
 حیدرآباد
 کے جانب
 کوچ
 فرمایا
 اور
 راستہ
 ہی میں
 میر
 عالم
 بہادر
 جو بعض
 امور
 ضروری
 کے لئے
 پونہ
 گئے
 تھے
 سہرا
 جہ
 شیم
 راج
 اور
 راجہ
 رگھوتم
 راو
 شرف
 اندوز
 راجہ
 ۱۲

اور شیر الملک کے غایب میں نیا تباراجہ شیا مارج مقدمات مالی و ملکی فیصل کرتے تھے انہوں نے رگہو تم راو کے کہنے سُننے سے فوج میں تخفیف کی اور انگریزی فوج جو دارالسلطنت میں رہا کرتی تھی وہ بھی بشو رہ میر عالم بہادر روانہ کر دی گئی تھی۔ تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پا کر مرشدزادہ عایجاہ بہادر کو بغاوت پر برا بھلا کہنے لگے اور انکی ملازمت اختیار کر لی۔

مرشدزادہ عایجاہ بہادر کی چنانچہ ۹ ذی الحجہ ۱۲۰۹ء کو مع غالب جنگ و سیف جنگ وغیرہ قلعہ محمد آباد باغیانہ حرکت۔ بیدر پر جا کر قابض ہو گئے۔ اور ادھر سے سدی عبداللہ خان جتشی مع اپنی فوج کے مرشدزادہ بہادر کے تادیب کے لئے چھپے چھپے روانہ ہوا لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سداشیور ٹیڈی دفعتاً ایسا توڑ کر اس سے یہ سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہو گئی اور اسکی اہل و عیال سداشیور ٹیڈی کے ہاتھ پڑ گئے۔

یہ خبر سنتے ہی نواب میر لطاف علی خان بہادر نے پہلے تو شفقت پوری کے لٹا فاسی ایک غایت نامہ عایجاہ بہادر کے پاس بھیجا لیکن مفتریوں نے اسکی تعمیل کی طرف انکو رجوع ہونے نہیں دیا۔ پھر انگریز فوج انگریزی لبر کردگی میر عالم بہادر اور جمعیت میری رمیو فرانسس وافر ان پانچا گاہ مثل سردار الملک کہا لسنی میان وغیرہ مرشدزادہ عایجاہ بہادر کو لے آئے لے مامور کئے گئے۔ اور سید محمد باقر خان بیچ بہادر اور محمد اعظم خان لہن وغیرہ جمہداران پانچا گاہ ہی انکے شریک ہو گئے اور جب یہ فوج متفقہ قلعہ محمد آباد بیدر کے قریب جا پہنچے تو باغیوں نے انکا دلیرانہ مقابلہ کیا۔

بالآخر چاروں طرف سے لشکر نظام نے باغیوں کو ایسا گھیرا کہ سب منتشر و متفرق ہو گئے

ہو گئے اور مرشد زادہ عایجاہ بہادر نے قلعہ بیدر میں پناہ لی اور سدا شیوردی جو اصل بانی اس شہکارہ کا تھا قلعہ محمد نگر میں قید کر دیا گیا اور سکور عد جنگ فرزند عی اللہ خان حبشی نے قتل کر ڈالا اور سیف جنگ و غالب جنگ عفو قصور کے طالب ہوئے جو ایک معقول و ظریفہ پر خانہ نشین کر دیکئے مگر بدیع اللہ خان کا پتہ نہ ملا کہ وہ کہہ رہا گ کیا مرشد زادہ عایجاہ بہادر اور زنگ آباد کے طرف چلے گئے تھے وہاں سے اونکو لیکر آ رہے تھے کہ کہٹیر کی منزل میں دریائے گنگا پر باتفاق تقدیر سخت بجا را گیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کر گئے بعض کا قول ہے کہ مارے شرم کے زہر کہا گئے اوسی زہر سے اسکا کام تمام ہوا بالآخر انکی کنش میر عالم بہادر و موسیٰ ریمو بکمال حسرت و افسوس دار السلطنت حیدر آباد میں لے آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رحمہن مدفون ہوئے۔

نواب میر نظام علی خان بہادر کو سخت رنج و غم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بخود بالائے بام آتش بازی کا تماشہ ماہ شعبان میں ملاحظہ کر رہے تھے باتفاق تقدیر دفعتاً لقوہ اور فاج عاید حال ہو گیا حکیم حمایت اللہ خان و حکیم عبد الجلیل خان معالج رہے اور مشیر الملک بہادر بھی پونہ سے آگئے معالجہ میں کوشش کی آخر کار ۱۲۱۳ ہجری میں مزاج اصلاح پذیر ہو گیا۔

اور اسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہو۔

میسور کی چوتھی لڑائی کا	اوسکا مختصر واقعہ یہ ہے کہ زمان شاہ و رانی جو کابل اور پنجاب
کا پادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا	حال۔
کا پوتا تھا اس نے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرینکا قصد کیا	

اور فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اس وقت مصر پر
جنگ اراتھا اور ٹیپو سلطان نے انگریزوں کو سرزمین ہند سے نکال دینے
لئے برطانیہ سے مدد مانگی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ میں فرانس کی جمہوری سلطنت
کا جان و دل سے شریک اور متفق ہوں۔

الغرض یہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار
نواب میر نظام علی خان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب محترم کو معین و
حامی بنا کر سب سیڈی اے ری قاعدہ پر عہد نامہ مرتب کر لیا۔

یعنی سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستوں کے باہم ایک رابطہ قائم ہے جو
سب سیڈی اے ری استثم د امدادی انتظام کے نام سے مشہور ہے
اس موقع پر اس کی کچھ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا۔

اول تو یہ ڈھنگ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے نواب آوہ کے ساتھ برساتا
پہلا ڈولزلی نے کل ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ اسی قاعدہ پر رابطہ قائم کیا
اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہد نامے کی رو سے منظور کرتی تھی وہ سرکار
انگریزی کی حکومت کو ہند میں سارے حکومتوں پر غالب مانتے تھے

اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہو جاتی تھی پھر اس
ریاست کی طرف سے یہ بھی اقرار ہوا کرتا تھا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری
بغیر نہ کسی سے جنگ کریں گے اور نہ صلح اور اپنے ٹان کنٹینٹ فوج رکھیں گے اور
اُس سے ضرورت کیہ وقت سرکار انگریزی کی مدد کریں گے۔ اس انتظام کی یہ بڑی
شرطیں تھیں مگر جیسا موقع و محل ہوتا تھا۔ اسکے موافق تغیر و تبدل بھی ہو جاتا تھا۔

لارڈ گاوالنس اور سر جین شور کے عہد میں سرکار انگریزی می کامندوستانی
ریاستوں کے ساتھ تب بطرح کارالطہ تھا اسکی علت غائی یہ تھی کہ ہندوستانی
ریاستوں کی قوت اسپین ٹلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ
ہو جائے۔ مگر یہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تھا اور اب جا بجا اسی کے مطابق
عمل درآمد ہے۔

الحاصل نواب میرنظام علی بن بیاد نے سلسلہ ہجری میں ایک جنگی برجستہ فوج
سہرکردگی نواب میر عالم بیادری ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سر
نیکشن دارالسلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا عالم کرنل ولزلی تبارد گورجنرل
مقرر ہوا اور اسکے بعد گورجنرل بہادر پھی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس
چلا آیا۔ آلغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل ہیرس تھا
اور دوسرا کمپو بنام زدا حاطہ بھی جسکا سپہ سالار جیرنل سنوارٹ تھا پہلی فوج
مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے
اوترائی ان لشکریوں نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے درپے
شکست دی اور سداسیر و ملاوولی پران دونوں میدانوں میں ٹیپو سلطان
نے شکست کھائی اور یہ دونوں کمپو بڑے بڑے میسور کے تخت گاہ سریرنگپن
پر جا پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

حسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سریرنگپن پر حملہ کیا اور سوقت ملازمان ٹیپو سلطان
نے انگریزوں سے سازش کر کے قلعہ میں داخل کر لیا اور سوقت ٹیپو سلطان
علی الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فیصل کی طرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ وجدل بخوبی نظر آتی تھی چلے گئے اور اس مقام پر دوپہر تک ٹہر کر کہا نا کہا یا اس وقت تک یہ گمان ہی تھا کہ لشکر انگریزی اس قدر جلد حملہ اور ہوگا۔ جب ہر کارے نے خبر دی کہ تمام مددے اور کوچہ نمین انگریزی فوج آگئی ہے اس وقت ہی اسکے چہرے کوئی ہراس ظاہر ہوا مگر اخباری کو یہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج متغیہ سرنگ کو ہوشیار اور خبردار کر دے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو اطلاع پہنچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہ خبر وحشت اثر گوش رز ہوئے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قائم نہ کر کہ یہ سکا پٹیشن ہوا اور خاص حصوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح جنگ ہو جائے اور اپنے خاص فوج کو کو یہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلئے نزدیک رکھی گئی تھی بارگاہ احوال ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سرداروں کو لیکر بعد میں تمام فیصل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تھی آپہنچا اور وہاں اپنی فوج کے ایک حصہ کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفروز پایا اور دیکھا کہ ہراول مذکور فضیلون پر چڑھ کر قابض و متصرف ہو گئے۔

اس وقت ٹیپو سلطان نے مفروز حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت میں شریک کر کے اونکے دلوں کو اس طرح بڑھایا کہ اسے بہادر سپاہیو وقت حملہ آور می کا ہے اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔

اور یہ کہ بکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہو گیا اور کئی ایک یورپین جو بیرون نقب تھے انکو گولی سے مار کر گرا دیا جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان کی قیام گاہ تک پہنچ گئی اس وقت سلطان کے پاس کے اکثر بے وفاء لوگ

بھاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فیصل شاہی کی طرف متوجہ ہوا اور چند شہجیع و جوانمرد
 بہادران دلاور سرداروں کو ساتھ لیکر ایک فیصل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور
 کئی بار لشکر انگریزی کے ہراول کو جو آگے بڑھ رہا تھا روک ہی دیا۔ مگر اوقت
 تھوڑی انگریزی فوج خندق عبور کر کے آگے نہیں آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردوں
 نے بہت ہی بڑا کشت و خون کیا ہوتا۔

ان مختصر چاروں طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہو گئی۔ اور گولیوں کا ہسیہ بر
 لگا اور سلطان بہت سے زخم کھا کر گر پڑے اور ان کے قریب کئی باؤ فاسپا
 ہی حق نمک سے سبکدوش مقتول ہو گئے۔ اسکے بعد ان کے نوکردوں نے
 سلطان کو لبواری میاں لیجائی کا قصد کیا اتنی میں ایک سوا لجر نے ان کی تلوار
 کی حایل کو جو بہت قیمتی تھی نکالنا چاہا تو سلطان نے اس کو زخمی کیا۔ سوا لجر نے
 ضرب بندوق سے اسی وقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزوں نے ان
 کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے میں فوجی رسوم و شاہی تعظیم کے
 ساتھ دفن کرا دیا۔ یہ واقعہ سال ۱۸۱۸ء میں ہوا۔
 ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہ لکھی ہے۔

داخل مجلس پیمبر شد

نسل حیدر شہید اکبر شد

شاہ ماچون ملک برتر شد

روح قدسی بعرش گفت گراہ

القصد جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہو گیا تو ملک مفتوحہ میں
 وہ ضلع جو دار السلطنت حیدرآباد کے قریب تھے وہ سرکار نظام کے حصہ
 رسد آئے اور اضلاع کانٹرا۔ کوام۔ بٹور۔ اور دنیا۔ انگریزی عملداری

میں شامل کر لئے گئے۔ اور ریاست میسور کی حکومت کیلئے یہہ تجویز قرار پائی کہ وہاں کے قدیم راجہ کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو جو گدھی کا وارث تھا مسند نشین کر دیا جائے۔ جسکا راج اب تک اوس خاندان میں چلا آتا ہے۔ اور ملک میسور کا انتظام خبر سل ولنری برادر گونر خبرلی کے سپرد کیا گیا۔

حقیقت یہہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی فتحیابی سے انگریزوں کی حکومت صرف دکن ہی میں نہیں بلکہ تمام قلمرو میں غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکھیں آج اس سرسبزی و شادابی پر دیکھ رہی ہیں۔

اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم سرکار نظام کنٹینٹ داخل دارالسلطنت حیدرآباد ہوئے اور حضور اقدس و اعلیٰ نواب میر نظام علیخان بہادر میں عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت انگریزی مامورہ سرکار نظام کیلئے حسین ساگر کے اوس طرف چھاؤنی ڈالی گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اسکی تنخواہ میں ملک مفتوحہ یو سلطان سے جو حصہ ملا تھا مقرر کیا گیا۔

نواب سکندر جاہ بہادر اور اسی علی علیہ السلام ہجرت میں نواب سکندر جاہ بہادر کے ساتھ جہان پرور بیگم دختر مالی میان سیف الملک فرزند شیر علی ارسلو جاہ بہادر کا عقد ہوا جس میں لاکھوں ہی روپیہ صرف کیا گیا۔

میر عالم بہادر کے قید کا ذکر۔ اور بعد ختم ان جہنوں کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑی و کنجی کوٹہ و قلعہ سدھوٹ کے انتظام کیلئے گئے اسی اشارہ

میں بوجہ انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر نے ایک چال ایسی کھیل گئے کہ میرا عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کر دیا کہ قلعہ دروہ میں قید ہی کروا دیا اور خدمت وکالت دارالمہامی کا ضمیمہ ہو گئی۔

میرا عالم بہادر بظاہر اس سزا کا مستحق نہ تھا شاید۔ ٹیپو سلطان کے اسلامی حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی میں یہ سزا نصیب ہوئی ہو تو عجب نہیں۔

وفات حسرت ایات لوبا اسکے چھتھے برس مرشد زادہ کیونجاہ بہادر کا جشن تہنیتی خوانی میر نظام علی خان بہادر منعقد ہوا تھا کہ عین جشن میں لوبا میر نظام علی خان بہادر کا

مزاج ناساز ہو گیا ہر چند علاج کیا گیا مگر کوئی سود مند نہ ہوا آخر ۱۲۸۱ ہجری ۱۸۶۴ء میں رجب الثانی کو ستر سال کی عمر پائے چوالیس سال حکمرانی کر کے انتقال فرمایا بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

تاریخ حلت

زین مصحح عجیبہ و تاریخ راجنوت
مستوجب بہشت و باخلاص فاتحہ

بر روح پاک میر نظام علی مدام
خواند یا و صنومہ شفا ص فاتحہ

لوبا غفراناب کے بھائی چوکہ لوبا غفراناب کے بھائی ایک امیر الامرا شجاع الملک
حال۔ بسالت جنگ بہادر تھے اور دوسرے معتقد الدولہ چین

تلیج خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علی خان بہادر تھے جنگی مختصر کیفیت یہ ہے کہ
شجاع الملک بہادر فرزند چچنی لوبا مغفرت ماب آصفیہ بہادر بعد امیر الملک
لوبا صلابت جنگ بہادر بیجا پور کی صوبہ دار تھی فیروز گڑھ ادھونی و راجپور
آپ کی جاگیر تھی ۱۲۸۱ ہجری میں انتقال کر گئے ان کے بعد ان کے فرزند مہابت جنگ دارا

بہادر بعد نواب غفراناب اسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ انہوں نے سنہ ۱۲۰۸ء میں بیٹے
سے میدان کارزار گرم کیا ان کے انتقال کے بعد انکی اولاد میں قابلیت حکمرانی نہ ہی
لہذا تمام جاگیر خالصہ میں شامل کر لی گئی۔

اور نواب ناصر الملک ہمایونجاہ نعل علیخان بہادر فرزند ششی نواب شہرت باب آصفجاہ بہادر
قلعہ محمد آباد بیدر میں نظر بند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی ہو کر بیدر گئے تھے ان کو
قوت دی مگر آخر میں بھایا گرجب ان کے پسند و نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا تو نواب غفراناب
نے ان کو بغرت تمام دارالسلطنت میں طلب فرمایا چنانچہ اب تک انکی اولاد غرت کے ساتھ بسر
کرتے ہیں۔

غفراناب کی اولاد میں سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بناوت کا پہلے تذکرہ ہو چکا
دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ بہادر جنکا ذکر خیر آئندہ ہونے والا ہے اور
فرزند سومین نواب فریدونجاہ میر سبھی نعلیخان بہادر انکا انتقال سنہ ۱۲۱۲ء میں ہو گیا۔
اور فرزند چہارمین نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک مزاج اور حلیم طبیعت
تھے انہوں نے سنہ ۱۲۱۲ء میں ملک بقاء کار استہ لیا۔

اور نواب میر حمید علیخان حمید جاہ بہادر فرزند پنجمی غفراناب کا پندرہ برس کی عمر میں انتقال
ہو گیا تھا۔

اور ششی فرزند نواب میر تمیور علیخان اکبر جاہ بہادر دہشتی نواب میر جہانگیر علیخان سلیمان جاہ بہادر
اور ہشتی فرزند غفراناب کے نواب کیونجاہ بہادر تھے جو بذل و سخاوت میں شہرہ آفاق تھے
انکا سنہ ۱۲۱۳ء میں انتقال ہوا۔

الغرض بعد وفات نواب غفراناب کے فرزند و عین سے نواب ملک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی چنکا حال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علی خان بہادر سکندر جاہ آصف جاہ

آپ ششہ ہجری میں تخت نشین ہوئے۔ شجاعت سخاوت آپ کے فطرت میں ہی سپاہ اور عیال بہت دوست رکھتے۔ یہ ہر معرکہ جنگ میں اپنے بھائیوں سے نمایاں طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفراناب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی۔ اعرض بعد وفات نواب غفراناب اخیان دولت و اراکین سلطنت نے بصلاح نواب مشیر الملک اسطو جاہ مدار الملہام سرکار عا در دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اس بار گران سے مصلحت انکار کرنا چاہا مگر کارپردازان سلطنت نے سمجھا بچھا کر بٹھا ہی دیا آپ کی جلوسی سواری شاہی خدم و حشم کے ساتھ شاہی محل میں داخل ہوئی اوس وقت آپ کی خواہی میں رکھو تم راؤ پیشکار تھا۔

جسٹین بریج آلا خروستہ میں تخت نشین ہوئے اور اداون معاہدوں کا جو فیما بین سرکار نظام و سرکار انگلشیہ کے قرارداد ہوئے تھے اذ کو بلا کم و کاست بجالا رکھا۔

فرید و بجاہ بہادر کو تین ہزار روپیہ مانانہ کے عوض چار ہزار روپیہ مانانہ اور دس ہزار روپیہ کو جو تین تین ہزار روپیہ مانانہ پاتے تھے چھ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیر الملک اسطو جاہ بہادر نے سر دزگر میں ایک مینا بازار قائم کیا جس میں بتقریب ضیانت نواب سکندر جاہ بہادر بھی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار مذکور میں لکھو روپیہ تجارتی مال سودا گروں کے خرید کیا گیا اور اسی زمانہ میں جشن شمیمہ خانی کیو انجاہ بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفراناب کے ناتمام رہ گیا تھا ترتیب دیا گیا اور منجانب حصد پرنور دس ہزار روپیہ کی نقطہ مہندی بھیجی گئی تھی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۸ محرم ۱۱۹۱ء میں نواب شیراٹک ارسلو جاہ بہادر بخاری نے پہلا ہو کر آہٹہ ہی روز کے عرصہ میں انتقال کیا رحلت کے بعد راجہ رگھوتم راؤ پیکار مدارا لہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے انہیں دنوں میں سفیر انگریزی نے ہی امور سلطنت میں دخل دینا شروع کر دیا۔

سیر عالم کی وزارت کا حال آخر یکم ربیع الاول ۱۱۹۱ء میں سیر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے اذکو طلب فرما کر خلعت مدارا لہامی سے سرفراز کیا جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے پھر کبھی معاملات سلطنت میں دخل نہ دیا۔

۱۱۹۱ء میں سیر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جس میں بہت بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اوسے جشن سالگرہ میں میر جعفر علی خان بہادر و میر حسن علی خان بہادر کو جعفریہ داسد نواز جنگ اور تین تین ہزاری منصب در سالہ سواران صرف خاص اور نظام یار جنگ بہادر کو حسام الملک و محمد قمر الدین خان خوشنویس اور شہزادہ حضور کو اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری و رسالہ صرف خاص اور میر الدین خان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ سواران و خطابات مفرز سے سرفراز فرمایا۔

انہیں دنوں میں راجہ مہیت رام جو بہ سردگی چالیس ہزار فوج بچہ نواب غفر نواب سنداد شورش پداروں کے لیے روانہ ہوا تھا جب اطیب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت میں واپس آیا چونکہ ان دنوں میں خود غرضوں کے خلاف واقعہ محضی سے حضور کا مزاج مہد میں سیر عالم بہادر کی طرف سے مکر رہتا اس لیے موقع پا کر بطبع خدمت مدارا لہامی اور بی براگتختہ کر دیا بالآخر سرخم صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کر کے سیر عالم بہادر کی سفارش کی جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راز سرستہ کھل گیا اور راجہ مہیت رام شہر مدبر قلعہ سکر شاہ پور کے جانب روانہ کیا گیا اس نے وہاں پر فوج جمع کر کے سرکار سے مقابلہ کیا ادھر سے فوج انگریزی ملازمہ کا نظام

ہی اوسکی سرتابی کے لیے فوراً روانہ کی گئی آخر بعد جنگ دیکھا رفتل مسٹر گارڈن بہاگ نکلا اور بہادر اؤٹ فک کے لشکر میں جا گھسا اور راجہ بہت رام کی جگہ گونید بخش برادر راجہ چند لعل سرداری لشکر پر سرفرازی پائی۔ اسی زمانہ میں سینہ ہیا اور دالی برار سے انگریزوں کی لڑائی کے بعد بکھر اور راجہ بہت پور سے لڑائی پریش تھی جس سے مرہٹوں کا زور بل ٹوٹ گیا۔ انہیں دونوں میں میر عالم بہادر نے راجہ چند لعل کے لیے خدمت پیشکاری کے لیے تجویز کی مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ شیرال جو مختار دفتر مال و پیشدست میر عالم بہادر تھا اس نے اس تجویز سے باز رکھا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان میں چند لال کو سفیر مقرر کیا۔ اور جب راجہ سورج پرتاب مر گیا تو ۲۲ صفر ۱۱۸۱ء بروز چہارشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی۔

اور ۲۱ شوال ۱۱۸۳ء میں میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تھا خلق خدا کو بڑا صدمہ ہوا آخر اوسکی نعش میر مومن کے دائرہ میں دفن کی گئی۔

میر عالم بہادر نے اپنی وزارت میں مسافروں کے آرام کے لیے شہر حنیٹن مدراس سے لیکر اورنگ آباد و پونہ و ممبئی تک کے رستوں میں سرائیں بنوائیں اور دارالسلطنت حیدر آباد میں تالاب میر عالم حسین تین لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اب تک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنار رود موسیٰ اور منڈی میر عالم کی اب تک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے خدمت سرفرازی خدمت دیوانی نیز اسٹک بہادر دیوانی پراون کے داماد مینر اسٹک بہادر سرفرازی پائی

اور ۲۲ رمضان ۱۱۸۳ء میں دمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب میں شام سے پہرات تک ایسا ایک چھینے تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال میں جنونٹ بکھر ہی مر گیا اور پوسنے میں

ناقشہ شروع ہوا

ہندوستان کا قلع قمع اور ۱۸۵۹ء میں ہندوستان کے تمام ممالک محدود سرکار عالی میں

فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا ماحولہ دار کیا راستہ بند اور ہزاروں گائون بے چراغ ہو گئے
ہندوستان کے ایک لٹیری قوم تھی اور انکی بڑی جمعیتیں مدت سے ہندوستان اور ہندوستان کے
کی فوج کے چھپے چھپے مثل گیدڑوں کے رہا کرتی تھیں اور ان غارتگریوں کے دریا سے
زہد کے متصل کچھ زمین بھی پیدا کر لی تھی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور
خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ انکی طرفداری انگریزوں کے گویا ایک دبائے
عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راؤ پیشوا جو پونے میں رہتا تھا مرہٹوں کی اس سازش کا
کام سرخشا اور اپا صاحب راجہ ناکپور بھی اس میں شریک ہو گیا تھا۔

آخر شکر نظام اور شکر ملک صاحب سے فوج انگریزی اسناد ہندوستان کے لیے متوجہ ہوئے
انجام یہ ہوا کہ سینڈھیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد
آج تک گوالیار میں راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو ہندوستان کا سردار تھا اس نے بھی ہندوستان
ڈال دیا اسی سبب سے انکی اولاد اب تک ٹونک میں سندھوئی پر حکمران ہے مگر باجی راؤ
برسر مقابلہ ہوا اور پونے میں رزٹڈسنی کو مٹی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھ بہت دم
حم نہ رکھتا تھا اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں میدان جنگ سے ہٹا نکلا اور ہر چند کئی
مقاموں پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا آخر گدی سے اوتا را گیا اور اسکی ریاست سرکار
انگریزی کی عداوت میں شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجستھان کو
جو سیواچی کی نسل میں تھا دیدیا گیا۔

باجی راؤ کے مغلوب ہونے کے تھوڑے ہی روز بعد اپا صاحب نے ناکپور میں جو انگریز تھے ان پر
حملہ کیا مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا پھر چند روز بعد قید سے نکل نچا بکھر گیا اور

سکھو نہیں کچھ مدت تک بحالت گنہگار رہ کر مر گیا۔

جب امیر خان نے انگریزوں کی اطاعت قبول کر لی تو پہرہ اور پینڈہ اسے سردار ہی ایک ایک کر کے مغلوب و مطیع ہو گئے ان سرداروں میں جیتوب سے آخر مغلوب ہوا تھا اس نے ایک بار ہلکے کی فوج میں پناہ لی اور اس فوج نے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بابی کو اس شک پر کہ وہ انگریزوں کی طرفدار ہے قتل کر کے انگریزوں کے مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے ۱۸۵۷ء میں جہد پور کے میدان پر ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی اس میں فوج انگریزی فتح مند رہی اور ہلکے کی فوج کے مرہٹوں و پینڈہ اردن نے کامل شکست کھائی اسکے بعد ملہار راؤ ہلکے تو انگریزوں سے سب سیڑی اسے ری قاعدے پر عہد نامہ کر لیا اور جیتوب ہاک کر آوارہ پرتار ہا اور اسکا چہتا ٹوٹ گیا انجام یہ ہوا کہ ملک خاندیس میں اسیر گڑھ کے پاس جنگل میں اسکو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرہٹوں کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند میں سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا اور لیٹرون سے امن و چین ہو گیا۔

مبازرالدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی اور ۱۲۳۳ھ استر و ہون رمضان کو فیما بین مردان ہما را ہی نواب مبازرالدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک حیا ط پر مناقشہ ہو کر یہ نوبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی نے مبازرالدولہ کی حویلی پر چڑھائی کی اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ نواب مبازرالدولہ بہادر ایک مرد دل اور دجری تھے انہوں نے ہی انکا جواب دیا اور برابر نابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا میں ایک جشی افسر پٹن پر حملہ کیا اور اسکا کام تمام کر کے نوپ کو اولٹ دیا یہ خبر سنتے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چند دلال لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بھیجا کہ جلد یہاں سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مبازرالدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرمایا اور انکو مصلحت و وقت کے لحاظ سے قتلہ کو لکھنؤ

میں نظر بند کیا تو ہڑی مدت کے بعد پھر قلعہ سے نکال دیا اور جیل علیجاہ کی ادن کے لیے
مرحمت ہوئی۔

انہیں دونوں میں راجہ چند دلال بھٹاب مہاراجگی و علم و تقارہ اور منصب شش ہزاری چہ ہزار
سوار سے اسی کارگر: اری کے صلہ میں سرفراز ہوئے۔

ملاحظہ فرمائیے **۲۳۲** اور **۲۳۳** میں پانزدہم ذیحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر باغ
قدس میں رہنق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت و توپخانہ کو خط
اقدس داعلی سے گزرا نا چنانچہ بعد ملاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی۔

۲۳۴ میں **۲۳۵** میں اساک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی
اور دبا کا زور ہوا اس ہیفہ کے زور و شور میں ایک روز ہندو سوانک بنائے ہوئے پوجا
کرنیکے لیے دیول کو جا رہے تھے اور اون کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری و مرغ وغیرہ
تباہ لیکر بڑی دھوم دھام دھبھڑ بھاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گزرے
مکہ مسجد کے شہدوں نے انکا سب سامان پوجا لوٹ لیا اور ایک جہنڈا مکہ مسجد میں کھڑا کر دیا
ہندو اور مسلمانوں میں یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گئیں قریب تھا کہ تیغ و خنجر
سے کام لیا جائے مگر راجہ چند دلال کی ہمائش سے وہ فتنہ فرو ہو گیا۔

۲۳۶ میں **۲۳۷** میں **۲۳۸** میں **۲۳۹** میں **۲۴۰** میں **۲۴۱** میں **۲۴۲** میں **۲۴۳** میں
مہدیوں کی لڑائی کا حال
پہلے خنجل گورہ پر مہدیوں سے وصول زر قرضہ پر لڑائی
ہوئی حضرات مہدی مہدی نواب غفراناب خنجل گورہ میں آباد ہوئے نواب شمس الامراتیہ جنگ
بہادر کے علاقہ پانگاہ میں دس ہزار سوار حکم علی حضرت غفراناب مامور کئے گئے اور اون میں
دلدار خان مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی مہدی
دلدار خان حضور رس ہی تھا اور سالہ نواب شیر الملک بہادر میں ہی رفتہ رفتہ چار ہزار مہدی

افغان نوکر ہو گئے اور چنچل گورنہ ان کے تاجرون اور نوکر پیشہ سے خوب آباد ہو گیا اور
دادوستد کا سلسلہ بھی جاری ہوا انہیں لوگوں میں سے ایک پیرزادہ سلطان میان نامی
ارسطو جاہ کی سفارش سے دو ہزار سوار پیا دون کا سردار بنا اور محلات کٹک گری و گنگاوتی
اور سکوسر کار سے غنایت ہوئی اور بعد مدارالمہامی ارسطو جاہ بہادر میر عالم بہادر انکا ستار
چکسار ہوتا تھا بعد انتقال دلدار خان افغانان مہدویہ نے اپنا قرضہ سختی سے وصول کرنا شروع
کیا چنانچہ سلطان میان پیرزادے ہی قرضدار تھے ان سے اوسطی طرح معاملہ کیا گیا اور بری
طرح سے پیش آئے آخر ۲۰ رمضان ۱۲۳۸ بوقت شب سات شخص قوم سلیمان زری کے سلطان میان
پیرزادہ کے مکان پر آئے اور ان سے لڑنا شروع کر دیا پیرزادہ صاحب ہی اور پیر محمد کیا
اور طرفین سے چند جانیں ضائع ہوئیں۔ اس واقعہ کے بعد ۲۳۸ھ میں یسین خان فرزند دلدار
جمہدار نے ایک روز مشیر آباد میں ایک معلم سے کہا کہ ہمارا دین کیوں نہیں قبول کرتے ہو
مولوی عبدالکریم صاحب کی شہادت کا حال اس پر یہ دونوں مذہبی تکرار کرتے مولوی عبدالکریم صاحب

پاس مسجد جلو خانہ میر عالم بہادر میں حکو اب سنڈی میر عالم کہتے ہیں آئے اور یسین خان جمہدار
مہدویہ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ فضائل مہدی بیان فرمائیں مولوی صاحب فرمایا
کہ کس مہدی کے کیونکہ بقول تمہارے ایک مہدی ہیں جنکی مہدویت ہمارے نزدیک
غوث کو نہیں پہنچتی ہے اور دوسرے مہدوی وہ ہیں جنکا ظہور ہونے والا ہے یہ بات
سکر یسین خان کو مذہبی حرارت سے غصہ چڑھ آیا اور بجالت غضب کہنے لگا کہ ہمارے
مہدی سچے ہیں جو انکا قائل نہیں وہ برگشتہ مطلق ہے جب مولوی صاحب نے یسین خان کو آمادہ
بفساد دیکھا تو مسجد سے باہر چلے جانے کے لیے کہا اور لوگوں نے اسکو باہر کر دیا مگر اس
کشاکی میں اس کے کہیں پیشانی پر کھونچا گیا اور ایک درخت سے خون کے کچے پھونکے

وہ حوض جلو خانہ پر بیٹھ گیا اتنے میں ایک مہدی زادے کی نظر ادھر پڑی اور اسے
دیکھ کر اپنے ہم قوم میں خبر دی قریب شام بلا تعداد مہدی لوگ جلو خانہ میں بہر گئے
اور ہنگامہ مچا دیا چونکہ سلخ دینچہ ۱۲۳۲ھ رہی اور سیر الملک بہادر چہتہ میں علم ہوتا
کرنے چلے آئے تھے جب یہ سنا تو مہدیوں کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد خان
ان لوگوں کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے اتنے میں دائم خان بہادر اور حسن خان
بہادر محمداران مندوری اہل تشن ہی آگئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ
اس موقع پر یہاں سے اٹھ چلے مولوی صاحب نے کہا کہ جب میں مدینہ طیبہ میں مقیم تھا
جناب سلطان الالبینا صلعم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ اسے عبدالکریم توحید راہ
جاو مان تیری آرزو سے شہادت برائیگی لہذا میں یہاں سے اب اور کہیں نہیں
جاسکتا اور نہ اس مسجد کو چھوڑ سکتا۔ القضا غایت خان پرویزی پانی پر سوار تھا مسجد
میں گھسنے کا ارادہ کیا دائم خان اور حسن خان بہادر دونوں سے روک دیا اور کہا کہ یہاں
غایت خان تکو یہ مناسب نہیں ہے کہ مسجد میں فساد برپا کرو اگر فساد کرو گے تو
رکھو کہ قیامت تک فریقین میں تلوار چلتی رہے گی مولوی صاحب پر اس قدر ظلم کرنا
قرین مصلحت نہیں اور نہ یہ فعل جو افریدی میں داخل ہے لیکن غایت خان نے
نہ مانا آخر نیا مون سے تلواریں نکل پڑیں غایت خان مارا گیا اور دائم خان بھی
جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بھی سخت حملہ کیا اور خود بھی زخمی ہوا چودہ مہدی
زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے مہدی لوگ اندر گھس آئے اور بند و قون کا
فیر کیا تاج محمد خان اور ایک عرب عین غار سنت مغرب میں شہادت پائی اور
یسین خان اور مہدی زادے مولوی صاحب کی تلاش میں تھے اتنے میں مولوی صاحب نے

بہایت استقلال سے آواز دی کہ ادھر اُدھر ہریان میں بیان منظر وقت ہوں یہ سستی
 یسین خان مولوی صاحب کے سینہ بے کینہ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر سے اذکو شہید کر ڈالا
 اور اپنے چودہ مقتولوں کی لاشے اٹھا لگئے۔ اور سید نصرت عہدوی زادہ
 داروغہ ہرکارگان نے بہت جلد حضور میں جا کر اس واقعہ کو ظاہر کر کے عرض کیا
 کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مار گئے۔

دوسری محرم بروز چہار شنبہ سید نورالاولیا صاحب نے علماء دارالسلطنت کو اطلاع
 کہ ایک رکن رکنین مذہب سنت و جماعت کا ناحق خون ہو گیا جسکا اسناد فی الوقت
 نہ ہو سکا اس لئے جائز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جائے چونکہ
 ایک ایسا عالم جید اس طرح شہادت پا چکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بھی نوبت
 آنے والی ہے یہ سنتے ہی ذوالفقار خان بہادر شریعت پناہ بلدہ وقاضی شیخ
 حیات اللہ مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب کہ مسجد
 میں جمع ہو گئے اور بروز جمعہ جہاد کا وعظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چند دلال نے
 غوث خان حمیدار کی زبانی کہلا بھیجا کہ گو آپ صاحبوں کا جمع ہونا درست ہے
 مگر کہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد میں فراہمی کی
 صورت ہو اور ہم بھی آپ کے ہمراہ ہیں ان مختصر ایک لاکھ آدمیوں کا ہجوم ہو گیا
 اور ایک نشان محمدی بھی اسناد کیا گیا اب ہجوم عام و بلوہ عظیم میں کون کسکی
 سنتا تھا اور ہر عہدوی زادے بھی تیغ و بندوق و ساز و سامان جنگ جہادانہ مستعد
 ہو گئے اور ادھر سے نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر و صالح محمد خان
 و عبدالرحیم خان و پیر احمد خان و محمد خان گلیانی وغیرہ حمیدار بھی اٹھ کھڑے ہوئے

اور دروازہ یا قوت پورہ سے نکل چنچل گوڑہ جا پہنچے اور وقت فریقین سے گفتگو
 یہ ہوئی کہ مہدوی زادہ کیسین خان کے دینے پر رضا مند ہو گئے مگر دوسرے قصاص
 میں روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علی خان بہادر غفراناب کے عہد میں
 یہ لوگ ہمیشہ جنگ میں رہے تھے اب انکو ماتھے پر ماتھے رکھے ہوئے بیٹھا رہنا کب
 گوارا تھا قصہ کوتاہ لڑائی چھڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے
 لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کر دیا اور خود بھی زخم اٹھا کر
 شہید ہوا پھر سبرہ میان بہانجہ منصور خان نے مہدیون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی
 ایک مہدیون کے خود بھی شہید ہو گیا منصور خان نے بھی بہت سے مہدوی زادوں
 کو قتل کر کے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بگ ولایتی نے بھی مہدوی زادوں
 کو بے تیغ کر کے خود بھی شہید ہوا محمد خان گلپانی اور غلام جلیانی خان مرزند
 کنو میان جمہدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی قصہ نے سیکڑوں لاشیں میدان جنگ میں
 گرا دیں اور خود زندہ رہا اس عرصہ میں جمعیت عرب بھی آپہنچی اور انہوں نے بھی
 مہدیون کو نشانہ بذوق بنالیا بچارے اکثر مہدوی زادے میدان لڑائی سے
 نکل اپنے اپنے گھروں میں جا کر پناہ لی اور رات بھی ہو گئی تھی لیکن اتنے میں اس اُقم
 کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے گوشزد ہوئی وہ فوجاً غضب سلطانی جو شش زن ہوا آدھی رات
 گزری تھی کہ بنام راجہ چند دلال حکم صادر ہوا کہ مٹا جمعیت انگریزی مقیمہ لوال کو حکم
 دیا جائے کہ وہ فی الفور اگر چنچل گوڑہ کو صبح تک خاک میں ملا دیں چونکہ راجہ چند دلال
 بھی مہدوی زادوں سے وابستہ تھا اس لئے ہوا تھا فوراً حکم کی تعمیل کنگلی چار ہزار فوج متوجہ
 انگریزی و مارٹل صاحب دارشن صاحب کلیل سرکاری و سدرین صاحب بے تھیل تمام اگر چنچل گوڑہ

کو کھیر لیا اور حکم کے منظر سے کہ صبح کو باغیون نے ہتھیار ڈال دیے بالآخر اچھڑ دلا
 کی سفارش پر انکی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم مہدی
 شہر سے پٹے جائیں چنانچہ کچھ تو بجائے کر نول اور کچھ ہندوستان کی طرف اور بعض غریب
 دیہاتوں میں جا بسے اور جب چنل گوڑہ مہدی زادوں سے بالکل خالی ہو گیا اور انکا
 خاطر خواہ اخراج ہو چکا تو شاہ یار انکے بہادر کو معہ پٹن کے چنل گوڑہ میں رہنے کے
 لیے حکم دیا گیا صرف سلطان میان کے فرزند محمد صاحب میان اور کرار نواز خان بہادر
 جو تعلقات گنگا دتی وندرک میں تھے یہ دونوں سردار قوم شریک بغاوت نہ باقی رہ گئے
 شہادت عزت یار خان مہدی وندرک کا حال اور شاہ یار عزت یار خان بہادر صدر الصدور اور
 صاحب دست سرکار و طبیب تھے اثنار راہ چار کمان میں چار مہدیوں نے بغض دکھانے
 کے بہانے سے قریب جا کر انکو جد بڑے شہید کیا ایک اونچین سے نکل گیا اور باقی
 تین راستے میں بھاگ رہے تھے اور جب بہار الدولہ صاحبزادے کے دروازہ پر سے
 گذرے ان تینوں کا کام تمام کر دیا گیا۔ یہ خبر سنکر نواب سکندر جاہ بہادر طالب الدولہ
 حسن علیخان بہادر کو نوال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہاں کہیں مہدی پائے جائیں
 گرفتار کئے جائیں اور آئندہ کے لیے بندوبست کر دیا جائے کہ آنے نہیں پائیں۔

لطیف

راجہ چند داخل کو اکثر شعرو سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چند نامی کچنی جو بہت بڑی
 مالدار اور صاحب طبل و علم تھی ماہ تقابائی خطاب تھا حاضر جوابی میں لاجواب تھی اور
 موزونیت طباطبائی میں زبانزد خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چند دلال نے مطلع پڑھا

ہو چین کہاں سے مری آنکھ لڑی ہے

ملنے کی بجوی تو بتا کون گھڑی ہے

چندانے فی البدیہہ جواب دیا ۔

پہلے ہی سے چلا کے مرید لکھوستان	اسے مرغِ سحر چپ ہوا ہی رات بڑی
وفاتِ حسرت آیات نواب سکندر جاہ بہادر	المختصر این واقعات کے دو سال بعد نواب
<p>سکندر جاہ بہادر کی ایک صاحبزادیکا انتقال ہو گیا جس سے آپ کو محبت زیادہ تھی اور اسی اشتدادِ غم میں آپکا مزاج جادہ اعتدال سے منحرف ہو گیا آخر ایسے رعایا پرورد رحمدل رئیس کو بیماری نے آگھیر ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھ سودمند نہ ہوا ۶۲۱ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہ کر، اذی قعدہ ۱۲۴۲ ہجری بروز جمعہ انتقال ہوا خلقِ خدا میں ایک شورِ عظیم مگر یہ دیکھا کا تھا آخر صحنِ مکہ مسجد میں دفن کئے گئے آپکا مزار پُرانوار آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو میں ہے۔</p>	

تاریخِ رحلت

چون سکندر جاہ از آفاق رخت بر کشیدم آہ گفتم سال او کرد شاہِ دکن زد ہمسہ کنار	ہر مکان شد از غمش بیتِ احزن راہی فردوس شد شاہِ دکن در ہزار دود و صد و چیل چہار
<p>آپ کے صاحبزادگان ملکہ اقبال سے سب میں بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیر الدین علیجاہ بہادر مصمم الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارز الدولہ اور چوتھے میر تغفل علیخان بہادر میر بادشاہ پانچویں نواب میر تہور علیخان بہادر منور الدولہ اور چھٹے نواب میر ذوالفقار علیخان بہادر ساتویں نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھویں نواب میر ذوالفقار علیخان بہادر نونین نواب میر فتح علیخان بہادر مظفر الدولہ تھے اور آٹھویں صاحبزادیاں</p>	

ان سب میں سے بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے نواب فرخندہ علی خان
بہادر ناصرالدولہ جو سب سے بڑے دنیا دار عالم دینی تھے سریر آرائی دولت آصفیہ ہو
جنگا ذکر خیر و حال سلطنت یہ یہ ناظرین ہے۔

ذکر خیر سریر آرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علی خان بہادر
ناصرالدولہ آصفیہ اربع خلدائے ملکہ و دولۃ

آپ شہزادہ بین پید ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اسی وقت راجہ چندو لال
نے آپ کے نام سے منادی کر دادی اور بعد زیارت خود بدولت سریر آرائی دولت
آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس نمینت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت و اعیان
سلطنت و سفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب میر ملک بہادر اور نواب
شمس الامرا بہادر دراجہ چندو لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیدنس سرکار انگریزیہ نے
نذیرین پیش کین اور ایک جدید عہد نامہ حسب عہد نامہ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار و سرکار
دولت مدار مرتب ہوا۔

ابنیں دنون مملکت دکن میں خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دو سال تک قحط راجا منجا
حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کی جائے اور غلہ کے بیج بچانے
اور مہیا رکھنے کے لئے بندوبست کامل کیا جائے۔

اور خود بدولت بفرغ سیر و شکار سرور و نظام مکر و قلعہ محمد نگر کی طرف مع محلات شاہی
و خدم و حشم متوجہ ہوئے۔

شہزادہ بین بروز عید انقضاء دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت و اعیان سلطنت نے
نذیرین پیش کین و عظمت و جایزہ سے سرفراز ہوئے۔

اور بعد برخاست دربار شاہی چند سپاہی ہمارائیان محمد صاحب میان خلف نواب سلطان شاہ
صف شکن جنگ دیوان عام میں آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میان کو روکا اور قہر توڑا
کے خواستگار ہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود سوار سپاہیوں کی حق منک
شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور ۱۲۶۶ء میں پل چادر گھاٹ بحکم نواب ناصرالدولہ بہادر تیار ہوا۔ تخمیناً چالیس ہزار کا صرفہ ہوا۔

تاریخ بنیال

ناصرالدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدلیش کے نزدیک گاہ
شد چو حکمش بہ راجہ چند و لعل	زود سازند پل بہ شام و گاہ
باسر عقل سحر اسٹورٹ	پل بنا کر سشل مہر و ماہ

مبارز الدولہ کی شورش
انہیں دنوں میں نواب مبارز الدولہ بہادر نے چند روز پیشتر
روہیلون کی جمعیت نوکر رکھی تھی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہ ہوئی مرشد
بہادر نے چاہا کہ کارپردازان سرکار کو توجہ دلا کر متنبہ کروں چنانچہ اسی بنا پر کچھ شورش
مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ محمد نگر میں بروا کر دیا پھر دو سال
کے بعد اپنے مسکن و مقام پر بحصول اجازت سلطانی واپس آ گئے۔

۱۲۶۶ء میں موسیٰ ندی کو طغیانی ہوئی اور فیصل بازوئے پل قدیم شکست ہو گئی بازار گہنی و
حوض چار محل و بازار سدھی غنیر وغیرہ بہہ گیا۔ اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور تقریب
جشن سالگرہ راجہ چند دلال کو راجا یان راجہ خطاب ہوا اور شش ہزاری پنجن ہزار سوار و جاگیر
منصب سے سرفرازی ہوئی۔ علی ہذا اور امراء دولت بھی آصفیہ خطابات و مناصب سے
مستفخر ہوئے۔

سکھ اور عربوں کی لڑائی کا حال | شکستہ میں مابین سپاہیان جمعیت عرب اور سکھوں کے خونریز لڑائی ہوئی اسکا قصہ یوں ہے کہ عبدالقدیر بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد عباد بریار جنگ بہادر محمداران عرب کے علاقہ میں اور دو ہزار جوانان عرب تازہ وارد کی بہرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکھوں کو ناگوار گذرا چونکہ اونکو اپنی سپہ گری پر گہنڈ تھا ہر ایک کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تھے عربوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ایک روز اپنے غور میں آکر جلو خانہ راجہ چندو لال میں عربوں سے باتیں و خنجر مقابلہ کیا عرب تو ایک بکے پٹے اور دانشمند ہیں اکیسار کچھ تھوڑے ہی سے سکھوں کے قتل پر اکتفا کر کے خاموش ہو رہے مگر سکھوں نے جب پھر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکھوں کی خوب ہی خبر لی کم و بیش دوسو جوانان سکھ کا سر کاٹ اور بال پتوں کے شہر میں تشہیر کر کے انکا ساز و سامان لوٹ لیا ہمارا راجہ چندو لال نے اپنی بزدلی دیکھ کر موقوفی کا حکم دیا حضور سلطانی سے بھی سکھوں پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کر دیئے جائیں چنانچہ سکھوں نے اپنی بود و باش انت گری میں اختیار کر لی اور اب تک بھی چند سکھوں کے مکان انت گری میں موجود ہیں۔

اس واقعہ کے بعد عربوں کا زور و شور شروع ہو گیا ان لوگوں نے سلسلہ ملازمت کے علاوہ داد و ستد کا طریقہ جاری کر دیا اور زبرد قرض کے وصول کرنے میں سختیاں شروع کیں جسکی سختی کا کوئی تحمل نہیں ہو سکتا تھا سیکڑوں روپیہ کے مالک اور لاکھوں روپیہ کی جاگیر و مقطوعہ جات پر قابض ہو گئے اور بھید سود سے نفع اٹھایا اور ایک ایک جوان عرب دو دو تین تین جگہ پر مامور ہو کر تنخواہ پانے لگا۔

۱۲۵۱ء میں راجہ چندو لال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر فرزند راجہ دہراج کی

شادی کا جشن ترتیب دیا اور اس تقریب میں حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بھی ضیاء قنار میں
افروز ہو کر باغیان جلسہ کو معزز اور ممتاز فرمایا۔

جوانانِ لہین روہیلوں و عربوں کا مناشہ [انہیں دونوں میں جوانانِ لہین و روہیلوں کے
درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اسکی یہ ہوئی کہ ایک روہیلہ کا رروان میں ایک دوکان پر
غلہ لے رہا تھا اتنے میں کہیں ایک جوان لہین کا بھی غلہ خریدنے آ نکلا ان دونوں
سپاہیوں میں تکرار ہو گئی اور دونوں زخمی ہوئے یہ حال دیکھ کر دونوں طرف کے لوگ
جمع ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی ادھر غلام حسین کندان لہین زخم کھا کر گہرا آیا اور پچاس
جوانانِ لہین اس کے مار گئے اس نے بیس ہزار جوانانِ لہین فراہم کر کے مع توپخانہ
دروازہ پل قدیم کے باہر مستعد پورہ اور کاروان تک فوج کو مجا دیا۔ ادھر روہیلہ ہی کم
سے کم چار ہزار جمعیت روہیلوں سے جمع ہو کر شاہ شبلی صاحب کی درگاہ اور ہاڑیوں
میں مورچے قائم کر کے مستعد جنگ ہو گئے قریب تھا کہ معرکہ جنگ گرم ہو یہ سُنستے ہی
راجہ چند دلال نے سردارانِ عرب مثل عبداللہ بن علی بدر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی
سیر یاہ جنگ کو مقامِ معرکہ پر روانہ کر دیا اور ان دونوں سرداروں نے فریقین میں صلح کرادی
اس فتنہ کا یوں خاتمہ ہو گیا اس کے ایک سال بعد ۱۲۵۲ھ میں روہیلوں اور عربوں کے
درمیان صورتِ فتنہ واقع ہو کر ہردو فریق باہم لڑ مریے تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک
روز حسین یاہ جنگ کے مکان پر ایک عرب اور ایک روہیلہ اپنا قرض مانگتے آئے
ان دونوں میں تکرار سے تلوار کی نوبت پہنچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑ کر
قتل ہوئے اس کے ساتھ ہی شہر میں ہنگامہ مچ گیا اور بہت سے عرب روہیلوں کے
ہاتھ سے ہلاک ہوئے بالآخر سردارانِ عرب نے راجہ چند دلال کو ایک معقول رقم نذرانہ

دیکر روہیلون کو شہر بدر کروادیا چنانچہ یہ لوگ دیہاتوں میں جا کر زمینداروں کی نوکری اختیار کر لی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آنے ہی نہیں پاتا ہوا اگر کوئی بھولا بھٹکا آ بھی گیا تو فوراً بذریعہ سپرد روانہ کر دیا جاتا ہے۔

اہل حدیث دکن میں آئینکا حال ۱۲۵۵ھ میں مملکت دکن میں اہل حدیث آ گئے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب جو طریقہ بنویہ کے زندہ کر نوالے تھے جب شہر سنگد والی پنجاب سے لڑ کر شہید ہو گئے تو انہیں کے خلفا ملک ہندوستان میں منتشر ہو کر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ انداز دہی وجہ سے افراط و تفریط ہوئی تھی اوسکو بتاتے اور تارکیوں سے نکالتے پھرتے تھے جبکہ اصلی منشا یہ تھا کہ حکومت اسلام اور اس پاک مقدس دین میں جو دنیا پرستوں کی بدولت نواح خرابیاں واقع ہو گئیں ہوں رفع کیجائے اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جسکی نہر سلطان ^{علاہیہ} صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل و جگر میں جوش مائے

پناہ انہیں کے خلفاؤں میں سے دو شخص ایک مولوی ولایت علی صاحب اور دوسرے مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد میں آئے اور احادیث کے ترجمے و رسالہ کے ذریعہ سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کر دیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا خطاب دیا۔ آخر مولوی عنایت علی صاحب تو اور کہیں چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب مرشد زاد نواب مبارک الدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کر لی اور اذہکی طبیعت کو کمزوری اور ذہنی خیالوں سے پھیر دیا مرشد زاد بہادر بھی علم و دست تھے اس لیے ان کے پوری مطیع ہو گئے اور مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جان کر حقیقہ بذریعہ خطوط اپنے ہم خیالوں کو جو دہلی پشاور۔ لاہور۔ مدراس۔ بمبئی۔ سورت میں اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دو لاکھ آدمی

اتحاد کا اندازہ تھا اوکو خط لکھ چکا کہ ایک خاص تیارخ میں تمامی قلعہ دہندہ رستان میں ایک بارگی
آتش فتنہ مشتعل کر دین اور ہر جگہ تیغ و خنجر سے کام لین چنانچہ نواب غلام رسول خان دالی قمرنگر
کرنول نے بھی گیارہ سو ضرب توپ تیار کر لی اور ایک لاکھ روپیہ کا گولہ بارت فراہم کر لیا
مگر یہ تدبیر پیش رفت نہ ہوئی راز کھل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مہربانی دستیاب ہو گئی
اور صاحبانِ انگریزی بی بی سے حسین ساگر میں آگئے فوراً ایمر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزڈینٹ
سرکار انگریزی نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اسکا مفضل حال عرض کیا یہ سنکر نواب صراحدولہ
بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے جمعیت سرکار عالی نے
سباز رالدولہ بہادر کو قلعہ گو لکنڈہ میں نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب معاہدے کرنے کے
قید کئے گئے۔

قلعہ قمع قمرنگر کرنول اس انتظام کے بعد دفعتاً کڑپہ سے انگریزی پٹن کرنول پر چڑھی
اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نواب نے قلعہ خالی کر کے قریب ٹھسہ
جوانانِ عرب و روہیلہ کی جمعیت زیرہ پیٹھ میں جا بیٹھے فوج انگریزی نے اوپر توپوں کے
گولے ادا کرے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو
گرفتار کر لیا اور سواری میاں چا پٹن لیجا رہے تھے کہ راستہ میں مذہبی گفتگو پر نواب نے گالی
دی اسپر اوکو دین جدھر سے قتل کر ڈالا اور انکا تمام مال و سبب سرکار انگریز نے ضبط او
اٹھا رہ لاکھ روپیہ محاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کر لیا اور اون کے پس ماندوں کے
لیے کس قدر روزیہ مقرر کر دیا۔

اس ذرا سی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چوٹی سی سلطنتِ اسلامیہ کا منہ تھا اس طرح
صاحبانِ انگریز کے تسلط میں چلا گیا اور نواب کے فرزند بامید سرفرازی ریاستِ ولہیفہ لینے پر

رضا مند ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادیوں کی شادی سلسلہ میں بڑی دہرم
دوام سے ہوئیں۔

انتقال نواب میر اسلمک بہادر اور اسی سال میں نواب میر اسلمک بہادر مدارالمہام سرکار عالی
پچیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال کیا جنکا قرضہ سرکار عالی نے ادا فرمایا مگر اوکی جائداد
تالاب میر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کر لگئی اور سیدر جاگیر پر درشن خان
کے بیٹے چوڑوی گئی چونکہ اس زمانہ میں اوکی خاندان کے سردار سراج اسلمک فرزند نواب
میر اسلمک بہادر صغیر السن تھے اس لیے سلسلہ میں نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد
نواب سراج اسلمک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براجمہ چند لال بعد وفات میر اسلمک بہادر کے راجہ چند لال بہادر نے

مدارالمہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدارالمہامی عمل میں لائے
راجہ چند لال کی خیرات ایک زبانزد خلایق ہے ہر روز دو ہزار روپیہ ہر مہینے کے دن
نہ شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہیں دیا جاتا تھا اور گوکل اشمنی کے ہوا میں ایک
لاکھ روپیہ صرف کیا جاتا تھا علاوہ برین جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرنا تھا
سور روپیہ سے کم ماہوار نہیں ہوتی ہتی چنانچہ انہیں کارروائیوں سے بہت لوگوں نے
سلسلہ عازمت پیدا کر لیا مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہوتا تھا کہ اذکی تختہ انہیں ماہ ماہ نہیں
ملتی تھیں اور ملک کا انتظام گتہ داری پر محمول تھا۔ العقبہ ان کے عہد وزارت میں داد
ودہش کا بازار گرم تھا اور انتظام مملکت و صرفہ خزانہ شاہی انہیں کے اختیار میں تھا انہیں سب سے
چند لال کا حیدر آباد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور منصبہ اراں دولت کی ماہوار
نہیں تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چند لال کو معزول کر دیا۔ اور راجہ چند لال نے

۱۲۶۱ء میں اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادہ تاریخ یہ کہا ہے

سخی داتا گیا دینا سے اب باے

اور سراج الکک کو دارالمہام کیا پھر نواب ایمر کبیر شمس الامرا بہادر اور ارون کے بعد اجڑم پھر دوبارہ سراج الکک کو دیوانی سے سرفزاری بخشی۔

۱۲۶۲ء بمیسوین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام عشرہ محرم میں واقع ہوا ہے اگر اہل ہنود رسوم دسہرہ اور استادگی جہنڈہ وغیرہ عاشو میں کرینگے تو احتمال فتنہ و فساد کا درمیان اہل اسلام اور ہنود کے ضرور ہے اس سبب تمامی ہنود کو بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ میں جہنڈے وغیرہ کھڑا کرنا موقوف رکھیں اور بعد گزرنے ایام عشرہ ۱۵ محرم ۱۲۶۲ء کو رسوم دسہرہ عمل میں لائیں۔ اگر کوئی اقوام ہنود سے باوجود جاری ہونے اشتہار ہذا کے خلاف کریگا تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب میں تاکید فرمید جانکر موجب اس حکم کے عمل کریں۔

شیعہ دشمنی کی لڑائی کا حال و مغزولی کو تو ال اور طالب الدولہ حسن علی خان کے عہد تو

اور نواب سراج الکک بہادر کی وزارت میں شیعہ دشمنی میں مذہبی امورات پر تکرار واقع ہوئی تو فریقین میں سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ مرزا عباس شالی بندے پر اور کالے نواب میر صلابت علی کے مکان میں جو چادر گھاٹ کے پل کے قریب تھے مار گئے اور ارون کے مکانوں کو آگ لگا دی گئی اور بہت سال و اسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علی خان کو تو ال شہر کو مغزول فرما کر محمد وزیر کو کو تو ال شہر امور کے حکم دیا کہ جلد تر اس ننگا سے کا بند و بست کر دیا جائے تا اہمیت خلق اللہ میں خلل واقع نہو۔ اور نواب سراج الکک کی عہد وزارت میں بہ سبب باقی

ملک بڑا دیکھ جانے کا حال رہا جس نے تنخواہ افواج کنٹنٹ کی حسب طلبہ لارڈ ورنلی

گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً سالانہ پچاس لاکھ روپیہ محاصل کا ملک بڑا زر خیر بطور مافی اس شرط پر سرکار انگریزی کے تفویض کیا گیا بعد وضع اخراجات کے باقی رقم سرکار نظام کے خزانہ عامرہ میں داخل ہوا کرے۔

اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد آخر ۱۸۶۹ء میں نواب سراج الملک بہادر بھی اس جہان فانی کو چھوڑ کر ملک عقیقی کا راستہ لیا۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک اور ان کے انتقال کے بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے ادن کے بھتیجے میر نواب علی جان بہادر سالانہ جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اس وزیر ارسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت میں سب سے پہلے عربوں کا زور ٹوڑنا شروع کیا اور جھکے قبضہ میں ملک کی بڑی آمدنی تھی اس کے کمانے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکھ روپیہ کا علاقہ عمر بن عوض سے مسترد کر لیا گیا اور عربوں کا قرضہ ادا کر کے پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت میں چالیس لاکھ روپیہ کی مالگزاری کا ملک مرہونہ چھڑا لیا گیا اور دوسرا نفر جمعیت عرب و روہیلوں میں تخفیف کر دیئے گئے۔

اسی سال بونج کنٹنٹ کلر نظام و ہیلو کی سرکشی کے دفع کرنے کو اور ایک ہزار بونج معہ توپ خانہ کو مالکی سرکوبی کے لیے مامور ہوئی۔

اس سال میں قحط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے ہڈ و بست کیا گیا اور اس کی طریقہ گتہ داری کا عمل برقوق کیا گیا اور شیخ مالگزاری کے لیے امانت و دیانت دار اہلکار مقرر کئے گئے۔

۱۸۷۲ء میں ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بھی زیادہ بڑھ گیا

اسی سالین برودہ فردشی کا طریقہ بند کر دیا گیا۔

المختصر نواب ناصر الدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شعبان میں تشریف فرما سے سرور گھر ہوئے
 دفعتاً ۲۲ ماہ مذکور کو بعارضہ اسہال علیل ہو گئے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر
 ۲۸ ماہ مذکور کو سرور گھر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج میں بدرجہ کمال صفت تھا اثنائے راہ
 میں میانہ سواری لمحہ لمحہ اوتار تے ہوئے داخل محضرے شاہی ہوئے بیماری کا دہی حال
 رات ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۸۷ء چار گھنٹہ رات گزری تھی کہ اس جہان فانی
 سے رحلت فرمائی ۶۶ سال چند ماہ کی عمر پائی ۳۸ سال دس ماہ پانچ روز حکمران ریاست رہے
 یہ رئیس بڑے دیندار خدا پرست پرہیزگار متقی عالم و عادل تھے آپ نے اپنی ساری عمر میں
 انگریزی کیٹر کسی قسم کا نہیں پہنا۔ اور جب بزرگان دین کی زیارت کے لیے سواری جایا کرتی
 تھی بعد از نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو رو پیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے آتے
 تھے جنگی وفات کا صدمہ عظیم رعایا و اہل ملک کو پہونچا شہر میں گہرام مچ گیا آخر بعد ازاں جنازہ
 صحن کبیر مسجد دارالسلطنت حیدرآباد میں دفن کیا گیا۔ چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض
 عارف کامل و شاعر حق گفتار نے جو تاریخ وفات نواب ناصر الدولہ غفران منزل کہی ہے وہ
 یہیہ ناظرین ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

دین دیر خراب آباد بے بنیاد عالم کش	قتنا گردید روز سے بار باب ناصر الدولہ
جہانی گشت محزون زنا انتقال آنجناب پور	اجل شدہ طر قو گو در رکاب ناصر الدولہ
چو بر باب آنجناب آمدنش ای فیض ضوان	بجلد لم یزل آمد جناب ناصر الدولہ

اور آنجناب کی اولاد میں سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر فضل الدولہ بہادر میں جنکا ذکر

خیر آئندہ ہونے والا ہے۔ اور دوم نواب میر جہانگیر علی خان بہادر روشن الدولہ تیسرے

ذکر خیر سریر آراءے نواب میر شہنشاہ علی خان بہادر فضل الدولہ
آصف جاہ خامس خلد افندہ مکہ دہ

نواب فضل الدولہ بہادر سلج ربیع الاول ۱۲۱۱ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۲ رمضان
۱۲۱۱ھ بروز جمعہ شنبہ سریر آراءے دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکان دولت
واعیان سلطنت و امراء عظام و راجہ مہاراجہ و ڈیوڈس صاحب وزینٹ دولت گلشنیہ
معہ چند نامور انگریزی عہدہ دار حاضر دربار شاہی ہوئے۔

نواب سر سالار جنگ مارالمہام سرکار کا راجہ راجا جان مہاراجہ نذر پشاد بنیرہ راجہ
چند دلال اور امراءے دولت و ارکان سلطنت و وزینٹ صاحب بہادر کی نذرین گذرین
اور ہر ایک مورد الطاف خسرانینہ ہو کر دربار برخواست ہوا۔

نواب فضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور چھتر اشخاص
بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جامعین مولود
خانون کی اور پانچزار جوانان علی غول کے جدید امور فرمائے۔

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد
ختم شیرینی تقسیم ہوتی تھی اور خود بہ دولت ہی کبھی کبھی ختم قرآن میں تشریف لاکر شریک
رہا کرتے تھے اور کیکو تعلیم کے لیے اٹھنے کا حکم نہ تھا۔ غرض کہ نواب فضل الدولہ بہادر بڑے
جید عالم اور خدا پرست دیندار کے موجد خداترس درویش دوست اور علماء و فضلاء دور
و حفاظ کی بڑی توفیر و تندر کرتے تھے درویشوں اور حاجتمندوں کے ساتھ ایسا سلوک
فرمایا کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنا دیا جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کروا کے حاجیوں کے

لیے وقف فرمایا سخی رحیم اور فیاضی کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اسکا دامن
نزد وجہا ہر سے پرویا جاتا تھا۔

اور لہو و لعب سے بالکل پرہیز تھا چنانچہ حکم دیا کہ تمامی کھال خانہ شہر بدر کر دیے جائیں
اور کوئی خرید و فروخت سینہ ہی در شراب شہر میں کرنے پائے جسکا رواج آتھک چل
آرا ہے اور ترمیم چار کمان کیلئے حکم ہوا اور کہ مسجد کا صحن جو چوسنے کا تھا سنگ بست
کر دیا گیا اور محل مبارک میں عمدہ عمدہ مکانات خوش وضع بنائے گئے اور ایک چومعدہ
چاروں طرف چار مکان سہمی بہ آفتاب محل و تہنیت محل و فضل محل بہت ہی
خوشا طیار ہوئے جن میں لاکھوں روپیہ کے شیشے آلات و جہاز کالچ وغیرہ سے آراستہ ہوئے
اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکھ روپیہ خیرات میں صرف کیا جاتا تھا اور ہر وہ از وہم شریف
دیا ز وہم شریف دماہ صیام میں بریانی کی دلیکین باورچی خانہ شاہی سے مسجد و درگاہوں
میں روانہ کیجا تین میں چنانچہ آجک یہی سمول جاری ہے۔ نواب فضل الدولہ بہادر کے
جود و سخا اور عدل و کرم و فضائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا میں پہلے ہی ہوئے
ناظرین کو دیا گیا ہے۔

نواب فضل الدولہ بہادر کی اد امل تخت نشینی کا د
زمانہ تھا جس میں بوجہ غدر ہندوستان انگریزوں

مفسدہ کی اسباب اور اسکا خلاصہ اور سرکار
نظام کی وفاداری دولت انگلشیہ کے تہ

کے اوپر چاروں طرف سے آفت برپا تھی اقلیم ہندوستان کی فوجیں بدل گئیں جن میں چار
اس زمانہ کا نشان تک نہ تھا تار توٹ گیا ڈاک و ریل اسٹ گئی جسکی لاشی اسکی بھینس کا مٹا
تھا قتل و غارت ہو رہا تھا دنیا عالم تاریکی میں بھنسی ہوئی تھی لگتہ صد مقام سے لیکر دلی
نفاذت شدت تمام پھیلی ہوئی تھی لکھنؤ اور دہلی با عینوں کے بہاری مرکز تھے۔

خلاصہ اس بناوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد طشت از بام ہو کر پھیل گئی کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤں اور نوابوں کو میدانِ کر کے ہندوستان کو اپنی عہداری میں شامل کر لے۔

اور دوسرے یہ عذریہ ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب مذہب کو بگاڑ دے۔

باتفاق زمانہ ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۷ھ کے شروع میں ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی ریل بند تین ہی مہینے میں ان کے کارتوس کو بند و قون میں پہرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے چکنا نا ضرور ہوتا تھا معذہ پر داذون نے اس امر کو ایک بڑی محبت گردان کر یہ ظاہر کیا کہ ان کارتوسوں میں سوراخ گائے کی چربی لگی ہے۔ جس سے ہندو اور مسلمان دونوں کا ایمان جاتا رہے گا۔

غز مکتہ اول اول میرٹھ کی چپا دنی میں ایک نہایت خوفناک معذہ برپا ہوا اور پیراناٹا سارے ہندوستان اور اس پاس کے صوبوں میں پھیل گیا اس فساد کے بڑے واقعات یہ ہیں۔

پہلے میرٹھ دہلی کا پور اور اور مقامات میں باہ مئی و جون جولائی ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں عذر چھا اور ہندوستانی سپاہیوں کے ہاتھ سے فرنگیوں کے زن بچے تک کا قتل ہونا دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخر کار ستمبر ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں فوج انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر ہلا کر کے اسکو فتح کرنا۔

سوم لکھنؤ میں جو انگریز تھے انکا اپنی پناہ گاہ کو بچا سے رکھنا۔

اور پھر جنرل ہیولیٹ اور اوٹیم کے ماتحت ستمبر ۱۷۵۷ء میں فوج انگریزی کا اودن کی مدد کو پہونچنا۔

چارم سرکائن کبل سبکو پیچھے لارڈ گلڈ خطاب ملا اس کے تحت فوج انگریزی کا دوسرا مرتبہ لکھنؤ کے انگریزوں کی مدد کے لیے جانا اور آخر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۸۵۷ء میں اور وہ اور اس کے اس کے اضلاع میں بغاوت کا بالکل ٹٹ جانا۔

پنجم ۱۸۵۷ء کے شروع میں سر ہیوز کے معرکہ آرا یون سے وسط ہند کا باغیوں سے کپ ہو جانا معنوی کے وقت جو انگریز اس ملک میں متفرق موجود تھے وہ باغیوں کی تعداد کے مقابلہ میں بہت ہی ہلکے تھے لیکن ان کے تدارک کے معنوی کی تاریخ کو بڑی زمینت حاصل اور انہیں ایام میں گورنر جی نے رزولوشن حیدرآباد کو لکھا کہ دہلی باغیوں نے فتح کر لی اور سیکرٹری انگریز قتل و برباد ہو گئے اور اس وقت مصیبت میں اگر سرکار نظام کی طرف سے اُمید و نادرستی ہوئی تو ہم لوگوں کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہے۔

گورنمنٹ ہند اور رزولوشن حیدرآباد کرنل دیوڈسن نے اس امر کو پورے طور سے تسلیم کر لیا تھا کہ اگر حضور نظام نے ذرا ہی حرکت کی یعنی اسے وقت میں انگریزوں سے مخالفت کی تو پھر انگریز قبضہ بالکل جاتا رہ گیا چنانچہ اس وقت مراسلات جو درمیان رزولوشن اور گورنمنٹ ہند کے ہوئے شاید حال ہیں۔

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزوں کی طرفاری میں قدم بڑھایا اور ملکی جان مال و آبرو کی حفاظت و حمایت دولت انگریز کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ کنشٹنٹ نظام سرزمین ہند و گوالیار اور قلعہ کاپی وغیرہ ملک مالوہ پر پہنچی اور چند محرف راجگان ہند کی سرتابی کر کے اپنی فہمندی کا نفاذ بچایا اور بڑی خیر خواہی و ثابت قدمی سے جنگ و پیکار کر کے شعلہ فتنہ و فساد کو سرد کر دیا۔

اور اسی زمانہ غدر و خوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنوں کی خیر خواہی و سرکار انگریز

کی دغا داری و ثابست قدمی میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں کہا گیا اگرچہ دارالسلطنت حیدرآباد میں بھی چند مفسدہ اندیش کوٹھی رزیدنی پر حملہ کئے تھے مگر تاب آشکاری دلا کر بہاگ کہڑ ہوئے چنانچہ طرہ باز خان اور علاء الدین گرفتار کر لی گئے طرہ باز خان نے تو اسی زمانہ میں قید حیات سے نجات پائی اور علاء الدین دربار شور کی سزا پائی۔

زمانہ بغاوت ہندوستان کے حال میں جہان ایسے ایسے عمدہ دھپ تذکرہ کے سُسنے سے دھوکو لکھیں ہو سکتی ہے اس طرح باغیوں کی کمال غداری کے واقعات سُسنے سے بڑا بچ ہوتا ہی باغیوں نے اکثر موقع پر نہ صرف انگریزوں کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ ان کے بہت سی بیسیں عورتوں اور بچوں کو بھی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔

مگر حق تو یہ ہے کہ ان قاتلوں کو اسکی پاداش میں جو سزا ملی ہے اس میں انگریزوں کی طرف سے بھی سخت ترین انتقام اور محض فضول بیرحمی عمل میں آئی۔

سراج الدین محمد بہادر شاہ ابونظر اس اہتمام پر کہ وہ باغیوں کے سردار بنے پکڑے گئے اور انکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مار دیئے اور اکثر سرداروں کا گناہ پہاڑی پر لگا دیئے گئے اور بادشاہ دہلی اخیر تجویز مقدمہ کے بعد رنگون بھیج دیئے گئے انہوں نے ۹ سال تعلق سلطنت اور ۷ سال قید جملہ ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ روز سال جلوس سے بروز سہ شنبہ ۱۸ مادی الاول ۱۲۷۹ھ میں قید حیات سے نجات پائی۔

لیکن سپاہیوں کی بغاوت سے جو خرابیاں اور دقشیں پیش آئیں ان سے یہ بھی نتیجہ پیدا ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آئندہ حکومت ہند کمپنی سے متعلق نہ رہے بلکہ خاص ملکہ معطرہ و کمطریہ قیصر ہند کے مقبضہ اختیار میں آجائے اور ملکہ معطرہ و کمطریہ سے ایک و سیرا یعنی نائب السلطنت ہند میں اور ایک وزیر انگلستان میں مملکت ہند کا انتظام کرے

چنانچہ اس تجویز کے بموجب لارڈ کیننگ بہادر ہند کے سلطنت انگریز یہ کا اول و سلسلے مقرر ہوا اور
اوس وقت سے اب تک ہر گورنر جنرل اس خطاب سے ممتاز ہوتا ہے۔

الحاصل مسئلہ میں بغاوت کا مفہود آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہو گیا اور باغیوں کے دو چار
گروہ جو باقی رہ گئے تھے انکو بھی تعاقب کرتے کرتے تباہ و برباد کر دیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب فضل الدولہ بہادر سرکار نظام میں لکھا کہ ایسے نازک وقت
میں حق و فاداری و ثابت قدمی جواب کی طرف سے عمل میں آئی گوئیٹ آف انڈیا اس سے بڑا
شکر گزار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ ان فاداری کے نسبت اور طریقہ سے ہی خوشنودی ظاہر
کی جائے گی۔

اور لارڈ کیننگ بہادر ولایت جانیسکے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے میں انجام دیے
اونہیں سے ایک یہ بھی تھا کہ سرکار انگریزی کے باغیزار فرمان رعایا ان ہند جو زمانہ بغاوت میں
سرکار کی فاداری و خیر خواہی میں سرگرم رہے تھے انکو سزائیں بھی عطا کیں جن سے وہ دولت و
کے روسا ماتحت قرار پائے اور انکی یہ خاطر جمع لگئی کہ جو قول و قرار انہوں نے سرکار انگریزی کے
ساتھ کئے ہیں۔ اگر وہ ان سب کو فاداری سے پورا کر نیسے اور ملک منظم و مکتور یہ فقیر ہند کی اطاعت میں
ثابت قدم رہیں گے تو انکی امن و آسائش و ریاست و حکومت و غنت و عظمت میں کچھ خلل نہ آئے گا اور
فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت میں اور سیکو متبہنی کر کے وارث ریاست مقرر کرے گا یہی
اختیار ہو گا۔

مسئلہ میں نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام

اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر ریزیٹنٹ دربار سلطانی سے

اور ریزیٹنٹ صاحب بہادر پرتا پال جملہ

و ایسی کے وقت ملاقاتی کرے کے نزدیک پہنچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے ان دونوں پر

قراہین کا فیر کیا یہ دونوں سردار تو بچ گئے اور جہانگیر خان تلواروں کے سایہ میں کر لیا گیا اور وہ ایک مہنی تک زندہ رہ کر قید حیات سے نجات پائی۔ مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوس نے ایسی حرکت کیوں کی۔ نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی چنانچہ نواب ممدوح الشان نے رزیدنٹ کو فوجی حلقہ میں سبھاظمت تمام تاکبوٹھی رزیدنسی پہنچا دیا۔

اسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہاں مروج تھا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کلینک صاحب بہادر تبدیل ہو کر ایک طرف نظام اسٹاک آصفیہ دوسرے جانب ضرب حیدر آباد قرار پایا اور سر سالار جنگ کو انہیں دنوں میں دربار دولت آصفیہ میں مختار الملک وزیر عظم کا خطاب ملا اور اسی برس ۱۸۵۸ء آصفیہ صحنہ میں مدارستارہ نمایان ہوا۔ انہیں ایام میں عبور و مرور خلق اللہ کے لیے بنار پل دروازہ آصفیہ کی رکھی گئی اور ۱۸۵۹ء میں پل تیار ہوا۔

تاریخ تیاری پل

نظام اسٹاک آصفیہ جاہ دوران
بود خورشید اقبالش در شان
کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
سیف نیک دل دنی شوکت و شان
باشد ہجو طاق ہفت ایوان
زمعنی مصروع تاریخ بر خوان

بعید افضل الدولہ بہادر
آہی تا بود تابان مسدود خور
مکودیان او مختار اسٹاک است
بود کرنیل دیو دسن بہادر
ز حسن رائے سٹراین پل
صراط مستقیم رود موسیٰ

۱۲۶۶

ادرا آبادی افضل گنج نہایت غلبت کے ساتھ شروع ہوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اور ایک پہلو میں ایک بہت بڑا دارالشفار شاہ ۱۲۷۱ء میں کہو لا گیا۔ علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیان بہادر سلطان حکماء اور ادکن کے بعد مرزا علیان بہادر حکیم اسٹاک مقرر کیے گئے ان کے بعد ڈاکٹر بونٹ رزیدنسی

سرحن ومان کا ہستم ہوا۔ اور اس کے ماتحت حکیم تراب خالصاحب اور دو عیسائی عورتیں متعین ہوئیں۔ اور اس شفا خانہ میں بیماران مرحوم کے لیے سرکار دوا و غذا اور اس کے آرام و آسائش کا کُل سامان مہیا رکھا گیا ممالک محروسہ میں جا بجا تعلقات و صد مقام پر دوا و خراجات کہو لگئے۔ عدل و انصاف کے لیے عدالین قائم ہوئیں۔ اور تعلیم کے لیے مدارس قائم کئے گئے خاص دارالسلطنت میں پڑھنے والے دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و مدرسہ عالیہ و مدرسہ طبابت۔ علیٰ ہذا تمامی ممالک محروسہ سرکار نظامین مدارس کو لے گئے۔

۱۳۳۱ و ۳۱ دسمبر ۱۲۹۶ مطابق ۱۲ شوال ۱۲۹۶ ہجری میں سرکار انگریزی سے ایک جدید عہد نامہ کے رو سے ملک شورا پور جو دمان کے راجہ کی بغاوت و سرکشی سے ضبط ہوا تھا سرکار نظام کو دیا گیا۔ اس کے سوار ایچ پور و دوابہ اور دھارم پور و دھارم پور بھی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ قرضہ سرکار کے مطالبہ سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہوئی اور ۲۲ صفر ۱۲۹۶ میں نواب فضل الدولہ بہادر کو (نائب کمانڈر آف ڈی اسٹارٹ انڈیا) خطاب اور ملکہ مظفر کی طرف سے جواہرات و طرہ و شہنشاہ بھجوزمار سرسٹی۔ چھ کلغی اور دو تلواریں و ایک پیش قبض اور ایک سپر جواہر نگار و دو شاہ کچھواہ۔ تحائف ۲۳ ماہ مذکور کو پیش ہوئے۔

اور نواب مختار الملک بہادر و نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے بیس ہزار کے قیمتی تحائف آئے۔ اسی سال ۲۴ ذیحجہ کو بارشانی ایک اور ودارستہ طلوع ہوا۔

۱۲۹۹ میں بارش ہونے کی وجہ سے قحط واقع ہوا ایک روپیہ کو ایک سیر چانول بکتے تھے نواب فضل الدولہ بہادر نے حفاظت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکھ روپیہ کا غلہ خرید کر اس کے غریبوں کی جانیں بچائیں۔

سلسلہ میں ایک مجلس انگذاری دارالسلطنت میں قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اسکا شکست ہوا اور صدر الہام انگذاری و صدر الہام عدالت و صدر الہام کوتوالی و صدر الہام متفرقات ہوجے بار ثانی سلسلہ میں قحط سالی نے زور دکھلایا اوس کے انتظام و حفاظت مخلوق الہی کے لیے پانچ روپیہ صرف کیا گیا اور مصیبت و شکر دیکھی تھو این ہی بڑھادی گئیں۔

نقشہ نمک اور اسکا انتظام سلسلہ میں ہمالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور سترہ ضلع پر تقسیم کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صد تعلقہ دار یعنی کشتراور ہر ضلع پر ایک اول تعلقہ دار یعنی گلگڑ و دو دین تین ہکت تعلقہ دار دن کے مقرر ہوئے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا۔ اور اسی زمانہ میں عینفہ جو دیشل اور صیفہ تعمیرات و صیفہ طبابت و محکمہ تعلیمات قائم کئے گئے۔ پنجم ربیع الثانی ۱۲۸۵ ہجری اعلیٰ حضرت قدر قدرت حل سببی فی حضرت بندگانی متعالی حضور پر فراب میر محبوب علیخان بہادر مظہر العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چوتھی جمادی الاول بعد از مغرب پورا چاند گہن ہوا۔

سلسلہ ۲۸ ربیع الثانی بروز سنبہ پیر دن سورج گہن شروع ہوا۔ اور اسکا عمل درپہر تک ہوا چند کہ تمام قرص کا گہن تھا اندھیرا ہو گیا تھا تارے صاف نظر آنے لگے تھے یہ حالت کوئی دس پل رہی ہوگی کہا جاتا ہے کہ ایسا گہن دو سو برس پہلے ہوا تھا اور اسی سال ابتدا ذی قعدہ میں نواب فضل الدولہ بہادر کاخراج ناسنہلڑ ہو گیا حکیم شغائی خان اور حکیم نادر علی معالج تھے۔ اخیر میں حکیم محمد اشرف اور فیض احمد خان بھی شریک معالجہ ہو گئے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ایسا حاتم دل رئیس تیرہ ذی قعدہ بروز جمعہ ۱۲۸۵ میں گونیا داہل دنیا کو اپنی ماتم داری میں مبتلا کر کے رحلت فرمائی دروازے مجلس اور شہر نیا کے بند ہو گئے اور طیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوئی اور بعد ازاں ناز جنازہ کے مسجد میں دفن کر دیے گئے۔

کل بارہ سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۲۲ سال کی عمر پائی۔ اس مدد
سلطنت میں ایسے ایسے کار خیر و برکت ہوئے جکا ظہور آج تک دعایا و اہل ملک کو ہر روز
نظر آ رہا ہے مگر ابھی ادن کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہو۔

حق تو یہ ہے کہ یہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ بہت سے اہل ہندو کی کمال پروری سے
دارالسلطنت حیدرآباد میں پہنچ آئے۔ اور شہر حیدرآباد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا و اہل
عہد سلطنت کو عیش و آرام کا گہوارا سمجھتی تھی۔

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

ولم يدوحى فاح الحجة
افضل الدوله لراح الحجة

ربى المالك ماح الحجة
قلت تاريخ وفات لرحو

عبدالرحمت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از مغرب نام نامی گرامی اعلیٰ حضرت
قدر قدرت خداوند نعمت حضور پر نور ہندوگان کے عاتق حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوب علی خان
خلد اللہ ملک و سلطنت سے شادی ہوئی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر میں جلوہ
جلوہ افروز تخت سلطنت اقصیٰ ہوئے۔

ذکر خیر سریر ارامی خاقان مان اعلیٰ حضرت قدر قدرت ظل سبحانی
گر دون قباب حضور پر نور ہندوگان کا لغالی حضرت نواب میر محبوب علی خان
بہادر فتح جنگ نظام الملک اصفت جاہ خلد اللہ ملک و سلطنت

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت و اعیان سلطنت بالافت
بوجہ بشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۱۵ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ
دوپہر کے وقت اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پر نور ہندوگان کے عاتق نواب

میر محبوب علی خان بہادر خلداتہ مکہ و دولت کو سربراہ آراے دولت آصفیہ ہوئے۔ ساندھ میں رضا
رزیدنٹ معہ دہ اسمرون کے حاضر ہو کر رسم ماتم پرسی ادا کی و ارکان دولت نے تعزیت کی
نذرین گزاریں۔ اور جلوس سمیت مانوس اعلیٰ حضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ منعقد ہوا۔
ارکان دولت و اعیان سلطنت اور رزیدنٹ صاحب مع مسٹر فریڈ صاحب اور ڈاکٹر باغی
اور ڈاکٹر ونڈ و صاحب کے علاوہ ۳۰ جلیل القدر سردار ہی حاضر دربار ہوئے اور نذرین
مبارکباد کی گزاریں۔

نواب مختار الملک امور سلطنت کے لیے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرات اسن شوزاب
حضور قرار پائے۔

۱۲ ہجری میں جشن رسم تہنہ خوانی اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ پر تکلف سے ترتیب دیا گیا۔
اس تقریب میں شب کو جلسہ میں علماء و فضلا و دوران و ارکان و دولت و اعیان سلطنت حاضر
و دولت خانہ شاہی تھے ہر ایک نے سبب مراتب جوڑے و خلعت و الغام اکرام سے سرفرازی
پائی اور اسی شب نے کثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصاً محلات شاہی اور
عموماً تمام شہر میں بلکہ روشنی چار منار کرہ آتشیں تھی علیٰ ہذا افضل گنج سے تاج کوٹھی
رزیدنٹ صاحب ہوا اور شاہانہ خوشی بھجوتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی
اور کل و فائز سرکار عالیہ میں دو روز تعطیل رہی۔

اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زمانی صاحب اکہزار روپیہ مانانہ پر اور انکو تخت میں مولو
حاجی محمد انوار اللہ صاحب اور مولوی محمد مصباح الدینی صاحب اور نواب آغا مزار اسرار
و حافظہ الوزار الدینیان بہادر محبوب لواز جنگ و محمد مظفر الدینیان بہادر خوشنویس اور مزار انظر
بہادر دولت یا ر جنگ صفہا۔ اور تحصیل علم انگریزی کے لئے ہی کلارک صاحب بہادر اور

کروں صاحب بہادر و ٹاؤن صاحب اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے تسلیم کے لئے
ماہور ہوئے۔

اعلیٰ حضرت کے مصاحب
اور سب سے پہلے مصاحبت میں امراء عظام سے
نواب محشم الدولہ بہادر۔ اور نواب حمود الملک اعظم
حال۔

امیر اکبر محمد مظہر الدین جان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا
سرخور شید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک
وقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ۔

اور مقربان باگاہی و تالیقی کے لئے نواب مغزیار جنگ و نواب فیروزیار جنگ
اور نواب فرخندہ یار جنگ بہادر اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب
شہسوار جنگ اور نواب صدر الدین جان شرف یاب جنگ بہادر
اور نواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر۔
اور نواب مرزا محمد علیگ خان بہادر جنگ فرالدولہ اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الدولہ وغیرہ

مختار الملک کا پہلا دورہ اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ ۱۲۸۶ھ میں معزز ٹیٹ صاحب
بہادر اورنگ آباد کی طرف ہوا اور بعد معائنہ ملک بذر بیٹی تک گئے اور وہاں پر گورنری کے
مہمان ہے اور پھر اورنگ آباد آکر کان گانڈ کی طرف گئے اور وہاں پر لارڈ میو صاحب
بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پھر کچھ روز بعد گلشنہ جا کر دیسراے بہادر مہمان ہے
اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدر آباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال میں
نواب مختار الملک وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ دارالمہام اعلیٰ حضرت خلد اقدس ملک و دولت خضر
ملک منظمہ فقیر ہند سے (نائٹ گرینڈ کمانڈر آف دی اسٹارٹ انڈیا) کا تمغہ ملا۔

پہر شہزادہ میں نواب مختار الملک بنجاب اعلیٰ حضرت بازنانی لارڈ نارہتہ بروک کے صاحبزادے
گورنر جنرل ہند کے دربار میں شریک بنکے لیے بھیجے گئے اور اسی سال شہزادہ جارج رڈفورد
ہندوستان ہوئے۔

جلوسی سواری اعلیٰ حضرت اقدس علیہ السلام اور شہزادہ بھری میں اعلیٰ حضرت کی سواری جلوسی

بڑی شان و تجل شامہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ میں رونق افروز ہوئی۔
چنانچہ سب سے پہلے ایک نشان ماتی پر علم اڑدیا پھر۔ پیچھے اسکے ماتون پر ہندوستانی
ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ و علم۔ برنجی اور فولادی نقارے اور دماؤں بجا سکند
ان کے اور ماتی ہوج سے سجے ہوئے سوڈون میں فولادی زنجیریں لے گئے
ہیکلین پشایان شام و شفق کی طرح رنگین۔ ادھر سنہری رپہلی ڈھالیں۔ زربفت کی
جھولیں پائون تک لٹکتی کسی پر ہوج کسی پر عاری۔ ریشمی اور کلابونی رتوں سے کسی
گردنوں پر جہاد لباس زربفتی سے بلوس کمر میں کٹار ایک ماتہ میں گجھاگ دوسرے
میں آنکس جھوٹے جہاد چلے جاتے تھے آگے پیچھے چرکے سانٹے مار جاتے
بردار برحمت باندار قتلے سلگائے بہاگے جاتے تھے۔

پہر سواروں کے پرے۔ سرے پائون تک لوہے میں ڈوبے بہادر نوجوان۔ ترک
بچے۔ افغان۔ حبشی۔ راہپور۔ دو دلواریں حامل کئے ہوئے۔ بعضوں کے فولادی
خودسروں پر دہرے۔ کمر میں نرولی اور کٹار۔ پشت پر گینڈی کی ڈھال۔ چار آئینہ
کہینوں تک داستانے چڑھی ماتھون میں برچھا لگا ہوں۔ سے خون ٹپکتا موچوں کو
تاؤ دیتے گھوڑے اڑاتے چلے جاتے تھے۔

پہر ساندھیان خوش رفتار۔ ادھر شتر سوار زرد و ردیان پہنے ہوئے ہتیار لگائے جہاد

ادٹھاسے ہوئے ادن کے بعد ارکان دولت کی ہمراہی پیادوں کے غول اور سواروں کے رسالے رنگارنگ کے نشان جدا جدا پہرے اڑاتے چلے جاتے تھے۔

پہر شجاعان عرب کی جمعیت کا جگمگاٹا اور ادن کے غول کے غول ضامنی کہتے ہوئے اُچھلتے کودتے قیتے بند و قون کے سگے ہوئے کمرین کیتن و جنبہ لگائے ہوئے گزر گئے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ مینی۔ کاٹھیاواڑ کے دکنی چاندی سوینکے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دھرا۔ کسی پر چار جاکیہ جھریان۔ اور پاکہرین پٹھون پر پڑین۔ جنہیں قائم و سمر کی جھار۔ کلاہٹوں پھندے گلے مین سیرا لگائے کی چوریاں نکلتی۔ سر پر گلگیاں طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈورین سائیسون کے ماتھے مین کلل کرتے ہوئے معہ محمد ٹپو خان بہادر کے جاتے تھے۔ ان کے بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ بابجے نصیبون اور چوہداروں کے آواز دھامے کے چوٹ کے ساتھ وہ سائبندھا ہوا تھا کہ بزدلون کے دلون مین لہو جوش مارتا ^{تھا} ادن کے بعد خاص برداروں کا غول سردن پر کشمیری شالین بندھی کھاب کے اگڑے زر بفتی نیا آستین پہنے اصفہانی تلوارین مرصع قبضے ماتھے مین سنہری رپہلی بیان گمراہ اور قدرتی باران نزول رحمت کی وجہ چہر کاڈ سے سرزمین تر و تازہ تھی۔ پہر خدامان اور خواجہ سرا انگیکھٹیاں اور عود سوزیلے خوشبو یون سے دماغ معطر کرتے چلے گئے۔ پہر ارکان دربار شاہی کے جگمگاٹ بیچون بیچ میں سواری اعظمی کی روپیہ انٹرفیان خواجہ خیرات دیتے ہوئے زرد عاری مین بڑی تزک و طعراق شاہی کے ساتھ رونق افروز ہوئے جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی کے لیے درویدہ استادہ تہین میر عسکر سلطانی نے آمین فوجی کے ساتھ سلامی ادا کی اکیس مرتب

تو سچا نہ شاہی سے سلامی کے سر جوین ادس روز جو لوگ بہ تنائے تقاسے مبارک بیٹھے
تھے اذکی کثرت اور اذکی تعداد بیان سے باہر ہی مگر سب کے دلون سے ازو یاد عمرو دوت
واقبال کی دُعائیں تھیں۔ پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین شاہ یوسف الدین
قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلکہ ہو۔

اور ۱۹۰۷ء میں منجانب اعلیٰ حضرت نواب مختار الملک دارالمہام سرکار عالی استقبال شاہزادہ
پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بیٹی گئے شاہزادہ مدوح الصد نے بہت سے تحفہ و تحائف
اعلیٰ حضرت کے لیے بھیجے اور منجانب اعلیٰ حضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر
کو دیے گئے۔ اسی سال، اذ یقعدہ میں بتقریب دربار شاہزادہ کلکتہ تک دارالمہام
سرکار عالی کو جانا پڑا۔

شہادت فضل العلماء مولوی	اور اسی سال کے اخیر خاص دارالسلطنت حیدرآباد میں
محمد زانخان مرحوم کا حال۔	ایک بہت بڑا واقعہ شہادت فضل العلماء مولوی محمد زانخان

کا ظہور میں آیا۔

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی
پیرزادے کے کتاب ہدیہ مہدویہ لا جواب مذہب مہدویہ میں تصنیف فرمائی تھی اس پر
مہدوی زادے کے سب سب مولوی صاحب کے دشمن جانی ہو گئے اور قابو جو تھے۔

اور مولوی صاحب نے ہی تین مرتبہ خواب میں بشارت شہادت پائی۔ اول شب عید الفطر کو
عالم خواب میں ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پھونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان
اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رضا پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہے مولوی صاحب نے
فوراً بازار جا کر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور پسند منجاب

اہل بیت رضی اللہ عنہما مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونے کی وجہ سے ناپسند
 ہوا بھڑا دس کے ایک پارچہ سُرخ رنگ جناب اہل بیت رضی اللہ عنہما سے مولوی صاحب کے عطا
 ہوا مولوی صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اسی روز سے
 اپنے خواب و خور کم کر کے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ ایمر
 موجب شہادت ہر ہین معلوم کون مجھ کو جام شہادت پلائے گا۔

اس کے چند روز بعد دوسرا خواب دیکھا کہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
 نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم درِ اظہر پر حاضر ہوئے دربانوں نے
 اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہداء کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی
 شہید ہے آپ نے اندر جا کر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک میں تھوڑا سا شربت
 فرماتے ہیں کہ یہ شربت کبھی کبھی مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے۔

اور بعد اس کے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ محابس اور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ
 اللعالمین میں آپ حاضر ہوئے ارشاد دہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے
 لوگ سب کنارے ہو گئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم کے بیٹھے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا
 کھوکھڑا زنگین کپڑے ہر قسم کے جڈا کئے اور ایک پارچہ سُرخ رنگ مولوی صاحب کو فرما
 فرمایا آپ نے بعد تعظیم و تکریم اس کو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہو گئے۔

انقرض چہٹی ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ بروز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب جب معمول مع دو
 خدمتگاران کے مسجد میں تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دوزانو بیٹھ کر تلاوت قرآن
 میں مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی رفع حاجت کیلئے باہر گیا بیرحم شید محمد مہدی آدھے

موقع پاکر مسجد میں آیا اور ستون کی آڑ میں جا کر پس پشت مولوی صاحب کے ایک ضرب کٹا
ایسا مارا کہ سینہ بے کینہ کے پار ہو گیا اور بارشانی اور ایک کٹا سر پر اور دو شہرگ پر ماری
مولانا ممدوح نے کلام اتقدیر سر رکھ کر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید سے آیہ فَاَنْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ رنگین ہو گئی اور روح پاک مولوی صاحب کی
اوسیوقت راہی خلد برین ہوئی اور قاتل اوسیوقت بدست اہلکاران کو توالی گرفتار ہو گیا
اور اہل اسلام اس حادثہ سے آگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چار شنبہ
نماز جنازہ مکہ مسجد میں ہوئی بیس ہزار نمازیوں کا ہجوم ہوا اور سپر ہی ہزاروں کو نماز ملی
تب تادفن چودہ جماعتیں نماز کی ہو کر اپنے مدرسہ محبوبیہ کے صحن میں دفن ہوئے
اعلیٰ حضرت تاجدار دکن کو اس حادثہ جانگزا سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے
فرقہ مہدویہ کا قلع و قمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم اکثر مقام پھل گوڑہ اور بگیم بازار میں بیرون
شہر کے رہتی ہے بلوہ عام کا طور تھا اسکے فرو کرنے میں محمد رستم علیا رضا صاحب ناظر
مہتمم کو توالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچھ تدبیر کے ساتھ عالم میان و سما میان دھنڈو کیا
میان وغیرہ پیرا دگان مہدیان بانی فساد کو ساتھ ہی نظر بند کر رکھا۔

اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تھا اور اس روز حسب عادت بیرقین
بھی اٹھائی گئی تھیں اور روز ہی ایک ہنگامہ عظیم کا طور تھا اور پیر سبحان خان صاحب
مہتمم پولیس بھی اس کے بند و بست میں شریک تھے مگر ان کے ہمراہی سکھوں نے بیگناہ ہتیار
افضل بیگ فیضی بیگ فرزند ان بیگ کو جو بیرقین چوچا کر آ رہے تھے ناحق ضرب بندوق سے
صرف گمان بواجیوں کے قریب مسجد مردہ منور کے شہید کر ڈالا۔

انگریزوں اس واقعہ کی وجہ سے شہر میں بڑا جوش و خروش تھا کہ ہنگامہ عظیم ہو کر

ہزاروں نکاحات و خون ہو جائے مگر اس اثنا میں نواب مختار الملک شملہ سے حیدر آباد واپس
تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علماء دیوانخانہ شریعت پناہ دارالسلطنت
محمد میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ میں منعقد ہوئی جس میں مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی
علی عباس صاحب و مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور حسین صاحب اور مولوی محمد اکبر علی
اور مولوی محمود ابو الفضل شریک تھے۔ آئندہ بعد ختم دریافت اور تجویز فتویٰ کے سید محمد قاتل
قضا قاتل کیا گیا اور عالم میان و مسامیان با دام الحیات قلعہ حبکیال میں قید کر دیئے
اور بننے صاحب میان کو سزا دیرہ سال اور باوا صاحب میان اکیسال باسفت و زنجیر کی
سزا بھگت کر خارج البلد ہوئے اور سید نصرت و سید زین العابدین و سید نخی میان علیہم
معہ اور دوسو چھیالیس^{۲۲۲} پیر زادگان مہدی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی
اخراجی پہر آنے پناہ دے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال
ہوا۔ حکیم حاذق از دنیا شداے و اے۔

اور اسی سال لارڈ ٹماٹھ بروک کی جگہ پر لارڈ لٹن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر آئے۔

مختار الملک کے سفر لندن کا حال چنانچہ بجانب سرکار نظام نواب مختار الملک، ربیع الاول^{۱۲۹۳}
بارادہ سفر لندن جہت ملاقات ملکہ و کٹوریہ قیصر ہند استقبالاتاً بہ بندر بھئی گئے اور وہاں سے
ادس کے دوسرے ہی روز بمباری جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس روز کے بعد ملک اطالیہ میں
جا پہنچے اور شہنشاہ اٹلی و پوپ صاحب ملاقات ہوئی اور شاہزادہ ہمبرٹ سے بھی ملاقات
ہوئی قی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پرومان سے چکر چاہرند
بعد پیرس دارالسلطنت فرانس میں پہنچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پاؤن ایک ہوٹل کی سڑکی پر سے پھسل گیا

اور ران کی بڑی ٹوٹ گئی کم سے کم بیس روز پیرس میں مقیم رہے پھر سواری جہاز لندن
کی طرف روانہ ہوئے اور توڑے ہی عرصہ میں لندن جا پہنچے اور بیس روز بعد شانہ زادہ پرنس
آف ویلز بہادر نے دعوت کی جس میں اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے
اس کے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈی۔ سی۔ ایل کا اعزازی خطاب نواب
مختار الملک کو ملا۔ اور اس کے بارے میں بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالبری حضور ملک منظم
قصر ہند سے ملاقات کر کے نذر پیش کی اور اسی شب دسترخوان ملک منظم قصر ہند پر دعوتی کہا نا
کھایا۔ اس کے تیسرے روز مارکوئیٹس آف سالبری کے یہاں دعوت ہوئی اور اس کے دوسرے
روز بجانب نواب مختار الملک بہادر پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کی گئی۔ پھر اسکاٹ لینڈ
گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ ٹاچرڈ کے یہاں دعوت کہا ئی الغرض دو مہینے لندن
میں رہے پھر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہاں سے سواری جہاز چند روز بعد برطانیہ میں
پہنچے اور اُس کے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دار السلطنت حیدر آباد میں
آ گئے۔

اسی سال چوک چارمینار دنگڑا روض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات روہڑو چارکمان چارمینا
دبازارت شہر کے بہت عمدہ خوش وضع بنوائے گئے اور کشادگی سڑکوں کے لیے بھی حکم ہوا
دو سالہ قحط سالی اور اسکی انتظام کا حال اور بارش ہونے کی وجہ سے ۱۵ رمضان ۱۲۹۳ھ

سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چانفل پر نوبت پہنچی وہ بھی بدقت تمام
اسی طرح دو برس تک یہ آفت آسانی رہی۔ اس زمانہ قحط سالی میں اسقدر ہندو بست حتی کے
ساتھ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دار السلطنت حیدر آباد میں اموات کی تعداد
بسی اور مرناس کے متعلقہ اضلاع کے مردوں کی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت تھی

لیکن اس کے دور اور کم کرنیکی کوشش میں کوئی دقیقہ اوٹا نہیں رکھا گیا۔ شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کی طرف توجہ لگینی اور ایک باقاعدہ طرز کارروائی کا اختیار کیا گیا۔ چنانچہ مختلف اقسام کے کارنامے امدادی اور ذرائع پرورش اور بنی نوع انسان کے جان کی حفاظت جو ناموری اور قابل تعریف دارالسلطنت خیال کی جاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس نظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپیشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے فیننڈیلیٹیٹ سرچوڈ پیل ۱۱۔ جنوری شائع کو دارالسلطنت حیدرآباد آئے ہوئے تھے ادھون نے ان تجاویز کو جو عمل میں لائی گئی تھیں کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آسینوالی مصیبت کو دور کرنے کے لیے کئے گئے ہیں اس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دوراندیشی قابل تعریف ہے۔

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام میں جب قدر اندیشہ شروع میں تھا اس کے معاملہ میں مصیبت کم ہوگی اور توقع کی جاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عطیت دار میں بھی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے پا دیگا۔

المختصر قحط کا خرچ کارنامے امدادی میں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اکیسواڑتیس اور محتاج خانوں کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سواڑتالیس اور معافی جمع کے بابتہ بتیس لاکھ اڑتیس ہزار اکیسواڑتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سواڑتیس کا خرچ اس قحط میں ہوا۔

اور ۱۹۴۶ء ۶ شوال بروز شنبہ بار بجے رات میں زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذیقعدہ ۱۴۶۸ء حضرت قدس قدرت خداوند نعمت ظل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرور بندگانی عالی متعالی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفیہ خلداتہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار و خطاب

قیصر ہند کو ن وکٹوریہ ملکہ مغلطہ منہنت فرما سے دہلی ہوئے ہم کاب اعلیٰ حضرت مفتی راجہ علی محمد
اور امراء دولت تھے الغرض ۴ دیکھ سہ صد میں سواری حضور پرنور اعلیٰ حضرت کی دہلی
میں پہنچتے ہی تو پچانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی۔

اور اس کے دوسرے ہی روز گورنر جنرل بہادر کشور ہند ہی آئے جس کے ہمراہ دس ہزار
سپاہ کے قریب تھے ہنم دیکھ کو حضور پرنور بندگان عالی اعلیٰ حضرت مفتی راجہ علی محمد
دولت سرکار نظام بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر کے یہاں رونق افروز ہوتے ہی ۲۱
ضرب تو پچانہ شاہی سے اعلیٰ حضرت کی سلامی ہوئی اعلیٰ حضرت نے ایک گھوڑا مع ساز و سامان
تحفہ دیا۔ پھر ۳ ماہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر دلیسے کشور ہند بغرض ملاقات
باز دید اعلیٰ حضرت کے قیام گاہ پر آئے اور تو پچانہ شاہی سے سلامی سر کی گئی۔

اس کے بعد ۴ دیکھ کو راجہ بنارس۔ راجہ ریوان۔ راجہ بے پور۔ راجہ ہکروالی اندر شرف انداز
ملاقات اعلیٰ حضرت کے ہوئے۔ اور پندرہویں دیکھ کو دربار قیصری منعقد ہوا تہامی راجہ
مہاراجہ وروسا ہندو دینت دہ دربار قیصری تھے۔ اعلیٰ حضرت کی کرسی گورنری کے محاذی
ہتی اور حضور پرنور کے یہاں دلیسے دولت سرکار نظام بعد ان کے تہامی نوابان
وراجگان وروسا ہندوستان تھے کم سے کم اس جلسہ میں تین لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا۔
غرض کہ اسپیش پڑھی گئی جس کا حاصل یہ تھا کہ حضور ملکہ مغلطہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا
اور بعد ختم کلام کے تو پچانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی اور جلسہ برخاست ہو گیا۔

اور ۱۹ دیکھ کو بیگم صاحبہ والی ریاست بہوپال نے اعلیٰ حضرت سے ملاقات فرمائی۔ اور جنرل
دہلی میں دربار منعقد ہوا تھا اسی شب کو ٹھی رزیدنسی دارالسلطنت حیدرآباد میں بھی خجاکا
روشنی لگائی اور تہامی دفتر میں بھی پانچ روز کی تعطیل رہی۔

المختصر ۲۲ ذیحجہ کو اعلیٰ حضرت قدر قدرت ہنگامی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مراحت فرما
دارالسلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۲ ذیحجہ کو داخل مبدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہو گئی اور اس روڈ
تمامی رعایا ملک کے خوشی ظاہر کی اور تمام شہر میں روشنی لگائی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ اور لارڈ لٹن کی ناراضی اور انہیں دنوں میں نواب مختار الملک بہادر

وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان کے واکذشت

ملک امانی برار کی نسبت قبل از انعقاد دربار قیصر ہند کے بذریعہ صاحب رزیدنٹ بہادر دارالسلطنت

حیدرآباد دکن دفتر گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریر کیا گئی تھی چنانچہ اسکی نسبت لارڈ لٹن

بہادر سے اسی بنا پر دربار دہلی میں نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سرسار لارڈ جنک فتح سنگھ

بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر کی بلکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا

اور نواب مختار الملک کو بھی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر

خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزیدنٹ صاحب بہادر کے درمیان تعلقات

خراب ہی رہے مگر حکم اعلیٰ کین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۹۰۸ء کے شروع ہی میں لارڈ لٹن

بیلی صاحب رزیدنٹ دارالسلطنت حیدرآباد مقرر ہو گئے اور ادھر ایک رحمدل سردار مارکون

آف رین وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا جائزہ لیا اور فوراً وہ بدترین پاسی

دور ہو گئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈ رین بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیے گذرا۔ چنانچہ اسی

زمانہ میں گورنمنٹ ہند کی طرف سے نواب مختار الملک بہادر کے نام مراسلہ پہنچا جس میں گورنمنٹ ہند

اپنی بے انتہا عنایت و اعتبار اور وفاداری و دیانت داری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہنچنے ہی

نواب مختار الملک بہادر نے مسرت فرمائی۔

مگر ملک امانی برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملکہ منظمہ تقصیر ہند کے فیضانہ دربار سے کیا تجویز درپیش ہے

اسکا حال بہنیں کہتا۔

تقریر سرشتہ دار الفضالی

سلسلہ میں بنظر امن و آسائش خلق اللہ کے لیے بہتوفی کاغذ

مہمہ معاملہ حقیقت کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ میں سرشتہ دار الفضالی فرار پایا اور اس کے لیے ایک جداگانہ دستور العمل ۲۵ آف میں مرتب ہوا اگر اس کے ہتھوڑے ہی زمانہ بعد سرشتہ دار الفضال برخواست ہو گئے۔

اور سلسلہ میں جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی بہتی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بہنی نوع انسان کی حفاظت میں کوشش ہوئی

اور پندرہویں سال جلوسی میں اعلیٰ حضرت اقدس علی

حضرت بندگان کا لگا متعا خدا تبارک

نے بذات خاص امورات سلطنت کی طرف توجہ فرمائی

سلطنت کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خدا داد کی رسائی سے معاملات

سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہوئے لگی چنانچہ آغاز سلسلہ میں ملاحظہ ملک

دور یافت حالات کے لیے دو صوبوں کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک

حسن آباد گلبرگہ شریف میں پہنچی اور ۲ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بدولت کا کام ملاحظہ

فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد دارالمہام سرکار علی

نے عرض کئے اور آلات اور ادائے طریقہ عمل و بدولت کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے

بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سرشتہ بدولت ملاحظہ اعلیٰ حضرت اقدس علی

سے ہی گزرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہو کر رہائے

مراحت فرما کر سواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی رکشائی اور آتش بازی کا ملاحظہ ہوا

اور ۲۸ کو سواری اسپ صبح کے وقت پہونگ کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیٰ حضرت اقدس دہلی سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پر دمان سے مراجعت فرما کر گلبرگہ شریف کے صد محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور دمان کی پرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے مناب یار جنگ اکرام اللہ صد تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صد عدالت سمٹ کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو آخری چہارنہ کا دین تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیا خانہ و مکان گلبرگہ کا ملاحظہ ہوا اعلیٰ حضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف میں خیر مقدم میں کئی ایک اشعار نصب تھے از آنجلہ ایک قطعہ ہدیہ ناظرین ہے۔

چو آمد سوسے گلبرگہ نصب جاہ
ندامت سیکر و خیر مقدم شاہ

شہ حبشید میر محبوب علی خان
شیدم منتظم سالش زماقت

المحققر بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجای صوبہ حبشہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور دمان پر رونق افروز ہو کر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع انجیر مع خدم و حشم مراجعت فرمائے دارالسلطنت فرخندہ بنیاد حیدر آباد ہوئے۔

ایسی سال ڈیوک آف میکزک داخل حیدر آباد ہوا
اور نواب مختار الملک بہادر ادنیٰ دعوت کا اہتمام

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر
ذکر مدار المہامی سفرانہ پیشکار بہادر

کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتاً اسی شب آدمی بات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلا رہی نہ ہو کر ۲۹ ربیع الاول سالہ بروز چہارنہ ساڑھے سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر میں آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر گے دائرہ میں مدفون ہوئے اور اذن کے وفات کے بعد راجا جان مہاراجہ راجہ نذر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو سفرانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نمائش گاہ کلکتہ میں اعلیٰ حضرت
بذکاء کا بفس نفس شریک ہونا

۱۶۔ صفر کو اعلیٰ حضرت اقدس علی غرمت فرما

کلکتہ ہوئے اور ہر کاب سعادت انتساب ہوا

پشکار بہادر اور نواب شمس الامرا و نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر و نواب طفر خجک بہادر
و نواب میر لائق علی خان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علی خان نیر الملک و نواب میر مرزا حسین
بہادر فخر الملک و نواب اکرام خجک بہادر و نواب قدیر خجک بہادر مستند فوج و نواب آغا مرزا
نسر و خجک بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر خجک و راجہ مرلی منوہر بہادر و راجہ
گرد ماری پرتشا و بہادر و نواب میر حسنت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ و محمد ذریعہ علی صاحب
و ڈاکٹر صفدر علی دسی کلارک صاحب بہادر و دو لکنس صاحب بہادر مستند صنیعہ تعمیرات عامہ و ڈاکٹر
بہادر وغیرہ غرض کہ آگے پیچھے قبل ارتحال عساکر طفر پیکر مدد و شہم سواری مبارک با عظمت
و شان و شوکت و جاہ جلال کے روانہ ہوئی اور دار السلطنت کلکتہ رونق افروز ہوتے ہی
تو پختہ شاہی سے ۲۱ ضرب توپوں کی سلامی ہوئی۔

لارڈ رین گورنر جنرل کشور ہند یہی اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی۔ اور بعد
ختم کلام امور ات ریاست کے اعلیٰ حضرت اقدس علی کی طبیعت مبارک کو معالجات ریاست
کے ساتھ خاص قسم کی دھپسی اور توجہ دیکھ کر کہا کہ اب آپ بال استقلال حکمرانی کے لائق
ہیں اللہ مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی میں جلسہ تخت نشینی مرتب ہوا سپر اعلیٰ حضرت نے
گورنر جنرل بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد میں شرکت جلسہ تخت نشینی کی دعوت دی جسے
گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخواست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹۔ صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حیدر خاندان مسوویہ
اور جہان نذر مرزا محمد واحد علی (از خاندان اودہ) و نواب عبداللطیف خان بہادر سی آئی ای

نائبان صدر کمیٹی انتظامی مدد ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس تذکرہ علمہ کلکتہ ایوان دربار
 اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ میں بوساطت ڈا بس صاحب بہادر باریاب ہو کر تہنیت نامہ بڑھا گیا جسکا
 خلاصہ مضمون یہی تھا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس تذکرہ علمہ کلکتہ ان صدیوں کے اہالی اسلام
 کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نائب مینابی امور مفید عام میں عام موقعوں پر ہم سالہا سال سے
 کرتے آئے ہیں کہ اس تہنیت نامہ عجز ختامہ کے ساتھ تقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت
 ہمایونی اس شہر تہمت بہرین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر ریاست اور مملکت قاہرہ ہندیہ
 کا دارالسلطنت بھی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہوں۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہائے اسلامیہ کے مالک
 ہیں لہذا ذات والا صفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی اعظم
 و عقیدت کا مرجع ہے۔

وسعت اشاعت اقلیم و تعلیم اور از دیات تسیمات و سایل و ذرائع آمد و رفت و روابط مخلصانہ جو
 فیما بین دارالسلطنت پر شوکت حیدر آباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان
 مہدلت تو امان جم غفیر و معدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ و رفاہیت کاملہ کے ساتھ بسر
 کرتے ہیں قائم ہیں یہ ساری باتیں اون کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہیں اور حضرت
 رفیع منزلت ہمایونی کی اس شہر تہمت بہرین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت و شادمانی کا اظہار
 کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگوں کے خیالات کو منصفہ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے۔

چونکہ اعلیٰ حضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہیں کہ جنہوں نے
 اس شہر لطافت ہنر کو تشریف تدوم بہت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق المنہ ذری
 زندگان کے امتیاز کی عظمت و خصوصیت کل ریایا ہندوستان کی نگاہوں میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔

ایک سو اہم اسبات کو اس وقت اعظم ترین انمار امید خیز خیال کرتے ہیں کہ حضرت رفیع منزلت
ہمایونی نے اتنی زحمتیں اٹھیں مینو چہرین رونق افروز ہونے میں اچھے اختیار فرمائی ہیں کہ اس
ولکس اور دانشور نمائش کو ملاحظہ فرمائیں گے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندوں کے
اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفظت گورز بہادر بنگالہ عالم ظہور میں آئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ
رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس و اعلیٰ بندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح و ازدیاد
معلومات ہوگی بلکہ یہ ایسے نتائج بھی پیدا کرگی جو علی الدوام حق عین اس رعایا اور ریاست کے
فائدہ مند ہوں گے جسکی عنان صلاح و فلاح خداوند برحق نے تفویض یہ قدرت قاہرہ ہمایونی
فرما رکھی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم و نسق ریاست
فرخ بنیاد حیدر آباد بدست خاص سینت اختصاص لینے والے ہیں ہم اس خیال مسرت
مالا مال سے کمال شادان فرمان ہیں۔ اور ہم بسر گرمی تمام امید کرتے ہیں کہ بعد جلوس سینت
مانوس حضرت اقدس و اعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاہتمام
اور آباد اجداد کرام کے انتظام ملکی ساتھ اون ترقیات و عروج ہائے روز افزون کے جو بنی ہیں
اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی میں ممالک شرق و غرب کے محمود و مسعود سمجھے جاتے
ہیں جلوہ گاہ امنیت و راحت کا ایک دائمی مرغ بنارہ کر ذریعہ افتخار و مباہات و ابتهاج و
مسرت کا وہ طبقات مسلمین براعظم ہندوستان ہوگا۔

آخر میں ہم بندگان اطاعت قرین عجزا گین درگاہ اینودی میں بخصوع و خشوع تمام دست بدعا ہیں کہ
سنت ظل انہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوت سالک و عابثا
سنت عابثا و عافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا
فرمائے۔ و سعادت اتمام تمام عدل و داد کمال کامیابی و فیروز مندی کے دیگر

ظلم گستر ماطفت و کرمت رکھے آئیں

اور ایک قصیدہ بھی بجانب مالک منتم گلدستہ نتیجہ سخن و پرین پریس کلکتہ کے گزرا جو ذیل میں
یہ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پر نور نبی کا لغالی متعالی نظام الملک
اصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

جلوہ افکن بیان ہوا ہے کونسا عالمی جناب نقش پا کے نور سے پر نور ہے ہر ایک راہ ہالہ خورشید کا انداز بھی کانٹا پیہ ہے عکس عارض سے جہان کیا مطلع انوار ہے قالب ہرزہ میں درآئی انجم کی چمک ہے عیان فیض قدم جسکے سامان عیش کا	سزین اس شہر کی ہے خرچ چارم کا جواب ہر جگہ پر ہے تہران آفتاب ماہتاب بنگیا ہے ماہ نور خم ہو کے توس کی رکاب ہے زمین پر چاو جانب چاندنی کی آفتاب آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عہد شباب اوسکی مدحت میں رقم کرتا ہوں مطلع آفتاب
--	--

مطلع ثانی

کون ہے دنیا میں تجھ سازی چشم گردن قباب میر محبوب علیخان والی ملک دکن غیظ سے پیشانی انور پہ گرا سے لشکر بستے دریا پر پہونچ جائے اگر دشمن ترا آستان پر ترے جھکتے ہیں جہان سب امیر سرکشان دہر ترے رعب سے قالب تھی تری ہدیت سے بوقت مذم ہو جائے قرار	آسمان جاہ و مکنت کا تو بھی ہے آفتاب رستم دوران نظام الملک فرخندہ خطاب قالب رستم کو ہو کنج محمد میں اضطراب موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنے موج مراب اب زما نہیں نہیں تجھسا کوئی عالمی جناب ہے ہلا غیظ و غضب کی ترے کسکے دلکتاب رستم و زال پش اسفندیار افراسیاب
--	---

<p>تجسار و شن دل زمانے میں کمان ہر دوسرا استقدر نور و ضیا کیونکر اسے حاصل ہوئی طبع اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے کہتے ہیں دربار جسکو وہ ترا دربار ہے سو میں اک کیا لاکھ میں بھی ایک لکھ سکتا ہوں تیرے گلگون صبار قمار کی لکھوں جو مدح کبک اور طاووس شرمندہ خرام ناز سے تیری گاڑی کے لیے ہے اشبغام کا قول کوہ پیکر فیل ایسے ہیں تری سرکار میں</p>	<p>صاف ظاہر تجسپہ ہے ہر ایک کا عیب و صواب صفیٰ خورشید پر لکھا ہے کیا تر خطاب کام میں تیرے نہیں ہر دخل تاخیر و شتاب ابو یسار سے فزون ہے تیری بخشش کا مہاب وصف تیرے فیض کا لکھوں جو تار و حساب صفیٰ کا غدرواں ہو جیسے گردون پر حباب تیز رفتاری سے اسکی قاف میں پیمان عقاب ہے زمانہ میں یہی تخت سکندر کا جواب چراغ نیلی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجاب</p>
--	---

وصف اب تیرے سراپا کا مجھے منظور ہے
صفت ہزار و مانی ہوگی مجھکو دستیاب

<p>اے زہے فرق ہمایوں امیر لا جواب لکھنے کو تعریف کیسوی مجھے منظور ہے نگت زلف سمن بوجھے پہلی ہر طرف کھل گئے چہرہ گل رنگ کی تشبیہ کے و دون رخسار و نکی صو سے روز روشن ہر مسما ہے دہن سے تیرے ہر غچہ میں رنگ تازگی لعل لب کے فیض سے لعل بد نشان میں چمک دیکھ کر شمع گلو پروانہ میں سارے حسین</p>	<p>دن کو صدقے آفتاب اور شب کو قربان ماہتاب غیر سارا کا خامہ اور مداد امشک ناب رشتک سے سنبل کو بھی گلزار میں پیچ و تاب مدح عارض لکھ کے خامہ بنگیا شاخ گلاب تیری بینی کا الف بے شبہ تاج آفتاب رشتکے ندان سے سدا گو ہر عدن میں آب اور ہے چاہ و قن سے چاہ کفان کو حجاب بزم ہستی میں اسی کا نور ہے بے انقلاب</p>
---	---

یوسف مصری بیان اگر دکھائے اپنا منہ
 پنجہ قدرت نے بخشا بازو و نین ایسا زور
 ز رفتان و درختان از بسکہ ہے یل و نہا
 بسکہ مردم کو ادب سرکار ہے فرض عین
 تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہی مجمل
 قدردان اہل نہر کا تو ہی ہے آفاق میں
 بیرنگش کو اگر تشریف لیجائیں حضور
 دیکھ کر ایوان عالیشان میں کتا ہے ہلال
 شرم سے ہزار و مانی آجکے و پوش ہین
 جلوہ فرما رخس پر جب آپ ہوں باغ و جاہ
 دست بوسی کی تمنائیں ہین و دوزن روز و شب
 مطلع النوار ہے فیض قدم سے صحن باغ
 اس قصیدے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر
 جاہ دولت ہو زیادہ عمر دولت ہو فزون
 حکم تیرا فیض تیرا خلق میں جاری رہے

سینہ پر نور میں ہے آئینہ کی آب تاب
 تذکرہ رستم کی قوت کا ہر جیکے آگے خواب
 اہل حاجت اس کے رہتے ہین ہمیشہ کامیاب
 بستے مثل قمرگان صف بصف شیخ و شباب
 رشتہ دست کرم سے ابر نیسان آب آب
 حاضر دربار عالی ہوں نہ کیونکر شیخ و شاب
 مثل شبنم گل بھی ہو جائیں حیا سے آب آب
 دیکھ لو برج قمر میں جلوہ گر ہے آفتاب
 ہو گیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر حسنا ب
 پنجہ خورشید سے پر فلک تھامے رکاب
 گنجفہ میں شب کو ہے مہتاب ن کو آفتاب
 نقش پابین یا کہ روشن ہین ہزاروں آفتاب
 یا الہی فضل سے اپنے لا کر نامستجاب
 جب ملک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب
 جب ملک بحر روان میں ہو روانی بہر آب

شمع دولت بزم ہستی میں سدا روشن رہے
 مثل پروانہ جلین سب حاسد خانہ خراب

غرض کہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ نے ارشاد فرما کر آپ
 لوگوں کے اذہن میں نہایت مشکور ہوا۔ چنانچہ اس ارشاد کے ساتھ ہی منجانب

بندگان عالی مقامی حضور پر نور خلد اللہ ملک و سلطنت کے نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر
نے کہا کہ بندگان عالی مقامی اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو اچھی طرح
معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونوں فریق حصول علم و
الکتاب ہنرمیں ہم تن سرگرم ہیں اور اگلے وقتوں میں بھی یہ ملک تمدن اور شایستگی
میں دیگر ممالک سے کچھ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید
و گذشتہ کیفیت لائق تعریف ہو مابعد دولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر
کریں تو یہ امر بڑا سزاوارتہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر میں سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب
لوگوں کو فی الحال سرکار غفلت دار ہندوستان کے ظل حمایت میں کہ جس میں اور سرکار
نظام میں روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قائم ہے مرقع حال و خرم و شاد پایا۔
اور اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور حقیقتاً
اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اور اس قدر شوق بیان آنے کا
زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

دارالسلطنت کن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ میں اس قدر دور و دراز کا سفر
تکلیف دہ و شوار گزار و خطرناک تھا بانیو جہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر اور بہت
کم آتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانوں میں و اہل دکن کے باشندوں میں کسی
قسم کی شناسائی نہ ہونے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی صوبہ
راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان میں ہی پہلی پہل اس ملک میں قدم رکھا
ہوں مگر مجھ کو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لائق و قابل باشندوں میں اور میرے ملک کے

لوگوں میں بھی سلسلہ آمد و رفت قائم ہو جائیگا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہو گا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجھ کو اس سفر میں حاصل ہوا ہے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح میں جرح کروں گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تھا اگرچہ جو وہ اپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگوں کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلد تخت نشینی و حصول اختیارات و عنان نظم و نسق سلطنت جو عنقریب ظہور میں آنوالا ہے میں ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت و ترقی علوم و فنون میں بدل و جان کوشش کرتا رہوں گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہ ہو جائے اور تقلید محمود و معزنی ہاتھ سے بچانے پائے۔

ختم کلام پر میں بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کر کے کرتا ہوں کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہیں کہ سالہا سال سے بظلم حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم و فنون میں بدرجہ نایت کوشش کر رہے ہیں اور زیادہ تر مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتائج پر کامیاب بھی ہوئے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی سپرستی اور حمایت کیواسطی ہر وقت بدل موجود ہوں اور جو عمدہ نتائج آپ کی کوششوں کی نسبت بہ تعلیم و تربیت مسلمانان ہنگالہ و تہذیب حاصل ہوتے رہیں ان کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہوں گا اور اب میں بہت خوشی سے آپ کی اڈریس قبول کرتا ہوں اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو آپ صاحبوں نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس میں منبج کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر المحضرت اقدس و اعلیٰ البرج الاولیٰ السیاحیہ کو سفر کلکتہ سے مع الخیر موعدم و چشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد ہوئے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا اور ہزار ہا جھنڈیاں سرخ و سبز دورویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئی تھیں اور خاص افضل گنج شفا خانہ کے روبرو ایک شامیانہ پر کھلے تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمائین خوش وضع بنائی گئی تھیں افضل گنج سے تاج محل سر دورویہ روشنی اور قندیلین روشن و عامی سکنا شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت و شادمانی کا کیا۔

حسب قرار داد سابق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ کو لاہور میں وکیرا گورنر جنرل بہادر مع اپنی لیڈی صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوتے ہوئے وہاں سے تیسری ماہ مذکور کو بارا بکے بذریعہ اسپتال ٹرین راہی حیدرآباد ہوئے اور اہل دارالسلطنت حیدرآباد سے راجا جیان راجہ مہاراجہ نرندھر پرست و پیشکار اور نواب علی خان بہادر استقبال لاہور تک گئے اور جو تھی مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اترتے ہی ۳۱ ضرب ٹوپون کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پیشتر سے سواری مبارک اعلیٰ حضرت اقدس مع ارکان سلطنت و اعیان دولت پہونچ گئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ کر کے گلزار بنادیا تھا عام طور پر کسی کو اجازت نہ تھی اور میرتین رنگازنگ کی آویزان تھیں اور مخلوق کا ازدحام اور اہلکاران کو توالی کا عمدہ انتظام تھا بسوقت گورنر جنرل بہادر اپنی گاڑی پر سے اترے تعظیمی کارڈ نے اپنا سلام ادا کیا اور بیانہ باجا بجنا شروع ہوا۔

اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ سے ہاتھ ملایا پھر ویرا سے بہادر نے تمامی اہل دار و دولت سے ہاتھ ملایا اور سواری یگی جو اسپسی گورنر جنرل بہادر مع اپنے بدرقہ یورپین سواروں کے والال روانہ ہوئے۔

دربار اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ ۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر مع وزیر پور میں کے ساتھ

چار بجے کے بعد مجلس اے شاہی میں ملاقات اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ کیلئے آئے۔ احوال سے ایوان
شاہی تک جو شرک آئی ہوئی ہے اس پر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص شرک پر سے گزرنے نہیں
پاتا تھا۔ اور ہر دو طرف پولس سرکار نظام و جوانان لین سواران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتھ باادب انتظام
استادہ تھے وافران پولیس زیر حکمرانی محمد غایت حسین خان بہادر کو وال شہر اور محمد ستم علی خان ناخواہ صدر
مہتمم کو والی برید نجات بلدہ وافران فوجی سرکری کے ساتھ اہتمام و انتظام میں مشغول تھے جسوقت
لارڈ گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی میں داخل ہوئے حسب سطور تو پچانہ سرکار نظام سے اس ضربے پون
کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقات اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ گورنر جنرل بہادر اپنی قیام گاہ کی طرف اہل
ہوئے۔ اور اسکے دو سے ہی روز شنبہ کو اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح
سے تمام شہر میں سات بجے سے لشکر قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور
اہلکاران کو والی نے ہر طرف ناکہ بندی اس قدر کی کہ سواری بگنی میاں واسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف
سے رک گئے تھے۔ ہر طرف تماشا ٹیوٹکا ہجوم اور شرکون کے دو دن طرف باقاعدہ سواروں کا انتظام ہوا۔ تمام راستے
پانی سے چھڑکے گئے تھے۔ امرا و اعراس و سرداران اہل سیف و قلم بغیر دکھلانے پاس شاہی محل میں داخل نہیں
ہو سکتے تھے۔ اور وارالارماتہ پر ایک طرف جشیو نکار سالہ اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ میسرہ نظام
محبوب متعلقہ عوض باللیل جان نثار جنگ بہادر و طرفہ صف بستہ استادہ اور دوسرے جوانان باقاعدہ مع بیانو بطور
جدید بیرونی کیٹ کے روید سلامی کیلئے استادہ غرض کہ دربار راستہ ہوا اقبال کا رخ باب یکم کہ قدس اید آتی تھی چاہے
جس جگہ بار بار ہوتا وہ چو محلہ محلہ شاہی میں سے زیادہ وسیع و باکارطلالی و خوش منظر جمیں کہی حوض در بڑے بڑے
پانچ لاکھ ان میں اور ہزار لاکھ سات سات دروازے ہیں یہاں وہاں تک رویہ کریاں بھی ہوئی تھیں اور غلو شاہی میں ایک
شامیاز بفتہ جنگی امدادی دریا فور کی طرح لہراتا تھا سونے روپے کی چوہون پر استادہ تارگراس کے کریاں اور چوہون
اپنی اپنی مرتبہ سے بھی ہوئی تھیں اور تخت پر مکمل زرد مسند شاہی آراستہ اور عین دیار امرایانہ دار و دار کا دولت عیان

سلطنت راجہ مہاراجہ اور ملک ملک کے حاکم امیر اور وزیر اپنی اپنی عہدہ پر مگر تمام فرمان بردار دکنی کمپنیز تین اور گوندل
 اپنی فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے دالان میں اور عہدہ اور منصب داران شاہی حکم کے منتظر حاضر اس سے
 آگے کے درویش تین تین جتنی روپے ہتیار و عین ڈوبے اورنگی تلواریں علم کیے ہوئے قائم تھے پہلے کی برابر بہادر
 سپاہی خاص بادشاہی داین بائیں عرب افغان اپنی روپے ہتے پھر دھان دروازے سوار دیکھے پرے
 و درستیہ بابتہ آہستہ جو درباری لوگ تے پرے پھر پکٹ بتاتے اور چلے جاتے مگر وہ بہ و دہشت کا یہ عالم تھا
 کہ ہوش و حواس قدم نہ تھے تھے القصد سے پہلے رزیدنٹ لٹ انکشیہ کی گاڑی اس کے بعد سپہ لارہند کی گلی چوہ
 مع شاخص ابرو بنج آئی اور سپہ لارہند اس مع لیڈی صبا و شاہد اس گورنر صبا و اس مع لیڈی صبا و شاہد چار سپاہی گلی پر
 وار ہو اس کے چند بعد لارہند گورنر جنرل بہا کشتہ ہندو جاگمور و فنی گلی پر سوار پش پش کے دو سو سوار یورپین او
 عقب میں شاہی توپچی کی چھ توپیں ہر ایک میں چھ گھم گھم لگے ہوئے جب الامارہ پرا امر اعظم و علیحضرت اقدس دتیا گلی استقبالیہ
 کیلئے آئے ملائی ہو اور انکو اپنی ساتھ لیکر وہ ان کے مصاحبین محل شاہی میں اور حاضرین با تمام کٹری ہو تو پناہ سرکار دت
 اصفیہ اسم ضرر سلامی کی سر ہوئے علیحضرت اقدس گورنر جنرل بہا مطلقا کر سید پروفی افرو ہو اور ارکان دت و واعیہ سلطنت
 اہل باچہ است و پس پشت علی قدم تک سی نشین تھے بعد از گورنر جنرل بہا باچہ منٹ بھی نہیں گذری تھے کٹری گئے نواب
 سرالہ جنگ مہم کی طرف اشارہ کر کے کہا کانسول جیلہ یہ شخص خالی ہو جو اسکی تمنا ہی میں گیا اور سرکار انگلزیہ کا محسن اور
 سرکار نظام کا خیر خواہ تھا پھر فرمایا کہ علیا کو باؤ کی طالعین ہر و اماؤ رہنا چاہا و بادہ کور عیال پر سی شفت کی چاکہ جیسے الدین اپنی اولاد کے
 تے مگر انصاف شفت کا جو عظمیٰ گورنر جنرل بہا پانی تمام سپہ پیکر اپنی کرسی پر بیٹھی و ایک یورپین فسر کٹری ہو کر زبان فارسی
 میں سپہ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ کوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہو۔

ترجمہ اسپہ لارہند بہادر

آپ یقین سے جا کہ میں نہایت شکر گزار ہوں کہ مجھ کو قیصر ہند کی طرف سے اپنی تخت نشینی کی مجلس میں شریک کیا موقع ملا تاکہ آپ کو
 اختیار اسپہ در نیکے فرض ادا ہو وں چند پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر میرا شریک ہو چاہتے ہیں اسی وقت

سے میرے دل میں ارزو پیدا ہوئی کہ آپکی اوس خوشی کو پورا کروں جس سے آپکا اتحاد اور سرکار انگیزی سے دوستی کا استحکام مجھ پر ثابت ہوا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میں پہلا و کیرا ہوں جو دارالسلطنت حیدرآباد میں آیا اور میرا ایمان ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلہ الفت کس قدر مضبوط ہے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صوغنی میں جو ایک زمانہ دراز تھا آپکی صحت و عافیت کا کس قدر خیال رہا ہے اپنے اور آپکی رعایا کے ایسے شخص کے منظم ہونے سے بہت فائدہ اٹھایا ہے جو ہندوستان کے سب دانشوران ملکی میں سر دفتر تھا ایسا شخص جو اپنی لیا و دانائی اور وفاداری اور خیر خواہی باعث ہر وقت کی مشکوٰۃ جو ایک عیس کے کم سن ہوئے ہوئے واقع ہوتی ہیں غالب ہا اور امورات یاست کو کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ ان خوبیوں کے سبب وہ نیک شخص اس قابل تھا کہ دونوں سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ کو نیکی اور شکر گزاری کے ساتھ یاد کریں۔ سر سالار جنگ نے آپ کے ایام صوغنی میں یاست کے بہت سے فریقوں میں اصلاح کی ہے مثلاً مالگنداری کا ڈھانار عایا جان مال کو محفوظ رکھنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر میں تھا۔ مجھ کو امید تھی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہنچیں تو وہ اپنے عمر بھر کے تجربوں اور شوق کی بھری ہوئی کوششوں سے آپ کو ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہیگا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یونہی تھی کہ ٹھیک اسی وقت میں جبکہ آپ کو ایسے شخص کی امداد و مساعدت درکار ہو اس کو اٹھالے ایسی شادی اور اسرت زار رسم جلوس کے ادا ہونیکے روز جبکی ہر شخص کو خوشی تھی اوسکے موجود نہ ہونیسے رونق پر اندھیرا چھایا جاتا، مگر اوسکی کارگزاری آپ کے پاس باقی ہے اور مجھے بھرپور سا ہے کہ آپ کے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگزاری کو دستور العمل سمجھیں گے اور طریق انتظام ریاست میں ہر قدم پر اوست ہدایت حاصل کریں گے۔ اب میں چند باتیں کہتا ہوں جو مجھ کو تجربوں کے بعد حاصل ہوئی ہیں۔ آپ یہاں کی مالگنداری کو ملاحظہ فرمادیں کہ خزانے کی اتہری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہ عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب بھاری محصول لگانا پڑتا ہے۔ ہر خلقت ضعیف اور محتاج ہوتی جاتی ہے۔ بعد ازاں بچہ سود پر قرض کشی کی ذبت آتی ہے۔ اور آخر کو دوالہ نکل جاتا ہے کہ فائیت شعی

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگذاری کا انتظام اچھا ہونا ہندوستان میں اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو مصیبت نصیب ہوتی ہے۔ پھرین کال توقع رکھنا ہون کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھیں گے یعنی حکام عدالت کا بے لوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادہ انصاف کے باہر قدم نہ کریں تاکہ رعیت بادشاہ کی ممنون رہے اور گرد و نواح کے رئیسوں اور باشندوں کو اس کا مداح و ثنا خوان بنانا ہی انصاف عہدہ ترین زیور سلطنت کا ہی درجہ شاہی کو آراستہ کر سکتا ہے۔ آپ کو ایک بڑی بہاری مہم طے کرنی ہے۔ آپ تقریباً ایک کروڑ آدمیوں کے مالک ہیں اور انکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہے۔ میں التجا کرتا ہوں کہ آپ اپنی ظاہری قوت مال و دولت جہاد و شہرت اور لوگوں کی خوشامدائہ اطاعت و یکمک آپ ہرگز مطمئن نہ ہوں گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے مگر اون میں سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کریں گے۔ آپ ابھی کم سن ہیں اور طرح طرح کی غبتیں آپ کے دل میں جیسا کہ عالم شباب میں قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہیں۔ مگر آپ کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دیں گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرنے ہیں اور عہدہ راہ چلنی ہے۔ اگر آپ روسا ہندوستان میں اپنی ناموری چاہتے ہیں تو اسکی شہرت پذیر ہو کر صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ عدالت جسکو سب لوگ عدالت کہیں اور خلقت کی بہبودی جسکو سب محمود سمجھیں۔ آپکے لوگوں کی یعنی امراء و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری بیانی کی حاجت نہیں رکھتا۔ لیکن اسکا قائم رکھنا خود بدولت پر موقوف ہے۔ اور آپکی عہدہ حکمرانی اس بات کا پیرا کرنا ہی کہ جس قدر زمانہ گزرتا جائے اس قدر رعایا کو سچی محبت ہوتی جائے۔

اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد ایسے نہیں کیا کہ آپ اون کو اپنی خوشی اور محشر کا آئینہ بنائیں بلکہ ایسے کہ آپ اون پر اس طرح سکرانی کریں اور اس طرح اونکو ہدایت کریں

کہ وہ آسودہ رہیں اور احکام الہی و خداوند عالم کو نہ بھولیں اور ان کی بے سودی میں آپکی پیروی خوشی ہے اور ان کے اطمینان میں آپ کی عافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگوں کے حالات پڑھیں اور اپنے خاندان کو یاد کریں تو آپکے دل میں عشق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہیں۔

(کاش اسکے سائے میں ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت محم میں جس میں مشکلین اور وقتین اکثر مواقع پر واقع ہونگی میں وعدہ کرتا ہوں کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دارالسلطنت حیدرآباد اور دوسری ریاستوں کے یہ ہے کہ وہ

آسودہ رہیں اور ان پر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جائے۔ جانک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے میں

درکار ہو سکا اسکے دینے میں مستند تصور فرمادیں۔ آجکل انگریزی پالیسی کا عین مقصود ہندوستان

ریاستوں کا قیام و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانست میں ان کے لیے ہندوستانی ریاستوں

کا قیام رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور درستی انتظام خزانے کا عمدہ

انصرام حاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امراء کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ میں

سچ کہتا ہوں اس ملک معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے میں راج یہاں

و کالٹ موجود ہوں اور ان کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ

آپ ان کی امیدوں کو غارت کر دیں۔ اور اب اسے میرے مہربان جسکی منفعت کا میں

دل سے خیال رکھتا ہوں میرے واسطے یہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پر بٹھان

اور دعا دیں کہ خدا سے تعالیٰ آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرمائے کہ آپکا زمانہ حکمرانی

بے سودی و انصاف و عزت سے رونق پائے تاکہ آپکا وعدہ غلط نہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آج کے دن کو دکن کی تاریخ میں عمدہ زمانے کا شروع روز لکھیں۔ یہ کمکرویسراے بسا اور
اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کو سند کی جانب لے گئے اور پھر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے
میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوئے۔

اعلیٰ حضرت ہندوگان عالی متعالیٰ حضور نظام نے جواباً فرمایا کہ میں نہایت خوش ہوں کہ مجھے دارالسلطنت
حیدرآباد میں آپ کے خیر مقدم کرنے کا موقع ملا۔ اگر آپ میری رسم مسند نشینی میں شریک ہوتے تو
مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہم کو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپ کو اس
دارالسلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھ سے آپ کو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہو گیا
اور میں کہی نہ ہو لون گا۔

آپ دو وزن صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسٹر گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس)
یقین جانیں کہ دو وزن کے احسان کو میں خوب سمجھتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آپ میری اس
دلی شکر گزاری کو کہ آپ نے میرے لیے اتنے سفر و دور دراز کی زحمت اٹھائی۔ اور یہاں تک
قدم رنجہ فرما کر میری مسند نشینی کی رسم میں شریک ہو کر مجھے شرف اندوز کیا متبول فرمائیں گے۔
میری حکمرانی میں آئندہ کے لیے یہ اچھا شگون ہوا اور میں خوشی سے تسلیم کرتا ہوں کہ وہ اتحاد
جو مابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگوں کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہو گیا۔ اور جو یحیٰ
اپنے شفقانہ مجھے کی بن میں بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ کوشش کروں گا کہ
اون معاملات میں جس کو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے
جس کے آپ ایک معزز سردار ہیں صلاح لیا کروں گا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ان باتوں کے خیال
رکھنے میں مبرا اور میری رعایا دو وزن کا فائدہ تصور ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ جہاں تک
ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہنچائیں گے۔

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام مغزیز و مدین نے مع لیڈیون کے درجہ بدرجہ اعلیٰ حضرت
 اقدس و اعلیٰ کے نزدیک اگر مبارکبادی اور پیول و عطر سے مالا مال ہو کر رخصت ہوے
 اور ان کی برخاست کے بعد وقت دو بجے امراے عظام و ارکان دولت اور راجاؤں کی نذرین
 گزنی شروع ہوئیں اور ہر ایک کو خطاب ترقی و منصب کے احکام سنائے گئے۔

پہلے نواب میر لائق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب اور خلعت خاصہ و خدمت
 وزارت اور ہفت رقم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت جواہر
 سے سرفراز و ممتاز ہوے۔ اور راجہ راجایان راجہ نرندر بہادر کو خطاب ہمارا بہ اور اصل اضافہ
 منصب ہفت ہزاری و یک ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی چار دار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ
 خطاب اصل اضافہ منصب چار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ اور نواب بام جنگ بہادر کو خورشید الدولہ
 خطاب اصل اضافہ منصب چار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ و میر جہاندار علی کو خطاب
 خانی و بہادری یک ہزار پانصدی منصب پانصد سوار و آغا مزابیک کو خانی و بہادری و سرور جنگ
 خطاب دو ہزاری منصب و یک ہزار سوار و علم و ہری کشن کو راجہ و بہادری خطاب دو ہزار پانصدی
 منصب و یک ہزار سوار و علم مولوی حافظ محمد انور کو خانی و بہادری محبوب نواز جنگ خطاب دو ہزاری
 منصب و یک ہزار سوار و علم و میر ریاضت علی کو خانی و بہادری خطاب و یک ہزاری منصب
 اور مولوی محمد انور اللہ کو خانی و بہادری خطاب یک ہزاری منصب اور گردہاری پرشاد کو راجہ
 بہادری خطاب یک ہزار و پانصدی منصب پانصد سوار اور میر خشت علی کو خانی و بہادر خطاب
 دو ہزاری منصب یک ہزار سوار و علم و حکیم وزیر علی کو خانی و بہادری خطاب یک ہزاری منصب
 اور مرزا نصر اللہ کو خانی و بہادری دولت یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب یک ہزار سوار و علم اور
 مرزا محمد علی بیگ کو خانی و بہادری خطاب یک ہزاری منصب اور نواب حیدر شاہ کو خانی و بہادری

خطاب منصب یکہزاری دھیر غنفر علی عو ضبکی کو غانی و بہادی اور قوی جنگ خطاب دہلوی
منصب یکہزار سوار و علم اور میر منور علی کو غالی و بہادی خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم
سر قراؤ ممتاز ہوئے

جشن متابی الحدائق کو جشن متابی ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقیہ نور نظر آنے لگا فرش
مین سفید مٹلین سفید ہی قالین و ردیوارون پر براق اطلین زر نعت و کھواب کے پردے
مگر وہ بھی روپیلی آرائش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور و شیشے
سفید سانسے چمن اور درختوں کے بھول تمام سفید بیان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غرض کہ
زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا گویا دریائے متاب لہراتا نظر آتا تھا۔

اور عموماً تمام شہر مین ہل افضل گنج سے لیکر وال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر اس راستے مین
ایسی روشنی تھی کہ دن رات مین تیز نہ تھا چار مینار پر چارون طرف دود برقی قندیلیں اور گلزاروں
مین جو نور سے چھوٹے تھے اہل نظر اس سے لطافت و ہمد کا مزہ لوٹتے تھے اسی شب باور چخاند شاہ
خاص دعاء کھلا ہوا تھا اور گورنر جنرل بہادر گورنر جنرل امداس اور کمانڈر انچیف بہادر ہندو دہراس
وہابی وغیرہم معزز یوروپین بہت سے اہم اہل دولت بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے میز سے فراغت حاصل
ہوئی۔ پھر آتش بازی شروع ہوئی انواع و اقسام کی آتش بازی ہزار ہاروپے کی چھوڑی گئی بداس کے
اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ سنے دے سر سے بہادر کو پہلون کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی تواضع فرمائی اور قریب
بارہ بجے دعوتی جلسہ برخواست ہوا چنانچہ اس موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب نے
جو اس اجمال مین نظم کیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

کہ خندان کا ہر نام کو بھی نام و نشان	بندہ احمد بہار آئی ہے کن ہوم سے بیان
سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ و بہا بان جس طرح	سبزہ عارض نورستہ جو دران خبان

بوش گل کثرت بیل سے چمن کا ہے یہ حال
 حمد باری ہے زبان پر تو کہی گل کی شن
 ہیں تروتازہ چمن سبز ہیں کوہ و ہامون
 نہ تو لیلی کی شکایت ہے نہ غزالی قیس
 نہ کیکا کوئی عاشق نہ کسی کا مستون
 پیچ سبیل میں نہ لا کے کے جگر میں کئی دغ
 سر ہکاتا ہے فلک عجز سے خود سے زمین
 ہے کہیں جشن طرب اور کہیں نرم نشاط
 شادیاں نے کہیں بکتے ہیں تو نقارے کہیں
 شہر کا حال کہوں کیا کہ عجب ہے شادی
 ہر گلی کو چہ میں یہ روشنی کا عالم ہے
 اور ہر راہ میں روشن ہیں چراغان ایسے
 روشنی ہے کہیں برقی کہیں متابی کی
 دور تک ایسی تھی یہ روشنی عالم میں محیط
 کو نسی جاے تہا یہاں وہ چراغوں کا ہجوم
 جنبہ یان نصب تھیں اوڑتے تھے پیر پر سر
 چو طرف دہوم مبارک کی سلامت کی صدا
 دل تو پہو لون نہ سایا میرا یہ دیکھ کے حال
 ہاقت غیب سے لے تھے میں صدا یہ آئی

قالب خاکی میں جس طرح سے آجاتی ہی جان
 بلبلیں پھرتی ہیں ہر شاخ پر یوں نغمہ کنان
 محلی سرش کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان
 نہ کہیں دامن صد چاک زیتھا کا بیان
 نہ کیکا کوئی منظر مہم نہ وہ جو رتبان
 چپ ہے سوسن بھی گر کہنے کو رکھتی ہے زبان
 اب وہ چکر ہے کدھر اور وہ گردش ہی کمان
 عیش و عشرت کا یہاں بنگیا ہر ایک مکان
 دہل دہوق سے عشرت کی صدائیں ہیں عیان
 دیکھتے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادان
 سوئی رستہ میں پڑی ہو دے تو ہو جا عیان
 کہ زمین پر مجھے افلاک کا ہوتا ہے گمان
 اوس میں پھرتے نظر آتے ہیں صفاں جہاں
 صاف آتا تھا نظر چشمہ آب حیوان
 آنکھ کی پتلی میں بھی شمع کا ہوتا تھا گمان
 عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہ ہی نشان
 خوب جب پائے گئے محکو یہ عشرت کے نشان
 پر کھلا صاف نہ مجھ پر کہ ہے راز پنہان
 تجھ پہ اب تک نہ کھلا راز نہان اسے نادان

<p>مفتد آج ہی کے دن تو ہوا ہے وہ یہاں میر محبوب علیخان فلک قدر و جوان پوچھتے اور ہو کیا مجھ سے بہلا نام و نشان جس کو سن سن کے کرین و بد مخندان بہاں</p>	<p>جلت تخت نشینی حضور پر نور نام نامی گرامی ہے جہان میں مشہور قد و یاسے عطا بحسب کرم ابر سنا لکھن بر بستہ میں ایک اور بھی مطلع ایسا</p>
---	---

مطلع ثانی

<p>کوئی آزار کسی کو دے یہ جوارت ہی کمان ہے ترے عہد میں اس طرح کا اب اس امان کوئی کہتا بھی زبان سے نہیں اب فشران اس ترے عہد میں حاتم کا مٹا نام و نشان آجکل دست کرم تیرا ہے گوہر انشان کیونکہ ہو قیصر و فقیر ہیں تیرے دربان شیکرون میں ترے میخانہ کے ہو دیگانہاں خواب میں بھی جو ترا دیکھیں وہ بخت جوان جشن جمشید ہے یا رخسارہ طرد و بختان غیرت رستم و سہراب ہے ہر ایک جوان اور تقریر جو سخن تو ہے رشک سبحان عہد میں تیرے ہوا شمس و قمر سے یہ خیال کر کے ظلم و جفا کیونکہ یہ چرخ دوران لے کے تیر کیو اگر نیلے تو سوے میدان</p>	<p>ستم و جور کا عالم سے مٹا نام و نشان کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے عدل و انصاف سے تیرے ہے زمانہ فرم اب سخاوت میں نہیں کوئی تیرا مثل و نظیر کیون نہ ہو جائیں زمانے کے گد امال مال جم و کینخسرو پر وزیر کو نسبت تجھ سے جام جمشید کی کیا تدر ترے دور میں ہو جم و کئے کی ابھی کھل جاتی ہیں آنکھیں یکبار محفل جشن میں تیری نہیں پر وزیر کو بار پہلوانان جہان جمع ہیں لشکر میں ترے تیری تحریر میں مضمین ہزاروں معنی اس زمانے میں نہ ہوتا ہے کوفت اور خوش جانتا ہے کہ ہوا تخت نشین عدل شمار ڈرے مریخ فلک منہ نہ دکھائے تھکے</p>
---	---

<p>انشب برق جہندہ کی اگر پاک اوشما زجر اسوار ہو دین بوسے رکابوں کو تری کیا میں تحریر کردن حال سبک گامی کا وقت رفتار جو تیز روی مد نظر خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سوار قبر میں ہول سے رستم کا جگر پٹ جائے</p>	<p>باد صحر کی نظر سے بھی ہوا یکدم میں نہان دیکھیں تھکوا اگر شاہ سواران جہان جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہوش صورت برق نظر سے ابھی ہو جائے نہان دل سے جس طرح کہ بات آئے کوئی تائز بان یک بیک آئے جوستی میں تیرا پیل دمان</p>
---	--

دعا

<p>ختم کر ختم قصیدے کو دعا پر مازم نظر آتی رہے جب تک کہ فلک میں گردش نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر بیتک در سے مشرق کے نکلتا رہے میرا نور جس طرح پانی کو دریا میں روانی ہے مدام نظر مہر ہوا حباب و مصاحب پہ تری خیر خواہان ریاست جو ہیں آباد رہیں خضر سے بڑھ کے خدا تیری کرے عمر دراز جلسہ تخت نشینی ہو مبارک کتب کو</p>	<p>اوس کا مدح بنے کتبہ میں یہ طاقت ہو کمال سطح خاک کا پانی یہ ہے جب تک کہ نشان غمزہ و نماز دادا ہاے حسنین جہان اور جب تک کہ ستاروں کا فلک پر ہو نشان یوں رہے حکم جہان میں تیرا ہر روز روان اور دشمن ہوں تر سے قابل شمیر و نشان تر سے بدخواہ جو ہیں اونچے ہو قہر نیردان آشنا رہتی ہے اس جملہ سے ہر وقت زبان دل سے آتا ہے یہی حوت میرا تباہ زبان</p>
---	--

انفاد کونسل آف سیٹ | اسی سال سلخ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ کونسل آف سیٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلیٰ حضرت اقدس داعی اور ارکان میں نواب سالار جنگ منیر الدین بہادر اور راجا جیان مہاراجہ زرنند پرشاد بہادر پیشکار اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامراء امیر کبیر سرخوردشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامراء
 اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر اور نواب میر سر فرز حسین خان
 بہادر اور متحد مجلس مولوی سید عین موئن جنگ بہادر اور علحضرت اقدس واعلیٰ نے اجلاس فرما کر
 ارکان مجلس کے روبرو رخداد فرمایا کہ آج شاید دارالسلطنت حیدرآباد کی تاریخ میں یہ اول
 روز ہے کہ یہاں کے امراء عدلت بالا اتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کاموں میں مدد
 دینے کے واسطے جمع ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ایسی تجویزوں کا بہت کم رواج ہے مگر اب
 سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھ کر ہندی ریاستوں میں بھی کچھ کچھ شروع ہو چلا ہے۔ میری
 بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو مجھے امید ہے کہ جن امراء کو میں نے انتخاب کیا ہے ان سے
 جنگجو اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور میں یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری
 امور میں راہ نمیکر اور سب ملکر بالاتفاق کام کریں گے آپ لوگ اگر چاہیں تو اپنے ملک کی
 بہت بہلائی کر سکتے ہیں اور ملک کی بہلائی میری بہلائی اور عین آپ کی اپنی اس واسطے میں ہرگز
 پسند نہ کروں گا کہ کوئی رکن اپنی رائے کے خلاف میری رائے کی تقلید کرے بلکہ مجھے
 یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ میں نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھ آزادانہ رائے دینگے
 البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہو گیا ہو پھر اس میں خلاف کرنا جائز نہ ہو گا خواہ رائے
 کسی رکن کی اس کے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت
 مد نظر ہے میں نہیں چاہتا ہوں کہ کسی کے واجبی حقوق تلف ہوں میں سرکار اور رعایا دونوں کے
 حقوق کی یکساں رعایت کروں گا اور امراء کی بھی ادنیٰ قدر رعایت کروں گا جس قدر غربا کی
 اور میں امید کرتا ہوں کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کریگی اور بہ صلح و احتیاط بالاتفاق اپنی خدمت
 ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہیں ان کو میں جلد آپ لوگوں کے پاس بھیج دوں گا

کونسل کی کارروائی بلا کم و کاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مہینے میں دو بار سہ ہفتہ کے روز کونسل منعقد ہو کر گی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اس واسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہیں ہو سکتا آئندہ جلسے سے کام شروع ہو گا۔

پھر نواب ثمن شیر جنگ بہادر نے اعلیٰ حضرت اقدس داعی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمے عرض کردن بعد حصول اجازت نواب ثمن شیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر سناں خداوند ثمن اعلیٰ حضرت اقدس داعی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کر کے ہمارے سر پر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے جوہر کھلین گے اور ہماری قدردانی ہوگی۔

اور اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن نوروز و سرفرازی اور اسکے تیس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز شنبہ کو جشن نوروز کا خطاب و منصب کا ذکر ترتیب پایا اور دربار اعلیٰ حضرت اقدس داعی بآئین شایستہ منعقد

ہوا۔ ارکان دولت و اخیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوئے اور ترقی و منصب کے احکام

سنائے گئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ و اضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میر وزیر علی سیاح

صاحبزادہ کو نہ ہزاری منصب بہت ہزار سوار از انجملہ چار ہزار یک سپہ و چار ہزار دہ اسپہ علم

و نقارہ و پالکی جھالدار بہ خطاب خانی و بہادری برقرار جنگ و آصف یار الدولہ آصف یار

اور منیر الدولہ بہادر کو نہ ہزاری منصب پچھنزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالدار اور خطاب

مختار الملک عماد السلطنہ اور شجاع الدولہ بہادر کو منیر الملک خطاب و بہت ہزاری منصب

چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالدار اور سعید الدولہ کو سعید الملک خطاب و بہت ہزار و پانچ

منصب دو ہزار پانچ سوار علم و نقارہ و پالکی جھالدار اور نواب میر اکبر علیخان بہادر کو اکبر جنگ

خطاب اور دویزہاری منصب و ایک ہزار سوار عطا ہوئے اور دار السلطنت حیدرآباد کی خدمت
 کو توالی پر ۳ جمادی الثانی کسرفرازی پائی۔ اور محمد علی منتم تقسیم منصب داران کو خانی و بہادری کا
 خطاب اور ایک ہزار منصب۔ اور صادم جنگ بہادر بخشی کو عزیز الدولہ خطاب اور دویزہاری منصب
 و دویزہار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب
 دویزہار سوار علم و نقارہ۔ اور اکرام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب
 دویزہار سوار علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چار ہزاری منصب
 دویزہار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالدارہ اور میر تھور علی کو خانی و بہادری اور مختاریار جنگ
 خطاب دویزہار منصب یک ہزار سوار علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب
 دویزہاری منصب و یک ہزار سوار علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری
 منصب و پانصد سوار علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت شہر جنگ خطاب دویزہاری
 منصب پانصد سوار علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری محمد جنگ خطاب دویزہاری منصب و یک ہزار
 سوار علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایک ہزاری منصب اور اکرام اللہ خان کو
 خانی و بہادری نواب یار جنگ دویزہاری منصب پانصد سوار علم و مولوی سید حسین علی یار خان
 بہادر موتمن جنگ خطاب اور دویزہاری منصب پانصد سوار علم اور مولوی محمد علی علیخان کو
 خانی و بہادری منیر نواز جنگ خطاب اور دویزہاری منصب پانصد سوار علم اور سید حکیم اللہ خان
 بہادر کو قادر جنگ خطاب دویزہاری منصب و یک ہزار سوار علم۔ اور حکیم فیض اللہ خان کو
 خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایک ہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیقی کو خانی و
 بہادری خطاب ایک ہزاری منصب اور مرزا محمد علیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور
 دویزہاری منصب سوار علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یک ہزار پانصدی

منصب۔ وحکیم مرزا علی کو خانی و بہادری و حکیم الممالک خطاب یکنہار و پانصدی منصب
اند گجان پرشا و کوراجہ بہادر خطاب دہنہاری منصب یکنہار سوار و علم و ایسری پرشا و کوراجہ
بہادر خطاب یکنہاری منصب پانصد سوار و علم اور سوامی راؤ کوراجہ بہادر خطاب
سہ و یکنہاری منصب عطا ہوا۔

اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے شکار کا

اسی سال حضرت عبد گانغالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
ذکر اور دادری فریادیون کی شکار گاہ پر

قرار پایا اور سواری مبارک اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ ۶ شعبان بروز شنبہ پنجانب شکار گاہ
روانہ ہوئی اور ہم کاب سعادۃ نقاب رزڈنٹ صاحب بہادر اور نواب میر لائق علی خان
عماد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار کا اور نواب فسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ
بہادر مہ خدم و حشم ساڑھے گیارہ بجے رات کو نہفت فرماے شکار گاہ ہوئے اور صبح کے
۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہنچی پھر وہاں سے بسواری اسپ خاصہ موضع میلواڑہ
خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ نے شکار گاہ کا رخ لیا اور ایک شیر کو
بندوق سے مار ڈالا۔ اوس روز راستہ میں ایک مقام پر رمایا نے استغاثہ پیش کیا اونکی دستہ میں
اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ تے لین اور اوسپر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب مالیشا
بہادر بارگاہ سلطانی میں باریاب ہو کر جام سلامتی اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کا نوش کیا۔ اور
کھڑے ہو کر مبارکباد دیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ
نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوئے ہیں بلکہ شکار کے سایہ ہی
اپنے ملک کی رفاه کی طرف بھی توجہ فرماتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ جب سواری مبارک
شکار گاہ پر رونق افروز ہوا کر لگی اور جس قدر شیر و ن کا شکار فرمائیں گے احیاط اور شکاریہ

دخرا بیان بھی ملک کی دور ہو جائیں گی۔ اور میں زیادہ تر شکر گزار ہوں کہ شکار میں شریک رہا اور معانداری بھی آرام سے ہوئی۔ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ نے سر اولیور سنڈ جان ریڈنٹ کی طرف مخاطب فرمایا کہ میں بھی مشکور ہوں کہ آپ نے میری صحت کا پیالہ نوش فرمایا اور مبارکباد دی اور شکار گاہ ہی پر ۸ شعبان کو بالمشافہ مدارالمہام سرکار عالی کے دریافت مستغنی آغاز ہوئی چنانچہ کوتالی کے مستغنیوں کی شکایتوں کے مفدمات سردار دلیرانہ بہادر نے صبح ہی مرتب کر لیے اور اسکے ملاحظہ پر ظہور الدین امین سیٹھ اور یوسف علی جمعدار اور محمد علی دفعدار موصول کر دیے گئے اور مولوی چراغ علی نے صفیہ مالگنداری کے متعلق شکایتوں کو تسلیم نہ کیا اور سرسری تحقیقات کر کے مقامی عہدہ داران کے پاس مزید تحقیقات اور رپورٹ کے لیے کاغذات بھیج دیے اور اسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک شیر کا شکار ہوا۔ الغرض اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ سات بجے شام کے بسواری اسپ غرمت فرما سے دارالسلطنت حیدرآباد ہوئے۔ چونکہ شب تاریخی خرامان خرامان سواری مبارک اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ اسٹیشن ناندگی پر آئی اور وہاں سے بعد تناول خاصہ بسواری اسپنٹل ٹرین روانہ حیدرآباد ہوئے اور پانچ بجے صبح کے داخل مجلس رہوئے۔

اور اسکے تیسرے ہی عہدے میں پندرہویں نوبت ہجری ذاب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک مدارالمہام سرکار عالی کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہاں پہونچکر گورنر جنرل بہادر سے ملاقات فرمائی اور چند ہی روز بعد وہاں سے روانہ ہو کر بروز چہار شنبہ دوسری محرم ۱۳۸۲ء کو داخل بلدہ ہو گئے اور انہیں ایام میں بذریعہ لارڈرپن گورنر جنرل بہادر و سراسے بند منجاب ملکہ معظمہ فیض بند کے اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے لیے نائٹ کرنیڈ کمانڈر استار آف انڈیا خطاب اور بارگاہ عالیہ میں خریطہ پیش ہوا۔

اور ۹ صفر ۱۲۳۰ ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر ولایت سے بہی داخل ہوئے
 اور ۲۴ صفر کلکتہ پہنچے۔ لارڈ پین صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کر کے
 ایوان خاص میں داخل کیا اور خود غزہ ربیع الاول شام کے وقت بہی سے سواری جہاز
 ولایت کی طرف روانہ ہوئے۔

لارڈ پین کی وجہ بعض قوانین و تنبیخ کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوئے
 رعایا سے ملک ہند کی نظروں میں ہر دلوں پر تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی زار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک
 عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبدالرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی میں دعوت
 دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ
 بھی آئے ہوئے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی میں علاوہ تحائف وغیرہ کے
 اڑتالیس لاکھ بایس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوئے جس میں سے فقط چار لاکھ روپیہ
 نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ
 اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی میں خرچ ہوا۔

مندگافالی متوالی کے سفر اور اسی سال ۲۲ رجب ۱۲۳۰ ہجری بروز جمعہ اعلیٰ حضرت قدس و علی
 بجانب نیلگری کا حال بطور ہماخوری کے نیلگری کی طرف غمیت فرما ہوئے اور ہمارے

سعادت انتساب بہار المہام سرکار عالی و عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سرسماخان
 بہادر اور نواب عواد تراز جنگ بہادر و منیر لواز جنگ بہادر و موتمن جنگ بہادر و محبوب یارا
 بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی ممدی حسن مستحق از جنگ بہادر و
 اسٹاموشتری صاحب و صاحب مرلی منور بہادر وغیرہ رونی افروز ہوئے اور وہاں پر

دوم جو لوگ سنگن کے واسطے باغون میں جانا چاہیں وہ بلا کسی بابے اور سامان خوشی کے باغون میں جا کر پوجا داکر سکتے ہیں۔

سوم تکما باہر لیکر نکلیں۔ اور ہندو لوگ اپنے اپنے گہروں کے چوٹے چوٹے دیولون میں بھی باجانہ بجائیں۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون میں جو محاط ہوں وہاں دیولون کے احاطے کے اندر ہندو سیوا پوجا معمولی بابے کے کر سکتے ہیں۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نہ نکلیں اور مسلمان مندروں کے اندر سیوا اور پوجا میں کسی قسم کی مزاحمت نہ کریں۔ ہندوؤں کے گہر کی چھوٹی چھوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنیٰ ہیں۔ اور جہنڈے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائیں۔ اور جو رسوم کہ جہنڈوں کے نصب سے متعلق ہیں مثل ذبح گوسفند وغیرہ وہ بھی اسی روز ادا کیے جائیں۔

اگر کوئی شخص خواہ ہندو یا مسلمان اس حکم کے برخلاف کر گیا مجرم مقصور ہوگا اور اس کی نسبت حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔

العقاد مجلس انتظام اور غزہ محرم سن ۱۳۸۵ میں ایک مجلس بنام ذوالانتظام صرف خاص منقذ صرف خاص کا ذکر ہوئی جس کے میر مجلس سی کلدارک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس

برالدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر اور معتد مجلس مولوی سید یوسف الدین رحمان اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرف خاص متعلق تھا۔ مگر اسکے توڑے ہی نہا بعد مجلس برخاست ہوگی اور نواب سید عبدالرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت ہندی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیٰ حضرت اقدس علی بجانب مداس | اودھ ۴ جمادی الاول ۱۲۸۵ ہجری صحیح کے ائمہ کے

اعلیٰ حضرت اقدس واعلیٰ عازم مدراس ہوئے ہر کتاب سعادت انتساب مدارالمہام سرکار علی
مہرزینٹ کارڈ می صاحب بہادر اور لڑاب موتمن جنگ بہادر اور لڑاب فسر جنگ بہا
اور لڑاب محبوب یار جنگ بہادر و لڑاب مختار یار جنگ بہادر اور لڑاب منیر لڑاب جنگ بہا
اور مولوی مہدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمود صاحب
اور ستر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوئے۔

اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا د خانی جہاز کلا یو نامی بھی ریل
مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگر انداز ہوا۔

شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر جا بجایر قین رنگارنگ اور کمانین
خوش وضع لگائی گئی تھیں واکسرا کے جہاز پر سے اوترتے ہی اس شلک توپین سلامی کی
سرہوین اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس میں جا اوترے اور اسی
شب نو بجے ۲۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار ہوا۔

سواری مبارک اعلیٰ حضرت کے دیکھنے کے لیے ادس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے
عدہ باغ کو جاتا ہے ہزار ہا مخلوق خدا کا اثر دھام تھا اور اعلیٰ حضرت اقدس واعلیٰ کی تعظیم کے
واسطے پندرہویں مدراس پلٹن کے سوجوان کا ایک نفیسی گارڈ مہ بیانڈ و نشان استادہ
کیا گیا تھا اعلیٰ حضرت اقدس واعلیٰ کی ٹرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فیل
قلو مدراس سے ۲۱ ضرب توپوں کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیٰ حضرت اقدس واعلیٰ سواری
بگبی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈی گارڈ گورنری مونٹ روڈ پر
سے ہوتی ہوئی داخل عدہ باغ ہوئی یہ بیخ خاص خیر النساء بیگم صاحبہ کا ہے جو لڑاب کرناٹک
مرحوم کی بیگم ہیں۔ دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس میں اعلیٰ حضرت اقدس واعلیٰ

گورنٹ ہوس میں رونق افروز ہوئے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تنہا ہی دیر بعد
مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوئے اوسی روز شام کے ۴ بجے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس
بھی عمدہ باغ میں قیام گا اعلیٰ حضرت اقدس علی پر اکرم اسم باز دید ادا فرمائے۔

الغرض سرکار انگلری و اہل اسلام مدراس اور ہندو نے اعلیٰ حضرت منڈگالہ نامی کے خیر مقدم میں کوئی
دقیقہ اٹھا نہیں کیا اور انجمن اسلام اہل ہند مدراس نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعلیٰ حضرت اقدس علی
میں گزرائے اسکے جواب میں اعلیٰ حضرت اقدس علی نے ارشاد فرمایا کہ میں بہت مسرور اور خوش ہوا
کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اس قدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور
اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشیں جو میری جانب ظاہر کی ہیں میں اون کا شکریہ ادا
کرتا ہوں اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ میان کی قلیل اقامت کی بہت خوشنمایاں و کار میں اپنے ہمراہ واپس
لیجاؤں گا۔ اور اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ نے پانچزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کشن پورس غریبا کو تقسیم فرمائی
اور اوسے شب عمدہ باغ میں کثرت سے روشنی ہوئی اور آتش بازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیر النساء بیگم
کی طرف سے اعلیٰ حضرت اقدس علی کی ضیانت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس میں رہ کر ۲ جمادی الاول سن ۱۲۵۶ ہجری ۳۰ منٹ
رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوئے اور صبح کو جہاز نگر انداز ہو کر سمت کلکتہ
اور انہیں ایام میں قیام میں اعلیٰ حضرت بندگان کا دوا و اب سہ سالار جنگ لائق علیجان
عماد السلطنت ناچاتی ہو گئی۔ اوس ناچاتی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑا
دیا کہ مصالحت نامکں ہو گئی بلکہ کشش اور تلخی میں روز افزون ترقی ہوئی گئی اعلیٰ حضرت بندگان
سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھ بجے دن کو منہ عدم و ششم دار السلطنت حیدر آباد کا
ادارہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دارالخلافہ حیدر آباد میں رونق افروز ہوئے

۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سرہنیں اور فوج باقاعدہ سنے سلامی ادا کی۔ اور اہلکاران و افسران پولیس متعلقہ نواب اکبر جنگ بہادر کو توال دارالسلطنت حیدرآباد سوار مبارک کے انتظام اور اہتمام میں مصروف تھے۔

اور امیر وزیر کی باہمی مصالحت کے لیے سلطنت کے بعض دوراندیشوں کے سوا گورنمنٹ انگریزی نے بوجہ ذاتی لقمہ رنواب مختار الملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی چنانچہ میلی صاحب سابق ریڈینٹ حیدرآباد منجانب گورنمنٹ ہند فخریہ مصلحت بھیجے گئے مگر کوئی مفید اثر مرتب نہوا بالآخر خود لارڈ ڈفرن کی فیصلہ کے لیے تشریف فرمائے بلدہ ہوئے انہوں نے بھی جبرائیل کے اور کچھ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو اعلیٰ حضرت کا پریویٹ سکرٹری مقرر کر کے دارالمہام کے تعلقات کو بہت کم دیا گیا پریویٹ سکرٹری دارالمہام تھے یہی پریویٹ سکرٹری آئندہ کے نقصانات کا سخت خوف دلا کر نواب عماد السلطنت سے استعفا دلایا اور اس طرح یہ سلسلہ وزارت غمگینہ شکست ہوا۔

مزدولی نواب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک	چنانچہ اس کے پیر میں نواب میر لائق علیخان بہادر
خدمت وزارت اور سر فریازی خلعت وزارت	سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش
سر آسمان جاہ بہادر کا ذکر	کر دیا چند روز تک اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ علیہ السلام

ملکہ و سلطنت نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت میں لیکر انصرام کار فرمایا اور پیشی میں اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے امور دارالمہامی کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کا گڈا رہے مگر اسکے چند ہی روز بعد آخر شہنشاہ مجرمین نواب فخر جنگ بقیۃ الدولہ عماد الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظفر الدین خان سر آسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سر فریازی پائی اور عنان حکومت وزارت سبھالی چنانچہ تاریخ وزارت جناب خان داغ دہلوی لکھی ہے یہی ناظرین ہے

تاریخ وزارت

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک کن قابل مرح و دعا بن لایق وصف و ثنا یہ ولاور ہے سکتا روہ بہادر بہمن حبذا خاقان دوران مر جانا اب عہد یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریا سے زلال	پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر اوس سے جان آرام میں اس سے دل را پذیر کیون رہے ملک کن میں نام کو بھی اب فقیر
--	--

داع تاریخ وزارت اتفاق شد سے لکھ

مرد ماہ آسمان نورین شاہ و وزیر

۱۳۰۵

ایضاً

ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تہا

وزیر شہنشاہ سر آسمان بہا

۱۳۰۵

ملا آج نواب کو خاص خلعت

کئی داع نے خوب تاریخ اسکی

انتظام ملکی کی اصلاحیں اور اسکا انتظام وقیم ملک قلم و سرکار نظام کا حال	اب بین ختم کرتا ہوں اسکو انتظام ملکی کی اصلاحوں اور تقسیم ملک قلم و سرکار نظام پر واضح ہو کہ ملک سرکار کا کی ضلع بندی
--	--

کی گئی اور وقت پہلے تو ہر ایک ضلع میں ایک عدالت قائم ہوئی تھی اور عدالت ماتحتی عدالتا صدر میں مرا فہ دیا
ہوتے تھے اور ان کا مرا فہ خود وزیر اعظم دارالہمام دارالسلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تھا۔ پہلے ایک مجلس
عالیہ عدالت خاص دارالسلطنت حیدرآباد میں قائم ہوئی جس میں عدالتا اضلاع قلم و کے مرا فہ سنے جانے لگے
اور اس میں ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچھ سیدی سپاہی قاعدے باندہ دیے گئے تھے جب
اعلیٰ حضرت تاجدار اعلیٰ تخت نشین ہوئے تو اسکے انتظام دورستی کی طرف توجہ فرمائی سب سے پہلے صدر
لورنگ آباد میں دیوانی کے کاموں کو علحدہ کر کے عدالتا منصفی قائم کی گئیں اور چار ضلعوں پر ایک اعظم عدالت

اور سمت میں ایک ناظم صوبہ کا تقرر ہوا جس کے فیصلہ کا آخری مراجعہ دارالسلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت
ہائی کورٹ میں ہوتا ہے اور اس کیلئے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اس طرح عدالت کا دیوانی اور فوجداری
کا ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور سب سے بڑھ کر یہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور
افسروں کی تنخواہیں بڑھادی گئیں جس خدمت زمانہ سابق میں چھ سو روپیہ ماہوار تھی دو دو ہزار روپیہ ماہانہ پر
اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منشاء سرکاری ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضوں کو راہ نہیں اور اس کے پردہ
میں انصاف کو بچھڑیں اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لیے کچھ عذر باقی نہ رہے۔ پھر اس خیر اندیشی
کے ساتھ یہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہاں کسی افسر نے کوئی خطا کی وہیں بید ہٹ کر اس کو قرار واقعی
مزد دیا جائے۔ اور انہیں دنوں میں دارالسلطنت حیدرآباد میں بنظر آسائش خلق اللہ بذر بعلون کے
آبرو سانی کی گئی اور انہیں ایام میں حکمہ ربطری بھی قائم ہوا اور دارالسلطنت کے انتظام کے لیے چار
وزرا کا تقرر ہوا جن کا وزارت صیفہ فوج پر راجہ راجایان ہمارا راجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیفہ عدالت
سرکار کے امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان مقدر جنگ مشیر الدولہ خیر الملک بہادر اور وزارت صیفہ
مالگزاری سرکار کے نواب فضل الدین خان بہادر سکت درجگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر کے
تفویض ہو رہی ہو صیفہ وزارت کو تو الکی ہا سرکار کا وغیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ اقتدار الدولہ اختیار
بہادر پائے اور ان کے اقتدارات کے لیے جدا گانہ قواعد مضبوط ہوئے مگر ان چاروں وزراؤں
پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور جوابہ امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک قلم و سرکار نظام چار صوبوں اور پندرہ ضلعوں پر منقسم
کیا گیا اور ہر ایک صوبہ میں ایک صوبہ دار کی اور ایک ضلع قلعہ دار کی حکومت رکھی گئی جس کے اسماء ذیل میں ہیں۔

ناظرین میں۔۔۔ صوبہ درنگل

صوبہ درنگل ست شرقی میں واقع ہے اور اس کے حدود راجہ میں۔ حد شمالی ضلع ایکنڈل۔ حد جنوبی

دریا سے کرشنا۔ حد شرقی دریا سے گوداوری۔ حد غربی ضلع لنکس گور دریا پور ہیں۔

اور اس صوبہ کی مردم شماری اکس لاکھ باون ہزار تین سو پچانوے اور آمدنی تینتالیس لاکھ
ترہین ہزار تین سو روپیہ ہے رقبہ (۲۰۴۰۰۰) میل مربع اور اس صوبہ میں تین ضلع اور ایک ضلع
اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہیں۔

ضلع اطراف بلدہ متعلقہ اور ضلع اطراف بلدہ دارالسلطنت حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی
صرف خاص کا تذکرہ حد شمالی ضلع بیدر میدک ایلگنڈل جنوب میں ضلع محبوب نگر اور
مغرب میں ضلع گلبرگ اور مشرق میں ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع
اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکھ سے کچھ زائد ہے اور کل
دیہات اس میں (۱۴۴۳) واقع ہیں اور یہ ضلع چار سمنوں پر منقسم کیا گیا ہے اور ایک تعلقہ
ٹیلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی سمت شرقی و سمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ
دیوانی میں تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہیں۔

ضلع درنخل کے حدود درنخل کی حد شمالی ضلع یلگنڈل۔ حد جنوبی دریا سے کرشنا اور مشرق
اسکے تعلقات کا ذکر میں دریا سے گوداوری و ضلع مچھلی بندہ متعلقہ سرکار انگلری اور
مغرب میں ضلع نلگنڈہ و یلگنڈل۔ رقبہ (۹۷۷۹) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹)
اور آمدنی اس ضلع کی سالانہ سترہ لاکھ ترہین ہزار نو سو روپیہ اور اس میں کھم اور بدھ
و پالو پچہ اور پاکھال اور کند پکنڈہ اور وردنا پیٹہ اور ورنخل و پرکال اور چریال ایسے نو
تعلقات ہیں اور ہر ایک تعلقہ میں ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک پولیس اور دو دو
مدرسہ تعلیم کے لیے ہیں۔

ضلع نلگنڈہ کے اربعہ حدود اور تعلقات کا تذکرہ اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمال میں ضلع

ورنگل جنوب میں دریا کے کشنا۔ مشرق ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ رقبہ (۸۱۳) میل مربع اور مردم شماری (۶۲۷۶۱۷) آمدنی سالانہ بارہ لاکھ تیس ہزار چار سو روپیہ۔ اور اس ضلع میں پانچ تعلقہ منقسم ہیں۔ تلگنڈہ۔ دیول پٹی۔ دیور کٹہ۔ سرپا پیٹہ۔ اور ہر تعلقہ میں ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کو توالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہیں۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اور ضلع محبوب نگر کے حدود یہ ہیں۔ شمال میں اطراف بلدہ جنوب اربہ اور تعلقات کا ذکر میں دریا کے کشنا۔ اور مشرق میں ضلع تلگنڈہ اور مغرب میں گلبرگ شورا پور ورا پچور۔ رقبہ (۵۵۷۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۶۷۹) اور یہ ضلع آٹھ تعلقوں پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگر کر نول۔ کو ملیکٹہ۔ ناراین پیٹہ۔ کتل۔ کلو کرتی۔ چوچرہ۔ دیور کدرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امر آباد و پرگی کی دو پٹیان۔ جس میں نائب تحصیلدار ہیں اور باقی آٹھوں تعلقوں پر ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہیں۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی میں واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان گنگا اور دریا سے وردھا۔ بڑاڑ اور مالک متوسط۔ جنوب میں اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق میں گودا آندی اور وردھا۔ مغرب میں پرہنی دنانڈیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع آبادی کل صوبہ کی (۹۱۸۰۰۰) اور یہ صوبہ چار ضلعوں پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود ضلع میدک جسکو گلشن آباد بھی کہتے ہیں اسکے شمال میں ضلع اندور اربہ اور تعلقات کا ذکر جنوب میں اطراف بلدہ مشرق میں ضلع یلگنڈل مغرب میں ضلع بیدر ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(۳۵، ۳۶) اور یہ ضلع پانچ تعلقوں پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر تعلقہ میں ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو مدرسہ تعلیم کے لیے کل تعلقوں کے نام یہ ہیں۔
میدک۔ ٹیکمال۔ اندول۔ ریم پیٹ۔

ضلع اندور اسکے تعلقات و حدود ارضی کا تذکرہ و سمت تعلقہ میں ضلع میدک مشرق میں ضلع بلگنڈل۔ اور مغرب میں مانجرا۔ اور گو داوری ندی۔ و اضلاع نانڈیڑ و پرہنی جسکا رقبہ (۴۷۰۴) میل مربع اور سالانہ محاصل اکیس لاکھ چھ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۹۵۹۸) ہے اور یہ ضلع نو تعلقوں میں قسمت کیا گیا۔ اندور۔ بودھن۔ ارمور۔ نرمل۔ اوس۔ نرسا پور۔ یلارڈی۔ بلولی۔ ادلور۔ بالنواڑہ۔

ضلع بلگنڈل کے حدود ارضیہ اور ضلع بلگنڈل کی حد شمالی سرپورتانڈور ہے جنوب میں اور اسکے تعلقات کا تذکرہ اطراف بلدہ اور ضلع ونگل مشرق میں حد ریاسے و ردھا مالک متوسط منڈ اور مغرب میں حد ضلع میدک اور اندور کے ضلع ہیں کل رقبہ (۷۸۸) میل مربع اور آبادی (۱۹۷۶۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ بیس ہزار ہے اس میں آٹھ تعلقہ ہیں اور ہر تعلقہ میں دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کو توالی ہے جسکے نام یہ ہیں۔ کریم نگر۔ ملنگور۔ پلاس۔ سپور۔ گجوبیل۔ چتور۔ ہما دیو پور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اسکے حدود اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیر راجہ راسے ریان و ضلع نانڈیڑ اور اربعہ و تعلقات کا ذکر۔ جنوب میں تعلقہ بہا لکی و دھاراسیون اور مشرق میں ضلع اندور و میدک اور مغرب میں ضلع بڑی رقبہ (۲۶۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۹۰۱۹۸۴) آمدنی سالانہ نو لاکھ چھ ہزار تین سو روپیہ اور یہ ضلع پانچ تعلقوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ بیدر۔

اودگیر۔ انگول۔ راجدہ۔ ورول۔ مانگا۔ اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہیں۔

عملداری سرپورتانڈور اور عملداری سرپورتانڈور کے حدود شمالی دریا سے وردہا۔ اور

کے حدود مو تعلقات کا ذکر مان گنگا۔ اور جنوب میں ضلع یلگندل اور اندور و مشرق میں دریا

وردہا اور مغرب میں دریا سے مان گنگا جس کا رقبہ (۵۰۴۲) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکھ

چار ہزار ایک سو روپیہ۔ مردم شماری (۱۹۵۱ء) اور یہ عملداری سرپورتانڈور اور لاہور اور

مانک گڈہ تین تعلقوں میں منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص

کے بھی اس میں واقع ہیں۔

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

یہ صوبہ سمت غربی میں واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی میں ناسک اور ضلع

مفوضہ بڑار اور جنوب میں تلدرک اور بیدرا اور مشرق میں سرپورتانڈور اور مغرب میں

خاندیس اور احمد نگر ہے۔ اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۳۷) اور مردم شماری (۱۹۵۱ء)

آمدنی سالانہ ترشٹہ لاکھ پینتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ میں چار ضلع

واقع ہیں۔ اورنگ آباد۔ بیڑ پرہنی۔ نانڈیڑ۔

ضلع اورنگ آباد کے ضلع اورنگ آباد کی حدود شمالی و غربی احمد نگر۔ ناسک۔ خاندیس اور

تعلقات کا ذکر۔ مشرق میں اضلاع مفوضہ بڑار۔ پرہنی اور جنوب میں گوداوری و

ضلع پرہنی و بیڑ و احمد نگر۔ علاقہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع

اور مردم شماری (۱۹۵۱ء) اور سالانہ حاصل تخمیناً بیس لاکھ ساٹھ ہزار انتالیس روپیہ اور یہ

ضلع آٹھ تعلقوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اورنگ آباد۔ امبڑ۔ بیضاپور۔ پٹن۔ جالندہ پور کٹھ

کانڈاپور۔ بہو کرون۔ اسکے علاوہ اس میں دو تعلقہ صرف کے بھی واقع ہیں۔

ضلع بیڑ کے حدود اربعہ اور ضلع بیڑ کی حد شمالی میں دریا سے گوداوری اور جنوب میں دریا اور تقسیم تعلقات کا ذکر مانجرا اور مشرق میں تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب میں دریا سے سینا اور پہاڑیاں لکھ ڈنگر کل رقبہ اس ضلع کا (۳۸۹۵) میل مربع اور مردم شماری (۶۴۲۷۲۲) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہ ضلع چھ تعلقوں پر مشتمل پذیر ہے۔ بیڑ۔ انبہ جوگانی۔ پاترور۔ کیچ۔ گبورانی۔ ہشتی اور اس میں ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پرہسنی کے اور ضلع پرہسنی کے شمال میں مان گنگا اور اضلاع مفوضہ بڑار۔ جنوب حدود اربعہ کا ذکر میں دریا سے گوداوری مشرق میں ضلع ناندیڑ۔ مغرب میں ضلع احمد ننگ آباد۔ کل رقبہ اس کا (۴۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکھ ستاسی ہزار نو سو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہ ضلع چھ تعلقوں پر منقسم ہے۔ پرہسنی۔ پاتھر تھ۔ حد گاون۔ اونڈا۔ چنتور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر اور ضلع ناندیڑ کے شمال میں ضلع پرہسنی جنوب میں ضلع بیدر مشرق میں دریا سے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب میں ضلع بیڑ۔ کل رقبہ (۴۱۲۲) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۲۵۲۹) ہے اس میں آٹھ تعلقہ واقع ہیں۔ ناندیڑ۔ وگلور۔ مدہول۔ قندہار۔ ساڑ باڑ (لاٹ) بستہ نگر۔ اردھاپور۔ ہینہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بھی واقع ہیں۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہ صوبہ سمت جنوب میں واقع ہے اس کی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریا سے تنگبدرہ ضلع کر نول۔ و ضلع بلہاری۔ حد مشرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب میں

حدود ضلع بہی رقبہ (۱۲۶۳۲) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی پچیس لاکھ بارہ ہزار نو سو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۲۷۳۰۹۹۹) اور یہ صوبہ چار ضلعوں پر منقسم ہے گلبرگہ شریف راجپور۔ لنگسکور۔ نلدرک۔

جنتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قائم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یاد رہیگا۔ جنہوں نے نہایت مالیشان محلات اور بانامات و بازار وغیرہ بنا کر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقت شہر بنا دیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع سیوہ۔ حد جنوبی دریا سے ہے۔ تعلقات کا ذکر۔ اور حد غربی کلاڈگی شورا پور۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت

حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھ بیاسی دو سو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۲۵۸) اور ساتھ قلعہ ان پر یہ ضلع تقسیم پذیر ہے۔ گلبرگہ۔ کٹرنگل۔ سیوہ۔ گورمشکال۔ دھاگات۔ چنچولی۔ جیسوہ۔

ضلع راجپور کے حدود اور ضلع راجپور کے شمال میں دریا سے کرشنا جنوب تک سدرہ۔ تعلقات کا ذکر۔ اور اس۔ مشرق میں دریا سے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب میں

ضلع لنگسکور ہے اور کل رقبہ (۶۹۶۹) میل مربع سالانہ آمدنی تیس لاکھ تیر سو پندرہ دو سو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع میں راجپور۔ مالوی دیوورگ۔ الپور۔ برگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر۔ ایسے چھ تعلقہ ہیں۔

ضلع لنگسکور کے حدود اور ضلع لنگسکور میں چھ تعلقات ہیں۔ لنگسکور اور گنگاوتی۔ تعلقات کا ذکر۔ کشمیری۔ سندھ پور۔ شورا پور۔ اور ضلع ہڈا کی حد شمالی تعلقات

اندولہ اور یادگیر۔ جنوب میں دریا سے تنگسدرہ۔ مشرق میں ضلع راجپور۔ مغرب میں ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بہی کل رقبہ اسکا (۶۶۰) میل مربع اور مردم شماری (۱۲۰۰۱۲) اور سالانہ آمدنی چودا لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر اور نلدرک کی حد شمالی دریا سے مانجرا ضلع بڑی حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگا اور علاقہ بندر بہی سرکار غلط مدار مشرق میں تعلقہ بسا لکی جاگیر پائیگا تعلقہ دہاراسیون ضلع بندر مغرب میں دریا سے سنیا اور احمد نگر علاقہ سرکار غلط مدار تعلقہ بندر بہی کل رقبہ (۳۲۷) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ پچتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۶۶۹۲۷۳) اور اس ضلع میں صرف تین تعلقات نلدرک۔ تلجا پور۔ اور سہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قسمل اور دہاراسیون۔ واسی۔ پر بٹا اصر فخاص کے ہیں۔

اضلاع مفوضہ بڑار

یہ ملک بڑار جو دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنٹ کے فوج کے لیے سرکار انگریزی کو عہد نامہ کی رو سے برائے چندے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامہ سرکار ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال و مشرق میں نالکھ متوسط سندھ جنوب میں صوبہ غزنی و شمالی سرکار کا اور مغرب میں احاطہ بندر بہی اسکا رقبہ (۱۷۷۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۷۳) اور یہ ملک چھ ضلعوں پر تقسیم ہے۔ امراتی۔ ایچچور۔ بلڈانہ۔ دکن۔ باہم۔

حراج گذار را جاؤن کا تذکرہ

سرکار مانی کے قلم و میں راجہ گدوال بسکی آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکٹا اور رانا انا گدی و راجہ سگرو راجہ و پرتی و راجہ ٹیپول و رانی گوبال پیٹ۔ دیسکہ نرکمور۔ راجہ امر چنتا۔ راجہ بالٹوا۔ راجہ دوم کنتھ۔ راجہ چلو اور راجہ پنجولی وغیرہ ہیں۔

جاگیر کے اقسام | اور تسمرو دار السلطنت حیدر آباد میں جاگیرات بھی پانچ قسموں پر
 منقسم ہیں۔ اول صرف خاص اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا
 حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہ تعلقات اس ریاست کے مختلف
 اضلاع میں واقع ہیں اور اسکی جملہ آمدنی اسی نو د لاکھ سے کم نہیں ہے۔ ان تعلقات
 کے معاملات کا تصفیہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے حکم سے بذریعہ نواب آصف نواز ^{ملک}
 بہادر ممتاز صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام میں بڑا حصہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے
 وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پابنگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نو د لاکھ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات
 الہ۔ ناراین کیٹر۔ کوٹ کر۔ گندل واڑی۔ ولندی۔ ہتھنورا۔ جب گڑا۔ یلغڑپ
 سندھو کی۔ چنچولی۔ گلیر جاگیرات صرف خاص وغیرہ جسکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہیں ہو سکتی ہے۔



قطعہ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از

رہنما سے سالکان طریق سمندانی و پیشوار بہروان

مراحل نکتہ والی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب

مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصغوی المتخلص ^{سندھ}

سرشته دار محکمه کو توالی دار السلطنت فی خنم بنیادید آید

سپهر معانی محمد حسین به خلق وفا همچو باد بهار کتاب گرانمایه تالیف کرد همه نسخه را بخش بر پنج کرد همه واقعات سلاطین و ملک کتابست یا نقش تسخیر دل	که داند بمساز ما سنان بصدق و صفا همچو آب روان در احوال شاهان گیتی ستان بیاراست به بخشش را داستان همه حوادث زمین و زمان جهانست یا گلشن بخیران
--	---

ز دل سال تالیف خرسند حبت
بگفتا نشا ط دل خسروان
السلامه

قطعه تاریخ طبع از مولف

طبع گردید است با طرز نگو چون نخست سال تاریخ حسین	مرحبا این نسخه دانش فزا گفت با توف از خان بهما ۱۲۰۳ هجری
---	--

قطعه تاریخ طبع از طبع و قواد صنفه اهل کمال افتخار شعرا سنانک
خیال جناب شاه کریم الله چشتی النظامی المتخلص به عاشق
اعظم ترین خلفا و نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمد و یسنا

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میرا شعر اجنباب میر
احمد علی خان بھسا ورشہید دہلوی

<p>ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامو نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانا عصر منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق کہتے ہین اپنی زبان سحر پیکر اسکو اہل ذوق بحر موانِ فنون گو ہر درج علوم نسخہ تاریخ جو تالیف اونسے ہو گیا</p>	<p>سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل ہمسر سحران و ایل افصح روز ازل یار درویش و امیر و مونس اہل دول اوسکی باتین ہین نبات و شکر و قند و عسل آشنا بھیشال خالق عسہ و وحل ہین جدا گانہ تمامی اسکے حصہ بر محل</p>
---	--

لکھنیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوبیو السلاطین پر کتاب بے بدل
۱۲۱۳ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکیش تہانوی

<p>سلاطین دوران کے کہنے ہیں نقشہ ابھی اسکی تاریخ میکیش لکھو</p>	<p>زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ</p>
۱۲	۱۳

تفصیل

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخافستان نواب
داور جنگ ورا الدولہ داور الملک بہادر دام شوکتہ۔

حق تو یہ ہے کہ سینے آجتک کوئی کتاب ایسی سودمند اور فائدہ بخش نہیں دیکھی میرے
خیال میں یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتوں کا معدن ہے عوام کے لئے
عامتہ اور خواص بلکہ سلاطین جو اخصال خواص ہیں انکے لئے نہایت فائدہ
بخش ہے حکام کے لئے میری رائے میں یہ کتاب رہنمائے شفیق ہے اور اکابر
قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور
عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدر افزائی میں کوتاہی نہ گئی۔

داور الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نے اب اسدیار جنگ اسدیار الدولہ بہادر ایڈیکانگ
عالی حضرت ہند گالغالی دام دولہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب
میں بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ و کعبہ کی رائے سے

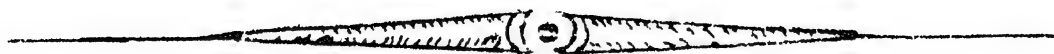
اتفاق کرتا ہوں۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑا ہر مشیل و زیدیم تنہائی
نہیں مل سکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے
اوسکا بیان دیکھنے والوں کی زبان سے پوچھنا چاہئے خداوند تعالیٰ قوم کو
اس کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دی اگر مدارس
میں یہ کتاب شریک کی جائے تو میری رائے میں نہایت سود بخش ثابت ہوگی۔

اسدیار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم مخمور یگانہ عالیجناب نواب مظفر خٹک بہادر خلع
 عالیجناب المناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک اہل لہ تلمیذ مولوی
 ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی۔ این نگارین نور و نامہ فرادان شود
 ازین سرتا آن سر خواندم نگویم چہ مایہ گران آرزو از جہد یافتہ ہم براسے
 ملک و ہم براسے ملک ہم براسے قوم اسلام خاصہ و ہم براسے عامیان
 عامتہ۔ خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدہ حق بین گوئمنٹ گزرد و براہ قدر
 افزا نگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت اہلہ
 این کار نامہ خرد را در مدارس و تعلیمات پذیرا کنند ہم خرد افزا ثابت شود
 و ہم دماغ از وقائع گرانمایہ روشن گردد۔

مظفر خٹک



صحت نامہ کتاب محبوب السلاطین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اور کس کس میں	اور کس کس میں	۶۳	۱۶	چڑھواتے تھے	چڑھواتے تھے
۵	۱۳	اسمیں شک نہیں کہ	بہر تقدیر مولف نے	۶۵	۶	طلم	طلم
۶	۱۲	ازین خانہ بردار گنجینہ ہا	ازین کیسہ بردار گنجینہ ہا	۱۱	۱۶	مار دیا	مار ڈالا
۱۰	۶	دوسری	دوسری	۶۸	۱۷	توقب	توقب
۱۰	۱۳	اور اصطلاح	اور اصطلاح	۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۲۵	۷	گور کے	گور خرنے	۷۰	۱۲	کیا	کیا
۲۵	۸	بہرام گور خرنے	بہرام گور	۷۱	۱۳	آوین	رہین
۲۹	۱۲	مت کرو	مت کرو	۷۱	۱۷	اتالیق	اتالیقی
۳۱	۱۷	گور کی پاگ	گور کی پاگ	۷۶	۶	سیدار عین	سیدار عین
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو	۷۷	۱۶	مطلو مونکی ہی	مطلو مونکی
۳۵	۲	بہادر ہوئے	بہادر ہو	۷۷	۲	حکم موافق رہے	موافق حکم
۳۵	۱۷	سو برس کی عمر رسیدہ	سو برس کی عمر کا	۷۸	۱۸	جو سزا چاہیں دیے	جو سزا چاہی دیے
۴۰	۱۲	خزائنے تھے	خزائنے تھے	۸۱	۱	خلیفہ چاہتا تھا	خلیفہ چاہتا
۴۱	۹	کیا جاتا تھا	کیا جاتا تھا	۸۲	۲	دیکھتے لگا	دیکھتے لگا
۴۵	۶	براہ ظلم و خیر جو کچھ لیا	براہ ظلم و خیر جو کچھ لیا	۸۲	۱۲	بہر ادس لونڈی کو	بہر ادس لونڈی کو
۴۵	۱۰	اوس سے	اوس سے	۸۵	۱۹	ہنسنا	ہنسنا
۵۷	۱۷	غماض	غمازی	۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے
۵۷	۱۹	کرنا چاہئے	کر لی چاہئے	۸۸	۱۰	خلموین انامات فرما	خلموین انامات فرما
۵۷	۶۸	نکرنا چاہئے	نکر لی چاہئے	۹۵	۱۷	محاصل خلافت شروع	محاصل خلافت شروع
۵۸	۶	محبس میں	محبس میں	۱۰۹	۱۱	ورنہ غم کھا لینگا	ورنہ غم کھا لینگا
۵۹	۹	منصور نے	منصور	۱۰۹	۱۷	باس	باس
۶۰	۶	کب میر چشم ہوگا	کب میر ہو سکتا ہے	۱۱۱	۱۰	ہاتھی کی پیشانی	ہاتھی کی پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۴	مندر کا رخ کیا	مندر کا رخ کیا	۱۸۸	۵	مندر کا رخ کیا	۱۸۸
۱۱۲	۱	محمود کوہ غور	محمود کوہ غور	۱۹۱	۱۴	محمود کوہ غور	۱۹۱
۱۱۳	۲	محمود و عمر بستان	محمود و عمر بستان	۲۰۰	۱	محمود و عمر بستان	۲۰۰
۱۱۵	۲	فتح نصیب غازیان ہوا	فتح نصیب غازیان ہوا	۲۰۱	۵	فتح نصیب غازیان ہوا	۲۰۱
۱۱۶	۹	وہ دینار و نکلی	وہ دینار و نکلی	۲۰۴	۱۰	وہ دینار و نکلی	۲۰۴
۱۱۷	۱۷	تقصاغت سے	تقصاغت سے	۲۰۷	۱۲	تقصاغت سے	۲۰۷
۱۲۰	۷	قطع الطریق	قطع الطریق	۲۰۸	۱۹	قطع الطریق	۲۰۸
۱۲۱	۸	مزاہم	مزاہم	۲۱۰	۸	مزاہم	۲۱۰
۱۲۲	۱۱	خونریزوں کے	خونریزوں کے	۲۱۱	۱۱	خونریزوں کے	۲۱۱
۱۲۶	۱۷	عدل و انصاف	عدل و انصاف	۲۱۲	۷	عدل و انصاف	۲۱۲
۱۲۷	۱	ڈرتے ہیں	ڈرتے ہیں	۲۱۹	۱۶	ڈرتے ہیں	۲۱۹
۱۲۹	۴	مرضی پر رکھا	مرضی پر رکھا	۲۵۲	۹	مرضی پر رکھا	۲۵۲
۱۲۹	۱۴	خضر	خضر	۲۸۰	۱۳	خضر	۲۸۰
۱۳۰	۳	علماء	علماء	۲۹۱	۳	علماء	۲۹۱
۱۳۵	۷	کنجواب	کنجواب	۲۹۲	۳	کنجواب	۲۹۲
۱۳۶	۱۳	یا قوت گل رنگ	یا قوت گل رنگ	۲۹۲	۶	یا قوت گل رنگ	۲۹۲
۱۳۶	۵	فرما بردار	فرما بردار	۲۹۳	۳	فرما بردار	۲۹۳
۱۳۷	۷	کندون	کندون	۲۹۳	۱۷	کندون	۲۹۳
۱۳۷	۱۹	سینون	سینون	۲۹۷	۱	سینون	۲۹۷
۱۳۷	۱۸	لاہی	لاہی	۳۱۶	۱۲	لاہی	۳۱۶
۱۳۸	۸	کاروان	کاروان	۳۱۷	۷	کاروان	۳۱۷
۱۳۹	۱	پہرتی	پہرتی	۳۴۱	۵	پہرتی	۳۴۱
۱۴۰	۹	والمنظومون	والمنظومون	۳۴۱	۱۱	والمنظومون	۳۴۱
۱۴۱	۱۳	داودی	داودی	۳۴۲	۸	داودی	۳۴۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۲	۱۸	بیٹا	بہتیا	۳۸۴	۱۲	گورنر جنرل مدراس	گورنر مدراس
۳۹۱	۱۲	اگر	اگر	۳۸۷	۷	مدح	مدح
۳۷۲	۱	سادات بار	سادات بارہ	۳۹۲	۱۲	منقذ ہوگی	مجلس منعقد کی
۱۸	۱۸	کو بمقا	کو مقابلہ	۳۹۷	۳	قیام گاہ	قیام گاہ
۱۹	۱۹	ہونچا یا	ہونچا	۳۹۸	۱۱	وزارت سکونے	وزارت اونسے
۳۸۶	۱۲	شورسیت	شورسیت	۵۰۰	۱۳	افتخار الدولہ	مختار الدولہ
۳۸۷	۱۹	میرے	بڑے				
۳۹۲	۲	ادکڑ	ادکڑ				
۳۹۳	۱۸	لعین لدو	معین الدولہ				
۳۹۴	۳	ہوا	ہوئی				
۳۹۷	۱۳	معالج	معالجہ				
۳۹۸	۱۶	کورنرل	کورنر جنرل				
۴۲۰	۱۳	بہالی مین	بہائیون مین				
۴۲۱	۶	مگر آخر میں	لیکن آخر میں				
۴۲۲	۳	نخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے				
۴۲۵	۵	بچاس ہزار	بچاسی ہزار				
۱۸	۸	بل بنا کر	بل بنا کر دے				
۴۲۸	۲	خملہ کئے تھے	خملہ آدر ہوئے تھے				
۴۵۵	۱۳	دہان پر گور	دہان پر گورنر				
۴۵۶	۱۷	داستانے	دستانے				
۴۵۷	۹	شہوار کے	اور شہواروں کے				
۳۷۳	۱۸	ارشاد فرما	ارشاد فرمایا				
۴۸۰	۱۸	اسلئے نہیں کر	اسلئے نہیں کیا ہو				
۴۸۱	۱۸	دعا دیوں	دعا دیوں				

ضلع بڑکے حدود اور بچہ اور ضلع بڑکے حد شمالی میں دریائے گوداوری اور جنوب میں دریائے
 اور قسیم تعلقات کا ذکر مانجرا اور مشرق میں تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور
 مغرب میں دریائے سینا اور پہاڑیاں لکھہ ڈنگر کل رقبہ اس ضلع کا (۲۸۹۵) میل مربع
 اور مردم شماری (۶۷۲۷۲۲) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ
 ہے اور یہ ضلع چھ تعلقوں پر مشتمل پذیر ہے۔ بڑ۔ انبہ جو گاٹی۔ پاترور۔ کیچ۔ کپورانی۔ ہشتی
 اور اس میں ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پرہسنی کے اور ضلع پرہسنی کے شمال میں مان گنگا اور اضلاع مفوضہ بڑار۔ جنوب
 حدود اور بچہ کا ذکر میں دریائے گوداوری مشرق میں ضلع ناندیڑ مغرب میں ضلع
 اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۷۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکھ ستاسی ہزار
 نو سو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہ ضلع چھ تعلقوں پر منقسم ہے۔ پرہسنی۔
 پاکھری۔ حد گادون۔ اونڈار۔ چنتور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر اور ضلع ناندیڑ کے شمال میں ضلع پرہسنی جنوب میں ضلع بیدر
 مشرق میں دریائے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب میں ضلع بڑار۔ کل رقبہ (۷۱۲۲۱)
 میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۲۵۲۹)
 ہے اس میں آٹھ تعلقہ واقع ہیں۔ ناندیڑ۔ وگلور۔ مدہول۔ قندہار۔ ساڑ باڑ (لاٹ)
 سہسہ نگر۔ اردھاپور۔ سہنسہ۔ اور دو تعلقہ صرف خاص کے بھی واقع ہیں۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہ صوبہ سمت جنوب میں واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریائے
 تنگبدرہ ضلع کرنول۔ و ضلع بلاری۔ حد مشرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب میں

حدود ضلع بمبئی رقبہ (۱۲۶۳۲) میل مربع۔ امد سالانہ آمدنی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نو سو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۲۴۲۰۹۹۹) اور یہ صوبہ چار ضلعوں پر منقسم ہے گلبرگہ شریف راجپور۔ لنگسور۔ تلدرک۔

جب تک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قائم رہیگا تو اب بار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یاد رہیگا۔ جنہوں نے نہایت مالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بنا کر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقت شہر بنا دیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع سید۔ حد جنوبی دریائے بیہرا۔ تعلقات کا ذکر۔ اور حد غربی کلاڈگی شورا پور۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت

حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھ بیاسی دو سو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۲۵۸) اور ساتھ تعلقات پر یہ ضلع تقسیم پذیر ہے۔ گلبرگہ۔ کورنگل۔ سیٹرم۔ گورنگال۔ مہاگاڑ۔ چنچولی۔ جیسورگی۔

ضلع راجپور کے حدود اور ضلع راجپور کے شمال میں دریائے کرشنا جنوب میں تنگہ درہ علاقہ اربوہ اور تعلقات کا ذکر۔ اور اس میں شرق میں دریائے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب میں

ضلع لنگسور ہے اور کل رقبہ (۷۹۷۹) میل مربع سالانہ آمدنی تیسرا لاکھ تیرہ سو نو ہزار دو سو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع میں راجپور۔ مالوی دیوہرگ۔ الپور۔ برگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر ایسے چھ تعلقہ ہیں۔

ضلع لنگسور کے حدود اور ضلع لنگسور میں چھ تعلقات ہیں۔ لنگسور اور گنگاوتی۔ اربوہ اور تعلقات کا ذکر۔ کشمیری۔ سندھ پور۔ شورا پور۔ اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات

اندولہ اور یادگیر۔ جنوب میں دریائے تنگہ درہ۔ مشرق میں ضلع راجپور۔ مغرب میں ضلع

دہاروا علاقہ اعلاطربی کل رقبہ اسکا (۶۶۰) میل مربع۔ اور مردم شماری (۱۴۰۰۶۲)۔ اور سالانہ آمدنی چودا لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر اور نلدرک کی حد شمالی دریا سے مانجرا ضلع بڑے حد جنوبی ضلع بڑے جاگیر پائیگا اور علاقہ بندر بھئی سرکار عظمت دار مشرق میں تعلقہ ہمالی جاگیر پائیگا تعلقہ دہاراسیون ضلع میدر مغرب میں دریا سے سنیا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت دار تعلقہ بندر بھئی کل رقبہ (۳۲۷۱) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ پچتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۶۴۹۲۷۲) اور اس ضلع میں صرف تین تعلقات نلدرک۔ تلجا پور۔ اوسہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قلم اور دہاراسیون۔ واسی۔ پرنبڑا صرف خاص کے ہیں۔

اضلاع مفوضہ بڑار

یہ ملک ہمارے دارالسلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنتھنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہد نامہ کی رو سے برائے چندے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامہ۔ سرکار کا ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال و مشرق میں مالک متوسط مہند جنوب میں صوبہ عربی شمالی سرکار کا اور مغرب میں اعلاطہ بندر بھئی اسکا رقبہ (۱۱۷۷) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۳۶۷۲۷۳) اور یہ ملک چھ شلوں پر تقسیم ہے امراوتی۔ راجپور۔ بیلگان۔ دن۔ یاسم۔

حسراج گذار را جاؤن کا تذکرہ

سرکار مانی کے قلم زمین راجہ گدوال مسکی آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکٹا اور رانا ناگندی و راجہ سگوراج و پرتی و راجہ ٹیپولی۔ ورائی گوپال پیٹ۔ دیسکھ۔ نرکمٹرا۔ راجہ امرچنتا۔ راجہ بالٹواڑہ۔ راجہ دوم کٹھ۔ راجہ چلو اور راجہ پنجولی وغیرہ ہیں۔

جاگیر کے اقسام | اور مسلمہ و دارالسلطنت حیدرآباد میں جاگیرات بھی پانچ قسموں پر
 منقسم ہیں۔ اول صرف خاص اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا
 حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہ تعلقات اس ریاست کے مختلف
 اضلاع میں واقع ہیں اور اس کی جملہ آمدنی اسی نو د لاکھ سے کم نہیں ہے۔ ان تعلقات
 کے معاملات کا تصفیہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے حکم سے بذریعہ نواب صف نواز ^{ملک}
 بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام میں بڑا حصہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے
 وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائنگاہ ہے جسکی کل آمدنی تھینا نو د لاکھ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات
 الٰہ نارا میں کیٹر۔ کوٹ کر۔ گندل واڑی۔ ولندی۔ ہتھنورا۔ جب گڑا۔ یلغڑپ
 سندھو کی۔ چنچولی۔ گلیر جاگیرات صرف خاص وغیرہ جسکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہیں ہو سکتی ہے۔

قطعہ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از

رہنما سے سالکان طریق منجذانی و پیشوا رہروان

مراحل نکتہ والی افضل دوران اکمل زمان عاینباب

مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصنفوی المتخلص ^{سند}

سرشته دار محکمه کو تو الی دار السلطنت فنی خنیم بنیاد و جید آباد

سپهر معانی محمد حسین به خلق وفا همچو باد بهار کتاب گرانمایه تالیف کرد همه نسخه را بخش بر پنج کرد همه واقعات سلاطین و ملوک کتابیست یا نقش تسخیر دول	که داند همه از بهار و بهار بصدق و صفا همچو آب روان در احوال شاهان گیتی شان بیاراست هر بخش را در استان همه حادثات زمین و زمان همانست یا گلشن بخیران
---	---

ز دل سال تالیف خرسندت
گفتا به نشاط دل خسروان
سالیانه

قطعه تاریخ طبع از موقوف

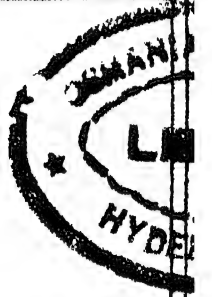
طبع گردید است با طرز نیکو چون ختم سال تاریخ حسین	مرحبا این نسخه دانش فزا گفت با توف ارمغان بها ۱۲۳۴ هـ
---	---

قطعه تاریخ طبع از طبع و قادی صنف اهل کمال افتخار شعرا و نازک
خیال جناب شاه کریم الله چشتی النظامی المتخاص به عاشق
اعظم ترین خلفا و نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت میرزا

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میرا شعر اجنباب میر
احمد علی خان بھسا درشت سید دہلوے

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامو نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانا عصر منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق کہتے ہین اپنی زبان سو پڑ پڑ اسکو اہل ذوق بحر مواج فسون گو ہر درج علوم نسخہ تاریخ جو تالیف اوئے ہو گیا	سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل ہمسر سحبان و ایل افصح روز ازل یار درویش و امیر و مونس اہل دول اوسکی باتین ہین نبات و شکر و قند و عسل آشنا بیشان خالق غنہ و وحل ہین جدا گانہ تمامی اسکے حصہ بر محل
---	---

لکھنیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوبیہ السلاطین پر کتاب بے بدل
۱۲۳۱ھ



قطعہ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکیش تھانوی

سلاطین دوران کے کہنے ہیں نقشہ ابھی اسکی تاریخ میکیش یہ لکھو	زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ
۱۲	۱۳

تفصیل

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخافستان نواب
داور جنگ داوڑ الدولہ داوڑ الملک بہادر دام شوکتہ۔

حق تو یہ ہے کہ سینے آجتک کوئی کتاب ایسی سودمند اور فائدہ بخش نہیں دیکھی میرے
خیال میں یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتوں کا معدن ہے عوام کے لئے
عامتہ اور خواص بلکہ سلاطین جو اخصال خواص میں انکے لئے نہایت فائدہ
بخش ہے حکام کے لئے میری رائے میں یہ کتاب رہنمائے شفیق ہے اور اکابر
قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور
عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدر افزائی میں کوتاہی نہ کیگی۔

داوڑ الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نواب اسد یار جنگ اسد یار الدولہ بہادر ایڈیکانگ
عالی حضرت بندہ گالغالی دام دولہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب
میں بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ و کعبہ کی رائے سے

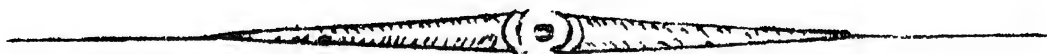
اتفاق کرتا ہوں۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑا ہر مشیر و زندیم تنہائی
نہیں مل سکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے
اوسکا بیان دیکھنے والوں کی زبان سے پوچھنا چاہئے خداوند تعالیٰ قوم کو
اس کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دے اگر مدارس
میں یہ کتاب شریک کی جائے تو میری رائے میں نہایت سود بخش ثابت ہوگی۔

اسد یار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم مخمور یگانہ عالیجناب نواب مظفر جنگ بہادر خلعت
 عالیجناب المناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک زاد اجلالہ ملیہ مولوی
 ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی۔ این نگارین نور و نامہ فراوان بخش
 ازین سر تا آن سر خواندم نگویم چه مایہ گران آرزو در جہند یافتیم ہمہ براسے
 ملک و ہمہ براسے ملک ہمہ براسے قوم اسلام خاصہ و ہمہ براسے عامیان
 عامہ۔ خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدہ حق بین گوئمنٹ گزرد و براہ قدر
 افزا نگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت اجلالہ
 این کار نامہ خرد را در مدارس و تعلیمات پذیرا کنند ہم خرد افزا ثابت شود
 و ہم دماغ از وقائع گرانمایہ روشن گردد۔

مظفر جنگ



صحت نامہ کتاب محبوب السلاطین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اور کس کس میں	اور کس کس میں	۶۳	۱۶	چڑھاتے تھے	چڑھواتے تھے
۵	۱۳	اسمیں شک نہیں کہ	بہر تقدیر مولف نے	۶۵	۶	طسم	طسم
۶	۱۲	ازین خانہ بردار گنبد	ازین کیسہ بردار گنبد	۷۷	۱۶	مار دیا	مار ڈالا
۱۰	۶	دوستری	دوستری	۶۸	۱۷	تغیب	تغیب
۱۰	۱۳	اور اصطلاح	اور اصطلاح	۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۲۵	۷	گور کے	گور خرنے	۷۰	۱۲	کیا	کی
۲۵	۸	بہرام گور خرنہ	بہرام گور	۷۱	۱۳	آوین	رہین
۲۹	۱۲	مت کر	مت کرو	۷۱	۱۷	اتالیق	اتالیقی
۳۱	۱۷	گور کی پاگ	گور کی پاگ	۷۶	۶	سید دارمیں	سید دارمیں
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو	۷۷	۱۶	منظوموں کی ہی	منظوموں کی
۳۵	۲	بہادر ہوئے	بہادر ہو	۷۷	۲	حکم موافق	موافق حکم
۳۵	۱۷	سورسکی عمر رسیدہ	سورسکی عمر کا	۷۸	۱۸	جو سزا چاہیں دے	جو سزا چاہیو دے
۴۰	۱۲	خزانے تھے	خزانے تھے	۸۱	۱	خلیفہ جاسہا تھا	خلیفہ جاسہا تھا
۴۱	۹	کیا جاسہا تھا	کیا جاسہا تھا	۸۲	۲	دیکھتے لگا	دیکھتے لگا
۴۵	۶	براہ ظلم و خیر جو کچھ لیا	براہ ظلم و خیر جو کچھ لیا	۸۷	۱۲	بہراوس لونڈی کو	بہراوس لونڈی کو
۴۵	۱۰	اونے	اوس سے	۸۵	۱۹	منہسا	منہسا
۵۷	۱۷	غاض	غازی	۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے
۵۷	۱۹	کرتا چاہتے	کرتی چاہتے	۸۸	۱۰	نعمتیں ان کے ہاتھ	نعمتیں ان کے ہاتھ
۵۷	۱۰	نکرتا چاہتے	نکرتی چاہتے	۹۵	۱۷	محاصل خلافت شرع	محاصل خلافت شرع
۵۸	۶	مجلس میں	مجلس میں	۱۰۹	۱۱	ورنہ رغنم	ورنہ رغنم
۵۹	۹	منصور	منصور	۱۰۹	۱۷	باس	باس
۶۰	۶	کب میر چشم ہوگا	کب میر ہو سکتا ہے	۱۱۱	۱۰	پیشانی	پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۴	مندر کا رخ کیا	مندر کا رخ کیا	۱۸۸	۵	مندر کا رخ کیا	مندر کا رخ کیا
۱۱۲	۱	محمود کوہ غور	محمود کوہ غور	۱۹۱	۱۴	محمود کوہ غور	محمود کوہ غور
۱۱۳	۲	محمود و عمر بستان	محمود و عمر بستان	۲۰۰	۱	محمود و عمر بستان	محمود و عمر بستان
۱۱۵	۲	فتح نصیب غازیان ہوا	فتح نصیب غازیان ہوا	۲۰۱	۵	فتح نصیب غازیان ہوا	فتح نصیب غازیان ہوا
۱۱۶	۹	وہ دینار و نکلی	وہ دینار و نکلی	۲۰۴	۱۰	وہ دینار و نکلی	وہ دینار و نکلی
۱۱۷	۱۷	قصاعت سے	قصاعت سے	۲۰۵	۱۲	قصاعت سے	قصاعت سے
۱۲۰	۷	قطع الطریق	قطع الطریق	۲۰۶	۱۹	قطع الطریق	قطع الطریق
۱۲۱	۸	مزاہم	مزاہم	۲۱۰	۸	مزاہم	مزاہم
۱۲۲	۱۱	خونریزوں کے	خونریزوں کے	۲۱۱	۱۱	خونریزوں کے	خونریزوں کے
۱۲۶	۱۷	عدل و انصاف	عدل و انصاف	۲۱۲	۷	عدل و انصاف	عدل و انصاف
۱۲۷	۱	ڈرتے ہیں	ڈرتے ہیں	۲۱۹	۱۶	ڈرتے ہیں	ڈرتے ہیں
۱۲۹	۴	مرض پر رکھا	مرض پر رکھا	۲۵۲	۹	مرض پر رکھا	مرض پر رکھا
۱۲۹	۱۴	خضر	خضر	۲۸۰	۱۳	خضر	خضر
۱۳۰	۳	علماء	علماء	۲۹۱	۳	علماء	علماء
۱۳۵	۷	کنجواب	کنجواب	۲۹۲	۳	کنجواب	کنجواب
۱۳۶	۱۳	یا قوت گل رنگ	یا قوت گل رنگ	۲۹۲	۶	یا قوت گل رنگ	یا قوت گل رنگ
۱۳۶	۵	فرما بردار	فرما بردار	۲۹۳	۳	فرما بردار	فرما بردار
۱۳۷	۷	کندون	کندون	۲۹۴	۱۷	کندون	کندون
۱۳۷	۱۹	سینون	سینون	۲۹۷	۱	سینون	سینون
۱۳۷	۱۸	لاہی	لاہی	۳۱۶	۱۲	لاہی	لاہی
۱۳۸	۸	کاروان	کاروان	۳۱۷	۷	کاروان	کاروان
۱۴۲	۱	پہرتی	پہرتی	۳۲۱	۵	پہرتی	پہرتی
۱۴۳	۹	والمستظمن	والمستظمن	۳۲۲	۱۱	والمستظمن	والمستظمن
۱۴۷	۱۳	دادی	دادی	۳۲۴	۸	دادی	دادی

صفحہ	سطر	فصل	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۲	۱۸	بیٹا	بہتیا	۴۸۴	۱۲	گورنر جنرل مدراس	گورنر مدراس
۳۶۱	۱۲	اگر	اگر	۴۸۷	۷	مدح	مدح
۳۷۲	۱	سادات ہار	سادات ہار	۴۹۲	۱۲	منقذ ہوگی	مجلس منعقد کی
۳۷۷	۱۸	کو بھا	کو مقابلہ	۴۹۷	۳	قیام گاہ	قیام گاہ
۳۸۰	۱۹	ہونچا یا	ہونچا	۴۹۸	۱۱	وزارت سکونے	وزارت اونسے
۳۸۴	۱۲	شورسیت	شورسیت	۵۰۰	۱۳	افتخار الدولہ	مختار الدولہ
۳۸۷	۱۹	میرے	بڑے				
۳۹۲	۲	ادکڑ	ادکڑ				
۳۹۴	۱۸	لعین لدو	معین الدولہ				
۴۰۴	۳	ہوا	ہولی				
۴۰۷	۱۳	معالج	معالجہ				
۴۰۸	۱۶	کورنرل	کورنر جنرل				
۴۲۰	۱۳	بہالی مین	بہائیو نمین				
۴۲۱	۶	لکڑا خر مین	لیکن آخر مین				
۴۲۲	۳	نخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے				
۴۳۵	۵	بچاس ہزار	بچاسی ہزار				
۴۴۸	۸	بل بنا کر	بل بنا کر				
۴۴۸	۲	خلم کے تھے	خلم آدر ہوئے تھے				
۴۵۵	۱۳	وہان پر گور	وہان پر گورنر				
۴۵۶	۱۷	داستانے	دستانے				
۴۵۷	۹	شہوار کے	اور شہواروں کے				
۴۷۳	۱۸	ارشاد فرما	ارشاد فرمایا				
۴۸۰	۱۸	اسلئے نہیں	اسلئے نہیں کیا				
۴۸۱	۱۱	وہا دیون	وہا دیون				

خاتم الطبع

سر سبزی گلستان سخن حمد حلیقہ آرا مکن و کان پر اور شادابی و نصارت بوستان کلامت سرور سخن
جان جوین بعد کلچینان گلزار سیر کو فرد ہو کہ ان ایام تازگی انجام میں بہارین چستان سیر و سربازہ جنت
سلاطین دران یہ صحیفہ امیقہ موسوم بہ احکام التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین بعد دست
مدید بادشاہ اسلام علی حضرت قد قدرت خداوند نعمت حضور پر نور رستم دوران سیر محبوبان بہار
ادام شد دولتہ و سلطنتہ جسکی تاریخ (افسانہ و تحسبہ) روان زمان کی عبارت بالکل صادق آہی ہو
(فسانہ خرد آموز سلاطین زمین) کھی جا نوزیبا ہی اور تاریخ اختتام طبع کتاب (گلدستہ لطیف قابل
تاجداران) کا مضمون خبر دے رہا ہو کہ یہ مجموعہ علم و حکمت و بلاغت ہی نہیں بلکہ جامع حالات سلاطین
مستند میں متاخرین اور شاہان گذشتہ سلاطین موجودہ کا پیش بہا کارنامہ و تحسینہ اقوال و اراکے پند نصائح
کا خزائن ہے جو کہ تھوڑے چند جیل سخن آفرین ہنر پرور ششی محمد حسین غانصاحب نے زبور تالیف سے
اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچ کر ناما تاریخ سلاطین عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

بیاب کنندہ دل اہل بصر	بحریت کہ موج آن جز لعل حور است
باسنبل ترز بوستان توصید	ترطیبہ و دماغ اہل تفسرید

اطلاع حق تصنیف محفوظ ہو کوئی صاحب بلا اجازت مصنف و مہتمم مطبع قصد طبع کا نہ فرمائیں
بجائے نفع نقصان نہ اوٹھائیں

